1

خطبات ومکتوبات امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب

نہج البلاغہ (اُردو)

تحقیق علامہ السید الشریف الرضیؒ
ترجمہ علامہ مفتی جعفر حسینؒ

دعوت فکروعمل

اسلام پورہ، لاہور

التماس سورہ فاتحہ

سید مقبول حسین زیدی	بیگم و سید ذوالفقار حسین زیدی مقبل
سید مظفر حسین زیدی	بیگم و سید شبیر حسن جعفری
سیدہ کلثوم بیگم و سیدہ خاتون	بیگم و سید قمر حسین زیدی
بیگم و سید انوار الحق نقوی انبالوی	بیگم و سید صغیر حسین نقوی انبالوی
بیگم و سید ناصر کاظمی	سید کوثر حسین کاظمی
بیگم و سید اختر حسین نقوی انبالوی (کاموکے)	بیگم و سید ممتاز حسین نقوی انبالوی
سید ثاقب حسین کاظمی	سیدہ ثریا جبین کاظمی
مرزا شمیم اختر	مرزا رضا اختر
سردار حسین بختیاری	ذاکرہ نجمہ سردار بختیاری
مخدوم محمد حیات	اشفاق حسین بختیاری
سید اقبال حسین زیدی مقبل	سید انور رضا نقوی
سید محمد جعفر نوشہروی	سیدہ قائمن بی بی

سید آغائے بارھوی	سیدہ بانوئے عالم
سید محمد رضا نقوی	شبیر احمد
سید ظہور حسن رضوی	سیدہ عزیز بانو
سید بدر الحسن جعفری	سید نصیر حسن جعفری
بیگم سید نادر علی رضوی	سید حیدر حسن زیدی

ان کے علاوہ جملہ مومنین و مومنات جو دار فانی سے دار بقا کو کوچ فرما گئے

انکے ایصال ثواب کے لیے بھی سورہ فاتحہ تلاوت فرما دیں۔ شکریہ

خطبہ 1

(اس میں ابتدائے آفرینش زمین و آسمان اور پیدائش آدم کا ذکر فرمایا ہے)۔

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے، جس کی مدح تک بولنے والوں کی رسائی نہیں، جس کی نعمتوں کو گننے والے گن نہیں سکتے۔ نہ کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں، نہ بلند پرواز ہمتیں اُسے پا سکتی ہیں نہ عقل و فہم کی گہرائیاں اس کی تہہ تک پہنچ سکتی ہیں۔ اُس کے کمال ذات کی کوئی حد معین نہیں۔ نہ اس کے لئے توصیفی الفاظ ہیں نہ اس (کی ابتدا) کے لئے کوئی وقت ہے، جسے شمار میں لایا جا سکے، نہ اس کی کوئی مدت ہے جو کہیں پر ختم ہو جائے۔ اُس نے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا، اپنی رحمت سے ہواؤں کو چلایا، تھرتھراتی ہوئی زمین پر پہاڑوں کی میخیں گاڑیں۔ دین کی ابتدا اس کی معرفت ہے، کمال معرفت اس کی تصدیق ہے، کمال تصدیق توحید ہے۔ کمال توحید تنزیہ و اخلاص ہے اور کمال تنزیہ و اخلاص یہ ہے کہ اُس سے صفتوں کی نفی کی جائے۔ کیونکہ ہر صفت شاہد ہے کہ وہ اپنے موصوف کی غیر ہے اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ صفت کے علاوہ کوئی چیز ہے۔ لہٰذا جس نے ذاتِ الٰہی کے علاوہ صفات مانے، اُس نے ذات کا ایک دوسرا ساتھی مان لیا اور جس نے اس کی ذات کا کوئی اور ساتھی مانا اُس نے دوئی پیدا کی۔ جس نے دوئی پیدا کی، اُس نے اس کے لئے جز بنا ڈالا اور جو اس کے لئے اجزا کا قائل ہوا وہ اُس سے بےخبر رہا اور جو اس سے بےخبر رہا اُس نے اُسے قابل اشارہ سمجھ لیا اور جس نے اُسے قابل اشارہ سمجھ لیا اُس نے اس کی حد بندی کر دی اور جو اُسے محدود سمجھا وہ اُسے دوسری چیزوں ہی کی قطار میں لے آیا۔ جس نے یہ کہا کہ وہ کسی چیز میں ہے اُس نے اُسے کسی شے کے ضمن میں فرض کر لیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کس چیز پر ہے اُس نے اور جگہیں اس سے خالی سمجھ لیں۔ وہ ہے، ہوا نہیں۔ موجود ہے مگر عدم سے وجود میں نہیں آیا۔ وہ ہر شے کے ساتھ ہے، نہ جسمانی اتصال کی طرح، وہ ہر چیز سے علیحدہ ہے، نہ جسمانی دوری کے طور پر، وہ فاعل ہے، لیکن حرکات و آلات کا محتاج نہیں، وہ اس وقت بھی دیکھنے والا تھا جب کہ مخلوقات میں کوئی چیز دکھائی دینے والی نہ تھی۔ وہ یگانہ ہے اس لئے کہ اس کا کوئی ساتھی ہی نہیں ہے کہ جس سے وہ مانوس ہو اور اُسے کھو کر پریشان ہو جائے۔ اس نے پہلے پہل خلق کو ایجاد کیا۔ بغیر کسی فکر کی جولانی کے اور بغیر کسی تجربہ کے جس سے فائدہ اٹھانے کی اُسے ضرورت پڑی ہو اور بغیر کسی حرکت کے جسے اُس نے پیدا کیا ہو اور بغیر کسی ولولہ اور جوش کے جس سے وہ بےتاب ہوا ہو۔ ہر چیز کو اُس کے وقت کے حوالے کیا۔ بے جوڑ چیزوں میں توازن و ہم آہنگی پیدا کی۔ ہر چیز کو جداگانہ طبیعت و مزاج کا حامل بنایا اور طبیعتوں کے لئے مناسب صورتیں ضروری قرار دیں۔ وہ ان چیزوں کو ان کے وجود میں آنے سے پہلے جانتا تھا۔ ان کی حد و نہایت پر احاطہ کئے ہوئے تھا اور ان کے نفوس و اعضا کو پہچانتا تھا۔ پھر یہ کہ اُس نے کشادہ فضا، وسیع اطراف و اکناف اور خلاء کی وسعتیں خلق کیں اور ان میں ایسا پانی بہایا جس کے دریائے مواج کی لہریں طوفانی اور بحر زخّار کی موجیں تہ بتہ تھیں اسے تیز ہوا اور تند آندھی کی پشت پر لادا۔ پھر اُسے پانی کے پلٹانے کا حکم دیا اور اُسے اس کے پابند رکھنے پر قابو دیا اور اُسے اس کی سرحد سے ملا دیا۔ اس کے نیچے

ہوا دور تک پھیلی ہوئی تھی اور اوپر پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ پھر اللہ سبحانہ نے اس پانی کے اندر ایک ہوا خلق کی۔ جس کا چلنا بانجھ (بے ثمر) تھا اور اسے اس کے مرکز پر قرار رکھا۔ اس کے جھونکے تیز کر دیئے اور اس کے چلنے کی جگہ دور و دراز تک پھیلا دی پھر اس ہوا کو مامور کیا کہ وہ پانی کے ذخیرے کو تھپیڑے دے اور بحر بے کراں کی موجوں کو اچھالے اس ہوا نے پانی کو یوں متھ دیا جس طرح دہی کے مشکیزے کو متھا جاتا ہے اور اسے ڈھکیلتی ہوئی تیزی سے چلی۔ جس طرح خالی فضا میں چلتی ہے اور پانی کے ابتدائی حصے پر اور ٹھہرے ہوئے کو چلتے ہوئے پانی پر پلٹانے لگی یہاں تک کہ اس متلاطم پانی کی سطح بلند ہو گئی اور وہ تہ بہ تہ پانی جھاگ دینے لگا اللہ نے وہ جھاگ کھلی ہوا اور کشادہ فضا کی طرف اُٹھائی اور اس سے ساتوں آسمان پیدا کئے۔ نیچے والے آسمان کو رکی ہوئی موج کی طرح بنایا اور اوپر والے آسمان کو محفوظ چھت اور بلند عمارت کی صورت میں اس طرح قائم کیا کہ نہ ستونوں کے سہارے کی حاجت تھی نہ بندھنوں سے جوڑنے کی ضرورت پھر اُن کو ستاروں کی سج دھج اور روشن تاروں کی چمک دمک سے آراستہ کیا اور اُن میں ضوپاش چراغ اور جگمگاتا چاند رواں کیا جو گھومنے والے فلک چلتی پھرتی چھت اور جنبش کھانے والی لوح میں ہے۔ پھر خداوند عالم نے بلند آسمانوں کے درمیان شگاف پیدا کئے اور ان کی وسعتوں کو طرح طرح کے فرشتوں سے بھر دیا۔ کچھ اُن میں سربسجود ہیں جو رکوع نہیں کرتے، کچھ رکوع میں ہیں جو سیدھے نہیں ہوتے کچھ صفیں باندھے ہوئے ہیں جو اپنی جگہ نہیں چھوڑتے اور کچھ پاکیزگی بیان کر رہے ہیں جو اُکتاتے نہیں، نہ اُن کی آنکھوں میں نیند آتی ہے نہ اُن کی عقلوں میں بھول چوک پیدا ہوتی ہے نہ اُن کے بدنوں میں سستی و کاہلی آتی ہے نہ اُن پر نسیان کی غفلت طاری ہوتی ہے ان میں کچھ تو وحی الٰہی کے امین، اُس کے رسولوں کی طرف پیغام رسانی کے لئے زبان حق اور اُس کے قطعی فیصلوں اور فرمانوں کو لے کر آنے جانے والے ہیں، کچھ اُس کے بندوں کے نگہبان اور جنت کے دروازوں کے پاسبان ہیں، کچھ وہ ہیں جن کے قدم زمین کی تہ میں جمے ہوئے ہیں اور اُن کے پہلو اطراف عالم سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ ان کے شانے عرش کے پایوں سے میل کھاتے ہیں۔ عرش کے سامنے اُن کی آنکھیں جھکی ہوئی ہیں اور اُس کے نیچے اپنے پروں میں لپٹے ہوئے ہیں اور ان میں اور دوسری مخلوق میں عزت کے حجاب اور قدرت کے سراپردے حائل ہیں۔ وہ شکل و صورت کے ساتھ اپنے رب کا تصور نہیں کرتے نہ اُسے محل و مکان میں گھرا ہوا سمجھتے ہیں نہ اشباہ و نظائر سے اُس کی طرف اشارہ کرتے ہیں

(آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں فرمایا)

پھر اللہ نے سخت و نرم اور شیریں و شورہ زار زمین سے مٹی جمع کی، اُسے پانی سے اتنا بھگویا کہ وہ صاف ہو کر نتھر گئی اور تری سے اتنا گوندھا کہ اُس میں لس پیدا ہو گیا۔ اُس سے ایک ایسی صورت بنائی جس میں موڑ ہیں اور جوڑ اعضا ہیں اور مختلف حصے۔ اُسے یہاں تک سکھایا کہ وہ خود تھم سکی اور اتنا سخت کیا کہ وہ کھنکھنانے لگی۔ ایک وقت معین اور مدت معلوم تک اُسے یونہی رہنے دیا۔ پھر اُس میں روح پھونکی تو وہ ایسے انسان کی صورت میں کھڑی ہو گئی جو قوائے ذہنی کو حرکت دینے والا فکری حرکات سے تصرف کرنے والا۔ اعضا و جوارح سے خدمت لینے والا اور ہاتھ پیروں کو چلانے والا ہے اور ایسی شناخت کا مالک ہے جس سے حق و باطل میں تمیز کرتا

ہے اور مختلف مزوں، بوؤں، رنگوں اور جنسوں میں فرق کرتا ہے۔ خود رنگارنگ کی مٹی اور ملتی جلتی ہوئی موافق چیزوں اور مخالف ضدوں اور متضاد خلطوں سے اُس کا خمیر ہوا ہے۔ یعنی گرمی، سردی، تری خشکی کا پیکر ہے۔ پھر اللہ نے فرشتوں سے چاہا کہ وہ اُس کی سونپی ہوئی ودیعت ادا کریں اور اُس کے پیمان وصیت کو پورا کریں۔ جو سجدۂ آدم کے حکم کو تسلیم کرنے اور اُس کی بزرگی کے سامنے تواضع و فروتنی کے لئے تھا۔ اس لئے اللہ نے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اُسے عصبیت نے گھیر لیا۔ بدبختی اُس پر چھا گئی۔ آگ سے پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے کو بزرگ و برتر سمجھا اور کھنکھناتی ہوئی مٹی کی مخلوق کو ذلیل جانا۔ اللہ نے اُسے مہلت دی تا کہ وہ پورے طور پر غضب کا مستحق بن جائے اور (بنی آدم) کی آزمائش پایۂ تکمیل تک پہنچے اور وعدہ پورا ہو جائے۔ چنانچہ اللہ نے اُس سے کہا کہ تجھے وقت معین کے دن تک کی مہلت ہے۔ پھر اللہ نے آدم کو ایسے گھر میں ٹھہرایا جہاں اُن کی زندگی کو خوش گوار رکھا۔ انہیں شیطان اور اُس کی عداوت سے بھی ہوشیار کر دیا۔ لیکن اُن کے دشمن نے اُن کے جنت میں ٹھہرنے اور نیکوکاروں میں مل جل کر رہنے پر حسد کیا اور آخرکار انہیں فریب دے دیا۔ آدم نے یقین کو شک اور ارادے کے استحکام کو کمزوری کے ہاتھوں بیچ ڈالا۔ مسرت کو خوف سے بدل لیا اور فریب خوردگی کی وجہ سے ندامت اٹھائی۔ پھر اللہ نے آدم کے لئے توبہ کی گنجائش رکھی۔ انہیں رحمت کے کلمے سکھائے، جنت میں دوبارہ پہنچانے کا اُن سے وعدہ کیا اور انہیں دار ابتلاء و محل افزائش نسل میں اتار دیا۔ اللہ سبحانہ نے اُن کی اولاد سے انبیاء چنے ...... وحی پر اُن سے عہد و پیمان لیا۔ تبلیغ رسالت کا انہیں امین بنایا، جبکہ اکثر لوگوں نے اللہ کا عہد بدل دیا تھا۔ چنانچہ وہ اُس کے حق سے بے خبر ہو گئے۔ اوروں کو اُس کا شریک بنا ڈالا۔ شیاطین نے اس کی معرفت سے انہیں روگرداں اور اُس کی عبادت سے الگ کر دیا۔ اللہ نے اُن میں اپنے رسول مبعوث کئے اور لگا تار انبیاء بھیجے تا کہ اُن سے فطرت کے عہد و پیمان پورے کرائیں۔ اُس کی بھولی ہوئی نعمتیں یاد دلائیں۔ اور انہیں قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔ یہ سروں پر بلند بام آسمان، اُن کے نیچے بچھا ہوا فرش زمین، زندہ رکھنے والا سامان معیشت۔ فنا کرنے والی اجلیں، بوڑھا کر دینے والی بیماریاں اور پے در پے آنے والے حادثے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی مخلوق کو بغیر کسی فرستادہ پیغمبر یا آسمانی کتاب یا دلیل قطعی یا طریق روشن کے کبھی یونہی نہیں چھوڑا۔ ایسے رسول، جنہیں تعداد کی کمی اور جھٹلانے والوں کی کثرت درماندہ و عاجز نہیں کرتی تھی۔ اُن میں کوئی سابق تھا جس نے بعد میں آنے والے کا نام و نشان بتایا۔ کوئی بعد میں آیا، جسے پہلا پہنچوا چکا تھا۔ اسی طرح مدتیں گزر گئیں۔ زمانے بیت گئے۔ باپ داداؤں کی جگہ پر اُن کی اولادیں بس گئیں۔ یہاں تک کہ اللہ سبحانہ، نے ایفائے عہد و اتمام نبوت کے لئے محمد A کو مبعوث کیا۔ جن کے متعلق نبیوں سے عہد و پیمان لیا جا چکا تھا، جن کے علامات (ظہور) مشہور محل ولادت مبارک و مسعود تھا۔ اس وقت زمین پر بسنے والوں کے مسلک جدا جدا خواہشیں متفرق و پراگندہ اور راہیں الگ الگ تھیں۔ یوں کہ کچھ اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دیتے، کچھ اس کے ناموں کو بگاڑ دیتے۔ کچھ اُسے چھوڑ کر اوروں کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ خداوند عالم نے آپ کی وجہ سے انہیں گمراہی سے ہدایت کی راہ پر لگایا اور آپ کے وجود سے انہیں جہالت سے چھڑا لیا۔ پھر اللہ سبحانہ نے محمد A کو اپنے لقا و قرب کے لئے چنا، اپنے خاص انعامات آپ کے لئے پسند فرمائے اور دار دنیا کی بود و باش سے آپ کو بلند تر سمجھا اور زحمتوں سے گھری ہوئی جگہ سے آپ کے رخ کو موڑا اور دنیا سے با عزت آپ کو اٹھا لیا۔ حضرت

تم میں اُسی طرح کی چیز چھوڑ گئے، جو انبیاء اپنی امتوں میں چھوڑتے چلے آئے تھے۔ اس لئے کہ وہ طریق واضح ونشان محکم قائم کئے بغیر یوں ہی بے قید و بند انہیں نہیں چھوڑتے تھے۔

پیغمبر A نے تمہارے پروردگار کی کتاب تم میں چھوڑی ہے۔ اس حالت میں کہ انہوں نے کتاب کے حلال وحرام، واجبات ومستحبات، ناسخ ومنسوخ رخص وعزائم، خاص وعام، عبر وامثال، مقید ومطلق، محکم ومتشابہ کو واضح طور سے بیان کردیا مجمل آیتوں کی تفسیر کردی۔ اُس کی گتھیوں کو سلجھا دیا اس میں کچھ آیتیں وہ ہیں جن کے جاننے کی پابندی عائد کی گئی ہے اور کچھ وہ ہیں کہ اگر اُس کے بندے اُن سے ناواقف رہیں تو مضائقہ نہیں۔ کچھ احکام ایسے ہیں جن کا وجوب کتاب سے ثابت ہے اور حدیث سے اُن کے منسوخ ہونے کا پتہ چلتا ہے اور کچھ احکام ایسے ہیں جن پر عمل کرنا حدیث کی رو سے واجب ہے لیکن کتاب میں اُن کے ترک کی اجازت ہے۔ اس کتاب میں بعض واجبات ایسے ہیں جن کا وجوب وقت سے وابستہ ہے اور زمانۂ آئندہ میں اُن کا وجوب برطرف ہو جاتا ہے۔ قرآن کے محرمات میں بھی تفریق ہے۔ کچھ کبیرہ ہیں، جن کے لئے آتش جہنم کی دھمکیاں ہیں اور کچھ صغیرہ ہیں جن کے لئے مغفرت کے توقعات پیدا کئے ہیں۔ کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا تھوڑا سا حصہ بھی مقبول ہے، اور زیادہ سے زیادہ اضافہ کی گنجائش رکھی ہے۔ اسی خطبہ میں حج کے سلسلہ میں فرمایا۔ اللہ نے اپنے گھر کا حج تم پر واجب کیا، جسے لوگوں کا قبلہ بنایا ہے۔ جہاں لوگ اس طرح کھنچ کر آتے ہیں جس طرح پیاسے حیوان پانی کی طرف اور اس طرح وارفتگی سے بڑھتے ہیں جس طرح کبوتر اپنے آشیانوں کی جانب اللہ جل شانہ، نے اس کو اپنی عظمت کے سامنے ان کی فروتنی وعاجزی اور اپنی عزت کے اعتراف کا نشانہ بنایا ہے اُس نے اپنی مخلوق میں سے سننے والے لوگ چن لیے جنہوں نے اس کی آواز پر لبیک کہی اور اُس کے کلام کی تصدیق کی وہ انبیاء کی جگہوں پر ٹھہرے۔ عرش پر طواف کرنے والے فرشتوں سے شباہت اختیار کی۔ وہ اپنی عبادت کی تجارت گاہ میں منفعتوں کو سمیٹتے ہیں اور اس کی وعدہ گاہ مغفرت کی طرف بڑھتے ہیں۔ اللہ سبحانہ نے اس گھر کو اسلام کا نشان پناہ چاہنے والوں کے لئے حرم بنایا ہے۔ اس کا حج فرض اور ادائیگی حق کو واجب کیا ہے اور اس کی طرف راہ نوردی فرض کردی ہے۔ چنانچہ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ اللہ کا واجب الادا حق لوگوں پر یہ ہے کہ وہ خانہ کعبہ کا حج کریں جنہیں وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جس نے کفر کیا تو جان لے کہ اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

خطبہ 2

صفین سے پلٹنے کے بعد فرمایا:۔

اللہ کی حمد وثناء کرتا ہوں، اس کی نعمتوں کی تکمیل چاہنے اس کی عزت وجلال کے آگے سر جھکانے اور اُس کی معصیت سے حفاظت حاصل کرنے کیلئے اور اُس سے مدد مانگتا ہوں اُس کی کفایت ودستگیری کا محتاج ہونے کی وجہ سے جسے وہ ہدایت کرے وہ گمراہ نہیں ہوتا، جسے وہ دشمن رکھے اُسے کہیں ٹھکانہ نہیں ملتا، جس کا وہ کفیل

ہو، وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا یہ (حمد اور طلب امداد) وہ ہے جس کا ہر وزن میں آنے والی چیز سے پلہ بھاری ہے اور ہر گنج گراں مایہ سے بہتر و برتر ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو یکتا و لاشریک ہے۔ ایسی گواہی جس کا خلوص پرکھا جا چکا ہے اور جس کا نچوڑ بغیر کسی شائبے کے دل کا عقیدہ بن چکا ہے۔ زندگی بھر ہم اسی سے وابستہ رہیں گے اور اسی کو پیش آنے والے خطرات کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھیں گے یہی گواہی ایمان کی مضبوط بنیاد اور حسن عمل کا پہلا قدم اور اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ اور شیطان کی دوری کا سبب ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے عبد اور رسول ہیں جنہیں شہرت یافتہ دین، منقول شدہ نشان، لکھی ہوئی کتاب، ضوفشاں نور، چمکتی ہوئی روشنی اور فیصلہ کن امر کے ساتھ بھیجا تا کہ شکوک و شبہات کا ازالہ کیا جائے اور دلائل (کے زور) سے حجت تمام کی جائے۔ آیتوں کے ذریعے ڈرایا جائے اور عقوبتوں سے خوف زدہ کیا جائے (اس وقت حالت یہ تھی کہ) لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے، جہاں دین کے بندھن شکستہ، یقین کے ستون متزلزل، اصول مختلف اور حالات پراگندہ تھے۔ نکلنے کی راہیں تنگ و تاریک تھیں۔ ہدایت گمنام اور ضلالت ہمہ گیر تھی۔ (کھلے خزانوں) اللہ کی مخالفت ہوتی تھی اور شیطان کو مدد دی جاری تھی۔ ایمان بے سہارا تھا۔ چنانچہ اس کے ستون گر گئے اس کے نشان تک پہچاننے میں نہ آتے تھے۔ اس کے راستے مٹ مٹا گئے، اور شاہراہیں اجڑ گئیں، وہ شیطان کے پیچھے لگ کر اس کی راہوں پر چلنے لگے اور اس کے گھاٹ پر اتر پڑے۔ انہی کی وجہ سے اس کے پھریرے ہر طرف لہرانے لگے تھے ایسے فتنوں میں جو انہیں اپنے سموں سے روندتے اور اپنے کھروں سے کچلتے تھے اور اپنے پنجوں کے بل مضبوطی سے کھڑے ہوئے تھے تو وہ لوگ ان میں حیران و سرگرداں، جاہل و فریب خوردہ تھے۔ ایک ایسے گھر میں جو خود اچھا، مگر اس کے بسنے والے برے تھے جہاں نیند کے بجائے بیداری اور سرمے کی جگہ آنسو تھے اس سرزمین پر عالم کے منہ میں لگام تھی اور جاہل معزز اور سرفراز تھا۔ (اسی خطبہ کا ایک حصہ جو اہلبیت نبی سے متعلق ہے) وہ سرِ خدا کے امین اور اس کے دین کی پناہ گاہ ہیں علم الٰہی کے مخزن اور حکمتوں کے مرجع ہیں۔ کتب (آسمانی) کی گھاٹیاں اور دین کے پہاڑ ہیں۔ انہی کے ذریعے اللہ نے اس کی پشت کا خم سیدھا کیا اور اس کے پہلوؤں سے ضعف کی کپکپی دور کی۔ (اسی خطبہ کا ایک حصہ جو دوسروں سے متعلق ہے) انہوں نے فسق و فجور کی کاشت کی غفلت و فریب کے پانی سے اسے سینچا اور اس سے ہلاکت کی جنس حاصل کی اس امت میں کسی کو آل محمد پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ جن لوگوں پر ان کے احسانات ہمیشہ جاری رہے ہوں وہ ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون ہیں۔ آگے بڑھ جانے والے کو ان کی طرف پلٹ کر آنا ہے اور پیچھے رہ جانے والے کو ان سے آکر ملنا ہے۔ حق ولایت کی خصوصیات انہی کے لئے ہیں اور انہی کے بارے میں ''پیغمبر کی'' وصیت اور انہی کے لئے (نبی کی) وراثت ہے۔ اب یہ وقت وہ ہے کہ حق اپنے اہل کی طرف پلٹ آیا اور اپنی صحیح جگہ پر منتقل ہو گیا۔

خطبہ 3

یہ خطبہ شقشقیہ کے نام سے مشہور ہے۔

خدا کی قسم! فرزند ابو قحافہ نے پیراہن خلافت پہن لیا۔ حالانکہ وہ میرے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا کہ میرا خلافت میں وہی مقام ہے جو چکی کے اندر اس کی کیلی کا ہوتا ہے۔ میں وہ (کوہ بلند ہوں) جس پر سے سیلاب کا پانی گزر کر نیچے گر جاتا ہے اور مجھ تک پرندہ پر نہیں مار سکتا۔ (اس کے باوجود) میں نے خلافت کے آگے پردہ لٹکا دیا اور اُس سے پہلو تہی کر لی اور سوچنا شروع کیا کہ اپنے کٹے ہوئے ہاتھوں سے حملہ کروں یا اُس سے بھیانک تیرگی پر صبر کر لوں جس میں سن رسیدہ بالکل ضعیف اور بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے اور مومن اس میں جدوجہد کرتا ہوا اپنے پروردگار کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ مجھے اس اندھیر پر صبر ہی قرین عقل نظر آیا۔ لہٰذا میں نے صبر کیا۔ حالانکہ آنکھوں میں (غبار اندوہ کی) خلش تھی اور حلق میں (غم ورنج کے) پھندے لگے ہوئے تھے۔ میں اپنی میراث کو لٹتے دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ پہلے نے اپنی راہ لی اور اپنے بعد خلافت ابن خطاب کو دے گیا۔ (پھر حضرت نے بطور تمثیل اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا)۔

"کہاں یہ دن جو ناقہ کے پالان پر کٹتا ہے اور کہاں وہ دن جو حیان برادر جابر کی صحبت میں گزرتا تھا۔" تعجب ہے کہ وہ زندگی میں تو خلافت سے سبکدوش ہونا چاہتا تھا لیکن اپنے مرنے کے بعد اس کی بنیاد دوسرے کے لئے استوار کرتا گیا۔ بے شک ان دونوں نے سختی کے ساتھ خلافت کے تھنوں کو آپس میں بانٹ لیا۔ اُس نے خلافت کو ایک سخت و درشت محل میں رکھ دیا جس کے چرکے کاری تھے۔ جس کو چھو کر بھی درشتی محسوس ہوتی تھی۔ جہاں بات بات میں ٹھوکر کھانا اور پھر عذر کرنا تھا۔ جس کا اس سے سابقہ پڑے وہ ایسا ہے جیسے سرکش اونٹنی کا سوار کہ اگر مہار کھینچتا ہے تو (اُس کی منہ زوری سے) اس کی ناک کا درمیانی حصہ ہی شگافتہ ہوا جاتا ہے۔ جس کے بعد مہار دینا ہی ناممکن ہو جائے گا) اور اگر باگ کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے تو وہ اس کے ساتھ مہلکوں میں پڑ جائے گا۔ اس کی وجہ سے بقائے ایزدی کی قسم! لوگ کجروی، سرکشی، متلون مزاجی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے اس طویل مدت اور شدید مصیبت پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ دوسرا بھی اپنی راہ لگا، اور خلافت کو ایک جماعت میں محدود کر گیا اور مجھے بھی اس جماعت کا ایک فرد خیال کیا۔ اے اللہ مجھے اس شوریٰ سے کیا لگاؤ؟ ان میں کہ سب سے پہلے کے مقابلہ ہی میں میرے استحقاق وفضیلت میں کب شک تھا جو اب اُن لوگوں میں میں بھی شامل کر لیا گیا ہوں۔ مگر میں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب وہ زمین کے نزدیک ہو کر پرواز کرنے لگیں تو میں بھی ایسا ہی کرنے لگوں اور جب وہ او نچے ہو کر اُڑنے لگیں تو میں بھی اسی طرح پرواز کروں (یعنی حتی الامکان کسی نہ کسی صورت سے نباہ کرتا رہوں) ان میں سے ایک شخص تو کینہ وعناد کی وجہ سے مجھ سے منحرف ہو گیا اور دوسرا دامادی اور بعض ناگفتہ بہ باتوں کی وجہ سے اِدھر جھک گیا۔ یہاں تک کہ اس قوم کا تیسرا شخص پیٹ پھلائے سرگین اور چارے کے درمیان کھڑا ہوا اور اُس کے ساتھ اس کے بھائی بند اٹھ کھڑے ہوئے۔ جو اللہ کے مال کو اس طرح نگلتے تھے جس طرح اونٹ فصل ربیع کا چارہ چرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا جب اُس کی بٹی ہوئی رسی کے بل کھل گئے اور اُس کی بداعمالیوں نے اس کا کام تمام کر دیا اور شکم پُری نے اُسے منہ کے بل گرا دیا۔ اُس وقت مجھے لوگوں کے ہجوم نے دہشت زدہ کر دیا جو میری جانب بجو کے ایال کی طرح ہر طرف سے لگاتار بڑھ رہا تھا یہاں تک کہ عالم یہ ہوا کہ حسنؑ اور حسینؑ کچلے جا رہے تھے اور میری ردا کے دونوں کنارے پھٹ گئے تھے۔ وہ سب میرے گرد بکریوں کے گلے کی طرح گھیرا ڈالے ہوئے تھے مگر اس کے باوجود جب میں امر خلافت کو لے کر

اٹھا تو ایک گروہ نے بیعت توڑ ڈالی اور دوسرا دین سے نکل گیا اور تیسرے گروہ نے فسق اختیار کر لیا۔ گویا انہوں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا ہی نہ تھا کہ "یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے قرار دیا ہے جو دنیا میں نہ (بے جا) بلندی چاہتے ہیں نہ فساد پھیلاتے ہیں اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لئے ہے۔" ہاں ہاں خدا کی قسم! ان لوگوں نے اس آیت کو سنا تھا اور یاد کیا تھا۔ لیکن ان کی نگاہوں میں دنیا کا جمال کھب گیا اور اس کی سج دھج نے انہیں لبھا دیا۔ دیکھو اُس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ذی روح چیزیں پیدا کیں۔ اگر بیعت کرنے والوں کی موجودگی اور مدد کرنے والوں کے وجود سے مجھ پر حجت تمام نہ ہو گئی ہوتی اور وہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے علماء سے لے رکھا ہے کہ وہ ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی گرسنگی پر سکون و قرار سے نہ بیٹھیں تو میں خلافت کی باگ دوڑ اسی کے کندھے پر ڈال دیتا اور اس کے آخر کو اسی پیالے سے سیراب کرتا جس پیالے سے اس کے اول کو سیراب کیا تھا اور تم اپنی دنیا کو میری نظروں میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ناقابل اعتنا پاتے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ جب حضرت خطبہ پڑھتے ہوئے اس مقام تک پہنچے تو ایک عراقی باشندہ آگے بڑھا اور ایک نوشتہ حضرت کے سامنے پیش کیا، آپ اُسے دیکھنے لگے۔ جب فارغ ہوئے تو ابن عباس نے کہا یا امیر المومنین آپ نے جہاں سے خطبہ چھوڑا تھا وہیں سے اس کا سلسلہ آگے بڑھائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اے ابن عباس یہ تو شقشقہ (گوشت کا وہ نرم لوتھڑا جو اونٹ کے منہ سے مستی و ہیجان کے وقت نکلتا ہے) تھا جو اُبھر کر دب گیا۔ ابن عباس کہتے تھے کہ مجھے کسی کلام کے متعلق اتنا افسوس نہیں ہوا جتنا اس کلام کے متعلق اس بناء پر ہوا کہ حضرت وہاں تک نہ پہنچ سکے جہاں تک وہ پہنچنا چاہتے تھے۔ علامہ رضی کہتے ہیں کہ خطبے میں ان الفاظ "کراکب الصعبة ان اشنق لها خرم وان اسلس لها تقحم" سے مراد یہ ہے کہ سوار جب مہار کھینچنے میں ناقہ پر سختی کرتا ہے تو اس کھینچا تانی میں اس کی ناک زخمی ہو جاتی ہے اور اگر اس کی سرکشی کے باوجود باگ کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے تو وہ اُسے کہیں نہ کہیں گرا دے گی اور اس کے قابو سے باہر ہو جائے گی۔ اشنق الناقہ اُس وقت بولا جاتا ہے جب سوار باگوں کو کھینچ کر اُس کے سر کو اوپر کی طرف اٹھائے اور اسی طرح شنق الناقہ استعمال ہوتا ہے۔ ابن سکیت نے اصلاح المنطق میں اس کا ذکر کیا ہے حضرت نے اشنقہا کے بجائے اشنق لہا استعمال کیا ہے چونکہ آپ نے یہ لفظ اسلس لہا کے بالمقابل استعمال کیا ہے اور سلاست اسی وقت باقی رہ سکتی تھی جب ان دونوں لفظوں کا نہج استعمال ایک ہو۔ گویا حضرت نے ان اشنق لہا کو ان رفع لہا کی جگہ استعمال کیا ہے۔ یعنی اس کی باگیں اوپر کی طرف اٹھا کر روک رکھے۔

خطبہ 4

ہماری وجہ سے تم نے (گمراہی) کی تیرگیوں میں ہدایت کی روشنی پائی اور رفعت و بلندی کی چوٹیوں پر قدم رکھا، اور ہمارے سبب سے اندھیری راتوں کو اندھیاریوں سے صبح (ہدایت) کے اجالوں میں آ گئے۔ وہ کان بہرے ہو جائیں جو چلانے والے کی چیخ پکار نہ سنیں۔ بھلا وہ کیونکر میری کمزور اور دھیمی آواز کو سن پائیں گے جو اللہ و رسولؐ کی بلند بانگ صداؤں کے سننے سے بھی بہرے رہ چکے ہوں، ان دلوں کو سکون و قرار نصیب ہو، جن سے خوف خدا کی دھڑکنیں الگ نہیں ہوتیں میں تم

سے ہمیشہ غدر و بیوفائی ہی کے نتائج کا منتظر رہا اور فریب خوردہ لوگوں کے سے رنگ ڈھنگ کے ساتھ تمہیں بھانپ لیا تھا۔ اگرچہ دین کی نقاب نے مجھ کو تم سے چھپائے رکھا لیکن میری نیت کے صدق وصفا نے تمہاری صورتیں مجھے دکھا دی تھیں۔ میں بھٹکانے والی راہوں میں تمہارے لئے جادۂ حق پر کھڑا تھا جہاں تم ملتے ملاتے تھے مگر کوئی راہ دکھانے والا نہ تھا۔ تم کنواں کھودتے تھے مگر پانی نہیں نکال سکتے تھے۔ آج میں نے اپنی اس خاموش زبان کو جس میں بڑی بیان کی قوت ہے۔ گویا کیا ہے اس شخص کی رائے کے لئے دوری ہو جس نے مجھ سے کنارہ کشی کی۔ جب سے مجھے حق دکھایا گیا ہے میں نے کبھی اس میں شک وشبہ نہیں کیا۔ حضرت موسیٰ نے اپنی جان کے لئے خوف کا لحاظ کبھی نہیں کیا۔ بلکہ جاہلوں کے غلبہ اور گمراہی کے تسلط کا ڈر تھا (اسی طرح میری اب تک کی خاموشی کو سمجھنا چاہئے) آج ہم اور تم حق وباطل کے دوراہے پر کھڑے ہوئے ہیں جسے پانی کا اطمینان ہے وہ پیاس نہیں محسوس کرتا۔ اسی طرح میری موجودگی میں تمہیں میری قدر نہیں۔

خطبہ 5

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی تو عباس اور ابو سفیان ابن حرب نے آپؑ سے عرض کیا کہ ہم آپؑ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں جس پر حضرت نے فرمایا۔ اے لوگو! فتنہ وفساد کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے چیر کر اپنے کو نکال لے جاؤ۔ تفرقہ وانتشار کی راہوں سے اپنا رخ موڑ لو فخر ومباہات کے تاج اتار ڈالو۔ صحیح طریقہ عمل اختیار کرنے میں کامیاب وہ ہے جو اٹھے تو پروبال کے ساتھ اٹھے اور نہیں تو (اقتدار کی کرسی) دوسروں کے لئے چھوڑ بیٹھے۔ اور اس طرح خلق خدا کو بدامنی سے راحت میں رکھے۔ (اس وقت طلب خلافت کے لئے کھڑا ہونا) یہ ایک گندلا پانی اور ایسا لقمہ ہے جو کھانے والے کے گلو گیر ہو کر رہے گا۔ پھلوں کو ان کے پکنے سے پہلے چننے والا ایسا ہے جیسے دوسروں کی زمین میں کاشت کرنے والا۔ اگر بولتا ہوں تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ دنیوی سلطنت پر مٹے ہوئے ہیں اور چپ رہتا ہوں تو کہتے ہیں کہ موت سے ڈر گئے۔ افسوس اب یہ بات جب کہ میں ہر طرح کے نشیب وفراز دیکھے بیٹھا ہوں۔ خدا کی قسم ابو طالب کا بیٹا موت سے اتنا مانوس ہے کہ بچہ اپنی ماں کی چھاتی سے اتنا مانوس نہیں ہوتا۔ البتہ ایک علم پوشیدہ میرے سینے کی تہوں میں لپٹا ہوا ہے کہ اسے ظاہر کردوں تو تم اسی طرح پیچ وتاب کھانے لگو جس طرح گہرے کنوؤں میں رسیاں لرزتی اور تھرتھراتی ہیں۔

خطبہ 6

جب آپؑ کو یہ مشورہ دیا گیا کہ آپ طلحہ وزبیر کا پیچھا نہ کریں اور ان سے جنگ کرنے کی نہ ٹھان لیں تو آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں اس بجو کی طرح نہ ہوں گا جو لگاتار کھٹکھٹائے جانے سے سوتا ہوا بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا طلبگار (شکاری) اس تک پہنچ جاتا ہے اور گھات لگا کر بیٹھنے والا اس پر اچانک قابو پالیتا ہے۔ بلکہ میں تو حق کی طرف بڑھنے والوں اور گوش بر آواز اطاعت شعاروں کو لے کر ان خطاوشک میں پڑنے والوں پر اپنی تلوار چلاتا رہوں گا یہاں تک کہ میری

موت کا دن آ جائے۔ خدا کی قسم! جب سے اللہ نے اپنے رسول A کو دنیا سے اٹھایا برابر دوسروں کو مجھ پر مقدم کیا گیا اور مجھے میرے حق سے محروم رکھا گیا۔

خطبہ 7

انہوں نے اپنے ہر کام کا کرتا دھرتا شیطان کو بنا رکھا ہے اور اس نے ان کو اپنا آلۂ کار بنا لیا ہے۔ اس نے ان کے سینوں میں انڈے دیئے ہیں اور بچے نکالے ہیں اور انہی کی گود میں وہ بچے رینگتے اور اچھلتے کودتے ہیں وہ دیکھتا ہے تو ان کی آنکھوں سے اور بولتا ہے تو ان کی زبانوں سے۔ اس نے انہیں خطاؤں کی راہ پر لگایا ہے اور بری باتیں سجا کر ان کے سامنے رکھی ہیں جیسے اس نے انہیں اپنے تسلط میں شریک بنا لیا ہو اور انہیں کی زبانوں سے اپنے کلام باطل کے ساتھ بولتا ہو۔

خطبہ 8

یہ کلام زبیر کے متعلق اس وقت فرمایا جب کہ حالات اسی قسم کے بیان کے مقتضی تھے۔ وہ ایسا ظاہر کرتا ہے کہ اس نے بیعت ہاتھ سے کر لی تھی مگر دل سے نہیں کی تھی۔ بہر صورت اس نے بیعت کا تو اقرار کر لیا لیکن اس کا یہ ادعا کہ اس کے دل میں کھوٹ تھا تو اسے چاہیئے کہ اس دعویٰ کیلئے کوئی دلیل واضح پیش کرے ورنہ جس بیعت سے منحرف ہوا ہے اس میں واپس آئے۔

خطبہ 9

وہ رعد کی طرح گرجے اور بجلی کی طرح چمکے۔ مگر ان دونوں باتوں کے باوجود بزدلی ہی دکھائی اور ہم جب تک دشمن پر ٹوٹ نہیں پڑتے گرجتے نہیں اور جب تک (عملی طور پر) برس نہیں لیتے (لفظوں کا) سیلاب نہیں بہاتے۔

خطبہ 10

شیطان نے اپنے گروہ کو جمع کر لیا ہے اور اپنے سوار و پیادے سمیٹ لیے ہیں۔ میرے ساتھ یقیناً میری بصیرت ہے نہ میں نے خود (جان بوجھ کر) کبھی اپنے کو دھوکا دیا اور نہ مجھے واقعی کبھی دھوکا ہوا۔ خدا کی قسم میں ان کے لئے ایک ایسا حوض چھلکاؤں گا جس کا پانی نکالنے والا میں ہوں۔ انہیں ہمیشہ کے لئے نکلنے یا (نکل کر) پھر واپس آنے کا کوئی امکان ہی نہ ہوگا۔

خطبہ 11

جب جنگ جمل میں علم اپنے فرزند محمد بن حنفیہ کو دیا تو اُن سے فرمایا۔

پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں مگر تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ اپنے دانتوں کو بھینچ لینا۔ اپنا کاسہ سر اللہ کو عاریت دے دینا۔ اپنے قدم زمین میں گاڑ دینا۔ لشکر کی آخری صفوں پر اپنی نظر رکھنا اور (دشمن کی کثرت و طاقت سے) آنکھوں کو بند کر لینا اور یقین رکھنا کہ مدد خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

خطبہ 12

جب خداوند عالم نے آپؑ کو جمل والوں پر غلبہ عطا کیا تو اُس موقع پر آپؑ کے ایک صحابی نے آپؑ سے عرض کیا کہ میرا فلاں بھائی بھی یہاں موجود ہوتا تو وہ بھی دیکھتا کہ اللہ نے کیسی آپؑ کو دشمنوں پر فتح و کامرانی عطا فرمائی ہے تو حضرت نے فرمایا! کہ کیا تمہارا بھائی ہمیں دوست رکھتا ہے؟ اُس نے کہا کہ ہاں تو آپؑ نے فرمایا کہ وہ ہمارے پاس موجود تھا بلکہ ہمارے اس لشکر میں وہ اشخاص بھی موجود تھے جو ابھی مردوں کی صلب اور عورتوں کے شکم میں ہیں۔ عنقریب زمانہ انہیں ظاہر کرے گا اور اُن سے ایمان کو تقویت پہنچے گی۔

خطبہ 13

اہل بصرہ کی مذمت میں

تم ایک عورت کی سپاہ اور ایک چوپائے کے تابع تھے۔ وہ بلبلایا تو تم لبیک کہتے ہوئے بڑھے اور وہ زخمی ہوا تو تم بھاگ کھڑے ہوئے۔ تم پست اخلاق و عہد شکن ہو تمہارے دین کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ تمہاری سرزمین کا پانی تک شور ہے تم میں اقامت کرنے والا گناہوں کے جال میں جکڑا ہوا ہے اور تم میں سے نکل جانے والا اپنے پروردگار کی رحمت کو پالینے والا ہے۔ وہ (آنے والا) منظر میری آنکھوں میں پھر رہا ہے جبکہ تمہاری مسجد یوں نمایاں ہو گی۔ جس طرح کشتی کا سینہ در آنحالیکہ اللہ نے تمہارے شہر میں اس کے اوپر اور اس کے نیچے سے عذاب بھیج دیا ہو گا اور وہ اپنے رہنے والوں سمیت ڈوب چکا ہو گا۔

(ایک اور روایت میں یوں ہے) خدا کی قسم تمہارا شہر غرق ہو کر رہے گا اس حد تک کہ اس کی مسجد کشتی کے اگلے حصے یا سینے کے بل بیٹھے ہوئے شتر مرغ کی طرح گویا مجھے نظر آ رہی ہے۔ (ایک اور روایت میں اس طرح ہے) جیسے پانی کے گہراؤ میں پرندے کا سینہ۔ (ایک اور روایت میں اس طرح ہے) تمہارا شہر اللہ کے سب شہروں میں مٹی کے لحاظ سے گندا اور بدبودار ہے۔ یہ (سمندر کے) پانی سے قریب اور آسمان سے دور ہے۔ برائی کے دس حصوں میں سے نو حصے اس میں پائے جاتے ہیں جو اس میں آ پہنچا وہ اپنے گناہوں میں اسیر ہے اور جو اس سے چل دیا عفو الٰہی اس کے شریک حال رہا۔ گویا میں اپنی آنکھوں سے اس بستی کو دیکھ رہا ہوں کہ سیلاب نے اسے اس حد تک ڈھانپ لیا ہے کہ مسجد کے کنگروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور وہ یوں معلوم ہوتے ہیں جیسے سمندر کے گہراؤ میں پرندے کا سینہ۔

خطبہ 14

یہ بھی اہل بصرہ کی مذمت میں ہے۔

تمہاری زمین (سمندر کے) پانی سے قریب اور آسمان سے دور ہے۔ تمہاری عقلیں سبک اور دانائیاں خام ہیں۔ تم ہر تیر انداز کا نشانہ ہر کھانے والے کا لقمہ اور ہر شکاری کی صید افگنیوں کا شکار ہو۔

خطبہ 15

حضرت عثمان کی عطا کردہ جاگیریں جب مسلمانوں کو پلٹا دیں تو فرمایا۔

خدا کی قسم! اگر مجھے ایسا مال بھی کہیں نظر آتا جو عورتوں کے مہر اور کنیزوں کی خریداری پر صرف کیا جا چکا ہوتا تو اُسے بھی واپس پلٹا لیتا۔ چونکہ عدل کے تقاضوں کو پورا کرنے میں وسعت ہے اور جسے عدل کی صورت میں تنگی محسوس ہو اُسے ظلم کی صورت میں اور زیادہ تنگی محسوس ہوگی۔

خطبہ 16

جب مدینہ میں آپ کی بیعت ہوئی تو فرمایا۔

میں اپنے قول کا ذمہ دار اور اس کی صحت کا ضامن ہوں۔ جس شخص کو اس کے دیدۂ عبرت نے گذشتہ عقوبتیں واضح طور سے دکھا دی ہوں، اسے تقویٰ شبہات میں اندھا دھند کودنے سے روک لیتا ہے۔ تمہیں جاننا چاہئے کہ تمہارے لئے وہی ابتلا آت پھر پلٹ آئے، جو رسول A کی بعثت کے وقت تھے۔ اس ذات کی قسم جس نے رسول A کو حق و صداقت کے ساتھ بھیجا۔ تم بُری طرح تہ و بالا کئے جاؤ گے اور اس طرح چھانٹے جاؤ گے۔ جس طرح چھلنی سے کسی چیز کو چھانا جاتا ہے اور اس طرح خلط ملط کئے جاؤ گے جس طرح (ڈوئی سے ہنڈیا) یہاں تک کہ تمہارے ادنیٰ اعلیٰ اور اعلیٰ ادنیٰ ہو جائیں گے۔ جو پیچھے تھے آگے بڑھ جائیں گے اور جو ہمیشہ آگے رہتے تھے وہ پیچھے چلے جائیں گے۔ خدا کی قسم میں نے کوئی بات پردے میں نہیں رکھی، نہ کبھی کذب بیانی سے کام لیا۔ مجھے اس مقام اور اس دن کی پہلے ہی سے خبر دی جا چکی ہے معلوم ہونا چاہئے کہ گناہ ان سرکش گھوڑوں کے مانند ہیں جن پر اُن کے سواروں کو سوار کر دیا گیا ہو اور باگیں بھی ان کی اُتار دی گئی ہوں اور وہ لے جا کر انہیں دوزخ میں پھاند پڑیں اور تقویٰ رام کی ہوئی سواریوں کے مانند ہے جن پر ان کے سواروں کو سوار کیا گیا ہو۔ اس طرح کہ باگیں ان کے ہاتھ میں دے دی گئی ہوں اور وہ انہیں (باطمینان) لے جا کر جنت میں اُتار دیں۔ ایک حق ہوتا ہے اور ایک باطل اور کچھ حق والے ہوتے ہیں، کچھ باطل والے۔ اب اگر باطل زیادہ ہو گیا تو یہ

پہلے بھی بہت ہوتا رہا ہے اور اگر حق کم ہو گیا ہے تو بسا اوقات ایسا ہوا ہے اور بہت ممکن ہے کہ وہ اس کے بعد باطل پر چھا جائے۔ اگرچہ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ کوئی چیز پیچھے ہٹ کر آگے بڑھے۔ علامہ رضی فرماتے ہیں کہ اس مختصر سے کلام میں واقعی خوبیوں کے اتنے مقام ہیں کہ احساس خوبی کا اس کے تمام گوشوں کو پا نہیں سکتا اور اس کلام سے حیرت و استعجاب کا حصہ پسندیدگی کی مقدار سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس حالت کے باوجود جو ہم نے بیان کی ہے اس میں فصاحت کے اتنے بے شمار پہلو ہیں کہ جن کے بیان کرنے کا یارا نہیں۔ نہ کوئی انسان اس کی عمیق گہرائیوں تک پہنچ سکتا ہے۔ میری اس بات کو وہی جان سکتا ہے جس نے اس فن کا پورا پورا حق ادا کیا ہو، اور اس کے رگ و ریشہ سے واقف ہو اور جاننے والوں کے سوا کوئی ان کو نہیں سمجھ سکتا۔

اسی خطبے کا ایک حصہ یہ ہے

جس کے پیش نظر دوزخ و جنت ہو اس کی نظر کسی اور طرف نہیں اٹھ سکتی، جو تیز قدم دوڑنے والا ہے وہ نجات یافتہ ہے اور جو طلب گار ہو، مگر سست رفتار اُسے بھی توقع ہو سکتی ہے مگر جو (ارادۃً) کوتاہی کرنے والا ہو اُسے تو دوزخ ہی میں گرنا ہے۔ دائیں بائیں گمراہی کی راہیں ہیں اور درمیانی راستہ ہی صراط مستقیم ہے۔ اس راستے پر اللہ کی ہمیشہ رہنے والی کتاب اور نبوت کے آثار ہیں۔ اسی سے شریعت کا نفاذ و اجراء ہوا اور اسی کی طرف آخر کار بازگشت ہے۔ جس نے (غلط) ادعا کیا وہ تباہ و برباد ہوا اور جس نے افترا باندھا، وہ ناکام و نامراد رہا۔ جو حق کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے تباہ ہو جاتا ہے۔ اور انسان کی جہالت اس سے بڑھ کر کیا ہو گی کہ وہ اپنی قدر و منزلت کو نہ پہچانے وہ اصل و اساس، جو تقویٰ پر ہو، برباد نہیں ہوتی، اور اُس کے ہوتے ہوئے کسی قوم کی کشت (عمل) بے آب و خشک نہیں رہتی۔ تم اپنے گھر کے گوشوں میں چھپ کر بیٹھ جاؤ۔ آپس کے جھگڑوں کی اصلاح کرو، توبہ تمہارے عقب میں ہے۔ حمد کرنے والا صرف اپنے پروردگار کی حمد کرے اور بھلا بُرا کہنے والا اپنے ہی نفس کی ملامت کرے۔

خطبہ 17

اُن لوگوں کے بارے میں اُمت کے فیصلے چکانے کے لئے مسند قضا پر بیٹھ جاتے ہیں حالانکہ وہ اس کے اہل نہیں ہوتے۔ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک مبغوض دو شخص ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ نے اس کے نفس کے حوالے کر دیا ہو، (یعنی اُس کی بد اعمالیوں کی وجہ سے اپنی توفیق سلب کر لی) جس کے بعد وہ سیدھی راہ سے ہٹا ہو بدعت کی باتوں پر فریفتہ اور گمراہی کی تبلیغ پر مٹا ہوا ہے۔ وہ اپنے ہوا خواہوں کے لئے فتنہ اور سابقہ لوگوں کی ہدایت سے برگشتہ ہے۔ وہ تمام اُن لوگوں کے لئے جو اس کی زندگی میں یا اُس کی موت کے بعد اس کی پیروی کریں گمراہ کرنے والا ہے۔ وہ دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے اور خود اپنی خطاؤں میں جکڑا ہوا ہے اور دوسرا شخص وہ ہے جس نے جہالت کی باتوں کو (ادھر اُدھر سے) بٹور لیا ہے۔ وہ امت کے جاہل افراد میں دوڑ دھوپ کرتا ہے، اور فتنوں کی تاریکیوں میں

غافل و مدہوش پڑا رہتا ہے اور امن و آشتی کے فائدوں سے آنکھ بند کر لیتا ہے۔ چند انسانی شکل و صورت سے ملتے جلتے ہوئے لوگوں نے اُسے عالم کا لقب دے رکھا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں وہ ایسی (بے سود) باتوں کے سمیٹنے کے لئے منہ اندھیرے نکل پڑتا ہے جن کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس گندے پانی سے سیراب ہو لیتا ہے اور لایعنی باتوں کو جمع کر لیتا ہے تو لوگوں میں قاضی بن کر بیٹھ جاتا ہے اور دوسروں پر مشتبہ رہنے والے مسائل کے حل کرنے کا ذمہ لے لیتا ہے۔ اگر کوئی الجھا ہوا مسئلہ اس کے سامنے پیش ہوتا ہے تو اپنی رائے سے اُس کے لئے بھرتی کی فرسودہ دلیلیں مہیا کر لیتا ہے اور پھر اس پر یقین بھی کر لیتا ہے۔ اس طرح وہ شبہات کے الجھاؤ میں پھنسا ہوا ہے جس طرح مکڑی خود ہی اپنے جالے کے اندر۔ وہ خود یہ نہیں جانتا کہ اس نے صحیح حکم دیا ہے یا غلط۔ اگر صحیح بات بھی کہی ہو تو اُسے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں غلط نہ ہو، اور غلط جواب ہو تو اسے یہ توقع رہتی ہے کہ شاید یہی صحیح ہو، وہ جہالتوں میں بھٹکنے والا جاہل اور اپنی نظر کے دھندلاپن کے ساتھ تاریکیوں میں بھٹکنے والی سواریوں پر سوار ہے۔ نہ اس نے حقیقت علم کو پرکھا نہ اس کی تہ تک پہنچا۔ وہ روایات کو اس طرح درہم برہم کرتا ہے جس طرح ہوا سوکھے ہوئے تنکوں کو۔ خدا کی قسم! وہ ان مسائل کے حل کرنے کا اہل نہیں جو اس سے پوچھے جاتے ہیں اور نہ اس منصب کے قابل ہے جو اسے سپرد کیا گیا ہے۔ جس چیز کو وہ نہیں جانتا اس چیز کو وہ کوئی قابل اعتنا علم ہی نہیں قرار دیتا اور جہاں تک وہ پہنچ سکتا ہے اس کے آگے یہ سمجھتا ہی نہیں کہ کوئی دوسرا پہنچ سکتا ہے۔ اور جو بات اُس کی سمجھ میں نہیں آتی اُسے پی جاتا ہے، کیونکہ وہ اپنی جہالت کو خود جانتا ہے۔ (ناحق بہائے ہوئے) خون اُس کے نارواں فیصلوں کی وجہ سے چیخ رہے ہیں اور غیر مستحق افراد کو پہنچی ہوئی میراثیں چلا رہی ہیں۔ اللہ ہی سے شکوہ ہے اُن لوگوں کو جو جہالت میں جیتے ہیں اور گمراہی میں مر جاتے ہیں۔ ان میں قرآن سے زیادہ کوئی بے قیمت چیز نہیں جب کہ اُسے اس طرح پیش کیا جائے جیسا پیش کرنے کا حق ہے اور اس قرآن سے زیادہ ان میں کوئی مقبول اور قیمتی چیز نہیں۔ اس وقت جبکہ اس کی آیتوں کا بے محل استعمال کیا جائے ان کے نزدیک نیکی سے زیادہ کوئی برائی اور برائی سے زیادہ کوئی نیکی نہیں۔

خطبہ 18

فتاویٰ میں علماء کے مختلف الآرا ہونے کی مذمت میں فرمایا۔ جب ان میں سے کسی ایک کے سامنے کوئی معاملہ فیصلہ کے لئے پیش ہوتا ہے تو وہ اپنی رائے سے اس کا حکم لگا دیتا ہے۔ پھر وہی مسئلہ بعینہ دوسرے کے سامنے پیش ہوتا ہے تو وہ اس پہلے کے حکم کے خلاف حکم دیتا ہے پھر یہ تمام کے تمام قاضی اپنے اس خلیفہ کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے انہیں قاضی بنا رکھا ہے تو وہ سب کی رایوں کو صحیح قرار دیتا ہے حالانکہ ان کا اللہ ایک، نبی ایک اور کتاب ایک ہے۔ (انہیں غور تو کرنا چاہئے) کیا اللہ نے انہیں اختلاف کا حکم دیا تھا اور یہ اختلاف کر کے اس کا حکم بجا لاتے ہیں یا اس نے تو حقیقتاً اختلاف سے منع کیا ہے اور یہ اختلاف کر کے عمداً اس کی نافرمانی کرنا چاہتے ہیں۔ یا یہ کہ اللہ نے دین کو ادھورا چھوڑ دیا تھا اور ان سے تکمیل کے لئے ہاتھ بٹانے کا خواہشمند ہوا تھا یا یہ کہ اللہ کے شریک تھے کہ انہیں اس کے احکام میں دخل دینے کا حق ہو، اور اس پر

لازم ہو کہ وہ اس پر رضا مند رہے یا یہ کہ اللہ نے تو دین کو مکمل اُتارا تھا مگر اس کے رسول نے اس کے پہنچانے اور ادا کرنے میں کوتاہی کی تھی۔ اللہ نے قرآن میں تو یہ فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب میں کسی چیز کے بیان کرنے میں کوتاہی نہیں کی اور اس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ قرآن کے بعض حصے بعض حصوں کی تصدیق کرتے ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ چنانچہ اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کا بھیجا ہوا ہوتا تو تم اس میں کافی اختلاف پاتے اور یہ کہ اس کا ظاہر خوش نما اور باطن گہرا ہے۔ نہ اس کے عجائبات مٹنے والے اور نہ اس کے لطائف ختم ہونے والے ہیں۔ ظلمت (جہالت) کا پردہ اسی سے چاک کیا جاتا ہے)۔

خطبہ 19

امیر المومنین علیہ السلام منبر کوفہ پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اشعث ابن قیس نے آپ کے کلام پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یا امیر المومنینؑ یہ بات تو آپ کے حق میں نہیں بلکہ آپ کے خلاف پڑتی ہے تو حضرت نے اُسے نگاہ غضب سے دیکھا اور فرمایا۔

تجھے کیا معلوم کہ کونسی چیز میرے حق میں ہے اور کون سی چیز میرے خلاف جاتی ہے تجھ پر اللہ کی پھٹکار اور لعنت کرنے والوں کی، تو جولا ہے کا بیٹا جولاہا اور کافر کی گود میں پلنے والا منافق ہے تو ایک دفعہ کافروں کے ہاتھوں میں اور ایک دفعہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں اسیر ہوا لیکن تجھ کو تیرا مال اور حسب اس عار سے نہ بچا سکا اور جو شخص اپنی قوم پر تلوار چلوا دے اور اس کی طرف موت کو دعوت اور ہلاکت کا بلاوا دے، وہ اسی قابل ہے کہ قریبی اس سے نفرت کریں اور دور والے بھی اس پر بھروسہ نہ کریں۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ یہ ایک دفعہ کفر کے زمانہ میں اور ایک دفعہ اسلام کے زمانہ میں اسیر کیا گیا تھا۔ رہا حضرتؑ کا یہ ارشاد کہ جو شخص اپنی قوم پر تلوار چلوا دے، تو اس سے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو اشعث کو خالد ابن ولید کے مقابلہ میں یمامہ میں پیش آیا تھا کہ جہاں اُس نے اپنی قوم کو فریب دیا تھا اور اُن سے چال چلی تھی یہاں تک کہ خالد نے ان پر حملہ کر دیا اور اس واقعہ کے بعد اس کی قوم والوں نے اُس کا لقب عرف النار رکھ دیا اور یہ ان کے محاورہ میں غدار کے لئے بولا جاتا ہے۔

خطبہ 20

جن چیزوں کو تمہارے مرنے والوں نے دیکھا ہے اگر تم بھی انہیں دیکھ لیتے تو گھبرا جاتے اور سراسیمہ و مضطرب ہو جاتے اور (حق کی بات) سنتے اور اس پر عمل کرتے۔ لیکن جو انہوں نے دیکھا ہے وہ ابھی تم سے پوشیدہ ہے اور قریب ہے کہ وہ پردہ اٹھا دیا جائے۔ اگر تم چشم بینا و گوش شنوا رکھتے ہو تو تمہیں سنایا اور دکھایا جا چکا ہے اور ہدایت کی طلب ہے تو تمہیں ہدایت کی جا چکی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ عبرتیں تمہیں بلند آواز سے پکار چکی ہیں، اور دھمکانے والی چیزوں سے تمہیں دھمکایا جا چکا ہے۔ آسمانی رسولوں (فرشتوں) کے بعد بشر ہی ہوتے ہیں جو تم تک اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح میری زبان سے جو ہدایت ہو رہی ہے در حقیقت اللہ کا پیغام ہے

جو تم تک پہنچ رہا ہے۔

خطبہ 21

تمہاری منزل مقصود تمہارے سامنے ہے۔ موت کی ساعت تمہارے عقب میں ہے، جو تمہیں آگے کی طرف لے چل رہی ہے۔ ہلکے پھلکے رہو تاکہ آگے بڑھنے والوں کو پا سکو۔ تمہارے اگلوں کو پچھلوں کا انتظار کرایا جا رہا ہے۔ (کہ یہ بھی ان تک پہنچ جائیں) سید رضی فرماتے ہیں کہ کلام خدا اور رسول کے بعد جس کلام سے بھی ان کلمات کا موازنہ کیا جائے تو حسن و خوبی میں اُن کا پلہ بھاری رہے گا اور ہر حیثیت سے بڑھے چڑھے رہیں گے اور آپ کا یہ ارشاد کہ تخففوا تلحقوا اس سے بڑھ کر تو کوئی جملہ سننے ہی میں نہیں آیا جس کے الفاظ کم ہوں اور معنی بہت ہوں۔ اللہ اکبر! کتنے اس کلمہ کے معنی بلند اور اس حکمت کا سرچشمہ صاف و شفاف ہے اور ہم نے اپنی کتاب خصائص میں اس فقرے کی عظمت اور اس کے معنی کی بلندی پر روشنی ڈالی ہے۔

خطبہ 22

معلوم ہونا چاہیے کہ شیطان نے اپنے گروہ کو بھڑکانا شروع کر دیا اور اپنی فوجیں فراہم کر لی ہیں تاکہ ظلم اپنی انتہا کی حد تک اور باطل اپنے مقام پر پلٹ آئے۔ خدا کی قسم! انہوں نے مجھ پر کوئی سچا الزام نہیں لگایا اور نہ انہوں نے میرے اور اپنے درمیان انصاف برتا۔ وہ مجھ سے اس حق کا مطالبہ کرتے ہیں جسے خود ہی انہوں نے چھوڑ دیا اور اس خون کا عوض چاہتے ہیں جسے انہوں نے خود بہایا ہے۔ اب اگر اس میں میں ان کا شریک تھا تو پھر اس میں ان کا بھی تو حصہ نکلتا ہے اور اگر وہی اس کے مرتکب ہوئے ہیں میں نہیں تو پھر اُس کی سزا بھی صرف انہی کو بھگتنا چاہیے جو سب سے بڑی دلیل وہ میرے خلاف پیش کریں گے۔ وہ انہی کے خلاف پڑے گی۔ وہ اُس ماں کا دودھ پینا چاہتے ہیں جس کا دودھ منقطع ہو چکا ہے۔ اور مری ہوئی بدعت کو پھر سے زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ اُف کتنا نامراد یہ جنگ کے لئے پکارنے والا ہے۔ یہ ہے کون جو للکارنے والا ہے، اور کس مقصد کے لئے اس کی بات کو سنا جا رہا ہے اور میں تو اس میں خوش ہوں کہ ان پر اللہ کی حجت تمام ہو چکی ہے اور ہر چیز اس کے علم میں ہے۔ اگر ان لوگوں نے اطاعت سے انکار کیا تو میں تلوار کی باڑ ان کے سامنے رکھ دوں گا۔ جو باطل سے شفا دینے اور حق کی نصرت کے لئے کافی ہے۔ حیرت ہے کہ وہ مجھے یہ پیغام بھیجتے ہیں کہ میں نیزہ زنی کے لئے میدان میں اتر آؤں، اور تلواروں کی جنگ کے لئے جمنے پر تیار رہوں۔ رونے والیاں ان کے غم میں روئیں۔ میں تو ہمیشہ ایسا رہا ہوں کہ جنگ سے مجھے دھمکایا نہیں جا سکا اور شمشیر زنی سے خوفزدہ نہیں کیا جا سکا اور میں اپنے پروردگار کی طرف سے یقین کے درجہ پر فائز ہوں اور اپنے دین کی حفاظت میں مجھے کوئی شک نہیں ہے۔

خطبہ 23

ہر شخص کے مقسوم میں جو کم یا زیادہ ہوتا ہے، اسے لے کر فرمانِ قضا آسمان سے زمین پر اس طرح اُترتے ہیں۔ جس طرح بارش کے قطرات لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے اہل و مال و نفس میں فراوانی و وسعت پائے تو یہ چیز اس کے لئے کبیدگی خاطر کا سبب نہ بنے۔ جب تک کوئی مرد مسلمان کسی ایسی ذلیل حرکت کا مرتکب نہیں ہوتا کہ جو ظاہر ہو جائے تو اس کے تذکرہ سے اسے آنکھیں نیچی کرنا پڑیں اور جس سے ذلیل آدمیوں کی جرأت بڑھے۔ وہ اس کامیاب جواری کے مانند ہے جو جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینک کر پہلے مرحلے پر ہی ایسی جیت کا متوقع ہوتا ہے جس سے اُسے فائدہ حاصل ہو اور پہلے نقصان ہو بھی چکا ہے تو وہ دور ہو جائے۔ اسی طرح وہ مسلمان جو بددیانتی سے پاک دامن ہو، دو اچھائیوں میں سے ایک کا منتظر رہتا ہے۔ یا اللہ کی طرف سے بلاوا آئے تو اس شکل میں اللہ کے یہاں کی نعمتیں ہی اس کے لئے بہتر ہیں اور یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے (دنیا کی) نعمتیں حاصل ہوں تو اس صورت میں اس کے مال بھی ہے اور اولاد بھی اور پھر اس کا دین اور عزت نفس بھی برقرار ہے۔ بے شک مال و اولاد دنیا کی کھیتی اور عمل صالح آخرت کی کشت زار ہے اور بعض لوگوں کے لئے اللہ ان دونوں چیزوں کو یکجا کر دیتا ہے جتنا اللہ نے ڈرایا ہے اتنا اس سے ڈرتے رہو اور اتنا اس سے خوف کھاؤ کہ تمہیں عذر نہ کرنا پڑے۔ عمل بے ریا کرو۔ اس لئے کہ جو شخص کسی اور کے لئے عمل کرتا ہے اللہ اُس کو اسی کے حوالہ کر دیتا ہے۔ ہم اللہ سے شہیدوں کی منزلت نیکوں کی ہمدمی اور انبیاء کی رفاقت کا سوال کرتے ہیں۔ اے لوگو! کوئی شخص بھی اگر چہ وہ مالدار ہو اپنے قبیلہ والوں اور اس امر سے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور زبانوں سے اس کی حمایت کریں بے نیاز نہیں ہو سکتا اور وہی لوگ سب سے زیادہ اس کے پشت پناہ اور اس کی پریشانیوں کو دور کرنے والے اور مصیبت پڑنے کی صورت میں اس پر شفیق و مہربان ہوتے ہیں۔ اللہ جس شخص کا سچا ذکر خیر لوگوں میں برقرار رکھتا ہے تو یہ اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کا وہ دوسروں کو وارث بنا جاتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے۔

دیکھو تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے قریبیوں کو فقر و فاقہ میں پائے تو ان کی احتیاج کو اس امداد سے دور کرنے سے پہلو تہی نہ کرے جس کے روکنے سے کچھ بڑھ نہ جائے گا اور صرف کرنے سے اس میں کچھ کمی نہ ہوگی، جو شخص اپنے قبیلے کی اعانت سے ہاتھ روک لیتا ہے تو اس کا تو ایک ہاتھ رکتا ہے لیکن وقت پڑنے پر بہت سے ہاتھ اُس کی مدد سے رک جاتے ہیں جو شخص نرم خو ہو وہ اپنی قوم کی محبت ہمیشہ باقی رکھ سکتا ہے۔ شریف رضی فرماتے ہیں کہ یہاں پر غفیرہ کے معنی کثرت و زیادتی کے ہیں اور یہ عربوں کے قول الجم الغفیر اور الجماء الغفیر (انژدھام) سے ماخوذ ہے اور بعض روایتوں میں غفیرہ کے بجائے عفوہ ہے اور عفوہ کسی شے کے عمدہ اور منتخب حصہ کو کہتے ہیں۔ یوں کہا جاتا ہے اکلت عفوۃ الطعام یعنی میں نے منتخب اور عمدہ کھانا کھایا۔ و من یقبض یدہ عن عشیرتہ (تا آخر کلام) کے متعلق فرماتے ہیں کہ

اس جملہ کے معنی کتنے حسین ودلکش ہیں۔ حضرت کی مرادیہ ہے کہ جو شخص اپنے قبیلہ سے حُسنِ سلوک نہیں کرتا تو اُس نے ایک ہی ہاتھ کی منفعت کو روکا۔ لیکن جب اُن کی امداد کی ضرورت پڑے گی اور ان کی ہمدردی و اعانت کیلئے لاچار و مضطر ہوگا تو وہ اِن کے بہت سے بڑھنے والے ہاتھوں اور اٹھنے والے قدموں کی ہمدردیوں اور چارہ سازیوں سے محروم ہو جائے گا۔

خطبہ 24

مجھے اپنی زندگی کی قسم! میں حق کے خلاف چلنے والوں اور گمراہی میں بھٹکنے والوں سے جنگ میں کسی قسم کی رورعایت اور سستی نہیں کروں گا۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اُس کے غضب سے بھاگ کر اُس کے دامن رحمت میں پناہ لو، اللہ کی دکھائی ہوئی راہ پر چلو اور اُس کے عائد کردہ احکام کو بجالاؤ (اگر ایسا ہو تو) علی تمہاری نجات اخروی کا ضامن ہے۔ اگرچہ دنیوی کامرانی تمہیں حاصل نہ ہو)۔

خطبہ 25

جب امیر المومنینؑ کو پے در پے یہ اطلاعات ملیں کہ معاویہ کے اصحاب (آپ کے مقبوضہ) شہروں پر تسلط جمارہے ہیں اور یمن کے عامل عبید اللہ ابن عباس اور سپہ سالار لشکر سعید ابن نمران، بسر ابن ابی ارطاۃ سے مغلوب ہو کر حضرت کے پاس پلٹ آئے تو آپ اپنے اصحاب کو جہاد میں سستی اور رائے کی خلاف ورزی سے بددل ہو کر منبر کی طرف بڑھے اور فرمایا۔ یہ عالم ہے اس کوفہ کا، جس کا بندوبست میرے ہاتھ میں ہے (اے شہر کوفہ) اگر تیرا یہی عالم رہا کہ تجھ میں آندھیاں چلتی رہیں، تو خدا تجھے غارت کرے پھر آپ نے شاعر کا یہ شعر بطور تمثیل پڑھا۔ اے عمرو! تیرے اچھے باپ کی قسم! مجھے تو اس برتن سے تھوڑی سی چکناہٹ ہی ملی ہے (جو برتن کے خالی ہونے کے بعد اس میں لگی رہ جاتی ہے) مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ بسر یمن پر چھا گیا ہے۔ بخدا میں تو اب اُن لوگوں کے متعلق یہ خیال کرنے لگا ہوں کہ وہ عنقریب سلطنت و دولت کو تم سے ہتھیا لیں گے، اس لئے کہ وہ (مرکز) باطل پر متحد و یکجا ہیں اور تم اپنے (مرکز) حق سے پراگندہ و منتشر۔ تم امرِ حق میں اپنے امام کے نافرمان اور وہ باطل میں بھی اپنے امام کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ وہ اپنے ساتھی (معاویہ) کے ساتھ امانت داری کے فرض کو پورا کرتے ہیں اور تم خیانت کرنے سے نہیں چوکتے۔ وہ اپنے شہروں میں امن برقرار رکھتے ہیں اور تم شورشیں برپا کرتے ہو۔ میں اگر تم میں سے کسی کو لکڑی کے ایک پیالے کا بھی امین بناؤں تو یہ ڈر رہتا ہے کہ وہ اس کے کنڈے کو توڑ کر لے جائے گا۔ اے اللہ وہ مجھ سے تنگ دل ہو چکے ہیں اور میں اُن سے۔ وہ مجھ سے اکتا چکے ہیں اور میں اُن سے مجھے ان کے بدلے میں اچھے لوگ عطا کر اور میرے بدلے میں انہیں کوئی اور بُرا حاکم دے۔ خدایا ان کے دلوں کو اس طرح (اپنے غضب سے) پگھلا دے جس طرح نمک پانی میں گھول دیا جاتا ہے۔ خدا کی قسم میں اس چیز کو دوست رکھتا ہوں کہ تمہارے بجائے میرے پاس بنی فراس ابن غنم کے ایک ہی ہزار سوار ہوتے ایسے (جن کا وصف شاعر نے یہ بیان کیا ہے کہ) اگر تم کسی موقعہ پر انہیں پکارو تو تمہارے پاس ایسے سوار

پہنچیں جو تیز روی میں گرمیوں کے ابر کے مانند ہیں۔ اس کے بعد حضرت منبر سے نیچے اتر آئے۔

سید رضی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس شعر میں لفظ ارمیہ رمی کی جمع ہے، جس کے معنی ابر کے ہیں اور حمیم کے معنی یہاں پر موسم گرما کے ہیں اور شاعر نے گرمیوں کے ابر کی تخصیص اس لئے کی ہے کہ وہ سریع السیر اور تیز رفتار ہوتا ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پانی سے خالی ہوتا ہے اور ابر سست گام اس وقت ہوتا ہے جب اس میں پانی بھرا ہوا ہو اور ایسے ابر (ملک عرب میں) عموماً سردیوں میں اٹھتے ہیں۔ اس شعر سے شاعر کا مقصود یہ ہے کہ انہیں جب مدد کے لئے پکارا جاتا ہے اور ان سے فریاد رسی کی جاتی ہے تو وہ تیزی سے بڑھتے ہیں اور اس کی دلیل شعر کا پہلا مصرع ہے هنالک لودعوت اتاک منهم (اگر تم پکارو تو وہ تمہارے پاس پہنچ جائیں گے)۔

خطبہ 26

اللہ تبارک وتعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں کو (ان کی بد اعمالیوں سے) متنبہ کرنے والا اور اپنی وحی کا امین بنا کر بھیجا۔ اے گروہ عرب اُس وقت تم بدترین دین پر اور بدترین گھروں میں تھے کھردرے پتھروں اور زہریلے سانپوں میں تم بودوباش رکھتے تھے تم گدلا پانی پیتے اور موٹا جھوٹا کھاتے تھے ایک دوسرے کا خون بہاتے اور رشتہ قرابت قطع کیا کرتے تھے۔ بت تمہارے درمیان گڑے ہوئے تھے اور گناہ تم سے چمٹے ہوئے تھے۔ اسی خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے۔ میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو مجھے اپنے اہل بیتؑ کے علاوہ کوئی اپنا معین و مددگار نظر نہ آیا۔ میں نے انہیں موت کے منہ میں دینے سے بخل کیا۔ آنکھوں میں خس وخاشاک تھا مگر میں نے چشم پوشی کی، حلق میں پھندے تھے مگر میں نے غم وغصہ کے گھونٹ پی لئے اور گلوگرفتگی کے باوجود حنظل سے زیادہ تلخ حالات پر صبر کیا۔ اسی خطبہ کا ایک جز یہ ہے۔ اس نے اس وقت تک معاویہ کی بیعت نہیں کی جب تک یہ شرط اس سے منوا نہ لی کہ وہ اس بیعت کی قیمت ادا کرے اس بیعت کرنے والے کے ہاتھوں کو فتح وفیروزمندی نصیب نہ ہو اور خریدنے والے کے معاہدے کو ذلت ورسوائی حاصل ہو (لو اب وقت آ گیا کہ) تم جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور اس کے لئے سازوسامان مہیا کرلو۔ اس کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں اور لپٹیں بلند ہو رہی ہیں اور جامہ صبر پہن لو، کہ اس سے نصرت وکامرانی حاصل ہونے کا زیادہ امکان ہے۔

خطبہ 27

جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے اپنے خاص دوستوں کے لئے کھولا ہے۔ یہ پرہیز گاری کا لباس اللہ کی محکم زرہ اور مضبوط سپر ہے جو اس سے پہلو بچاتے ہوئے اسے چھوڑ دیتا ہے خدا اسے ذلت وخواری کا لباس پہنا اور مصیبت وابتلا کی ردا اوڑھا دیتا ہے اور ذلتوں اور خواریوں کے ساتھ ٹھکرا دیا جاتا ہے اور مدہوشی وغفلت کا پردہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے اور جہاد کو ضائع وبرباد کرنے سے حق اس کے ہاتھ سے لے لیا جاتا ہے۔ ذلت اُسے سہنا پڑتی ہے اور

انصاف اس سے روک لیا جاتا ہے۔ میں نے اس قوم سے لڑنے کے لئے رات بھی اور دن بھی اعلانیہ بھی اور پوشیدہ بھی تمہیں پکارا اور للکارا، اور تم سے کہا کہ قبل اس کے کہ وہ جنگ کے لئے بڑھیں تم ان پر دھاوا بول دو۔ خدا کی قسم جن افراد قوم پر ان کے گھروں کے حدود کے اندر ہی حملہ ہو جاتا ہے وہ ذلیل وخوار ہوتے ہیں۔ لیکن تم نے جہاد کو دوسروں پر ٹال دیا اور ایک دوسرے کی مدد سے پہلو بچانے لگے۔ یہاں تک کہ تم پر غارت گریاں ہوئیں اور تمہارے شہروں پر زبردستی قبضہ کرلیا گیا۔ اسی بنی غامد کے آدمی (سفیان ابن عوف) ہی کو دیکھ لو کہ اس کی فوج کے سوار (شہر) انبار کے اندر پہنچ گئے اور حسان ابن حسان بکری کو قتل کر دیا اور تمہارے محافظ سواروں کو سرحدوں سے ہٹا دیا اور مجھے تو یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ اس جماعت کا ایک آدمی مسلمان اور ذمی عورتوں کے گھروں میں گھس جاتا تھا اور ان کے پیروں سے کڑے (ہاتھوں سے کنگن) اور گلوبند اور گوشوارے اتار لیتا تھا اور ان کے پاس اس سے حفاظت کا کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا۔ سوا اس کے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہتے ہوئے صبر سے کام لیں یا خوشامدیں کر کے اس سے رحم کی التجا کریں۔ وہ لدے پھندے ہوئے پلٹ گئے نہ کسی کے زخم آیا نہ کسی کا خون بہا۔ اب اگر کوئی مسلمان ان سانحات کے بعد رنج وملال سے مر جائے تو اسے ملامت نہیں کی جا سکتی بلکہ میرے نزدیک ایسا ہی ہونا چاہئے۔ العجب ثم العجب خدا کی قسم ان لوگوں کا باطل پر ایکا کر لینا اور تمہاری جمعیت کا حق سے منتشر ہو جانا۔ دل کو مردہ کر دیتا ہے اور رنج واندوہ بڑھا دیتا ہے تمہارا برا ہو۔ تم غم وحزن میں مبتلا رہو۔ تم تو تیروں کا از خود نشانہ بنے ہوئے ہو، تمہیں ہلاک وتاراج کیا جا رہا ہے مگر تمہارے قدم حملے کے لیے نہیں اٹھتے وہ تم سے لڑ بھڑ رہے ہیں اور تم جنگ سے جی چراتے ہو۔ اللہ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں اور تم راضی ہو رہے ہو۔ اگر گرمیوں میں تمہیں ان کی طرف بڑھنے کے لئے کہتا ہوں تو تم یہ کہتے ہو کہ یہ انتہائی شدت کی گرمی کا زمانہ ہے۔ اتنی مہلت دیجئے کہ گرمی کا زور ٹوٹ جائے، اور اگر سردیوں میں چلنے کے لئے کہتا ہوں تو تم یہ کہتے ہو کہ کڑاکے کا جاڑا پڑ رہا ہے، اتنا ٹھہر جائیے کہ سردی کا موسم گزر جائے۔ یہ سب سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے باتیں ہیں۔ جب تم سردی اور گرمی سے اس طرح بھاگتے ہو تو پھر خدا کی قسم! تم تلواروں کو دیکھ کر اس سے کہیں زیادہ بھاگو گے۔ اے مردوں کی شکل وصورت والے نامردو! تمہاری عقلیں بچوں کی سی، اور تمہاری سمجھ حجلہ نشین عورتوں کے مانند ہے۔ میں تو یہی چاہتا تھا کہ نہ تم کو دیکھتا، نہ تم سے جان پہچان ہوتی۔ ایسی شناسائی جو ندامت کا سبب اور رنج واندوہ کا باعث بنی ہے۔ اللہ تمہیں مارے، تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا ہے اور میرے سینے کو غیظ وغضب سے چھلکا دیا ہے۔ تم نے مجھے غم وحزن کے جرعے پے در پے پلائے، نافرمانی کر کے میری تدبیر ورائے کو تباہ کر دیا یہاں تک کہ قریش کہنے لگے کہ علی ہے تو مرد شجاع لیکن جنگ کے طور طریقوں سے واقف نہیں۔

اللہ اُن کا بھلا کرے، کیا اُن میں سے کوئی ہے، جو مجھ سے زیادہ جنگ کی مزاولت رکھنے والا اور میدان وغا میں میرے پہلے سے کارنمایاں کئے ہوئے ہو۔ میں تو ابھی بیس برس کا بھی نہ تھا کہ حرب وضرب کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور، اب تو ساٹھ سے بھی اوپر ہو گیا ہوں، لیکن اُس کی رائے ہی کیا جس کی بات نہ مانی جائے۔

خطبہ 28

دنیا نے پیٹھ پھیر کر اپنے رخصت ہونے کا اعلان اور منزل عقبیٰ نے سامنے آکر اپنی آمد سے آگاہ کر دیا ہے۔ آج کا دن تیاری کا ہے، اور کل دوڑ کا ہوگا۔ جس طرف آگے بڑھنا ہے، وہ تو جنت ہے اور جہاں کچھ اشخاص (اپنے اعمال کی بدولت بلا اختیار) پہنچ جائیں گے وہ دوزخ ہے کیا موت سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا کوئی نہیں اور کیا اس روز مصیبت کے آنے سے پہلے عمل (خیر) کرنے والا ایک بھی نہیں تم امیدوں کے دور میں ہو جس کے پیچھے موت کا ہنگامہ ہے۔ تو جو شخص موت سے پہلے ان امیدوں کے دنوں میں عمل کر لیتا ہے تو یہ عمل اُس کے لئے سودمند ثابت ہوتا ہے اور موت اُس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور جو شخص موت سے قبل زمانہ امید و آرزو میں کوتاہیاں کرتا ہے تو وہ عمل کے اعتبار سے نقصان رسیدہ رہتا ہے، اور موت اس کے لئے پیغام ضرر لے کر آتی ہے۔ لہٰذا جس طرح اس وقت جب ناگوار حالات کا اندیشہ ہو نیک اعمال میں منہمک ہوتے ہو، ویسا ہی اس وقت بھی نیک اعمال کرو۔ جبکہ مستقبل کے آثار مسرت افزا محسوس ہو رہے ہوں۔ مجھے جنت ہی ایسی چیز نظر آتی ہے جس کا طلب گار سویا پڑا ہو اور جہنم ہی ایسی شے دکھائی دیتی ہے جس سے دور بھاگنے والا خواب غفلت میں محو ہو، جو حق سے فائدہ نہیں اٹھاتا، اسے باطل کا نقصان و ضرر اٹھانا پڑے گا۔ جس کو ہدایت ثابت قدم نہ رکھے اسے گمراہی ہلاکت کی طرف کھینچ لے جائے گی۔ تمہیں کوچ کا حکم مل چکا ہے اور زاد راہ کا پتہ دیا جا چکا ہے مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ دو ہی چیزوں کا خطرہ ہے۔ ایک خواہشوں کی پیروی اور دوسرے امیدوں کا پھیلاؤ۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے اس سے اتنا زاد لے لو جس سے کل اپنے نفسوں کو بچا سکو۔

سید رضی کہتے ہیں کہ اگر کوئی کلام گردن پکڑ کر زہد دنیوی کی طرف لانے والا اور عمل اُخروی کے لئے مجبور و مضطر کر دینے والا ہو سکتا ہے تو وہ کلام ہے جو امیدوں کے بندھنوں کو توڑنے اور وعظ و سرزنش سے اثر پذیری کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے کافی و وافی ہے۔ اس خطبے میں یہ جملہ "الا وان الیوم المضمار و غدا السباق السبقة الجنة والغایة النار" تو بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ اس میں لفظوں کی جلالت، معنی کی بلندی، سچی تمثیل اور صحیح تشبیہ کے ساتھ عجیب اسرار اور باریک نکات ملتے ہیں۔ حضرت نے اپنے ارشاد والسبقة الجنة والغایة النار میں بمعنی مقصود کے الگ الگ ہونے کی وجہ سے دو جداگانہ لفظیں "السبقة الغایة" استعمال کی ہیں۔ جنت کے لئے لفظ "سبقة (بڑھنا) فرمائی ہے اور جہنم کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کیا۔ کیونکہ سبقت اس چیز کی طرف کی جاتی ہے جو مطلوب و مرغوب ہو۔ اور یہ بہشت ہی کی شان ہے اور دوزخ میں مطلوبیت و مرغوبیت کہاں کہ اس کی جستجو و تلاش میں بڑھا جائے۔ (نعوذ باللہ منہا) چونکہ السبقة النار کہنا صحیح و درست نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی لئے والغایة النار فرمایا اور غایت صرف منزل منتہا کو کہتے ہیں۔ اس تک پہنچنے والے کو خواہ رنج و کوفت ہو یا شادمانی و مسرت۔ یہ ان دونوں معنوں کی ادائیگی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بہرصورت اسے مصیر و مآل (بازگشت) کے معنی میں سمجھنا چاہئے اور ارشاد قرآنی ہے "قُل

تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِیْرَ کُمْ اِلَی النَّار" (کہو کہ تم دنیا سے اچھی طرح حظ اٹھالو، آخر تو تمہاری بازگشت جہنم کی طرف ہے) یہاں مصیر کم کی بجائے سبقتکم کہنا کسی طرح صحیح و درست نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس میں غور و فکر کرو اور دیکھو کہ اس کا باطن کتنا عجیب اور اس کا گہراؤ لطافتوں کو لئے ہوئے کتنی دور تک چلا گیا ہے اور حضرت کا بیشتر کلام اسی انداز پر ہوتا ہے اور بعض روایتوں میں السبقۃ بضم سین بھی آیا ہے اور سبقۃ اُس مال و متاع کو کہتے ہیں جو آگے نکل جانے والے کے لئے بطور انعام رکھا جاتا ہے۔ بہر صورت دونوں کے معنی قریب قریب یکساں ہیں اس لئے کہ معاوضہ و انعام کسی قابل مذمت فعل پر نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی اچھے اور لائق ستائش کارنامے کے بدلے ہی میں ہوتا ہے۔

خطبہ 29

اے وہ لوگو جن کے جسم یکجا اور خواہشیں جدا جدا ہیں تمہاری باتیں تو سخت پتھروں کو بھی نرم کر دیتی ہیں اور تمہارا عمل ایسا ہے کہ جو دشمنوں کو تم پر دندان تیز کرنے کا موقعہ دیتا ہے۔ اپنی مجلسوں میں تو تم کہتے پھرتے ہو کہ یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے اور جب جنگ چھڑ ہی جاتی ہے تو تم اس سے پناہ مانگتے ہو۔ جو تم کو مدد کے لئے پکارے اس کی صدا بے وقعت اور جس کا تم جیسے لوگوں سے واسطہ پڑا ہو اس کا دل ہمیشہ بے چین ہے۔ حیلے حوالے ہیں غلط سلط اور مجھ سے جنگ میں تاخیر کرنے کی خواہشیں ہیں۔ جیسے نادہند مقروض اپنے قرض خواہ کو ٹالنے کی کوشش کرتا ہے۔ ذلیل آدمی ذلت آمیز زیادتیوں کی روک تھام نہیں کر سکتا اور حق تو بغیر کوشش کے نہیں ملا کرتا۔ اس گھر کے بعد اور کون سا گھر ہے جس کی حفاظت کرو گے اور میرے بعد اور کس امام کے ساتھ ہو کر جہاد کرو گے۔ خدا کی قسم جسے تم نے دھوکا دے دیا ہو اُس کے فریب خوردہ ہونے میں کوئی شک نہیں اور جسے تم جیسے لوگ ملے ہوں تو اس کے حصہ میں وہ تیر آتا ہے جو خالی ہوتا ہے اور جس نے تم کو (تیروں کی طرح) دشمنوں پر پھینکا ہو، اُس نے گویا ایسا تیر پھینکا ہے جس کا سوفار ٹوٹ چکا ہو اور پیکان بھی شکستہ ہو۔ خدا کی قسم! میری کیفیت تو اب یہ ہے کہ نہ میں تمہاری کسی بات کی تصدیق کر سکتا ہوں اور نہ تمہاری نصرت کی مجھے آس باقی رہی ہے، اور نہ تمہاری وجہ سے دشمن کو جنگ کی دھمکی دے سکتا ہوں تمہیں کیا ہو گیا، تمہارا مرض کیا ہے اور اس کا چارہ کیا ہے۔ اس قوم (اہلِ شام) کے افراد بھی تو تمہاری ہی شکل و صورت کے مرد ہیں، کیا باتیں ہی باتیں رہیں گی۔ جانے بوجھے بغیر اور صرف غفلت و مدہوشی ہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری کے بغیر (بلندی کی) حرص ہی حرص ہے مگر بالکل ناحق۔

خطبہ 30

قتل عثمان کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

اگر میں اُن کے قتل کا حکم دیتا تو البتہ ان کا قاتل ٹھہرتا اور اگر اُن کے قتل سے (دوسروں کو) روکتا تو ان کا معاون اور مددگار ہوتا۔ (میں بالکل غیر جانبدار رہا) لیکن

حالات ایسے تھے کہ جن لوگوں نے انکی نصرت وامداد کی وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم انکی نصرت نہ کرنیوالوں سے بہتر ہیں اور جن لوگوں نے انکی نصرت سے ہاتھ اٹھالیا وہ نہیں خیال کرتے کہ انکی مدد کرنیوالے ہم سے بہتر و برتر ہیں۔ میں حقیقت امر کو تم سے بیان کئے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے (اپنے عزیزوں کی) طرفداری کی تو طرفداری بُری طرح کی) اور تم گھبرا گئے تو بُری طرح گھبرا گئے اور (ان دونوں فریق) بے جا طرفداری کرنیوالے، گھبرا اٹھنے والے کے درمیان اصل فیصلہ کرنیوالا اللہ ہے۔

خطبہ 31

جب جنگ جمل شروع ہونے سے پہلے حضرت نے ابنِ عباس کو زبیر کے پاس اس مقصد سے بھیجا کہ وہ انہیں اطاعت کی طرف پلٹائیں تو اس موقعہ پر ان سے فرمایا۔

طلحہ سے ملاقات نہ کرنا۔ اگر تم اس سے ملے تو تم اس کو ایک ایسا سرکش بیل پاؤ گے جس کے سینگ کانوں کی طرف مڑے ہوئے ہوں۔ وہ منہ زور سواری ہے۔ بلکہ تم زبیر سے ملنا اس لئے کہ وہ نرم طبیعت ہے اور اُس سے یہ کہنا کہ تمہارے ماموں زاد بھائی نے کہا ہے کہ تم حجاز میں تو مجھ سے جان پہچان رکھتے تھے اور یہاں عراق میں آ کر بالکل اجنبی بن گئے۔ آخر اس تبدیلی کا کیا سبب ہے۔ علامہ رضی فرماتے ہیں کہ اس کلام کا آخر جملہ "فما عدا مما بدا" جس کا مطلب یہ ہے کہ اس تبدیلی کیا سبب ہوا۔ سب سے پہلے آپ ہی کی زبان سے سنا گیا ہے۔

خطبہ 32

اے لوگو! ہم ایک ایسے کج رفتار زمانہ اور ناشکر گزار دنیا میں پیدا ہوئے ہیں کہ جس میں نیکوکار کو خطا کار سمجھا جاتا ہے، اور ظالم اپنی سرکشی میں بڑھتا ہی جاتا ہے۔ جن چیزوں کو ہم جانتے ہیں، اُن سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور جن چیزوں کو نہیں جانتے، انہیں دریافت نہیں کرتے اور جب تک مصیبت آ نہیں جاتی، ہم خطرہ محسوس نہیں کرتے۔ (اس زمانے کے) لوگ چار طرح کے ہیں، کچھ وہ ہیں، جنہیں مفسدہ انگیزی سے مانع صرف ان کے نفس کا بے وقعت ہونا، ان کی دھار کا کند ہونا اوراُن کے پاس مال کا کم ہونا ہے اور کچھ لوگ وہ ہیں جو تلواریں سونتے ہوئے علانیہ شر پھیلا رہے ہیں اور انہوں نے اپنے سوار اور پیادے جمع کر رکھے ہیں۔ صرف کچھ مال بٹورنے یا کسی دستہ کی قیادت کرتے، یا منبر پر بلند ہونے کے لئے انہوں نے اپنے نفسوں کو وقف کر دیا ہے اور دین کو تباہ و برباد کر ڈالا ہے۔ کتنا ہی بُرا سودا ہے کہ تم دنیا کو اپنے نفس کی قیمت اور اللہ کے یہاں کی نعمتوں کا بدل قرار دے لو۔ اور کچھ لوگ وہ ہیں جو آخرت والے کاموں سے دنیا طلبی کرتے ہیں اور یہ نہیں کرتے کہ دنیا کے کاموں سے بھی آخرت کا بنانا مقصود رکھیں۔ یہ اپنے اوپر بڑا سکون و وقار طاری رکھتے ہیں۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہیں اور دامنوں کو اوپر کی طرف سمیٹتے رہتے

ہیں اور اپنے نفسوں کو اس طرح سنوار لیتے ہیں کہ لوگ انہیں امین سمجھ لیں۔ یہ لوگ اللہ کی پردہ پوشی سے فائدہ اٹھا کر اس کا گناہ کرتے ہیں اور کچھ لوگ وہ ہیں جنہیں اُن کے نفسوں کی کمزوری اور ساز و سامان کی نافراہمی ملک گیری کے لئے اٹھنے نہیں دیتی۔ ان حالات نے انہیں ترقی و بلندی حاصل کرنے سے درماندہ و عاجز کر دیا ہے اس لئے قناعت کے نام سے انہوں نے اپنے آپ کو آراستہ کر رکھا ہے اور زاہدوں کے لباس سے اپنے کو سجا لیا ہے۔ حالانکہ انہیں ان چیزوں سے کسی وقت بھی کوئی لگاؤ نہیں رہا۔ اس کے بعد تھوڑے سے وہ لوگ رہ گئے جن کی آنکھیں آخرت کی یاد اور حشر کے خوف سے جھکی ہوئی ہیں اور اُن سے آنسو رواں رہتے ہیں۔ اُن میں کچھ تو وہ ہیں، جو دنیا والوں سے الگ تھلگ تنہائی میں پڑے ہیں اور کچھ خوف و ہراس کے عالم میں ذلتیں سہہ رہے ہیں اور بعض نے اس طرح چپ سادھ لی ہے کہ گویا ان کے منہ باندھ دیئے گئے ہیں۔ کچھ خلوص سے دعائیں مانگ رہے ہیں کچھ غم زدہ و درد رسیدہ ہیں جنہیں خوف نے گمنامی کے گوشہ میں بٹھا دیا ہے اور خستگی و درماندگی اُن پر چھائی ہوئی ہے وہ ایک شور دریا میں ہیں (کہ باوجود پانی کی کثرت کے پھر بھی وہ پیاسے ہیں) ان کے منہ بند اور دل مجروح ہیں۔ انہوں نے لوگوں کو اتنا سمجھایا، بجھایا کہ وہ اُکتا گئے اور اتنا ان پر جبر کیا گیا کہ وہ بالکل دب گئے اور اتنے قتل کئے گئے کہ ان میں (نمایاں) کمی ہو گئی۔ اس دنیا کو تمہاری نظروں میں کیکر کے چھلکوں اور اُن کے ریزوں سے بھی زیادہ حقیر و پست ہونا چاہئے اور اپنے قبل کے لوگوں سے تم عبرت حاصل کر لو۔ اس کے قبل کہ تمہارے حالات سے بعد والے عبرت حاصل کریں اور اس دنیا کی برائی محسوس کرتے ہوئے اس سے قطع تعلق کرو۔ اس لئے کہ اس نے آخر میں ایسوں سے قطع تعلق کر لیا جو تم سے زیادہ اس کے والہ و شیدا تھے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اپنی لاعلمی کی بنا پر اس خطبہ کو معاویہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ یہ امیر المومنین علیہ السلام کا کلام ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ بھلا سونے کو مٹی سے کیا نسبت اور شیریں پانی کو شور پانی سے کیا ربط۔ چنانچہ اس وادی میں راہ دکھانے والے ماہر فن اور پرکھنے والے بابصیرت عمرو ابن بحر جاحظ نے اس کی خبر دی ہے اور اپنی کتاب "البیان والتبیین" میں اس کا ذکر کیا ہے اور اُن لوگوں کا بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے اسے معاویہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس کے بعد کہا ہے کہ یہ کلام علی علیہ السلام کے کلام سے ہو بہو ملتا جلتا ہے اور اس میں جو لوگوں کی تقسیم اور اُن کی ذلت و پستی اور خوف و ہراس کی حالت بیان کی ہے یہ آپ ہی کے مسلک سے میل کھاتی ہے۔ ہم نے تو کسی حالت میں بھی معاویہ کو زاہدوں کے انداز اور عابدوں کے طریقہ پر کلام کرتے ہوئے نہیں پایا۔

خطبہ 33

امیر المومنینؑ جب اہل بصرہ سے جنگ کے لئے نکلے تو عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں مقام ذی قار میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ اپنا جوتا ٹانک رہے ہیں۔ (مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اے ابن عباس اس جوتے کی کیا قیمت ہوگی؟) میں نے کہا کہ اب تو اس کی کچھ بھی قیمت نہ ہوگی، تو آپ نے فرمایا! کہ اگر میرے پیش نظر حق کا قیام اور باطل کا مٹانا نہ ہو تو تم لوگوں پر حکومت کرنے سے یہ جوتا مجھے کہیں زیادہ عزیز ہے۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور لوگوں میں یہ خطبہ

دیا اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس وقت بھیجا کہ جب عربوں میں نہ کوئی کتاب (آسمانی) کا پڑھنے والا تھا نہ کوئی نبوت کا دعوے دار۔ آپ A نے ان لوگوں کو ان کے (صحیح) مقام پر اُتارا، اور نجات کی منزل پر پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ اُن کے سارے خم جاتے رہے اور حالات محکم و استوار ہو گئے۔ خدا کی قسم! میں بھی اُن لوگوں میں تھا جو اس صورت حال میں انقلاب پیدا کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ انقلاب مکمل ہو گیا۔ میں نے (اس کام میں) نہ کمزوری دکھائی نہ بزدلی سے کام لیا اور اب بھی میرا اقدام ویسے ہی مقصد کے لئے ہے تو سہی جو میں باطل کو چیر کر حق کو اس کے پہلو سے نکال لوں۔ مجھے قریش سے واسطہ ہی کیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے تو اُن سے جنگ کی، جبکہ وہ کافر تھے اور اب بھی جنگ کروں گا جبکہ وہ باطل کے ورغلانے میں آ چکے ہیں اور جس شان سے میں کل اُن کا مد مقابل رہ چکا ہوں ویسا ہی آج ثابت ہوں گا۔

خطبہ 34

لوگوں کو اہل شام سے آمادۂ جنگ کرنے کے لئے فرمایا۔

حیف ہے تم پر، میں تو تمہیں ملامت کرتے کرتے بھی اُکتا گیا ہوں کیا تمہیں آخرت کے بدلے دنیوی زندگی اور عزت کے بدلے ذلت ہی گوارا ہے؟ جب تمہیں دشمنوں سے لڑنے کے لئے بلاتا ہوں تو تمہاری آنکھیں اس طرح گھومنے لگ جاتی ہیں کہ گویا تم موت کے گرداب میں ہو اور جان کنی کی غفلت اور مدہوشی تم پر طاری ہے۔ میری باتیں جیسے تمہاری سمجھ ہی میں نہیں آتیں تو تم ششدر رہ جاتے ہو۔ معلوم ہوتا ہے جیسے تمہارے دل و دماغ پر دیوانگی کا اثر ہے کہ تم کچھ عقل سے کام نہیں لے سکتے۔ تم ہمیشہ کیلئے مجھ سے اپنا اعتماد کھو چکے ہو۔ نہ تم کوئی قوی سہارا ہو کہ تم پر بھروسہ کر کے دشمنوں کی طرف رخ کیا جائے اور نہ تم عزت و کامرانی کے وسیلے ہو، کہ تمہاری ضرورت محسوس ہو۔ تمہاری مثال تو اُن اونٹوں کی سی ہے جن کے چرواہے گم ہو گئے ہوں۔ اگر انہیں ایک طرف سے سمیٹا جائے تو دوسری طرف سے تتر بتر ہو جائیں گے۔ خدا کی قسم تم جنگ کے شعلے بھڑکانے کے لئے بہت بُرے ثابت ہوئے ہو۔ تمہارے خلاف سب تدبیریں ہوا کرتی ہیں اور تم دشمنوں کے خلاف کوئی تدبیر نہیں کرتے۔ تمہارے (شہروں کے) حدود (دن بدن) کم ہوتے جا رہے ہیں مگر تمہیں غصہ نہیں آتا۔ وہ تمہاری طرف سے بھی غافل نہیں ہوتے اور تم ہو کہ غفلت میں سب کچھ بھولے ہوئے ہو۔ خدا کی قسم! ایک دوسرے پر ٹالنے والے ہارا ہی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم میں تمہارے متعلق یہی گمان رکھتا ہوں کہ اگر جنگ زور پکڑ لے اور موت کی گرم بازاری ہو، تو تم ابن ابی طالبؑ سے اس طرح کٹ جاؤ گے جس طرح بدن سے سر (کہ دوبارہ پلٹنا ممکن ہی نہ ہو) جو شخص کہ اپنے دشمن کو اس طرح اپنے پر قابو دے دے کہ وہ اس کی ہڈیوں سے گوشت تک اُتار ڈالے، اور ہڈیوں کو توڑ دے، اور کھال کو پارہ پارہ کر دے تو اُس کا عجز انتہا کو پہنچا ہوا ہے اور سینے کی پسلیوں میں گھرا ہوا (دل) کمزور وناتواں ہے۔ اگر تم ایسا ہونا چاہتے ہو تو ہوا کرو۔ لیکن میں تو ایسا اُس وقت تک نہ ہونے دوں گا جب تک مقام مشارف کی (تیز

دھار) تلواریں چلاؤں کہ جس سے سر کی ہڈیوں کے پرخچے اُڑ جائیں اور بازو اور قدم کٹ کٹ کر گرنے لگیں اس کے بعد جو اللہ چاہے، وہ کرے۔
اے لوگو! ایک تو میرا تم پر حق ہے اور ایک تمہارا مجھ پر حق ہے کہ میں تمہاری خیر خواہی پیش نظر رکھوں اور بیت المال سے تمہیں پورا پورا حصہ دوں، اور تمہیں تعلیم دوں تا کہ تم جاہل نہ رہو اور اس طرح تمہیں تہذیب سکھاؤں جس پر تم عمل کرو اور میرا تم پر یہ حق ہے کہ بیعت کی ذمہ داریوں کو پورا کرو اور سامنے اور پس پشت خیر خواہی کرو۔
جب بلاؤں تو میری صدا پر لبیک کہو، اور جب کوئی حکم دوں تو اس کی تعمیل کرو۔

خطبہ 35

تحکیم کے بعد فرمایا۔

(ہر حالت میں) اللہ کیلئے حمد وثناء ہے۔ گو زمانہ (ہمارے لئے) جانکاہ مصیبتیں اور صبر آزما حادثے لے آیا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اُس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ یکتا ولاشریک ہے۔ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا نہیں اور محمد A اس کے عبد اور رسول ہیں۔
(تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ) مہربان باخبر اور تجربہ کار ناصح کی مخالفت کا ثمرہ، حسرت وندامت ہوتا ہے۔ میں نے اس تحکیم کے متعلق اپنا فرمان سنا دیا تھا، اور اپنی قیمتی رائے کا نچوڑ تمہارے سامنے رکھ دیا تھا۔ کاش کہ "قصیر" کا حکم مان لیا جاتا۔ لیکن تم تو تندخو مخالفین اور عہد شکن نافرمانوں کی طرح انکار پر تل گئے۔ یہاں تک کہ ناصح خود اپنی نصیحت کے متعلق سوچ میں پڑ گیا، اور طبیعت اُس چقماق کی طرح بجھ گئی کہ جس نے شعلے بھڑکانا بند کر دیا ہو میری اور تمہاری حالت شاعر بنی ہوازن کے اس قول کے مطابق ہے۔
میں نے مقام منعرج اللوی (ٹیلے کا موڑ) پر تمہیں اپنے حکم سے آگاہ کیا (گو اس وقت تم نے میری نصیحت پر عمل نہ کیا) لیکن دوسرے دن کی چاشت کو میری نصیحت کی صداقت دیکھ لی۔

خطبہ 36

اہل نہروان کو اُن کے انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا۔

میں تمہیں متنبہ کر رہا ہوں کہ تم لوگ اس نہر کے موڑوں اور اس نشیب کی ہموار زمینوں پر قتل ہو ہو کر گرے ہوئے ہو گے۔ اس عالم میں کہ نہ تمہارے پاس اللہ کے سامنے (عذر کرنے کے لئے) کوئی واضح دلیل ہو گی نہ کوئی روشن ثبوت۔ اس طرح کہ تم اپنے گھروں سے بے گھر ہو گئے اور پھر قضائے الٰہی نے تمہیں اپنے پھندے میں جکڑ لیا۔ میں نے تو تمہیں پہلے ہی اس تحکیم سے روکا تھا۔ لیکن تم نے میرا حکم ماننے سے مخالف پیمان شکنوں کی طرح انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ (مجبوراً) مجھے

بھی اپنی رائے کو اُدھر موڑ نا پڑا جو تم چاہتے تھے۔ تم ایک ایسا گروہ ہو جس کے افراد کے سر عقلوں سے خالی، اور فہم و دانش سے عاری ہیں۔ خدا تمہارا بُرا کرے میں نے تمہیں نہ کسی مصیبت میں پھنسایا ہے، نہ تمہارا بُرا چاہا تھا۔

خطبہ 37

میں نے اُس وقت اپنے فرائض انجام دیئے جبکہ اور سب اس راہ میں قدم بڑھانے کی جرأت نہ رکھتے تھے۔ اور اُس وقت سر اٹھا کر سامنے آیا جبکہ دوسرے گوشوں میں چھپے ہوئے تھے اور اُس وقت زبان کھولی جبکہ دوسرے گنگ نظر آتے تھے اور اُس وقت نورِ خدا (کی روشنی) میں آگے بڑھا، جبکہ دوسرے زمین گیر ہو چکے تھے، گو میری آواز ان سب سے دھیمی تھی مگر سبقت و پیش قدمی میں میں سب سے آگے تھا۔ میرا اس تحریک کی باگ تھامنا تھا، کہ وہ اڑ ہی گئی، اور صرف میں تھا جو اس میدان میں بازی لے گیا معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ جسے نہ تند ہوائیں جنبش دے سکتی ہیں اور نہ تیز جھکڑ اپنی جگہ سے ہلا سکتے ہیں کسی کے لئے بھی مجھ میں عیب گیری کا موقع اور حرف گیری کی گنجائش نہ تھی۔ دبا ہوا میری نظروں میں طاقتور ہے، جب تک کہ میں اُس کا حق دلوا نہ دوں اور طاقتور میرے یہاں کمزور ہے جب تک کہ میں اُس سے دوسرے کا حق دلوا نہ لوں۔ ہم قضائے الٰہی پر راضی ہو چکے ہیں، اور اُسی کو سارے اُمور سونپ دیئے ہیں کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ میں رسول اللہ A پر جھوٹ باندھتا ہوں۔ خدا کی قسم میں وہ ہوں جس نے سب سے پہلے آپ A کی تصدیق کی تو آپ A پر کذب تراشی میں کس طرح پہل کروں گا۔ میں نے اپنے حالات پر نظر کی تو دیکھا کہ میرے لئے ہر قسم کی بیعت سے اطاعت رسول A مقدم تھی اور اُن سے کیے ہوئے عہد و پیمان کا جوا میری گردن میں تھا۔

خطبہ 38

شبہ کو شبہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ حق سے شباہت رکھتا ہے، تو جو دوستانِ خدا ہوتے ہیں، اُن کے لئے شبہات (کے اندھیروں) میں یقین اُجالے کا اور ہدایت کی سمت رہنما کا کام دیتی ہے اور جو دشمنانِ خدا ہیں وہ ان شبہات میں گمراہی کی دعوت و تبلیغ کرتے ہیں، اور کوری و بے بصری اُن کی رہبر ہوتی ہے۔ موت وہ چیز ہے کہ ڈرنے والا اُس سے چھٹکارا نہیں پا سکتا اور ہمیشہ کی زندگی چاہنے والا ہمیشہ کی زندگی حاصل نہیں کر سکتا۔

خطبہ 39

میرا ایسے لوگوں سے سابقہ پڑا ہے، جنہیں حکم دیتا ہوں تو مانتے نہیں۔ بلاتا ہوں تو آواز پر لبیک نہیں کہتے۔ تمہارا بُرا ہو۔ اب اپنے اللہ کی نصرت کرنے میں تمہیں کس چیز کا انتظار ہے۔ کیا دین تمہیں ایک جگہ اکٹھا نہیں کرتا اور غیرت و حمیت تمہیں جوش میں نہیں لاتی؟ میں تم میں کھڑا ہو کر چلاتا ہوں اور مدد کے لئے پکارتا

ہوں، لیکن تم نہ میری کوئی بات سنتے ہو، نہ میرا کوئی حکم مانتے ہو۔ یہاں تک کہ ان نافرمانیوں کے بُرے نتائج کھل کر سامنے آجائیں۔ نہ تمہارے ذریعے خون کا بدلا لیا جا سکتا ہے۔ نہ کسی مقصد تک پہنچا جا سکتا ہے اور تم اُس اونٹ کی طرح جلبلانے لگے۔ جس کی ناف میں درد ہو رہا ہو، اور اس لاغر و کمزور شتر کی طرح ڈھیلے پڑ گئے جس کی پیٹھ زخمی ہو پھر میرے پاس تم لوگوں کی ایک چھوٹی سی متزلزل و کمزور فوج آئی۔ اس عالم میں کہ گویا اسے اس کی نظروں کے سامنے موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ سید رضی فرماتے ہیں کہ اس خطبہ میں لفظ "متذائب" آیا ہے، اس کے معنی مضطرب کے ہیں۔ جب ہوائیں بل کھاتی ہوئی چلتی ہیں، تو عرب اس موقعہ پر "تذائبت الریح" بولتے ہیں اور بھیڑیے کو بھی ذئب اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کی چال میں ایک اضطرابی کیفیت ہوتی ہے۔

خطبہ 40

جب آپؑ نے خوارج کا قول لَاحُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ (حکم اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے)۔ سنا تو فرمایا۔

یہ جملہ تو صحیح ہے مگر جو مطلب وہ لیتے ہیں، وہ غلط ہے۔ ہاں بے شک حکم اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے۔ مگر یہ لوگ تو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حکومت بھی اللہ کے علاوہ کسی کی نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ لوگوں کے لئے حاکم کا ہونا ضروری ہے۔ خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا (اگر اچھا ہوگا تو) مومن اس کی حکومت میں اچھے عمل کر سکے گا اور (بُرا ہوگا تو) کافر اُس کے عہد میں لذائذ سے بہرہ اندوز ہوگا۔ اور اللہ اس نظام حکومت میں ہر چیز کو اس کی آخری حدوں تک پہنچا دے گا۔ اسی حاکم کی وجہ سے مال (خراج و غنیمت) جمع ہوتا ہے۔ دشمن سے لڑا جاتا ہے، راستے پُرامن رہتے ہیں اور قوی سے کمزور کا حق دلایا جاتا ہے، یہاں تک کہ نیک حاکم (مر کر یا معزول ہو کر) راحت پائے، اور بُرے حاکم کے مرنے یا معزول ہونے سے دوسروں کو راحت پہنچے۔ ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جب آپ نے تحکیم کے سلسلے میں (ان کا قول) سنا، تو فرمایا کہ تمہارے بارے میں حکم خدا ہی کا منتظر ہوں۔ پھر فرمایا کہ اگر حکومت نیک ہو تو اس میں متقی و پرہیزگار اچھے عمل کرتا ہے اور بُری حکومت ہو تو بدبخت لوگ جی بھر کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُن کا زمانہ ختم ہو جائے اور موت انہیں پالے۔

خطبہ 41

وفائے عہد اور سچائی دونوں کا ہمیشہ ہمیشہ کا ساتھ ہے۔ اور میرے علم میں اس سے بڑھ کر حفاظت کی اور کوئی سپر نہیں جو شخص اپنی بازگشت کی حقیقت جان لیتا ہے وہ کبھی غداری نہیں کرتا۔ مگر ہمارا زمانہ ایسا ہے جس میں اکثر لوگوں نے غدر و فریب کو عقل و فراست سمجھ لیا ہے، اور جاہلوں نے ان کی (چالوں) کو حسنِ تدبیر سے منسوب کر دیا ہے۔ اللہ انہیں غارت کرے، انہیں کیا ہو گیا ہے۔ وہ شخص جو زمانے کی اونچ نیچ دیکھ چکا ہے اور اس کے ہیر پھیر سے آگاہ ہے وہ بھی کوئی تدبیر اپنے لئے دیکھتا ہے مگر اللہ کے اوامر و نواہی اس کا راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے ہیں، تو وہ اس حیلہ و تدبیر کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور اس پر قابو پانے کے باوجود چھوڑ دیتا ہے

اور جسے کوئی دینی احساس سد راہ نہیں ہے، وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا لے جاتا ہے۔

خطبہ 42

اے لوگو! مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ دو باتوں کا ڈر ہے۔ ایک خواہشوں کی پیروی اور دوسرے امیدوں کا پھیلاؤ۔ خواہشوں کی پیروی وہ چیز ہے جو حق سے روک دیتی ہے اور امیدوں کا پھیلاؤ آخرت کو بھلا دیتا ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا تیزی سے جا رہی ہے اور اس میں سے کچھ باقی نہیں رہ گیا ہے مگر اتنا ہے کہ جیسے کوئی انڈیلنے والا برتن کو انڈیلے تو اس میں کچھ تری باقی رہ جاتی ہے اور آخرت اِدھر کا رخ لئے ہوئے آ رہی ہے اور دنیا و آخرت ہر ایک والے خاص آدمی ہوتے ہیں تو تم فرزند آخرت بنو، اور ابنا دنیا نہ بنو۔ اس لئے کہ ہر بیٹا روزِ قیامت اپنی ماں سے منسلک ہوگا۔ آج عمل کا دن ہے اور حساب نہیں ہے اور کل حساب کا دن ہوگا عمل نہ ہو سکے گا۔ علامہ رضی کہتے ہیں کہ الحذاء کے معنی تیز رو کے ہیں اور بعض نے الجذاء روایت کیا ہے (اس روایت کی بناء پر معنی یہ ہوں گے کہ دنیا کی لذتوں کا سلسلہ جلد ختم ہو جائے گا۔

خطبہ 43

جب امیر المومنینؑ نے جریر ابن عبد اللہ بجلی کو معاویہ کے پاس (بیعت لینے کے لئے) بھیجا تو آپؑ کے اصحاب نے آپ کو جنگ کی تیاری کا مشورہ دیا۔ جس پر آپؑ نے فرمایا: میرا جنگ کے لئے مستعد و آمادہ ہونا جبکہ جریر ابھی وہیں ہے۔ شام کا دروازہ بند کرنا ہے اور وہاں کے لوگ بیعت کا ارادہ بھی کریں تو انہیں اس ارادۂ خیر سے روک دینا ہے۔ بے شک میں نے جریر کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ اس کے بعد وہ ٹھہرے گا تو یا ان سے فریب میں مبتلا ہو کر یا (عمداً) سرتابی کرتے ہوئے صحیح رائے کا تقاضا صبر و توقف ہے۔ اس لئے ابھی ٹھہرے رہو۔ البتہ اس چیز کو میں تمہارے لئے برا نہیں سمجھتا کہ (در پردہ) جنگ کا ساز و سامان کرتے رہو۔

میں نے اس امر کو اچھی طرح سے پرکھ لیا ہے اور اندر باہر سے دیکھ لیا ہے۔ مجھے تو جنگ کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ یا یہ کہ رسول A کی دی ہوئی خبروں سے انکار کر دوں۔ حقیقت یہ ہے (مجھ سے پہلے) اس امت پر ایک ایسا حکمران تھا، جس نے دین میں بدعتیں پھیلائیں، اور لوگوں کو زبان طعن کھولنے کا موقع دیا (پہلے تو) لوگوں نے اُسے زبانی کہا سنا، پھر اس پر بگڑے، اور آخر سارا ڈھانچہ بدل دیا۔

خطبہ 44

(جب مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی معاویہ کے پاس بھاگ گیا) چونکہ اُس نے حضرتؑ کے ایک عامل سے بنی ناجیہ کے کچھ اسیر خریدے تھے۔ جب امیر المومنینؑ نے اس سے قیمت کا مطالبہ کیا، تو وہ بد دیانتی کرتے ہوئے شام چلا گیا جس پر آپؑ نے فرمایا! خدا مصقلہ کا بُرا کرے، کام تو اُس نے شریفوں کا سا کیا، لیکن غلاموں کی طرح بھاگ نکلا۔ اُس نے مدح کرنے والے کا منہ بولنے سے پہلے ہی بند کر دیا اور توصیف کرنے والے کے قول کے مطابق اپنا عمل پیش کرنے سے پہلے ہی اُسے خاموش کر دیا۔ اگر وہ ٹھہرا رہتا تو ہم اُس سے اتنا لے لیتے، جتنا اُس کے لئے ممکن ہوتا، اور بقیہ کیلئے اُس کے مال کے زیادہ ہونے کا انتظار کرتے۔

خطبہ 45

تمام حمد اُس اللہ کیلئے ہے، جس کی رحمت سے نا امیدی نہیں اور جس کی نعمتوں سے کسی کا دامن خالی نہیں۔ نہ اس کی مغفرت سے کوئی مایوس ہے، نہ اُس کی عبادت سے کسی کو عار ہو سکتا ہے، اور نہ اُس کی رحمتوں کا سلسلہ ٹوٹتا ہے، اور نہ اُس کی نعمتوں کا فیضان کبھی رکتا ہے۔ دنیا ایک ایسا گھر ہے جس کے لئے فنا طے شدہ امر ہے اور اس میں بسنے والوں کے لئے یہاں سے بہر صورت نکلنا ہے۔ یہ دنیا شیریں و شاداب ہے۔ اپنے چاہنے والے کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے اور دیکھنے والے کے دل میں سما جاتی ہے، جو تمہارے پاس بہتر سے بہتر توشہ ہو سکے اُسے لے کر دنیا سے چل دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس دنیا میں اپنی ضرورت سے زیادہ نہ چاہو، اور جس سے زندگی بسر ہو سکے اس سے زیادہ کی خواہش نہ کرو۔

خطبہ 46

جب شام کی طرف روانہ ہونے کا قصد کیا تو یہ کلمات فرمائے۔

اے اللہ! میں سفر کی مشقت اور واپسی کے اندوہ اور اہل و مال کی بدحالی کے منظر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو ہی سفر میں رفیق اور بال بچوں کا محافظ ہے۔ سفر و حضر کو تیرے علاوہ کوئی یکجا نہیں کر سکتا، کیونکہ جسے پیچھے چھوڑا جائے وہ ساتھی نہیں ہو سکتا، اور جسے ساتھ لیا جائے اُسے پیچھے نہیں چھوڑا جا سکتا۔ سید رضی فرماتے ہیں کہ اس کلام کا ابتدائی حصہ رسول اللہ A سے منقول ہے۔ امیر المومنینؑ نے اس کے آخر میں بلیغ ترین جملوں کا اضافہ فرما کر اسے نہایت احسن طریق سے مکمل کر دیا ہے، اور وہ اضافہ (سفر و حضر کو تیرے علاوہ کوئی یکجا نہیں کر سکتا) سے لے کر آخر کلام تک ہے۔

خطبہ 47

اے کوفہ! یہ منظر گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تجھے اس طرح سے کھینچا جا رہا ہے جیسے بازار عکاظ کے دباغت کئے ہوئے چمڑے کو اور مصائب و

آلام کی تاخت و تاراج سے تجھے کچلا جا رہا ہے اور شدائد و حوادث کا تو مرکب بنا ہوا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جو ظالم و سرکش تجھ سے برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اُسے کسی مصیبت میں جکڑ دے گا اور کسی قاتل کی زد پر لے آئیگا۔

خطبہ 48

اللہ کے لئے حمد و ثنا ہے جب بھی رات آئے اور اندھیرا پھیلے اور اللہ کے لئے تعریف و توصیف ہے جب بھی ستارہ نکلے اور ڈوبے اور اس اللہ کے لئے مدح و ستائش ہے کہ جس کے انعامات کبھی ختم نہیں ہوتے اور جس کے احسانات کا بدلہ اُتارا نہیں جا سکتا۔ (آگاہ رہو کہ) میں نے فوج کا ہراول دستہ آگے بھیج دیا ہے اور اُسے حکم دیا ہے کہ میرا فرمان پہنچنے تک اس دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالے رہے اور میرا ارادہ ہے کہ اس پانی کو عبور کر کے اس چھوٹے سے گروہ کے پاس پہنچ جاؤں جو اطراف دجلہ (مدائن) میں آباد ہے، اور اسے بھی تمہارے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ میں کھڑا کروں اور انہیں تمہارے کمک کے لئے ذخیرہ بناؤں۔ علامہ رضی کہتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اس مقام پر ملطاط سے وہ سمت مراد لی ہے جہاں انہیں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اور وہ سمت کنارہ فرات ہے اور ملطاط کنارہ دریا کو کہا جاتا ہے۔ اگرچہ اسکے اصلی معنی ہموار زمین کے ہیں، اور نطفہ (صاف و شفاف پانی) سے آپ کی مراد آبِ فرات ہے اور یہ عجیب و غریب تعبیرات میں سے ہے۔"

خطبہ 49

تمام حمد اُس اللہ کے لئے ہے جو چھپی ہوئی چیزوں کی گہرائیوں میں اُترا ہوا ہے۔ اُس کے ظاہر و ہویدا ہونے کی نشانیاں اُس کے وجود کا پتہ دیتی ہیں۔ کو دیکھنے والے کی آنکھ سے وہ نظر نہیں آتا پھر بھی نہ دیکھنے والی آنکھ اس کا انکار نہیں کر سکتی اور جس نے اس کا اقرار کیا اس کا دل اس کی حقیقت کو نہیں پا سکتا۔ وہ اتنا بلند و برتر ہے کہ کوئی چیز اس سے بلند تر نہیں ہو سکتی اور اتنا قریب سے قریب تر ہے کہ کوئی شے اس سے قریب تر نہیں ہے اور نہ اُس کی بلندی نے اُسے مخلوقات سے دور کر دیا ہے اور نہ اُس کے قرب نے اُسے دوسروں کی سطح پر لا کر اُن کے برابر کر دیا ہے۔ اُس نے عقلوں کو اپنی صفوں کی حد و نہایت پر مطلع نہیں کیا اور ضروری مقدار میں معرفت حاصل کرنے کے لئے اُن کے آگے پردے بھی حائل نہیں کئے، وہ ذات ایسی ہے کہ جس کے وجود کے نشانات اس طرح اس کی شہادت دیتے ہیں کہ (زبان سے) انکار کرنے والے کا دل بھی اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اللہ اُن لوگوں کی باتوں سے بہت بلند و برتر ہے جو مخلوقات سے اس کی تشبیہ دیتے ہیں اور اُس کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔

خطبہ 50

فتنوں کے وقوع کا آغاز وہ نفسانی خواہشیں ہوتی ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے اور وہ نئے ایجاد کردہ احکام کہ جن میں قرآن کی مخالفت کی جاتی ہے، اور جنہیں فروغ دینے کے لئے کچھ لوگ دین الٰہی کے خلاف باہم ایک دوسرے کے مددگار ہو جاتے ہیں تو اگر باطل حق کی آمیزش سے خالی ہوتا تو وہ ڈھونڈنے والوں سے پوشیدہ نہ رہتا اور اگر حق و باطل کے شائبہ سے پاک و صاف سامنے آتا تو عناد رکھنے والی زبانیں بھی بند ہو جاتیں۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ کچھ اِدھر سے لیا جاتا ہے اور کچھ اُدھر سے اور دونوں کو آپس میں غلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر شیطان اپنے دوستوں پر چھا جاتا ہے اور صرف وہی لوگ بچے رہتے ہیں جن کے لئے توفیق الٰہی اور عنایت خداوندی پہلے سے موجود ہو۔

خطبہ 51

جب صفین میں معاویہ کے ساتھیوں نے امیر المومنینؑ کے اصحاب پر غلبہ پا کر فرات کے گھاٹ پر قبضہ جما لیا اور پانی لینے سے مانع ہوئے تو آپؑ نے فرمایا۔

وہ تم سے جنگ کے لقمے طلب کرتے ہیں تو اب یا تو تم ذلت اور اپنے مقام کی پستی و حقارت پر سر تسلیم خم کر دو، یا تلواروں کی پیاس خون سے بجھا کر اپنی پیاس پانی سے بجھاؤ تمہارا اُن سے دَب جانا جیتے جی موت ہے اور غالب آ کر مرنا بھی جینے کے برابر ہے معاویہ گم کردہ راہ، سر پھروں کا ایک چھوٹا سا جتھا لئے پھرتا ہے اور واقعات سے انہیں اندھیرے میں رکھ چھوڑا ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے سینوں کو موت (کے تیروں) کا ہدف بنا لیا ہے۔

خطبہ 52

دنیا اپنا دامن سمیٹ رہی ہے، اور اس نے اپنے رخصت ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس کی جانی پہچانی ہوئی چیزیں اجنبی ہو گئیں، اور وہ تیزی کے ساتھ پیچھے ہٹ رہی ہے، اور اپنے رہنے والوں کو فنا کی طرف بڑھا رہی ہے اور اپنے پڑوس میں بسنے والوں کو موت کی طرف دھکیل رہی ہے۔ اس کے شیریں (مزے) تلخ، اور صاف و شفاف (لمحے) مکدر ہو گئے ہیں۔ دنیا سے بس اتنا باقی رہ گیا ہے، جتنا برتن میں تھوڑا سا بچا ہوا پانی، یا نپا تلا ہوا جرعۂ آب، کہ پیاسا اگر اسے پئے، تو اُس کی پیاس نہ بجھے۔ خدا کے بندو! اس دارِ دنیا سے کہ جس کے رہنے والوں کے لئے زوال امر مسلم ہے۔ نکلنے کا تہیہ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آرزوئیں تم پر غالب آ جائیں، اور اس (چند روزہ زندگی) کی مدت کو دراز سمجھ بیٹھو۔ خدا کی قسم! اگر تم اُن اونٹنیوں کی طرح فریاد کرو، جو اپنے بچوں کو کھو چکی ہوں، اور اُن کبوتروں کی طرح نالۂ و فغاں کرو۔ (جو اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گئے ہوں اور اُن گوشہ نشین راہبوں کی طرح چیخو چلاؤ جو گھر بار چھوڑ چکے ہوں، اور مال اور اولاد سے بھی اپنا ہاتھ اٹھا لو۔ اس غرض سے کہ تمہیں بارگاہ الٰہی میں تقرب حاصل ہو، درجہ کی بلندی کے ساتھ اس کے یہاں یا اُن گناہوں کے معاف ہونے کے ساتھ جو صحیفۂ اعمال میں درج اور کراماً کاتبین کو یاد ہیں تو وہ تمام بے تابی، اور نالۂ و فریاد اُس ثواب کے لحاظ سے جس کا میں تمہارے لئے امیدوار ہوں، اور اس عقاب کے اعتبار سے جس کا مجھے تمہارے لئے خوف و

اندیشہ ہے، بہت ہی کم ہو گی خدا کی قسم! اگر تمہارے دل بالکل پگھل جائیں، اور تمہاری آنکھیں امید وبیم سے خون بہانے لگیں اور پھر رہتی دنیا تک (اسی حالت میں) جیتے بھی رہو تو بھی تمہارے اعمال اگر چہ تم نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ہو، اس کی نعمات عظیم کی بخشش اور ایمان کی طرف راہنمائی کا بدلہ نہیں اُتار سکتے۔

خطبہ 53

اس میں عید قربان اور اُن صفتوں کا ذکر کیا ہے جو کو سفند قربانی میں ہونا چاہئیں۔

قربانی کے جانور کا مکمل ہونا یہ ہے کہ اُس کے کان اٹھے ہوئے ہوں (یعنی کٹے ہوئے نہ ہوں) اور اس کی آنکھیں صحیح وسالم ہوں۔ اگر کان اور آنکھیں سالم ہیں تو قربانی بھی سالم اور ہر طرح سے مکمل ہے۔ اگر چہ اُس کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں۔ اور ذبح کی جگہ تک اپنے پیر کو گھسیٹ کر پہنچے (علامہ رضی فرماتے ہیں کہ اس خطبہ میں منسک سے مراد ذبح کی جگہ ہے)۔

خطبہ 54

وہ اس طرح بے تحاشا میری طرف لپکے جس طرح پانی پینے کے دن وہ اونٹ ایک دوسرے پر ٹوٹتے ہیں کہ جنہیں ان کے ساربان نے پیروں کے بندھن کھول کر کھلا چھوڑ دیا ہو۔ یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ یا تو مجھے مار ڈالیں گے۔ یا میرے سامنے ان میں سے کوئی کسی کا خون کردے گا۔ میں نے اس امر کو اندر باہر سے الٹ پلٹ کر دیکھا تو مجھے جنگ کے علاوہ کوئی صورت نظر نہ آئی، یا یہ کہ محمد A کے لائے ہوئے احکام سے انکار کر دوں۔ لیکن آخرت کی سختیاں جھیلنے سے مجھے جنگ کی سختیاں جھیلنا سہل نظر آیا، اور آخرت کی تباہیوں سے دنیا کی ہلاکتیں میرے لئے آسان نظر آئیں۔

خطبہ 55

صفین میں حضرتؑ کے اصحاب نے جب اذن جہاد دینے میں تاخیر پر بے چینی کا اظہار کیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کا یہ کہنا یہ پس وپیش کیا اس لئے ہے کہ میں موت کو ناخوش جانتا ہوں اور اُس سے بھاگتا ہوں، تو خدا کی قسم! مجھے ذرا پروا نہیں کہ میں موت کی طرف بڑھوں یا موت میری طرف بڑھے اور اس طرح تم لوگوں کا یہ کہنا کہ مجھے اہل شام سے جہاد کرنے کے جواز میں کچھ شبہ ہے تو خدا کی قسم! میں نے جنگ کو ایک دن کے لئے بھی التوا میں نہیں ڈالا۔ مگر اس خیال سے کہ ان میں سے شاید کوئی گروہ مجھ سے آکر مل جائے اور میری وجہ سے ہدایت پائے اور اپنی چندھیائی ہوئی آنکھوں سے میری روشنی کو بھی دیکھ لے اور مجھے یہ چیز گمراہی کی حالت میں انہیں قتل کر دینے سے کہیں زیادہ پسند ہے۔ اگر چہ اپنے گناہوں کے ذمہ دار بہر حال یہ خود ہوں گے۔

خطبہ 56

ہم (مسلمان) رسول اللہ A کے ساتھ ہو کر اپنے باپ، بیٹوں، بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے تھے۔ اس سے ہمارا ایمان بڑھتا تھا۔ اطاعت اور راہِ حق کی پیروی میں اضافہ ہوتا تھا اور کرب و الم کی سوزشوں پر صبر میں زیادتی ہوتی تھی اور دشمنوں سے جہاد کرنے کی کوششیں بڑھ جاتی تھیں۔ (جہاد کی صورت یہ تھی کہ) ہم میں کا ایک شخص اور فوج دشمن کا کوئی سپاہی دونوں مردوں کی طرح آپس میں بھڑتے تھے اور جان لینے کی لئے ایک دوسرے پر جھپٹے پڑتے تھے، کہ کون اپنے حریف کو موت کا پیالہ پلاتا ہے۔ کبھی ہماری جیت ہوتی تھی اور کبھی ہمارے دشمن کی۔ چنانچہ جب خداوند عالم نے ہماری (نیتوں کی) سچائی دیکھ لی، تو اس نے ہمارے دشمنوں کو رسوا و ذلیل کیا، اور ہماری نصرت و تائید فرمائی، یہاں تک کہ اسلام سینہ ٹیک کر اپنی جگہ پر جم گیا، اور اپنی منزل پر برقرار ہو گیا۔ خدا کی قسم! اگر ہم بھی تمہاری طرح کرتے تو نہ کبھی دین کا ستون گڑتا اور نہ ایمان کا تنا برگ و بار لاتا۔ خدا کی قسم! تم اپنے کیے کے بدلے میں دودھ کے بجائے خون دوہو گے، اور آخر تمہیں ندامت و شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔

خطبہ 57

اپنے اصحاب سے فرمایا۔

میرے بعد جلد ہی تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہو گا جس کا حلق کشادہ، اور پیٹ بڑا ہو گا، جو پائے گا نگل جائے گا اور جو نہ پائے گا اس کی اسے ڈھونڈ لگی رہے گی۔ (بہتر تو یہ ہے کہ) تم اسے قتل کر ڈالنا۔ لیکن یہ معلوم ہے کہ تم اسے قتل ہرگز نہ کرو گے۔ وہ تمہیں حکم دے گا کہ مجھے برا کہو اور مجھ سے بیزاری کا اظہار کرو۔ جہاں تک برا کہنے کا تعلق ہے، مجھے برا کہہ لینا۔ اس لئے کہ یہ میرے لئے پاکیزگی کا سبب اور تمہارے لئے (دشمنوں سے) نجات پانے کا باعث ہے۔ لیکن (دل سے) بیزاری اختیار نہ کرنا اس لئے کہ میں (دین) فطرت پر پیدا ہوا ہوں اور ایمان و ہجرت میں سابق ہوں۔

خطبہ 58

آپ کا کلام خوارج کو مخاطب فرماتے ہوئے:

تم پر سخت آندھیاں آئیں اور تم میں کوئی اصلاح کرنے والا باقی نہ رہے۔ کیا میں اللہ پر ایمان لانے اور رسول اللہ A کے ساتھ ہو کر جہاد کرنے کے بعد اپنے اوپر کفر کی گواہی دے سکتا ہوں؟ پھر تو میں گمراہ ہو گیا، اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ رہا۔ تم اپنے (پرانے) بدترین ٹھکانوں کی طرف لوٹ جاؤ، اور اپنی ایڑیوں کے

نشانوں پر پیچھے کی طرف پلٹ جاؤ۔یاد رکھو کہ تمہیں میرے بعد چھا جانے والی ذلت اور کاٹنے والی تلوار سے دوچار ہونا ہے اور ظالموں کو اس وتیرے سے سابقہ پڑنا ہے کہ وہ تمہیں محروم کرکے ہر چیز اپنے لئے مخصوص کرلیں۔

خطبہ 59

جب آپؑ نے خوارج سے جنگ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ سے کہا گیا کہ وہ نہروان کا پل عبور کرکے ادھر جا چکے ہیں تو آپؑ نے فرمایا۔
ان کے گرنے کی جگہ تو پانی کے اسی طرف ہے۔خدا کی قسم! ان میں سے دس بھی بچ کر نہ جا سکیں گے، اور تم میں سے دس بھی ہلاک نہ ہوں گے۔سید رضی فرماتے ہیں کہ اس خطبہ میں نطفہ سے مراد نہر (فرات) کا پانی ہے اور پانی کے لئے یہ بہترین کنایہ ہے چاہے پانی زیادہ بھی ہو۔
جب خوارج مارے گئے تو آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔آپ نے فرمایا ہر گز نہیں ابھی تو وہ مردوں کی صلبوں اور عورتوں کے شکموں میں موجود ہیں جب بھی اُن میں کوئی سردار ظاہر ہوگا، تو اُسے کاٹ کر رکھ دیا جائے گا۔یہاں تک کہ اُن کی آخری فرد بس چور اور ڈاکو ہو کر رہ جائیں گی۔انہی خوارج کے متعلق فرمایا: میرے بعد خوارج کو قتل نہ کرنا۔اس لئے کہ جو حق کا طالب ہو اور اُسے نہ پا سکے وہ ویسا نہیں ہے کہ جو باطل ہی کی طلب میں ہو اور پھر اُسے بھی پالے۔سید رضی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد معاویہ اور اُس کے ساتھی ہیں۔

خطبہ 60

جب آپؑ کو اچانک قتل کئے جانے سے خوف دلایا گیا تو آپ نے فرمایا، مجھ پر اللہ کی ایک محکم سپر ہے۔جب موت کا دن آئے گا، تو وہ مجھے موت کے حوالے کرکے مجھ سے الگ ہو جائے گا۔اُس وقت نہ تیر خطا کرے گا اور نہ زخم بھر سکے گا۔

خطبہ 61

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا ایسا گھر ہے کہ اس کے (عواقب) سے بچاؤ کا ساز و سامان اسی میں رہ کر کیا جا سکتا ہے اور کسی ایسے کام سے جو صرف اسی دنیا کی خاطر کیا جائے، نجات نہیں مل سکتی۔لوگ اس دنیا میں آزمائش میں ڈالے گئے ہیں۔لوگوں نے اس دنیا سے جو دنیا کیلئے حاصل کیا ہوگا، اُس سے الگ کر دیئے جائیں گے اور اُس پر اُن سے حساب لیا جائے گا اور جو اس دنیا سے آخرت کے لئے کمایا ہوگا اُسے آگے بھیج کر پا لیں گے اور اُسی میں رہیں بسیں گے۔دنیا عقلمندوں کے نزدیک ایک بڑھتا ہوا سایہ ہے۔جسے ابھی بڑھا ہوا اور پھیلا ہوا دیکھ رہے تھے کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ گھٹ کر سمٹ کر رہ گیا۔

خطبہ 62

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور موت سے پہلے اپنے اعمال کا ذخیرہ فراہم کرلو، اور دنیا کی فانی چیزیں دے کر باقی رہنے والی چیزیں خرید لو۔ چلنے کا سامان کرو کیونکہ تمہیں تیزی سے لے جایا جا رہا ہے اور موت کے لئے آمادہ ہو جاؤ کہ وہ تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ تمہیں ایسے لوگ ہونا چاہئے جنہیں پکارا گیا تو وہ جاگ اٹھے اور یہ جان لینے پر کہ دنیا اُن کا گھر نہیں ہے، اُسے (آخرت سے) بدل لیا ہو۔ اس لئے کہ اللہ نے تمہیں بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ اُس نے تمہیں بے قید و بند چھوڑ دیا ہے۔ موت تمہاری راہ میں حائل ہے اس کے آتے ہی تمہارے لئے جنت ہے یا دوزخ ہے۔ وہ مدت حیات جسے ہر گزرنے والا لحظہ کم کر رہا ہو اور ہر ساعت اُس کی عمارت کو ڈھا رہی ہو، کم ہی سمجھی جانے کے لائق ہے اور وہ مسافر جسے ہر دنیا دن اور ہر نئی رات (لگاتار) کھینچے لیے جا رہے ہوں، اُس کا منزل تک پہنچنا جلدی سمجھنا چاہئے اور وہ عازم سفر جس کے سامنے ہمیشہ کی کامرانی یا ناکامی کا سوال ہے۔ اس کو اچھے سے اچھا زاد مہیا کرنے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اس دنیا میں رہتے ہوئے اس سے اتنا توشہ آخرت لے لو جس کے ذریعہ کل اپنے نفسوں کو بچا سکو جس کی صورت یہ ہے کہ بندہ اپنے اللہ سے ڈرے۔ اپنے نفس کیساتھ خیر خواہی کرے (مرنے سے پہلے) توبہ کرے اپنی خواہشوں پر قابو رکھے۔ چونکہ موت اس کی نگاہ سے اوجھل ہے، اور امیدیں فریب دینے والی ہیں اور شیطان اس پر چھایا ہوا ہے، جو گناہوں کو سج کر اُس کے سامنے لاتا ہے کہ وہ اُس میں مبتلا ہو اور توبہ کی ڈھارس بندھاتا رہتا ہے کہ وہ اُسے تعویق میں ڈالتا رہے۔ یہاں تک کہ موت غفلت و بے خبری کی حالت میں اس پر اچانک ٹوٹ پڑتی ہے۔ وا حسرتا! کہ اس غافل و بے خبر کی مدت حیات ہی اُس کے خلاف ایک حجت بن جائے، اور اُس کی زندگی کا انجام بدبختی کی صورت میں ہو۔ ہم اللہ سبحانہٗ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں ایسا کردے کہ (دنیا کی) نعمتیں سرکش و متمرد نہ بنا سکیں اور کسی منزل پر اطاعت پروردگار سے درماندہ و عاجز نہ ہوں اور مرنے کے بعد نہ شرمساری اٹھانا پڑے، اور نہ رنج و غم سہنا پڑے۔

خطبہ 63

تمام حمد اُس اللہ کے لئے ہے کہ جس کی ایک صفت سے دوسری صفت کو تقدم نہیں کہ وہ آخر ہونے سے پہلے اوّل اور ظاہر ہونے سے پہلے باطن رہا ہو۔ اللہ کے علاوہ جسے بھی ایک کہا جائے گا وہ قلت و کمی میں ہوگا۔ اس کے سوا ہر باعزت ذلیل اور ہر قوی کمزور و عاجز اور ہر مالک مملوک، اور ہر جاننے والا سیکھنے والے کی منزل میں ہے۔ اُس کے علاوہ ہر قدرت و تسلط والا کبھی قادر ہوتا ہے اور کبھی عاجز اور اُس کے علاوہ ہر سننے والا خفیف آوازوں کے سننے سے قاصر ہوتا ہے اور بڑی آوازیں (اپنی گونج سے) اُسے بہرا کر دیتی ہیں اور دور کی آوازیں اس تک پہنچتی نہیں ہیں اور اس کے ماسوا ہر دیکھنے والا مخفی رنگوں اور لطیف جسموں کے دیکھنے سے نابینا ہوتا ہے۔ کوئی ظاہر اس کے علاوہ باطن نہیں ہوسکتا اور کوئی باطن اُس کے سوا ظاہر نہیں ہوسکتا۔ اس نے اپنی کسی مخلوق کو اس

لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ اپنے اقتدار کی بنیادوں کو مستحکم کرے یا زمانے کے عواقب و نتائج سے اُسے کوئی خطرہ تھا یا کسی برابر والے کے حملہ آور ہونے یا کثرت پر اتر آنے والے شریک یا بلندی میں ٹکرانے والے مدِ مقابل کے خلاف اُسے مدد حاصل کرنا تھی، بلکہ یہ ساری مخلوق اسی کے قبضے میں ہے اور سب اُس کے عاجز و ناتواں بندے ہیں۔ وہ دوسری چیز میں سمایا ہوا نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ اُن کے اندر ہے اور نہ اُن چیزوں سے دور ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ ان چیزوں سے الگ ہے۔ ایجادِ خلق اور تدبیر عالم نے اُسے خستہ و درماندہ نہیں کیا اور نہ (حسبِ منشا) چیزوں کے پیدا کرنے سے عجز اُسے دامن گیر ہوا ہے اور نہ اُسے اپنے فیصلوں اور اندازوں میں شبہ لاحق ہوا ہے، بلکہ اُس کے فیصلے مضبوط، علم محکم اور احکام قطعی ہیں۔ مصیبت کے وقت بھی اُسی کی آس رہتی ہے اور نعمت کے وقت بھی اُس کا ڈر لگا رہتا ہے۔

خطبہ 64

صفین کے دنوں میں اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے:۔ اے گروہ مسلمین! خوفِ خدا کو اپنا شعار بناؤ۔ اطمینان و وقار کی چادر اوڑھ لو، اور اپنے دانتوں کو بھینچ لو۔ اس سے تلواریں سروں سے اچٹ جایا کرتی ہیں زرہ کی تکمیل کرو۔ (یعنی اُس کے ساتھ خود، جوشن بھی پہن لو) اور تلواروں کو کھینچنے سے پہلے نیاموں میں اچھی طرح ہلا جلا لو اور دشمن کو ترچھی نظروں سے دیکھتے رہو اور دائیں بائیں (دونوں طرف) نیزوں کے وار کرو، اور دشمن کو تلواروں کی باڑ پر رکھ لو اور تلواروں کے ساتھ ساتھ قدموں کو آگے بڑھاؤ اور یقین رکھو کہ تم اللہ کے روبرو، اور رسول کے چچا زاد بھائی کے ساتھ ہو۔ بار بار حملہ کرو اور بھاگنے سے شرم کرو۔ اس لئے کہ یہ پشتوں تک کے لئے ننگ و عار اور روزِ محشر جہنم کی آگ کا باعث ہے۔ خوشی سے اپنی جانیں اللہ کو دے دو اور پُر اطمینان رفتار سے موت کی جانب پیش قدمی کرو، اور (شامیوں کی) اس بڑی جماعت اور طنابوں سے کھنچے ہوئے خیمے کو اپنے پیش نظر رکھو، اور اس کے وسط پر حملہ کرو اس لئے کہ شیطان اُسی کے ایک گوشے میں چھپا بیٹھا ہے۔ جس نے ایک طرف تو حملے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہوا ہے، اور دوسری طرف بھاگنے کے لئے قدم پیچھے ہٹا رکھا ہے۔ تم مضبوطی سے اپنے ارادے پر جمے رہو۔ یہاں تک کہ حق (صبح کے) اُجالے کی طرح ظاہر ہو جائے (نتیجہ میں) تم ہی غالب ہو، اور خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہارے اعمال کو ضائع و برباد نہیں ہونے دے گا۔

خطبہ 65

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد جب سقیفۂ بنی ساعدہ کی خبریں امیر المومنین تک پہنچیں تو آپؑ نے دریافت فرمایا کہ انصار کیا کہتے تھے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ کہتے تھے کہ ایک ہم میں سے امیر ہو جائے اور ایک تم میں سے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ۔ "تم نے یہ دلیل کیوں نہ پیش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ انصار میں جو اچھا ہو اُس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور جو بُرا ہو اُس سے درگزر کیا جائے۔" لوگوں نے کہا کہ اس میں اُن کے

خلاف کیا ثبوت ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر حکومت و امارت اُن کے لئے ہوتی تو پھر اُن کے بارے میں دوسروں کو وصیت کیوں کی جاتی۔ پھر حضرتؑ نے پوچھا کہ قریش نے کیا کہا؟ لوگوں نے کہا کہ انہوں نے شجرۂ رسولؐ سے ہونے کی وجہ سے اپنے استحقاق پر استدلال کیا۔ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ انہوں نے شجرہ ایک ہونے سے تو استدلال کیا۔ لیکن اس کے پھلوں کو ضائع و برباد کر دیا۔

خطبہ 66

محمد ابن ابی بکر کو جب حضرتؑ نے مصر کی حکومت سپرد کی، اور نتیجہ میں ان کے خلاف غلبہ حاصل کر لیا گیا اور وہ قتل کر دیئے گئے تو حضرتؑ نے فرمایا۔ میں نے تو چاہا تھا کہ ہاشم ابن عتبہ کو مصر کا والی بناؤں اور اگر اُسے حاکم بنا دیا ہوتا تو وہ کبھی دشمنوں کے لئے میدان خالی نہ کرتا، اور نہ انہیں مہلت دیتا۔ اس سے محمد ابن ابی بکر کی مذمت مقصود نہیں۔ وہ تو مجھے بہت محبوب اور میرا پروردہ تھا۔

خطبہ 67

اپنے اصحاب کی مذمت میں فرمایا۔

کب تک میں تمہارے ساتھ ایسی نرمی اور رورعایت کرتا رہوں گا۔ جیسی اُن اونٹوں سے کی جاتی ہے جن کی کوہانیں اندر سے کھوکھلی ہو چکی ہوں اور اُن پھٹے پرانے کپڑوں سے کہ جنہیں ایک طرف سے سیا جائے تو دوسری طرف سے پھٹ جاتے ہیں۔ جب بھی شامیوں کے ہراول دستوں میں سے کوئی دستہ تم پر منڈلاتا ہے تو تم سب کے سب (اپنے گھروں) کے دروازے بند کر لیتے ہو اور اس طرح اندر دبک جاتے ہو جس طرح گوہ اپنے سوراخ میں اور بجو اپنے بھٹ میں جس کے تمہارے ایسے مددگار ہوں، اُسے تو ذلیل ہی ہونا ہے اور جس پر تم (تیر کی طرح) پھینکے جاؤ تو گویا اُس پر ایسا تیر پھینکا گیا جس کا سوفار بھی شکستہ اور پیکاں بھی ٹوٹا ہوا ہے۔ خدا کی قسم (گھروں کے) صحن میں تو تم بڑی تعداد میں نظر آتے ہو لیکن جھنڈوں کے نیچے تھوڑے سے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کس چیز سے تمہاری اصلاح، اور کس چیز سے تمہاری کجروی کو دور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن میں اپنے نفس کو بگاڑ کر تمہاری اصلاح کرنا نہیں چاہتا۔ خدا تمہارے چہروں کو بے آبرو کرے اور تمہیں بدنصیب کرے جیسی تم باطل سے شناسائی رکھتے ہو ویسی حق سے تمہاری جان پہچان نہیں اور جتنا حق کو مٹاتے ہو باطل اُتنا تم سے نہیں دبایا جاتا۔

خطبہ68

آپؑ نے یہ کلام شب ضربت کی سحر کو فرمایا۔ میں بیٹھا ہوا تھا، کہ میری آنکھ لگ گئی۔ اتنے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے جلوہ فرما ہوئے میں نے کہا یا

رسول اللہؐ مجھے آپ کی امت کے ہاتھوں کیسی کیسی کجرویوں اور دشمنیوں سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم اُن کیلئے بددعا کرو تو میں نے (صرف اتنا) کہا، کہ اللہ مجھے ان کے بدلے میں ان سے اچھے لوگ عطا کرے، اور ان کو میرے بدلے میں کوئی بُرا (امیر) دے۔ سید رضی کہتے ہیں کہ اود کے معنی ٹیڑھا اور لدد کے معنی دشمنی وعناد کے ہیں اور یہ بہت فصیح کلام ہے۔

خطبہ 69

اہل عراق کی مزمت میں فرمایا:

اے اہل عراق! تم اُس حاملہ عورت کے مانند ہو جو حاملہ ہونے کے بعد جب حمل کے دن پورے کرے، تو مرا ہوا بچہ گرا دے اور اُس کا شوہر بھی مر چکا ہو، اور رنڈاپے کی مدت بھی دراز ہو چکی ہو اور (قریبی نہ ہونے کی وجہ سے) دور کے عزیز ہی اس کے وارث ہوں۔ بخدا میں تمہاری طرف بخوشی نہیں آیا، بلکہ حالات سے مجبور ہو کر آ گیا۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم کہتے ہو کہ علیؑ کذب بیانی کرتے ہیں۔ خدا انہیں ہلاک کرے (بتاؤ) میں کس پر جھوٹ باندھ سکتا ہوں۔ کیا اللہ پر؟ تو میں سب سے پہلے اس پر ایمان لانے والا ہوں یا اُس کے نبیؐ پر؟ تو میں سب سے پہلے ان کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ ایک ایسا انداز کلام تھا جو تمہارے سمجھنے کا نہ تھا اور نہ تم میں اس کے سمجھنے کی اہلیت تھی۔ خدا انہیں سمجھے۔ میں تو بغیر کسی عوض کے (علمی جواہر ریزے) ناپ ناپ کر دے رہا ہوں۔ کاش کہ ان کے لئے کسی کے ظرف میں سمائی ہوتی۔ (ٹھہرو) کچھ دیر بعد تم بھی اس کی حقیقت کو جان لو گے۔

خطبہ 70

اس میں آپ نے لوگوں کو پیغمبر A پر صلوٰت بھیجنے کا طریقہ بتایا ہے۔

اے اللہ! اے فرش زمین کے بچھانے والے اور بلند آسمانوں کو (بغیر سہارے کے) روکنے والے دلوں کو اچھی اور بُری فطرت پر پیدا کرنے والے۔ اپنی پاکیزہ رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں قرار دے اپنے عبد اور رسول محمد A کے لئے جو پہلی (نبوتوں کے) ختم کرنے والے اور بند (دلوں کے) کھولنے والے اور حق کے زور سے اعلان حق کرنے والے، باطل کی طغیانیوں کو دبانے والے، اور ضلالت کے حملوں کو کچلنے والے تھے۔ جیسا اُن پر (ذمہ داری کا) بوجھ عائد کیا گیا تھا، اُس کو انہوں نے اٹھایا اور تیری خوشنودیوں کی طرف بڑھنے کے لئے مضبوطی سے جم کر کھڑے ہو گئے۔ نہ آگے بڑھنے سے منہ موڑا، نہ ارادے میں کمزوری کو راہ دی۔ وہ تیری وحی کے حافظ اور تیرے پیمان کے محافظ تھے اور تیرے حکموں کے پھیلانے کی دھن میں لگے رہنے والے تھے یہاں تک کہ انہوں نے روشنی ڈھونڈنے والے کے لئے شعلے بھڑکا دیئے، اور اندھیرے میں بھٹکنے والے کے لئے راستہ روشن کر دیا۔ فتنوں فسادوں میں سرگرمیوں کے بعد دلوں نے آپ A کی وجہ سے ہدایت پائی۔

انہوں نے راہ دکھانے والے نشانات قائم کیے، روشن و تابندہ احکام جاری کیے۔ وہ تیرے امینؑ، معتمد اور تیرے علم مخفی کے خزینہ دار تھے اور قیامت کے دن تیرے گواہ اور تیرے پیغمبرؑ برحق اور خلق کی طرف فرستادہ رسولؑ تھے۔ خدایا ان کی منزل کو اپنے زیر سایہ وسیع و کشادہ بنا، اور اپنے فضل سے انہیں دُہرے حسنات عطا کر۔ خداوندا تمام بنیاد قائم کرنے والوں کی عمارت پر اُن کی بنا کردہ پر وہ عمارت کو فوقیت عطا کر اور انہیں با عزت مرتبے سے سرفراز کر اور اُن کے نور کو پورا پورا فروغ دے اور انہیں رسالت کے صلہ میں شہادت کی قبولیت و پذیرائی اور قول و سخن کی پسندیدگی عطا کر جبکہ آپ کی باتیں سراپا عدل اور فیصلے حق و باطل کو چھانٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں بھی ان کے ساتھ خوش گوار و پاکیزہ زندگی اور منزل نعمات میں یکجا کر اور مرغوب و دل پسند خواہشوں اور لذتوں اور آسائش و فارغ البالی اور شرف و کرامت کے تحفوں میں شریک بنا۔

خطبہ 71

جمل کے موقعہ پر جب مروان بن حکم گرفتار کیا گیا تو اُس نے حسن اور حسین علیہما السلام سے خواہش کی کہ وہ امیر المومنینؑ سے اسکی سفارش کریں۔ چنانچہ ان دونوں حضراتؑ نے امیر المومنینؑ سے اس سلسلہ میں بات چیت کی، اور حضرت نے اُسے رہا کر دیا۔ پھر دونوں شہزادوں نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ یہ آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہے۔ تو حضرت نے اس کے متعلق فرمایا۔

کیا اس نے عثمان کے قتل ہو جانے کے بعد میری بیعت نہیں کی تھی؟ اب مجھے اُس کی بیعت کی ضرورت نہیں۔ یہ یہودی قسم کا ہاتھ ہے۔ اگر ہاتھ سے بیعت کرے گا، تو ذلیل طریقے سے توڑ بھی دے گا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بھی اتنی دیر کہ کتا اپنی ناک چاٹنے سے فارغ ہو۔ حکومت کرے گا اور اس کے چار بیٹے بھی حکمران ہوں گے اور اُمت اس کے اور اس کے بیٹوں کے ہاتھوں سے سختیوں کے دن دیکھے گی۔

خطبہ 72

جب لوگوں نے عثمان کی بیعت کا ارادہ کیا تو آپؑ نے فرمایا۔

تم جانتے ہو کہ مجھے اوروں سے زیادہ خلافت کا حق پہنچتا ہے۔ خدا کی قسم! جب تک مسلمانوں کے اُمور کا نظم و نسق برقرار رہے گا اور صرف میری ہی ذات ظلم و جور کا نشانہ بنتی رہے گی میں خاموشی اختیار کرتا رہوں گا۔ تاکہ (اس صبر پر) اللہ سے اجر و ثواب طلب کروں اور اس زیب و زینت اور آرائش کو ٹھکرا دوں۔ جس پر تم مٹے ہوئے ہو۔

خطبہ 73

جب آپؑ کو معلوم ہوا کہ بنی اُمیہ قتلِ عثمان میں شرکت کا الزام آپ پر رکھتے ہیں تو ارشاد فرمایا:

میرے متعلق سب کچھ جاننے بوجھنے نے بنی امیہ کو مجھ پر افترا پردازیوں سے باز نہیں رکھا۔ اور نہ میری سبقت ایمانی اور دیرینہ اسلامی خدمات نے ان جاہلوں کو اتہام لگانے سے روکا اور جو اللہ نے (کذب و افترا کے متعلق) انہیں پند و نصیحت کی ہے وہ میرے بیان سے کہیں بلیغ ہے۔ میں (ان) بے دینوں پر حجت لانے والا اور (دین میں) شک و شبہ کرنے والوں کا فریق مخالف ہوں اور قرآن پر پیش ہونا چاہیے۔ تمام مشتبہ باتوں کو اور بندوں کو جیسی اُن کی نیت ہوگی ویسا ہی پھل ملے گا۔

خطبہ 74

خدا اس شخص پر رحم کرے، جس نے حکمت کا کوئی کلمہ سنا تو اُسے گرہ میں باندھ لیا۔ ہدایت کی طرف اُسے بلایا گیا تو دوڑ کر قریب ہوا۔ صحیح راہبر کا دامن تھام کر نجات پائی۔ اللہ کو ہر وقت نظروں میں رکھا، اور گناہوں سے خوف کھایا عمل بے ریا پیش کیا۔ نیک کام کے ثواب کا ذخیرہ جمع کیا۔ بُری باتوں سے اجتناب برتا۔ صحیح مقصد کو پا لیا۔ اپنا اجر سمیٹ لیا۔ خواہشوں کا مقابلہ کیا۔ امیدوں کو جھٹلایا۔ صبر کو نجات کی سواری بنا لیا۔ موت کے لئے تقویٰ کا ساز و سامان کیا۔ روشن راہ پر سوار ہوا۔ حق کی شاہراہ پر قدم جمائے۔ زندگی کی مہلت کو غنیمت جانا۔ موت کی طرف قدم بڑھائے اور عمل کا زاد ساتھ لیا۔

خطبہ 75

بنی اُمیہ مجھے محمد A کا ورثہ تھوڑا تھوڑا کر کے دیتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر میں زندہ رہا تو انہیں اس طرح جھاڑ پھینکوں گا، جس طرح قصائی خاک آلودہ گوشت کے ٹکڑے سے مٹی جھاڑ دیتا ہے۔

علامہ رضی فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے، الوذام التربۃ خاک آلودہ گوشت کے ٹکڑے کے بجائے التراب الوذمہ (مٹی جو گوشت کے ٹکڑے میں بھر گئی ہو) آیا ہے۔ یعنی صفت کی جگہ موصوف اور موصوف کی جگہ صفت رکھ دی گئی ہے۔ اور لیفوقو نی سے حضرتؑ کی مراد یہ ہے کہ وہ مجھے تھوڑا تھوڑا کر کے دیتے ہیں جس طرح اونٹنی کو ذرا سا دودھ پلایا جائے، اور پھر تھنوں کو اُس کے بچے کے منہ سے لگا دیا جائے تا کہ وہ دودھ دینے کے لئے تیار ہو جائے۔ اور وذام وذمہ کی جمع ہے جس کے معنی اوجھری یا جگر کے ٹکڑے کے ہیں جو مٹی میں گر پڑے، اور پھر مٹی اُس سے جھاڑ دی جائے۔

خطبہ 76

امیر المومنین علیہ السلام کے دعائیہ کلمات

اے اللہ! تو اُن چیزوں کو بخش دے، جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اگر میں گناہ کی طرف پلٹوں تو تو اپنی مغفرت کے ساتھ پلٹ۔ بار الہا! جس عمل خیر کے بجالانے کا میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا، مگر تو نے اُسے پورا ہوتے ہوئے نہ پایا، اُسے بھی بخش دے۔

میرے اللہ! زبان سے نکلے ہوئے وہ کلمے جن سے تیرا تقرب چاہا تھا، مگر دل اُن سے ہمنوا نہ ہو سکا، اُن سے بھی درگزر کر۔ پروردگارا! تو آنکھوں کے (طنزیہ) اشاروں اور ناشائستہ کلموں اور دل کی (بری) خواہشوں اور زبان کی ہرزہ سرائیوں کو معاف کردے۔

خطبہ 77

جب آپ نے جنگِ خوارج کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا تو ایک شخص نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ اگر آپ اس وقت نکلے تو علمِ نجوم کی رو سے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران نہیں ہو سکیں گے جس پر آپ نے فرمایا۔

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم اس گھڑی کا پتہ دیتے ہو کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اس کے لئے کوئی بُرائی نہ ہوگی اور اس لمحے سے خبردار کرتے ہو، کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اُسے نقصان درپیش ہوگا۔ تو جس نے اسے صحیح سمجھا اُس نے قرآن کو جھٹلایا اور مقصد کے پانے اور مصیبت کے دور کرنے میں اللہ کی مدد سے بے نیاز ہو گیا۔ تم اپنی ان باتوں سے یہ چاہتے ہو کہ جو تمہارے کہے پر عمل کرے وہ اللہ کو چھوڑ کر تمہارے گُن گائے۔ اس لئے کہ تم نے اپنے خیال میں اُس ساعت کا پتہ دیا، کہ جو اس کے لئے فائدہ کا سبب، اور نقصان سے بچاؤ کا ذریعہ بنی۔ (پھر آپؑ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا) اے لوگو! نجوم کے سیکھنے سے پرہیز کرو، مگر اتنا کہ جس سے خشکی اور تری میں راستے معلوم کرسکو۔ اس لئے کہ نجوم کا سیکھنا کہانت اور غیب گوئی کی طرف لے جاتا ہے اور منجم حکم میں مثل کاہن کے ہے، اور کاہن مثل ساحر کے ہے اور ساحر مثل کافر کے ہے اور کافر کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ بس اللہ کا نام لے کر چل کھڑے ہو۔

خطبہ 78

جنگ جمل سے فارغ ہونے کے بعد عورتوں کی مذمت میں فرمایا۔

اے لوگو! عورتیں ایمان میں ناقص حصوں میں ناقص اور عقل میں ناقص ہوتی ہیں۔ نقصِ ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ ایام کے دور میں نماز اور روزہ انہیں چھوڑنا

پڑتا ہے۔ اور ناقص العقل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے۔ اور حصہ و نصیب میں کمی یوں ہے کہ میراث میں ان کا حصہ مردوں سے آدھا ہوتا ہے۔ بُری عورتوں سے ڈرو، اور اچھی عورتوں سے بھی چوکنا رہا کرو۔ تم ان کی اچھی باتیں بھی نہ مانو تا کہ آگے بڑھ کر وہ بُری باتوں کے منوانے پر اُتر آئیں۔

خطبہ 79

اے لوگو! امیدوں کو کم کرنا نعمتوں پر شکر ادا کرنا، اور حرام چیزوں سے دامن بچانا ہی زہد و ورع ہے۔ اگر (دامنِ اُمید کو سمیٹنا) تمہارے لئے مشکل ہو جائے تو اتنا تو ہو کہ حرام تمہارے صبر و شکیب پر غالب نہ آ جائے، اور نعمتوں کے وقت شکر کو بھول نہ جاؤ۔ خداوند عالم نے روشن اور کھلی ہوئی دلیلوں سے اور حجت تمام کرنے والی واضح کتابوں کے ذریعے تمہارے لئے حیل و حجت کا موقع نہیں رہنے دیا۔

خطبہ 80

میں اس دار دنیا کی حالت کیا بیان کروں کہ جس کی ابتداء رنج اور انتہا فنا ہو۔ جس کے حلال میں حساب اور حرام میں سزا و عقاب ہو۔ یہاں کوئی غنی ہو تو فتنوں سے واسطہ، اور فقیر ہو تو حزن و ملال سے سابقہ رہے جو دنیا کے لئے سعی و کوشش میں لگا رہتا ہے اُس کی دنیوی آرزوئیں بڑھتی ہی جاتی ہیں۔ اور جو کوششوں سے ہاتھ اٹھالیتا ہے دنیا خود ہی اُس سے سازگار ہو جاتی ہے۔ جو شخص دنیا کی عبرتوں کو آئینہ سمجھ کر دیکھتا ہے تو وہ اُس کی آنکھوں کو روشن و بینا کر دیتی ہے، اور جو صرف دنیا ہی پر نظر رکھتا ہے تو وہ اُسے کور و نابینا بنا دیتی ہے۔

(علامہ رضی کہتے ہیں کہ اگر کوئی غور و فکر کرنے والا، حضرتؑ کے اس ارشاد "من ابصر بها بصرته" "جو اس دنیا کو عبرت حاصل کرنے کے لئے دیکھے تو وہ اس میں عجیب و غریب معنی اور گہرے مطالب پائے گا کہ نہ اس کی انتہا تک پہنچ اور نہ اس کے گہراؤ تک رسائی ہو سکتی ہے۔ خصوصاً اُس کے ساتھ یہ جملہ ومن ابصر اليها اعمته اور جو صرف دنیا کو دیکھتا رہے تو وہ اس سے آنکھوں کی روشنی چھین لیتی ہے" بھی ملایا جائے تو ابصر بها اور ابصر اليها میں واضح فرق محسوس کرے گا۔ اور حیرت سے اُس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی)۔

خطبہ 81

اس خطبہ کا نام خطبہ غراء ہے جو امیر المومنین علیہ السلام کے عجیب و غریب خطبوں میں شمار ہوتا ہے۔

تمام حمد اُس اللہ کیلئے ہے جو اپنی طاقت کے اعتبار سے بلند، اپنی بخشش کے لحاظ سے قریب ہے۔ ہر نفع وزیادتی کا عطا کرنے والا، اور ہر مصیبت و ابتلا کا دور کرنے والا ہے۔ میں اُس کے کرم کی نوازشوں اور نعمتوں کی فراوانیوں کی بناء پر اس کی حمد وثنا کرتا ہوں۔ میں اس پر ایمان رکھتا ہوں۔ چونکہ وہ اوّل وظاہر ہے اور اس سے ہدایت چاہتا ہوں۔ چونکہ وہ قریب تر اور ہادی ہے اور اُس سے مدد چاہتا ہوں، چونکہ وہ قادر وتوانا ہے اور اُس پر بھروسہ کرتا ہوں، چونکہ وہ ہر طرح کی کفایت و اعانت کرنے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد A اُس کے عبد ورسول A ہیں۔ جنہیں احکام کے نفاذ اور حجت کے اتمام اور عبرتناک واقعات پیش کرکے پہلے سے متنبہ کردینے کے لئے بھیجا۔ خدا کے بندو! میں تمہیں اُس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جس نے تمہارے (سمجھانے کے) لئے مثالیں پیش کیں اور تمہاری زندگی کے اوقات مقرر کئے۔ تمہیں (مختلف) لباسوں سے ڈھانپا اور تمہارے رزق کا سامان فراواں کیا۔ اُس نے تمہارا پورا جائزہ لے رکھا ہے اور تمہارے لئے جزا مقرر کی ہے اور تمہیں اپنی وسیع نعمتوں اور فراخ عطیوں سے نوازا اور موثر دلیلوں سے تمہیں متنبہ کردیا ہے۔ وہ ایک ایک کرکے تمہیں گن چکا ہے اور اس مقام آزمائش و محلِ عبرت میں اُس نے تمہاری عمریں مقرر کردی ہیں۔ اس میں تمہاری آزمائش ہے اور اس کی درآمد و برآمد پر تمہارا حساب ہوگا۔ اُس دنیا کا گھاٹ گندلا اور سیراب ہونے کی جگہ کیچڑ سے بھری ہوئی ہے۔ اس کا ظاہر خوشنما، اور باطن تباہ کن ہے۔ یہ ایک مٹ جانے والا دھوکا، غروب ہوجانے والی روشنی، ڈھل جانے والا سایہ اور جھکا ہوا ستون ہے۔ جب اس سے نفرت کرنے والا اس سے دل لگا لیتا ہے اور اجنبی اس سے مطمئن ہوجاتا ہے تو یہ اپنے پیروں کو اٹھا کر زمین پر دے مارتی ہے اور اپنے جال میں پھانس لیتی ہے۔ اور اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیتی ہے اور اُس کے گلے میں موت کا پھندا ڈال کر تنگ وتار قبر اور وحشتناک منزل تک لے جاتی ہے کہ جہاں سے وہ اپنا ٹھکانا (جنت یا دوزخ) دیکھ لے، اور اپنے کئے کا نتیجہ پالے۔ بعد میں آنے والوں کی حالت بھی اگلوں کی سی ہے۔ نہ موت کاٹ چھانٹ سے منہ موڑتی ہے اور نہ باقی رہنے والے گناہ سے باز آتے ہیں۔ باہم ایک دوسرے کے طور طریقوں کی پیروی کرتے ہیں اور یکے بعد دیگرے مقام فنا کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب تمام معاملات ختم ہوجائیں گے، اور دنیا کی عمر تمام ہوجائے گی اور قیامت کا ہنگامہ آجائے گا۔ تو اللہ سب کو قبر کے گوشوں، پرندوں کے گھونسلوں، درندوں کے بھٹوں اور ہلاکت گاہوں سے نکالے گا۔ گروہ در گروہ صامت وساکت، ایستادہ وصف بستہ امر الٰہی کی طرف بڑھتے ہوئے اور اپنی جائے بازگشت کی جانب دوڑتے ہوئے، نگاہ قدرت ان پر حاوی اور پکارنے والے کی آواز ان سب کے کان میں آتی ہوئی ہوگی۔ وہ ضعف وبے چارگی کا لباس پہنے ہوئے ہوں گے اور عجز وبے کسی کی وجہ سے ذلت اُن پر چھائی ہوئی ہوگی۔ حیلے اور ترکیبیں غائب، اور اُمیدیں منقطع ہوچکی ہوں گی۔ دل مایوسانہ خاموشیوں کیساتھ بیٹھتے ہوں گے۔ آوازیں دب کر خاموش ہوجائیں گی۔ پسینہ منہ میں پھندا ڈال دے گا۔ وحشت بڑھ جائے گی اور جب انہیں آخری فیصلہ سنانے، عملوں کا معاوضہ دینے، اور عذاب وعقوبت اور اجر و ثواب کے لئے بلایا جائے گا تو پکارنے والے کی گرجدار آواز سے کان لرز اٹھیں گے۔ یہ بندے اُس کے اقتدار کا ثبوت دینے کے لئے وجود میں آئے ہیں، اور غلبہ وتسلط کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے۔ نزع کے وقت ان کی روحیں قبض کرلی جاتی ہیں اور قبروں میں رکھ دیئے جاتے ہیں۔ (جہاں) یہ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے اور

(پھر) قبروں سے اکیلے اٹھائے جائیں گے اور عملوں کے مطابق جزا پائیں گے اور سب کو الگ الگ حساب دینا ہوگا۔ انہیں دنیا میں رہتے ہوئے گلوخلاصی کا موقع دیا گیا تھا، اور سیدھا راستہ بھی دکھایا جا چکا تھا، اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مہلت بھی دی گئی تھی شک وشبہات کی تاریکیاں ان سے دور کردی گئی تھیں اور اس مدت حیات و آماجگاہ عمل میں انہیں کھلا چھوڑ دیا گیا تھا تا کہ آخرت میں دوڑ لگانے کی تیاری، اور سوچ بچار سے مقصد کی تلاش کرلیں اور اتنی مہلت پائیں، جتنی فوائد کے حاصل کرنے اور اپنی آئندہ منزل کا سامان کرنے کیلئے ضروری ہے۔ یہ کتنی ہی صحیح مثالیں اور شفاء بخش نصیحتیں ہیں۔ بشرطیکہ انہیں پاکیزہ دل اور سننے والے کان اور مضبوط رائیں اور ہوشیار عقلیں نصیب ہوں۔ اللہ سے ڈرو، اس شخص کے مانند جس نے نصیحت کی باتوں کو سنا تو جھک گیا۔ گناہ کیا تو اس کا اعتراف کیا ڈرا تو اچھے اعمال بجالایا۔ عبرتیں دلائی گئیں تو اس نے عبرت حاصل کی اور خوف دلایا گیا تو برائیوں سے رک گیا اور (اللہ کی پکار) پر لبیک کہی تو پھر اس کی طرف رخ موڑلیا اور اس کی طرف توبہ وانابت کیساتھ متوجہ ہوا (اگلوں کی) پوری پوری پیروی کی اور حق کے دکھائے جانے پر اُسے دیکھ لیا۔ ایسا شخص طلب حق کے لئے سرگرم عمل رہا اور (دنیا کے بندھنوں) سے چھوٹ کو بھاگ کھڑا ہوا۔ اُس نے اپنے لئے ذخیرہ فراہم کیا اور باطن کو پاک وصاف رکھا، اور آخرت کا گھر آباد کرلیا۔ سفر آخرت اور اُس کی راہنوردی کے لئے اور احتیاج کے مواقع، اور فقر وفاقہ کے مقامات کے پیش نظر اُس نے زاد اپنے ہمراہ بار کرلیا ہے۔ اللہ کے بندو! اپنے پیدا ہونے کی غرض وغایت کے پیش نظر اُس سے ڈرتے رہو، اور جس حد تک اُس نے تمہیں ڈرایا ہے اُس حد تک اُس سے خوف کھاتے رہو، اور اس سے اس کے سچے وعدے کا ایفاء چاہتے ہوئے اور ہول قیامت سے ڈرتے ہوئے اُن چیزوں کا استحقاق پیدا کرو، جو اُس نے تمہارے لئے مہیا کررکھی ہیں۔ اسی خطبہ میں کے یہ بھی الفاظ ہیں۔ اُس نے تمہارے لئے کان بنائے تا کہ ضروری اور اہم چیزوں کو سن کر محفوظ رکھیں، اور اُس نے تمہیں آنکھیں دی ہیں تا کہ وہ کوری و بے بصری سے نکل کر روشن وضیا بار یوں اور جسم کے مختلف حصے جن میں سے ہر ایک میں بہت سے اعضاء ہیں۔ جن کے پیچ وخم اُن کی مناسبت سے ہیں اپنی صورتوں کی ترکیب اور عمر کی مدتوں کے تناسب کے ساتھ ساتھ ایسے بدنوں کے ساتھ جو اپنی ضروریات کو پورا کررہے ہیں اور ایسے دلوں کے ساتھ ہیں جو اپنی غذائے روحانی کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ علاوہ دیگر بڑی نعمتوں اور احسان مند بنانے والی بخششوں اور سلامتی کے حصاروں کے اور اس نے تمہاری عمریں مقرر کردی ہیں جنہیں تم سے مخفی رکھا ہے اور گذشتہ لوگوں کے حالات وواقعات سے تمہارے لئے عبرت اندوزی کے مواقع باقی رکھ چھوڑے ہیں۔ ایسے لوگ جو اپنے حظ ونصیب سے لذت اندوز تھے اور کھلے بندوں آزاد پھرتے تھے کس طرح امیدوں کے برآنے سے پہلے موت نے انہیں جالیا اور عمر کے ہاتھ نے انہیں اُن امیدوں سے دور کردیا۔ اُس وقت انہوں نے سامان نہ کیا کہ جب بدن تندرست تھے، اور اُس وقت عبرت ونصیحت حاصل نہ کی کہ جب جوانی کا دور تھا۔ کیا یہ بھرپور جوانی والے کمر جھکا دینے والے بڑھاپے کے منتظر ہیں اور صحت کی تروتازگی والے ٹوٹ پڑنے والی بیماریوں کے انتظار میں ہیں اور یہ زندگی والے فنا کی گھڑیاں دیکھ رہے ہیں؟ جب چل چلاؤ کا ہنگامہ نزدیک اور کوچ قریب ہوگا اور (بستر مرگ پر) قلق واضطراب کی بے قراریاں اور سوزوتپش کی بے چینیاں، اور لعاب دہن کے پھندے ہوں گے اور عزیز واقارب اور اولاد واحباب سے مدد کے لئے فریاد کرتے

ہوئے اِدھر اُدھر کروٹیں بدلنے کا وقت آ گیا ہوگا، تو کیا قریبیوں نے موت کو روک لیا، یا رونے والیوں کے (رونے) کچھ فائدہ پہنچایا۔ اُسے تو قبرستان میں قبر کے ایک تنگ گوشے کے اندر جکڑ باندھ کر اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ سانپ اور بچھوؤں نے اُس کی جلد کو چھلنی کر دیا ہے اور (وہاں کی) پامالیوں نے اس کی تروتازگی کو فنا کر دیا ہے۔ آندھیوں نے اس کے آثار مٹا ڈالے اور حادثات نے اس کے نشانات تک محو کر دیئے۔ تروتازہ جسم لاغر و پژمردہ ہو گئے۔ ہڈیاں گل سڑ گئیں اور روحیں (گناہ کے) بار گراں کے نیچے دبی پڑی ہیں اور غیب کی خبروں پر یقین کر چکی ہیں لیکن ان کے لئے اب نہ اچھے عملوں میں اضافہ کی صورت اور نہ بداعمالیوں سے توبہ کی کچھ گنجائش ہے۔ کیا تم انہی مرنے والوں کے بیٹے، باپ، بھائی اور قریبی نہیں ہو۔ آخر تمہیں بھی تو ہو بہو انہی کے سے حالات کا سامنا کرنا اور انہی کی راہ پر چلنا ہے، اور انہی کی شاہراہ پر گزرنا ہے۔ مگر دل اب بھی حظ و سعادت سے بے رغبت، اور ہدایت سے بے پرواہیں اور غلط میدان میں جا رہے ہیں۔ گویا ان کے علاوہ کوئی اور مراد و مخاطب ہے، اور گویا ان کے لئے دنیا سمیٹ لینا ہی صحیح راستہ ہے۔ یاد رکھو کہ تمہیں گزرنا ہے صراط پر اور وہاں کی ایسی جگہوں پر جہاں قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں، اور پیر پھسل جاتے ہیں، اور قدم قدم پر خوف و دہشت کے خطرات ہیں۔ اللہ سے اس طرح ڈرو، جس طرح جوہر زیرک و دانا ڈرتا ہے کہ جس کے دل کو (عقبیٰ کی) سوچ بچار نے اور چیزوں سے غافل کر دیا ہو، اور خوف نے اس کے بدن کو تعب و کلفت میں ڈال دیا ہو، اور نماز شب نے اس کی تھوڑی بہت نیند کو بھی بیداری سے بدل دیا ہو اور امید ثواب میں اس کے دن کی تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گزرتی ہوں اور زہد و ورع نے اس کی خواہشوں کو روک دیا ہو، اور ذکرِ الٰہی سے اُس کی زبان ہر وقت حرکت میں ہو۔ خطروں کے آنے سے پہلے اُس نے خوف کھایا ہو، اور کٹی پھٹی راہوں سے بچتا ہوا سیدھی راہ پر ہو لیا ہو، نہ خوش فریبیوں نے اس میں پیچ و تاب پیدا کیا ہو، اور نہ مشتبہ باتوں نے اُس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا ہو بشارت کی خوشیوں اور نعمت کی آسائشوں کو پا کر میٹھی نیند سوتا ہے اور امن چین سے دن گزارتا ہے۔ وہ دنیا کی عبورگاہ سے قابل تعریف سیرت کے ساتھ گزر گیا، اور آخرت کی منزل پر سعادتوں کے ساتھ پہنچا۔ (وہاں کے) خطروں کے پیش نظر اُس نے نیکیوں کی طرف قدم بڑھایا اور اچھائیوں کیلئے اس وقفہ حیات میں تیز گام چلا۔ طلب آخرت میں دلجمعی و رغبت سے بڑھتا گیا اور برائیوں سے بھاگتا رہا اور آج کے دن کل کا خیال رکھا اور پہلے سے اپنے آگے کی ضرورتوں پر نظر رکھی۔ بخشش و عطا کیلئے جنت اور عتاب و عذاب کیلئے دوزخ سے بڑھ کر کیا ہوگا، اور انتقام لینے اور مدد کرنے کیلئے اللہ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے، اور سند و حجت بن کر اپنے خلاف سامنے آنے کیلئے قرآن سے بڑھ کر کیا ہے؟ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جس نے ڈرانے والی چیزوں کے ذریعے عذر تراشی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی، اور سیدھی راہ دکھا کر حجت تمام کر دی ہے اور تمہیں اُس دشمن سے ہوشیار کر دیا ہے جو چپکے سے سینوں میں نفوذ کر جاتا ہے اور کانا پھوسی کرتے ہوئے کانوں میں پھونک دیتا ہے۔ چنانچہ وہ گمراہ کر کے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وعدے کر کے فضول تسلیوں سے ڈھارس بندھائے رکھتا ہے۔ (پہلے تو) بڑے سے بڑے جرموں کو سنوار کر سامنے لاتا ہے اور بڑے بڑے مہلک گناہوں کو ہلکا اور سبک کر کے دکھاتا ہے اور جب بہکاتے ہوئے نفس کو گمراہی کے ڈھرے پر لگا دیتا ہے اور اُسے اپنے پھندوں میں اچھی طرح جکڑ لیتا ہے تو جسے سجایا تھا اُس کو بُرا کہنے لگتا ہے، اور جسے ہلکا اور سبک دکھایا تھا اُس کی گرانباری

واہمیت بتاتا ہے، اور جس سے مطمئن اور بے خوف کیا تھا اُس سے ڈرانے لگتا ہے۔

(اسی خطبے کا ایک جزیہ ہے کہ جس میں انسان کی پیدائش کا بیان ہے)

یا پھر اُسے دیکھو، جسے (اللہ نے) ماں کے پیٹ کی اندھیاریوں اور پردے کی اندرونی تہوں میں بنایا جو ایک (جراثیم حیات) سے چھلکتا ہوا نطفہ اور بے شکل وصورت کا منجمد خون تھا۔ (پھر انسان خط وخال کے سانچے میں ڈھل کر) جنین بنا اور (پھر) طفل شیر خوار اور (پھر حد رضاعت سے نکل کر) طفل (نوخیز) اور (پھر) پورا پورا جوان ہوا۔ اللہ نے اُسے نگہداشت کرنے والا دل اور بولنے والی زبان اور دیکھنے والی آنکھیں دیں تا کہ عبرت حاصل کرتے ہوئے کچھ سمجھے بوجھے اور نصیحت کا اثر لیتے ہوئے برائیوں سے باز رہے مگر ہو لیہ کہ جب اس (کے اعضاء) میں توازن اور اعتدال پیدا ہو گیا اور اُس کا قد وقامت اپنی بلندی پر پہنچ گیا تو غرور و سرمستی میں آ کر (ہدایت سے) بھڑک اٹھا، اور اندھا دھند بھٹکنے لگا۔ اس طرح کہ رندی و ہوس نا کی کے ڈول بھر بھر کے کھینچ رہا تھا اور نشاط وطرب کی کیفیتوں اور ہوس بازی کی تمناؤں کو پورا کرنے میں جان کھپائے ہوئے تھا۔ نہ کسی مصیبت کو خاطر میں لاتا تھا، نہ کسی ڈر اندیشے کا اثر لیتا تھا۔ آخر انہی شوریدگیوں میں غافل و مدہوش حالت میں مر گیا اور جو تھوڑی بہت زندگی تھی اُسے بیہودگیوں میں گزار گیا۔ نہ ثواب کمایا نہ کوئی فریضہ پورا کیا۔ ابھی وہ باقی ماندہ سرکشیوں کی رو ہی میں تھا کہ موت لانے والی بیماریاں اُس پر ٹوٹ پڑیں اور وہ بھونچکا سا ہو کر رہ گیا اور اُس نے رات اندوہ و مصیبت کی کلفتوں اور درد و آلام کی تیغوں میں جاگتے ہوئے اس طرح گزاردی کہ وہ حقیقی بھائی مہربان باپ، بے چینی سے فریاد کرنے والی ماں اور بے قراری سے سینہ کوٹنے والی بہن کے سامنے سکرات کی مدہوشیوں اور سخت بدحواسیوں اور دردناک چیخوں اور سانس اکھڑنے کی بے چینیوں اور نزع کی درماندہ کر دینے والی شدتوں میں پڑا ہوا تھا۔ پھر اُسے کفن میں نامرادی کے عالم میں لپیٹ دیا گیا، اور وہ بڑے چپکے سے بلا مزاحمت دوسروں کی نقل وحرکت کا پابند رہا۔ پھر اُسے تختے پر ڈالا گیا۔ اس عالم میں کہ وہ محنت و مشقت سے خستہ حال اور بیماریوں کے سبب سے نڈھال ہو چکا تھا۔ اُسے سہارا دینے والے نوجوانوں اور تعاون کرنے والے بھائیوں نے کاندھا دے کر پردیس کے گھر تک پہنچا دیا کہ جہاں میل وملاقات کے سارے سلسلے ٹوٹ جاتے ہیں اور جب مشایعت کرنے والے اور مصیبت زدہ (عزیز واقارب) پلٹ آئے، تو اُسے قبر کے گڑھے میں اٹھا کر بٹھا دیا گیا۔ فرشتوں سے سوال و جواب کے واسطے سوال کی دہشتوں اور امتحان کی ٹھوکریں کھانے کے لئے اور پھر وہاں کی سب سے بڑی آفت کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی اور جہنم میں داخل ہونا ہے اور دوزخ کی لپٹیں، اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کی تیزیاں ہیں نہ اس میں راحت کے لئے کوئی وقفہ ہے اور نہ سکون وراحت کے لئے کچھ دیر کے لئے بچاؤ۔ نہ روکنے والی کوئی قوت ہے، اور نہ اب سکون دینے والی موت، نہ تکلیف کو بھلا دینے کے لئے نیند، بلکہ وہ ہر وقت قسم قسم کی موتوں اور گھڑی گھڑی کے (نت نئے) عذابوں میں ہوگا۔ ہم اللہ ہی سے پناہ کے خواستگار ہیں۔

اللہ کے بندو! وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں عمریں دی گئیں تو وہ نعمتوں سے بہرہ یاب ہوتے رہے، اور انہیں بتایا گیا تو وہ سب کچھ سمجھ گئے اور وقت دیا گیا تو انہوں

نے وقت غفلت میں گزار دیا، اور صحیح و سالم رکھے گئے تو اس نعمت کو بھول گئے۔ انہیں لمبی مہلت دی گئی تھی، اچھی اچھی چیزیں بھی انہیں بخشی گئی تھیں، دردناک عذاب سے انہیں ڈرایا بھی گیا تھا اور بڑی چیزوں کے اُن سے وعدے بھی کئے گئے تھے۔ (تو اب تم ہی) ورطۂ ہلاکت میں ڈالنے والے گناہوں اور اللہ کو ناراض کرنے والی خطاؤں سے بچتے رہو۔

اے چشم و گوش رکھنے والو! اے صحت و ثروت والو! کیا بچاؤ کی کوئی جگہ یا چھٹکارے کی کوئی گنجائش ہے؟ یا کوئی پناہ گاہ یا ٹھکانا ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر کہاں بھٹک رہے ہو، اور کدھر کا رخ کیے ہوئے ہو یا کن چیزوں کے فریب میں آ گئے ہو؟ حالانکہ اس لمبی چوڑی زمین میں سے تم میں سے ہر ایک کا حصہ اپنے قد بھر کا ٹکڑا ہی تو ہے کہ جس میں وہ مٹی سے اٹا ہوا رخسار کے بل پڑا ہوگا۔ یہ ابھی غنیمت ہے خدا کے بندو، جبکہ گردن میں پھندا نہیں پڑا ہوا ہے، اور روح بھی آزاد ہے۔ ہدایت حاصل کرنے کی فرصت اور جسموں کی راحت و مجلسوں کے اجتماع اور زندگی کی بقایا مہلت، اور از سر نو اختیار سے کام لینے کے مواقع، اور توبہ کی گنجائش اور اطمینان کی حالت میں قبل اس کے کہ تنگی و ضیق میں پڑ جائے اور خوف و الم اس پر چھا جائے اور قبل اس کے کہ موت آ جائے اور قادر و غالب کی گرفت اُسے جکڑ لے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ وارد ہوا ہے کہ جب حضرتؑ نے یہ خطبہ فرمایا تو بدن لرزنے لگے، رونگٹے کھڑے ہو گئے آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، اور دل کانپ اٹھے۔ بعض لوگ اس خطبہ کو خطبہ غرا کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

خطبہ 82

عمرو ابن عاص کے بارے میں۔

نابغہ کے بیٹے پر حیرت ہے کہ وہ میرے بارے میں اہل شام سے یہ کہتا پھرتا ہے کہ مجھ میں مسخرہ پن پایا جاتا ہے اور میں کھیل و تفریح میں پڑا رہتا ہوں۔ اُس نے غلط کہا اور کہہ کر گنہگار ہوا۔ یاد رکھو کہ بدترین قول وہ ہے جو جھوٹ ہو، اور وہ خود بات کرتا ہے تو جھوٹی اور وعدہ کرتا ہے تو اُس کے خلاف کرتا ہے۔ مانگتا ہے تو لپٹ جاتا ہے، اور خود اس سے مانگا جائے تو اُس میں بخل کر جاتا ہے۔ وہ پیمان شکنی اور قطع رحمی کرتا ہے اور جنگ کے موقعہ پر بڑی شان سے بڑھ بڑھ کر ڈانٹتا اور حکم چلاتا ہے مگر اُسی وقت تک کہ تلواریں اپنی جگہ پر زور نہ پکڑ لیں اور جب ایسا وقت آتا ہے تو اُس کی بڑی چال یہ ہوتی ہے کہ اپنے حریف کے سامنے عریاں ہو جائے۔ خدا کی قسم! مجھے تو موت کی یاد نے کھیل کود سے باز رکھا ہے اور اُسے عاقبت فراموشی نے سچ بولنے سے روک دیا ہے۔ اُس نے معاویہ کی بیعت یوں ہی نہیں کی، بلکہ پہلے اس سے یہ شرط منوالی کہ اُسے اسکے بدلے میں صلہ دینا ہوگا، اور دین کے چھوڑنے پر ایک ہدیہ پیش کرنا ہوگا

خطبہ 83

میں گواہی دیتا ہوں کہ اُس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو یکتا و لاشریک ہے۔ وہ اوّل ہے اس طرح کہ اس کے پہلے کوئی چیز نہیں۔ وہ آخر ہے یوں کہ اُس کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کی کسی صفت سے وہم و گمان باخبر نہیں ہو سکتے، نہ اس کی کسی کیفیت پر دلوں کا عقیدہ جم سکتا ہے، نہ اس کے اجزاء ہیں کہ اس کا تجزیہ کیا جا سکے اور نہ قلب و چشم اس کا احاطہ کر سکتے ہیں۔

اس خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے:۔

خدا کے بندو! مفید عبرتوں سے پند و نصیحت اور کھلی ہوئی دلیلوں سے عبرت حاصل کرو اور مؤثر خوف دہانیوں سے اثر لو اور مواعظ اذکار سے فائدہ اٹھاؤ۔ کیونکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ موت کے پنجے تم میں گڑ چکے ہیں۔ اور تمہاری امید و آرزو کے تمام بندھن ایک دم ٹوٹ چکے ہیں، سختیاں تم پر ٹوٹ پڑی ہیں، اور موت کے چشمہ پر کہ جہاں اُترا جاتا ہے، تمہیں کھینچ کر لے جایا جا رہا ہے اور ہر نفس کیساتھ ہنکانے والا ہوتا ہے اور ایک شہادت دینے والا۔ ہنکانے والا اسے میدان حشر تک ہنکا کر لے جائے گا، اور گواہ اس کے عملوں کی شہادت دے گا۔

اسی خطبے کی یہ جزء جنت کے متعلق ہے،

اس میں ایک دوسرے سے بڑھے چڑھے ہوئے درجے ہیں اور مختلف معیار کی منزلیں ہیں نہ اس میں ٹھہرنے والوں کو وہاں سے کوچ کرنا ہے اور نہ اس میں ہمیشہ کے رہنے والوں کو بوڑھا ہونا ہے اور نہ اس میں بسنے والوں کو فقر و ناداری سے سابقہ پڑتا ہے۔ ہیں نہ اُس کی نعمتوں کا سلسلہ ٹوٹے گا،

خطبہ 84

وہ دل کی نیتوں اور اندر کے بھیدوں کو جانتا پہچانتا ہے۔ وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور ہر شے پر چھایا ہوا ہے، اور ہر چیز پر اُس کا زور چلتا ہے۔ تم میں سے جسے کچھ کرنا ہو، اُسے موت کے حائل ہونے سے پہلے مہلت کے دنوں میں مصروفیت سے قبل فرصت کے لمحوں میں اور گلا گھٹنے سے پہلے سانس چلنے کے زمانہ میں کر لینا چاہئے۔ وہ اپنے لئے اور اپنی منزل پر پہنچنے کے لئے سامان کا تہیہ کر لے، اور اُس گذر گاہ سے منزل اقامت کے لئے زاد فراہم کرتا جائے۔ اے لوگو! اللہ نے اپنی کتاب میں جن چیزوں کی حفاظت تم سے چاہی ہے اور جو حقوق تمہارے ذمے کیے ہیں اُن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہ، نے تمہیں بے کار پیدا نہیں کیا اور نہ اُس نے تمہیں بے قید و بند جہالت و گمراہی میں کھلا چھوڑ دیا ہے۔ اُس نے تمہارے کرنے اور نہ کرنے کے اچھے بُرے کام تجویز کر دیئے اور (پیغمبر کے ذریعے) سکھا دیئے ہیں۔ اُس نے تمہاری عمریں لکھ دی ہیں، اور تمہاری طرف ایسی کتاب بھیجی ہے، جس میں ہر چیز کا کھلا کھلا بیان ہے اور اپنے نبی کو زندگی دے کر مدتوں تم میں رکھا، یہاں تک کہ اُس نے اپنی اُتاری ہوئی کتاب میں اپنے نبیؐ کے لئے اور تمہارے لئے اس دین کو جو اُسے پسند ہے کامل کر دیا۔ اور اُن کی

زبان سے اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ افعال (کی تفصیل) اور اپنے اوامر و نواہی تم تک پہنچائے۔ اُس نے اپنے دلائل تمہارے سامنے رکھ دیے، اور تم پر اپنی حجت قائم کر دی اور پہلے سے ڈرا دھمکا دیا اور (آنے والے) سخت عذاب سے خبردار کر دیا۔ تو اب تم اپنی زندگی کے بقیہ دنوں میں (پچھلی کوتاہیوں کی) تلافی کر لو اور اپنے نفسوں کو اُن دنوں (کی کلفتوں) کا متحمل بناؤ۔ اس لئے کہ یہ دن تو اُن دنوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں جو تمہاری غفلتوں میں بیت گئے، اور وعظ و پند سے بے رُخی میں کٹ گئے۔ اپنے نفسوں کے لئے جائز چیزوں میں بھی ڈھیل نہ دو، ورنہ یہ ڈھیل تمہیں ظالموں کی راہ پر ڈال دے گی اور (مکروہات میں بھی) سہل انگاری سے کام نہ لو، ورنہ یہ نرم روی اور بے پرواہی تمہیں معصیت کی طرف دھکیل کر لے جائے گی۔

اللہ کے بندو! لوگوں میں وہی سب سے زیادہ اپنے نفس کا خیر خواہ ہے جو اپنے اللہ کا سب سے زیادہ مطیع و فرمانبردار ہے اور وہی سب سے زیادہ اپنے نفس کو فریب دینے والا ہے جو اپنے اللہ کا سب سے زیادہ گنہ گار ہے۔ اصلی فریب خوردہ وہ ہے جس نے اپنے نفس کو فریب دے کر نقصان پہنچایا۔ اور قابل رشک و غبطہ وہ ہے جس کا دین محفوظ رہا اور نیک بخت وہ ہے جس نے دوسروں سے پند و نصیحت کو حاصل کر لیا اور بد بخت وہ ہے جو ہوا و ہوس کے چکر میں پڑ گیا اور یاد رکھو! کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور ہوس پرستوں کی مصاحبت ایمان فراموشی کی منزل اور شیطان کی آمد کا مقام ہے۔ جھوٹ سے بچو، اس لئے کہ وہ ایمان سے الگ چیز ہے۔ راست گفتار نجات اور بزرگی کی بلندیوں پر ہے، اور دروغ گو پستی و ذلت کے کنارے پر ہے باہم حسد نہ کرو۔ اس لئے کہ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ اور کینہ و بغض نہ رکھو اس لئے کہ یہ (نیکیوں کو) چھیل ڈالتا ہے، اور سمجھ لو کہ آرزوئیں عقلوں پر سہو کا، اور یادِ الٰہی پر نسیان کا پردہ ڈال دیتی ہیں۔ اُمیدوں کو جھٹلاؤ، اس لئے کہ یہ دھوکا ہیں، اور اُمیدیں باندھنے والا فریب خوردہ ہے۔

خطبہ 85

اللہ کے بندو! اللہ کو اپنے بندوں میں سب سے زیادہ وہ بندہ محبوب ہے جسے اُس نے نفس کی خلاف ورزی کی قوت دی ہے جس کا اندرونی لباس حزن اور بیرونی جامہ خوف ہے۔ (یعنی اندوہ و ملال اُسے چمٹا رہتا ہے، اور خوف اُس پر چھایا رہتا ہے)۔ اس کے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہے، اور آنے والے دن کی مہمانی کا اس نے تہیہ کر رکھا ہے۔ (موت کو) جو دور ہے اُسے وہ قریب سمجھتا ہے، اور سختیوں کو اپنے لئے آسان سمجھ لیا ہے۔ دیکھتا ہے، تو بصیرت و معرفت حاصل کرتا ہے (اللہ کو) یاد کرتا ہے تو عمل کرنے پر تُل جاتا ہے۔ (وہ اس سرچشمہ ہدایت کا) شیریں و خوشگوار پانی پی کر سیراب ہوا ہے جس کے گھاٹ تک (اللہ کی رہنمائی سے) وہ آسانی سے پہنچ گیا ہے۔ اُس نے پہلی ہی دفعہ چھک کر پی لیا ہے اور ہموار راستے پر چل پڑا ہے شہوتوں کا لباس اُتار پھینکا ہے (دنیا کے) سارے اندیشوں سے بے فکر ہو کر صرف ایک ہی دھن میں لگا ہوا ہے۔ وہ گمراہی کی حالت اور ہوس پرستوں کی ہوس رانیوں میں حصہ لینے سے دور رہتا ہے۔ وہ ہدایت کے ابواب کھولنے اور ہلاکت و

گمراہی کے دروازے بند کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے۔ اس نے اپنا راستہ دیکھ لیا ہے اور اُس پر گامزن ہے۔ (ہدایت کے) مینار کو پہچان لیا ہے، اور دھاروں کو طے کر کے اس تک پہنچ گیا ہے۔ محکم وسیلوں اور مضبوط سہاروں کو تھام لیا ہے وہ یقین کی وجہ سے ایسے اجالے میں ہے جو سورج کی چمک دمک کے مانند ہے۔ وہ صرف اللہ کی خاطر سب سے اونچے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ ہر مشکل کو جو اُس کے سامنے آئے، مناسب طور سے حل کر دے۔ ہر فرع کو اس کے اصل و ماخذ کی طرف راجع کرے۔ وہ تاریکیوں میں روشنی پھیلانے والا، مشتبہ باتوں کو حل کرنے والا، الجھے ہوئے مسئلوں کو سلجھانے والا، مشکلوں کو دور کرنے والا، اور لق و دق صحراؤں میں راہ دکھانے والا ہے۔ وہ بولتا ہے تو پوری طرح سمجھا دیتا ہے اور کبھی چپ ہو جاتا ہے اس وقت جب چپ رہنا ہی سلامتی کا ذریعہ ہے۔ اُس نے ہر کام اللہ کے لئے کیا تو اللہ نے بھی اُسے اپنا بنا لیا ہے۔ وہ دین خدا کا معدن، اور اُس کی زمین میں گڑی ہوئی میخ کی طرح ہے۔ اُس نے اپنے لئے عدل کو لازم کر لیا ہے چنانچہ اُس کے عدل کا پہلا قدم خواہشوں کو اپنے نفس سے دور رکھنا ہے۔ حق کو بیان کرتا ہے تو اُس پر عمل بھی کرتا ہے۔ کوئی نیکی کی حد ایسی نہیں جس کا اُس نے ارادہ نہ کیا ہو، اور کوئی جگہ ایسی نہیں ہے کہ جہاں نیکی کا امکان ہو، اور اس نے قصد نہ کیا ہو۔ اُس نے اپنی باگ ڈور قرآن کے ہاتھوں میں دے دی ہے۔ وہی اُس کا رہبر اور وہی اُس کا پیشوا ہے۔ جہاں اُس کا بار گراں اُترتا ہے وہیں اُس کا سامان اُترتا ہے اور جہاں اُس کی منزل ہوتی ہے وہیں یہ بھی اپنا پڑاؤ ڈال دیتا ہے۔ (اس کے علاوہ) ایک دوسرا شخص ہوتا ہے جس نے (زبردستی) اپنا نام عالم رکھ لیا ہے، حالانکہ وہ عالم نہیں۔ اُس نے جاہلوں اور گمراہوں سے جہالتوں اور گمراہیوں کو بٹور لیا ہے اور لوگوں کے لئے مکر و فریب کے پھندے اور غلط سلط باتوں کے جال بچھا رکھے ہیں۔ قرآن کو اپنی رائے پر، اور حق کو اپنی خواہشوں پر ڈھالتا ہے۔ بڑے سے بڑے جرموں کا خوف لوگوں کے دلوں سے نکال دیتا ہے اور کبیرہ گناہوں کی اہمیت کو کم کرتا ہے کہتا تو یہ ہے کہ میں شبہات میں توقف کرتا ہوں، حالانکہ انہیں میں پڑا ہوا ہے۔ اُس کا قول یہ ہے کہ میں بدعتوں سے الگ تھلگ رہتا ہوں، حالانکہ انہی میں اُس کا اٹھنا بیٹھنا ہے۔ صورت تو اُس کی انسانوں کی سی ہے اور دل حیوانوں کا سا۔ نہ اُسے ہدایت کا دروازہ معلوم ہے کہ وہاں تک آ سکے اور نہ گمراہی کا دروازہ پہچانتا ہے کہ اس سے اپنا رخ موڑ سکے۔ یہ تو زندوں میں (چلتی پھرتی ہوئی) لاش ہے۔ اب تم کہاں جا رہے ہو، اور تمہیں کدھر موڑا جا رہا ہے؟ حالانکہ ہدایت کے جھنڈے بلند، نشانات ظاہر و روشن اور حق کے مینار نصب ہیں، اور تمہیں کہاں بہکایا جا رہا ہے اور کیوں اِدھر اُدھر بھٹک رہے ہو؟ جبکہ تمہارے نبی کی عترت تمہارے اندر موجود ہے جو حق کی باگیں، دین کے پرچم اور سچائی کی زبانیں ہیں۔ جو قرآن کی بہتر سے بہتر منزل سمجھ سکو، وہیں انہیں بھی جگہ دو، اور پیاسے اونٹوں کی طرح ان کے سرچشمۂ ہدایت پر اترو۔ اے لوگو! خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کو سنو کہ (انہوں نے فرمایا) ہم میں سے جو مر جاتا ہے وہ مردہ نہیں ہے اور ہم میں سے (جو بظاہر مر کر) بوسیدہ ہو جاتا ہے، وہ حقیقت میں کبھی بوسیدہ نہیں ہوتا۔ جو باتیں تم نہیں جانتے اُن کے متعلق زبان سے کچھ نہ نکالو، اس لئے کہ حق کا بیشتر حصہ انہیں چیزوں میں ہوتا ہے کہ جن سے تم بیگانہ و نا آشنا ہو۔ (جس شخص کی تم پر حجت تمام ہو) اور تمہاری کوئی حجت اُس پر تمام نہ ہو، اُسے معذور سمجھو، اور وہ میں ہوں۔ کیا میں نے تمہارے سامنے ثقلِ اکبر (قرآن) پر عمل نہیں کیا، اور ثقلِ اصغر، (اہل

بیٹ) کو تم میں نہیں رکھا۔ میں نے تمہارے درمیان ایمان کا جھنڈا گاڑا۔ حلال و حرام کی حدیں بتائیں اور اپنے عدل سے تمہیں عافیت کے جامے پہنائے اور اپنے قول و عمل سے حسن سلوک کا فرش تمہارے لئے بچھا دیا اور تم سے ہمیشہ پاکیزہ اخلاق کے ساتھ پیش آیا۔ جس چیز کی گہرائیوں تک نگاہ نہ پہنچ سکے، اور فکر کی جولانیاں عاجز رہیں اس میں اپنی رائے کو کارفرما نہ کرو۔

اسی خطبہ کا ایک جز و بنی اُمیہ کے متعلق ہے۔

یہاں تک کہ گمان کرنے والے یہ گمان کرنے لگیں گے، کہ بس اب دنیا بنی امیہ ہی کے دامن سے بندھی رہے گی اور انہیں ہی اپنے سارے فائدے بخشتی رہے گی، اور انہیں ہی اپنے صاف چشمہ پر سیراب ہونے کے لئے اتارتی رہے گی، اور اس امت کی (گردن پر) ان کی تلوار اور (پشت پر) اُن کا تازیانہ ہمیشہ رہے گا۔ جو یہ خیال کرے گا، غلط خیال کرے گا بلکہ یہ تو زندگی کے مزوں میں سے چند شہد کے قطرے ہیں جنہیں کچھ دیر تک وہ چوسیں گے، اور پھر سارے کا سارا تھوک دیں گے۔

خطبہ 86

اللہ نے زمانے کے کسی سرکش کی گردن نہیں توڑی جب تک کہ اُسے مہلت و فراغت نہیں عطا کر دی، اور کسی اُمت کی ہڈی کو نہیں جوڑا جب تک اُسے شدت و سختی اور ابتلا و آزمائش میں ڈال نہیں لیا۔ جو مصیبتیں تمہیں پیش آنے والی اور جن سختیوں سے تم گزر چکے ہو ان سے کم بھی عبرت اندوزی کے لئے کافی ہیں۔ ہر صاحب دل عاقل نہیں ہوتا اور نہ ہر کان رکھنے والا گوش شنوا، اور نہ ہر آنکھ والا چشم بینا رکھتا ہے۔ مجھے حیرت ہے اور کیوں نہ حیرت ہو، ان فرقوں کی خطاؤں پر جنہوں نے اپنے دین کی حجتوں میں اختلاف پیدا کر رکھے ہیں۔ جو نہ نبیؐ کے نقش قدم پر چلتے ہیں، نہ وصی کے عمل کی پیروی کرتے ہیں، نہ غیب پر ایمان لاتے ہیں، نہ عیب سے دامن بچاتے ہیں۔ مشکوک و مشتبہ چیزوں پر ان کا عمل ہے، اور اپنی خواہشوں کی راہ پر چلتے پھرتے ہیں۔ جس چیز کو وہ اچھا سمجھیں اُن کے نزدیک بس وہ اچھی ہے اور جس بات کو وہ بُرا جانیں اُن کے نزدیک بس وہ بُری ہے۔ مشکل گتھیوں کو سلجھانے کیلئے اپنے نفسوں پر اعتماد کر لیا ہے اور مشتبہ چیزوں میں اپنی رائے پر بھروسا کر لیتے ہیں۔ گویا اُن میں سے ہر شخص خود ہی اپنا امام ہے اور اُس نے جو اپنے مقام پر اپنی رائے سے طے کر لیا ہے اُس کے متعلق یہ سمجھتا ہے کہ اسے قابل اطمینان وسیلوں اور مضبوط ذریعوں سے حاصل کیا ہے۔

خطبہ 87

اللہ تعالٰی نے اپنے پیغمبرؐ کو اس وقت بھیجا جب کہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور ساری اُمتیں مدت سے پڑی سوری تھیں۔ فتنے سر اٹھا رہے تھے۔ سب چیزوں کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا۔ جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ دنیا بے رونق و بے نور تھی اور اس کی فریب کاریاں کھلی ہوئی تھیں۔ اُس وقت اُس کے پتوں میں زردی دوڑی ہوئی تھی اور پھلوں سے نا امیدی تھی۔ پانی زمین میں تہ نشین ہو چکا تھا۔ ہدایت کے مینار مٹ گئے تھے۔ ہلاکت و گمراہی کے پرچم کھلے ہوئے تھے اور دنیا والوں کے سامنے کڑے تیوروں سے اور تیوری چڑھائے ہوئے نظر آ رہی تھی۔ اس کا پھل فتنہ تھا اور اس کی غذا مردار تھی۔ اندر کا لباس خوف اور باہر کا پہناوا تلوار تھا۔ خدا کے بندو! عبرت حاصل کرو، اور ان (بداعمالیوں) کو یاد کرو، جن (کے نتائج) میں تمہارے باپ، بھائی جکڑے ہوئے ہیں اور جن پر ان سے حساب ہونے والا ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! تمہارے اور اُن کے درمیان صدیوں اور زمانوں کا فاصلہ ہے۔ ابھی تم اس دن سے زیادہ دور نہیں ہوئے کہ جب اُن کی صلبوں میں تھے۔ خدا کی قسم! جو باتیں رسول نے اُن کے کانوں تک پہنچائیں، وہی باتیں میں تمہیں آج سنا رہا ہوں۔ اور جتنا انہیں سنایا گیا تھا، اُس سے کچھ کم تمہیں نہیں سنایا جا رہا ہے، اور جس طرح اُس وقت اُن کی آنکھیں کھولی گئی تھیں اور دل بنائے گئے تھے ویسی ہی آنکھیں اور ویسے ہی دل اس وقت تمہیں دیئے گئے ہیں۔ خدا کی قسم! اُن کے بعد تمہیں کوئی ایسی نئی چیز نہیں بتائی گئی ہے، جس سے وہ نا آشنا رہے ہوں اور کوئی خاص چیز نہیں دی گئی ہے جس سے وہ محروم تھے۔ ہاں ایک ایسی مصیبت تمہیں پیش آ گئی ہے (جو اُس اونٹنی کے مانند ہے) جس کی نکیل جھول رہی ہے اور تنگ ڈھیلا پڑ گیا ہے۔ (جو کہیں نہ کہیں ٹھوکر کھائے گی) دیکھو! ان فریب خوردہ لوگوں کے ٹھاٹھ باٹھ تمہیں ورغلا نہ دیں، اس لئے کہ یہ ایک پھیلا ہوا سایہ ہے جس کا وقت محدود ہے۔

خطبہ 88

تمام حمد اُس اللہ کے لئے ہے جو نظر آئے بغیر جانا پہچانا ہوا ہے اور سوچ بچار میں پڑے بغیر پیدا کرنے والا ہے وہ اُس وقت بھی دائم و برقرار تھا جبکہ نہ برجوں والا آسمان تھا نہ بلند دروازوں والے حجاب تھے، اندھیری راتیں، نہ ٹھہرا ہوا سمندر، نہ لمبے چوڑے راستوں والے پہاڑ، نہ آڑی ترچھی پہاڑی راہیں اور نہ بچھے ہوئے فرشوں والی زمین نہ کس بل رکھنے والی مخلوق تھی۔ وہی مخلوقات کو پیدا کرنے والا، اور اُس کا وارث اور کائنات کا معبود اور اُن کا رازق ہے۔ سورج اور چاند اس کی مشاء کے مطابق (ایک ڈھیر پر) بڑھے جانے کی سر توڑ کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ جو ہر نئی چیز کو فرسودہ اور دور کی چیزوں کو قریب کر دیتے ہیں۔ اُس نے سب کو روزی بانٹ رکھی ہے۔ وہ سب کے عمل و کردار اور سانسوں کے شمار تک کو جانتا ہے۔ وہ چوری چھپی نظروں اور سینے کی گُتھی نیتوں اور صلب میں اُن کے ٹھکانوں اور شکم میں اُن کے سونپے جانے کی جگہوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے یہاں تک کہ اُن کی عمریں اپنی حد و انتہا کو پہنچ جائیں۔ وہ ایسی ذات ہے کہ رحمت کی وسعتوں کے باوجود اُس کا عذاب دشمنوں پر سخت ہے اور عذاب کی سختیوں کے باوجود دوستوں کے لئے اُس کی رحمت وسیع ہے۔ جو اُسے دبانا چاہے اُس پر قابو

پا لینے والا، اور جو اُس سے ٹکر لینا چاہے اُسے تباہ و برباد کرنے والا، اور جو اُس کی مخالفت کرے، اُسے رسوا و ذلیل کرنے والا اور جو اُس سے دشمنی برتے اُس پر غلبہ پانے والا ہے۔ جو اُس پر بھروسہ کرتا ہے، وہ اُس کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور جو کوئی اُس سے مانگتا ہے اُسے دے دیتا ہے اور جو اُسے قرضہ دیتا ہے، (یعنی اُس کی راہ میں خرچ کرتا ہے) وہ اُسے ادا کرتا ہے۔ جو شکر کرتا ہے اُسے بدلہ دیتا ہے۔ اللہ کے بندو! اپنے نفسوں کو تو لے جانے سے پہلے سانس لے لو، اور تختی کے ساتھ ہنکائے جانے سے پہلے مطیع و فرمانبردار بن جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ جسے اپنے نفس کے لئے یہ توفیق نہ ہو کہ وہ خود اپنے کو وعظ و پند کرلے اور برائیوں پر متنبہ کر دے تو پھر کسی اور کی بھی پند و توبیخ اُس پر اثر نہیں کر سکتی۔

خطبہ 89

یہ خطبہ اشباح کے نام سے مشہور ہے اور امیر المومنین کے بلند پایہ خطبوں میں شمار ہوتا ہے۔ اسے ایک سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا:۔ جس نے آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ آپ خلاق عالم کے صفات کو اس طرح بیان فرمائیں کہ ایسا معلوم ہو جیسے ہم اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس پر حضرت غضب ناک ہو گئے اور فرمایا۔

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے کہ جو فیض و عطا کے روکنے سے مالدار نہیں ہو جاتا اور جود و عطا سے کبھی عاجز و قاصر نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اس کے سوا ہر دینے والے کے یہاں داد و دہش سے کمی واقع ہوتی ہے اور ہاتھ روک لینے پر انہیں برا سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ فائدہ بخش نعمتوں اور عطیوں کی فراوانیوں اور روزیوں (کی تقسیم) سے ممنون احسان بنانے والا ہے۔ ساری مخلوق اس کا کنبہ ہے۔ اس نے سب کے رزق کا ذمہ لیا ہے اور سب کی روزیاں مقرر کر رکھی ہیں۔ اُس نے اپنے خواہش مندوں اور اپنی نعمت کے طلب گاروں کے لئے راہ کھول دی ہے۔ وہ دست طلب کے نہ بڑھنے پر بھی اتنا ہی کریم ہے جتنا طلب و سوال کا ہاتھ بڑھنے پر۔ وہ ایسا اوّل ہے جس کے لئے کوئی قبل ہے ہی نہیں کہ کوئی شے اس سے پہلے ہو سکے، اور ایسا آخر ہے جس کے لئے کوئی بعد ہے ہی نہیں تا کہ کوئی چیز اُس کے بعد فرض کی جا سکے۔ وہ آنکھ کی پتلیوں کو (دوری سے) روک دینے والا ہے کہ وہ اُسے پا سکیں یا اُس کی حقیقت معلوم کر سکیں۔ اس پر زمانہ کے مختلف دور نہیں گزرتے کہ اُس کے حالات میں تغیر و تبدل پیدا ہو، وہ کسی جگہ میں نہیں ہے کہ اُس کے لئے نقل و حرکت صحیح ہو سکے۔ اگر وہ چاندی اور سونے جیسی قیمتی دھاتیں کہ جنہیں پہاڑوں کے معدن (لمبی لمبی) سانسیں بھر کر اُچھال دیتے ہیں اور بکھرے ہوئے موتی اور مرجان کی کٹی ہوئی شاخیں کہ جنہیں دریاؤں کی سیپیاں کھلکھلا کر ہنستے ہوئے اُگل دیتی ہیں۔ بخش دے تو اس سے اُس کے جود و عطا پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ اُس کی دولت کا ذخیرہ اس سے ختم ہو سکتا ہے اور اُس کے پاس پھر بھی انعام و اکرام کے اتنے ذخیرے موجود رہیں گے

جنھیں لوگوں کی مانگ ختم نہیں کرسکتی۔ اس لئے کہ وہ ایسا فیاض ہے جسے سوالوں کا پورا کرنا مفلس نہیں بنا سکتا اور گڑگڑا کر سوال کرنے والوں کا حد سے بڑھا ہوا اصرار بخل پر آمادہ نہیں کرسکتا۔ اے (اللہ کی صفتوں کو) دریافت کرنے والے دیکھو! کہ جن صفتوں کا تمہیں قرآن نے پتہ دیا ہے (اُن میں) تم اُس کی پیروی کرو، اور اُسی کے نورِ ہدایت سے کسبِ ضیا کرتے رہو اور جو چیزیں کہ قرآن میں واجب نہیں اور نہ سنتِ پیغمبرؐ و آئمہ ہدیٰ میں اُن کا نام و نشان ہے اور صرف شیطان نے اُس کے جاننے کی تمہیں زحمت دی ہے۔ اس کا علم اللہ ہی کے پاس رہنے دو، اور یہی تم پر اللہ کے حق کی آخری حد ہے اور اس بات کو یاد رکھو کہ علم میں راسخ و پختہ لوگ وہی ہیں کہ جو غیب کے پردوں پر چھپی ہوئی ساری چیزوں کا اجمالی طور پر اقرار کرتے (اور اُن پر اعتقاد رکھتے) ہیں۔ اگرچہ اُن کی تفسیر و تفصیل نہیں جانتے اور یہی اقرار انہیں غیب پر پڑے ہوئے پردوں میں درانہ گھسنے سے بے نیاز بنائے ہوئے ہے اور اللہ نے اس بات پر اُن کی مدح کی ہے کہ جو چیز ان کے احاطہ علم سے باہر ہوتی ہے اس کی رسائی سے اپنے عجز کا اعتراف کرلیتے ہیں اور اللہ نے جس چیز کی حقیقت سے بحث کرنے کی تکلیف نہیں دی۔ اس میں تعمق و کاوش کے ترک ہی کا نام رسوخ رکھا ہے۔ لہٰذا بس اسی پر اکتفا کرو اور اپنے عقل کے پیمانہ کے مطابق اللہ کی عظمت کو محدود نہ بناؤ، ورنہ تمہارا شمار ہلاک ہونے والوں میں قرار پائے گا۔

وہ ایسا قادر ہے کہ جب اس کی قدرت کی انتہا معلوم کرنے کے لئے وہم اپنے تیر چلا رہا ہو اور فکر ہر طرح کے وسوسوں کے ادھیڑ بن سے آزاد ہو کہ اس کے قلمرو مملکت کے گہرے بھیدوں پر آگاہ ہونے کے درپے ہو، اور دل اس کی صفتوں کی کیفیت سمجھنے کے لئے والہانہ طور پر دوڑ پڑے ہوں اور ذاتِ الٰہی کو جاننے کے لئے عقلوں کی جستجو و تلاش کی راہیں حدِ بیان میں زیادہ دور تک چلی گئی ہوں تو اللہ اُس وقت جب وہ غیب کی تیرگیوں کے گڑھوں کو عبور کررہی ہوتی ہیں ان سب کو (ناکامیوں کے ساتھ) پلٹا دیتا ہے۔ چنانچہ جب اس طرح منہ کی کھا کر پلٹتی ہیں تو انہیں یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ایسی بے راہ رویوں سے اس کی معرفت کا کھوج نہیں لگایا جاسکتا اور نہ فکر پیماؤں کے دلوں میں اس کی عزت کے تمکنت و جلال کا ذرا سا شائبہ آسکتا ہے۔ وہ وہی ہے کہ جس نے مخلوقات کو ایجاد کیا۔ بغیر اس کے کہ کوئی مثال اپنے سامنے رکھتا اور بغیر اس کے کہ اپنے سے پہلے کسی اور خالق و معبود کی بنائی ہوئی چیزوں کا چربہ اُتارتا اس نے اپنی قدرت کی بادشاہت اور اُن عجیب چیزوں کے واسطے سے کہ جن میں اُس کی حکمت و دانائی کے آثار (منہ سے) بول رہے ہیں اور مخلوق کے اس اعتراف سے کہ وہ اپنے رکنے تھمنے میں اُس کے سہارے کی محتاج ہے۔ ہمیں وہ چیزیں دکھائی ہیں کہ جنہوں نے قہراً دلیل قائم ہو جانے کے دباؤ سے اُس کی معرفت کی طرف ہماری راہنمائی کی ہے اور اُس کی پیدا کردہ عجیب و غریب چیزوں میں اُس کی صنعت کے نقش و نگار اور حکمت کے آثار نمایاں اور واضح ہیں۔ چنانچہ ہر مخلوق اُس کی ایک حجت اور ایک برہان بن گئی ہے۔ چاہے وہ خاموش مخلوق ہو مگر اللہ کی تدبیر و کارسازی کی ایک بولتی ہوئی دلیل ہے اور ہستی صانع کی طرف اس کی رہنمائی ثابت و برقرار ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری ہی مخلوق سے اُن کے اعضاء کے الگ الگ ہونے اور تیری حکمت کی کارسازیوں سے گوشت و پوست میں ڈھکے ہوئے اُن کے جوڑوں کے سروں کے ملنے میں تشبیہ دی۔ اُس نے اپنے چھپے ہوئے ضمیر کو تیری معرفت سے وابستہ نہیں کیا اور اُس کے دل کو یہ یقین چھو بھی نہیں گیا کہ تیرا کوئی شریک نہیں۔ گویا اُس نے پیروکاروں کا یہ قول نہیں سنا جو اپنے

مقتداؤں سے بیزاری چاہتے ہوئے یہ کہیں گے کہ "خدا کی قسم! ہم تو قطعاً ایک کھلی ہوئی گمراہی میں تھے کہ جب ہم سارے جہان کے پالنے والے کے برابر تمہیں ٹھہرایا کرتے تھے۔" وہ لوگ جھوٹے ہیں جو تجھے دوسروں کے برابر سمجھ کر اپنے بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں اور اپنے وہم میں تجھ پر مخلوقات کی صفتیں جڑ دیتے ہیں اور اپنے خیال میں اُس طرح تیرے حصے بخرے کرتے ہیں، جس طرح مجسم چیزوں کے جوڑ بند الگ الگ کئے جاتے ہیں اور اپنی عقلوں کی سوجھ بوجھ کے مطابق تجھے مختلف قوتوں والی مخلوقات پر قیاس کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری مخلوق میں سے کسی کے برابر جانا اُس نے تیرا ہمسر بنا ڈالا اور تیرا ہمسر بنانے والا تیری کتاب کی محکم آیتوں کے مضامین اور اُن حقائق کا جنہیں تیری طرف کے روشن دلائل واضح کر رہے ہیں۔ منکر ہے۔ تو وہ اللہ ہے کہ عقلوں کی حد میں گھر نہیں سکتا کہ ان کی سوچ بچار کی زد پر آ کر کیفیات کو قبول کر لے۔ اور نہ ان کے غور و فکر کی جولانیوں میں تیری سمائی ہے کہ تو محدود ہو کر اُن کی فکری تصرفات کا پابند بن جائے۔

اسی خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے:

اس نے جو چیزیں پیدا کیں اُن کا ایک اندازہ رکھا۔ مضبوط و مستحکم، اور ان کا انتظام کیا۔ عمدہ و پاکیزہ، اور انہیں ان کی سمت پر اس طرح لگایا کہ نہ وہ اپنی آخری منزل کی حدوں سے آگے بڑھیں اور نہ منزل منتہا تک پہنچنے میں کوتاہی کی۔ جب انہیں اللہ کے ارادے پر چل پڑنے کا حکم لگایا تو انہوں نے سرتابی نہیں کی اور وہ ایسا کر ہی کیونکر سکتی تھیں۔ جبکہ تمام اُمور اُسی کی مشیت و ارادہ سے صادر ہوئے ہیں وہ گونا گوں چیزوں کا موجد ہے بغیر کسی سوچ بچار کی طرف رجوع کئے اور بغیر طبیعت کی کسی جولانی کے کہ جسے دل میں چھپائے ہو اور بغیر کسی تجربہ کے جو زمانہ کے حوادث سے حاصل کیا ہو اور بغیر کسی شریک کے کہ جو اُن عجیب و غریب چیزوں کی ایجاد میں اس کا معین و مددگار رہا ہو۔ چنانچہ مخلوق (بن بنا کر) مکمل ہو گئی اور اُس نے اللہ کی اطاعت کے سامنے سر جھکا دیا اور (فوراً) اس کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے بڑھی۔ نہ کسی دیر کرنے والے کی کسی سست رفتاری دامن گیر ہوئی اور نہ کسی حیل حجت کرنے والے کی سی سستی اور ڈھیل حائل ہوئی۔ اس نے ان چیزوں کے ٹیڑھا پن کو سیدھا کر دیا اور ان کی حدیں معین کر دیں اور اپنی قدرت سے ان متضاد چیزوں میں ہم آہنگی پیدا کی اور نفسوں کے رشتے (بدنوں سے) جوڑ دیئے اور انہیں مختلف جنسوں پر بانٹ دیا۔ جو اپنی حدوں، اندازوں، طبیعتوں اور صورتوں میں جدا جدا ہیں۔ یہ نو ایجاد مخلوق ہے کہ جس کی ساخت اُس نے مضبوط کی ہے اور اپنے ارادے کے مطابق اُسے بنایا اور ایجاد کیا۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے آسمان کے وصف میں

اس نے بغیر (کسی چیز سے) وابستہ کئے اس کے شگافوں کے نشیب و فراز کو مرتب کر دیا اور اُس کے دراڑوں کی کشادگیوں کو ملا دیا اور انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ دیا اور اس کے احکام کو لے کر اترنے والوں اور خلق کے اعمال کو لے کر چڑھنے والوں کے لئے اس کی بلندیوں کی دشوار گزاری کو آسان کر دیا ابھی وہ آسمان دھوئیں ہی کی شکل میں تھے، کہ اللہ نے انہیں پکارا تو (فوراً) ان کے قسموں کے رشتے آپس میں متصل ہو گئے۔ اُس نے ان کے بند دروازوں کو بستہ ہونے کے بعد

کھول دیا اور ان کے سوراخوں پر ٹوٹنے ہوئے تاروں کے نگہبان کھڑے کر دیئے اور انہیں اپنے زور سے روک دیا کہ کہیں وہ ہوا کے پھیلاؤ میں ادھر اُدھر نہ ہو جائیں اور انہیں مامور کیا کہ وہ اُس کے حکم کے سامنے سر جھکائے ہوئے اپنے مرکز پر ٹھہرے رہیں۔ اس نے فلک کے سورج کو دن کی روشن نشانی اور چاند کو رات کی دھندلی نشانی قرار دیا ہے اور انہیں ان کی منزلوں پر چلایا ہے اور ان کی گزرگاہوں میں ان کی رفتار مقرر کر دی ہے۔ تا کہ ان کے ذریعہ سے شب و روز کی تمیز ہو سکے اور انہی کے اعتبار سے برسوں کی گنتی اور (دوسرے) حساب جانے جا سکیں۔ پھر یہ کہ اُس نے آسمانی فضا میں اس فلک کو آویزاں کیا اور اس میں اس کی آرائش کے لئے ننھے ننھے موتیوں ایسے تارے اور چراغوں کی طرح چمکتے ہوئے ستارے آویزاں کئے اور چوری چھپے کان لگانے والوں پر ٹوٹتے ہوئے تاروں کے تیر چلائے اور ستاروں کو اپنے جبر و قہر سے ان کے ڈھرے پر لگایا کہ کوئی ثابت رہے اور کوئی سیار، کبھی اتار ہو اور کبھی ابھار اور کسی میں نحوست ہو اور کسی میں سعادت۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے فرشتوں کے وصف میں

پھر اللہ سبحانہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور اپنی مملکت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کے لئے فرشتوں کی عجیب و غریب مخلوق پیدا کی۔ ان میں آسمان کے وسیع راستوں کا گوشہ گوشہ بھر دیا اور اُس کی فضا کی وسعتوں کا کونا کونا چھلکا دیا اور ان وسیع اطراف کی پہنائیوں میں تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آوازیں قدس و پاکیزگی کی چار دیواروں اور عظمت کے گہرے حجابوں اور بزرگی و جلال کے پردوں میں گونجتی ہیں اور اس گونج کے پیچھے جس سے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔ تجلیات نور کی ایسی فراوانیاں ہیں کہ جو نگاہوں کو اپنے تک پہنچنے سے روک دیتی ہیں۔ چنانچہ وہ ناکام و نامراد ہو کر اپنی جگہ پر ٹھہری رہتی ہیں۔ اللہ نے ان (فرشتوں) کو جدا جدا صورتوں اور الگ الگ پیمانوں پر پیدا کیا ہے۔ وہ بال و پر رکھتے ہیں اور اس کے جلال و عزت کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ اور مخلوق میں جو اُس کی صنعتیں اجاگر ہوئی ہیں انہیں اپنی طرف نسبت نہیں دیتے اور نہ یہ ادعا کرتے ہیں کہ وہ کسی ایسی شے کو پیدا کر سکتے ہیں کہ جس کے پیدا کرنے میں وہ منفرد و یکتا ہے۔ بلکہ وہ اُس کے معزز بندے ہیں جو کسی بات کے کہنے میں اُس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے کہنے پر چلتے ہیں۔ اللہ نے انہیں وہاں اپنی وحی کا امانت دار اور اپنے اوامر و نواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی طرف بھیجا ہے اور شک و شبہات کے خدشوں سے انہیں محفوظ رکھا ہے۔ تو ان میں سے کوئی بھی اس کی رضا جوئی کی راہ سے کترانے والا نہیں۔ اور اُس نے اپنی توفیق و اعانت سے اُن کی دستگیری کی، اور خضوع کے معزز بندے ہیں جو کسی بات کے کہنے میں اُس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے کہنے پر چلتے ہیں۔ اللہ نے انہیں وہاں اپنی وحی کا امانت دار اور اپنے اوامر و نواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں کی طرف بھیجا ہے اور شک و شبہات کے خدشوں سے انہیں محفوظ رکھا ہے۔ تو ان میں سے کوئی بھی اس کی رضا جوئی کی راہ سے کترانے والا نہیں۔ اور اُس نے اپنی توفیق و خشوع کی عجز و شکستگی سے اُن کے دلوں کو ڈھانپ دیا ہے اور تسبیح و تقدیس کی سہولتوں کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے ہیں اور اپنی توحید کے نشانوں پر اُن کے لئے روشن مینار نصب کئے ہیں۔ نہ گناہوں کی گرانباریوں نے انہیں دبا رکھا ہے، نہ شب و روز کی گردشوں نے ان پر (سواری کے لئے) پالان ڈالے ہیں اور نہ شکوک و شبہات نے اُن کے ایمان کی استحکام پر تیر

چلائے ہیں اور نہ ان کے یقین کی پختگیوں پر (اوہام و) ظنون نے دھاوا بولا ہے۔ اور نہ ان کے درمیان کبھی کینہ وحسد کی چنگاریاں بھڑکی ہیں۔ اور نہ حیرانی وسراسیمگی ان کے دلوں میں سرایت کی ہوئی معرفت اور اُن کے سینے کی تہوں میں جمی ہوئی عظمتِ خداوندی وہیبت جلالِ الٰہی کو چھین سکی ہے، نہ کبھی وسوسوں نے ان پر دندان آز تیز کیا ہے کہ ان کے فکروں کو زنگ وتکدر سے آلودہ کر دیں۔ ان میں کچھ وہ ہیں جو اللہ کے پیدا کردہ بوجھل بادلوں اور اونچے پہاڑوں کی بلندیوں اور گھٹا ٹوپ اندھیروں کی سیاہیوں کی صورتوں میں ہیں اور ان میں کچھ وہ ہیں جن کے قدم تحت الثریٰ کی حدوں کو چیر کر نکل گئے ہیں تو وہ سفید جھنڈوں کے مانند ہیں جو فضا کی وسعت کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ گئے ہیں، اور ان پھریروں کے آخری سرے تک ایک ہلکی ہوا چل رہی ہے جو انہیں روکے ہوئے ہے۔ ان فرشتوں کو عبادت کی مشغولیتوں نے ہر چیز سے بے فکر بنا دیا اور ایمان کے ٹھوس عقیدے ان کے لئے اللہ کی معرفت کا وسیلہ بن گئے ہیں اور یقین کامل نے اوروں سے ہٹا کر اُسی سے اُن کی لو لگا دی ہے۔ اللہ کی طرف کی نعمتوں کے سوا کسی غیر کے عطا وانعام کی انہیں خواہش ہی نہیں ہوتی۔ انہوں نے معرفت کے شیریں مزے چکھے ہیں اور اس کی محبت کے سیراب کرنیوالے جام سے سرشار ہیں اور ان کے دلوں کی تہہ میں اس کا خوف جڑ پکڑ چکا ہے تو انہوں نے لمبی چوڑی عبادتوں سے اپنی سیدھی کمریں ٹیڑھی کر لی ہیں اور ہمہ وقت اسی کی طلب میں لگے رہنے کے باوجود ان کے تضرع و عاجزی کے ذخیرے ختم نہیں ہوتے اور قرب الٰہی کی بلندیوں کے باوجود خوف وخشوع کے پھندے اُن (کے گلے) سے نہیں اترتے۔ نہ ان میں کبھی خود پسندی پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنے گذشتہ اعمال کو زیادہ خیال کرنے لگیں اور نہ جلال پروردگار کے سامنے ان کے عجز وانکسار نے یہ موقع آنے دیا ہے کہ وہ اپنی نیکیوں کو بڑا سمجھ سکیں۔ ان میں مسلسل تعب اٹھانے کے باوجود بھی سستی نہیں آنے پاتی، اور نہ اُن کی طلب ورغبت میں کبھی کمی پیدا ہوئی ہے کہ وہ اپنے پالنے والے کے توقعات سے روگرداں ہو جائیں اور نہ مسلسل مناجاتوں سے ان کی زبان کی نوکیں خشک ہوتی ہیں اور نہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ وہ دوسرے اشتغال کی وجہ سے تضرع وزاری کی آوازوں کو دھیما کر لیں اور نہ عبادت کی صفوں میں اُن کے شانے آگے پیچھے ہو جاتے ہیں اور نہ وہ آرام وراحت کی خاطر اس کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی کر کے اپنی گردنوں کو ادھر سے اُدھر کرتے ہیں نہ اُن کی کوششوں کے عزم پر غفلت کی نادانیاں حملہ آور ہوتی ہیں، اور نہ اُن کی (بلند) ہمتوں میں فریب دینے والے وسوسوں کا گزر ہوتا ہے۔ انہوں نے احتیاج کے دن کے لئے صاحب عرش کو اپنا ذخیرہ بنا رکھا ہے اور جب دوسرے لوگ مخلوقات کی طرف اپنی خواہشوں کو لے کر بڑھتے ہیں تو یہ بس اُسی سے لو لگاتے ہیں۔ وہ اُس کی عبادت کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتے انہیں عبادت کا والہانہ شوق (کسی اور طرف لے جانے کے بجائے) ان کی قلبی امید وبیم کے ان ہی سرچشموں کی طرف لے جاتا ہے جن کے سوتے کبھی موقوف نہیں ہوتے۔ خوف کھانے کے وجوہ ختم نہیں ہوئے کہ وہ اپنی کوششوں میں سستی کریں اور نہ دنیا کے طمعوں نے انہیں جکڑ رکھا ہے کہ وہ دنیا کے لئے وقتی کوششوں کو اپنی اس جدوجہد پر ترجیح دیں اور نہ انہوں نے اپنے سابقہ اعمال کو کبھی بڑا سمجھا ہے، اور اگر بڑا سمجھتے تو پھر امیدیں خوف خدا کے اندیشوں کو اُن (کے صفحۂ دل) سے مٹا دیتیں اور نہ شیطان کے ورغلانے سے ان میں باہم اپنے پروردگار کے متعلق کبھی کوئی اختلاف پیدا ہوا، اور نہ ایک دوسرے سے کٹنے (اور بگاڑ پیدا کرنے) کی وجہ سے پراگندہ و متفرق ہوئے، اور نہ آپس میں حسد رکھنے کے سبب سے ان کے دلوں

میں کینہ و بغض پیدا ہوا اور نہ شک و شبہات میں پڑنے کی وجہ سے تتر بتر ہوئے اور نہ پست ہمتیوں نے ان پر کبھی قبضہ کیا۔ وہ ایمان کے پابند ہیں، انہیں اس کے بندھنوں سے کجی، روگردانی، سستی یا کاہلی نے کبھی نہیں چھڑایا۔ سطح آسمان پر کھال کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں کوئی سجدہ کرنے والا فرشتہ یا تیزی سے تگ و دو کرنے والا ملک نہ ہو، پروردگار کی اطاعت کے بڑھنے سے ان کے علم میں زیادتی ہی ہوتی رہتی ہے اور ان کے دلوں میں اس کی عزت کی عظمت و جلالت بڑھتی ہی جاتی ہے۔

اسی خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے "جس میں زمین اور اس کے پانی پر بچھائے جانے کی کیفیت بیان فرمائی ہے۔"

(اللہ نے) زمین کو تہ و بالا ہونے والی مہیب لہروں اور بھر پور سمندروں کی اتھاہ گہرائیوں کے اوپر پایا جہاں موجیں موجوں سے ٹکرا کر تھپیڑے کھاتی تھیں اور لہریں لہروں کو دھکیل کر گونج اٹھتی تھیں اور اس طرح جھاگ دے رہی تھیں جس طرح مستی و ہیجان کے عالم میں نر اونٹ۔ چنانچہ اس متلاطم پانی کی طغیانیاں زمین کے بھاری بوجھ کے دباؤ سے فرو ہو گئیں اور جب اس نے اپنا سینہ اس پر ٹیک کر اسے روندا تو سارا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ گیا اور جب اپنے شانے ٹکا کر اس پر لوٹی، تو وہ ذلتوں اور خواریوں کے ساتھ رام ہو گیا۔ کہاں تو اس کی موجیں دندنا رہی تھیں کہ اب عاجز و بے بس ہو کر تھم گیا، اور ذلت کی لگاموں میں اسیر ہو کر مطیع ہو گیا اور زمین اس طوفان خیز پانی کے گہراؤ میں اپنا دامن پھیلا کر ٹھہر گئی اور اس کے اٹھلانے اور سر اٹھانے کے غرور اور تکبر سے ناک اور پر چڑھانے اور بہاؤ میں تفوق و سر بلندی دکھانے کا خاتمہ کر دیا اور اس کی روانی کی بے اعتدالیوں پر ایسے بند باندھے کہ وہ اچھلنے کودنے کے بعد (بالکل بے دم) ہو کر ٹھہر گیا اور جست و خیز کی سرمستیاں دکھا کر تھم گیا۔ جب اس کے کناروں کے نیچے پانی کی طغیانی کا زور و شور سکون پذیر ہوا اس کے کاندھوں پر اونچے اونچے اور چوڑے چکلے پہاڑوں کا بوجھ لد گیا تو (اللہ نے) اس کی ناک کے بانسوں کے پانی کے چشمے جاری کر دیئے جنہیں دور و دراز جنگلوں اور کھدے ہوئے گڑھوں میں پھیلا دیا اور پتھروں کی مضبوط چٹانوں اور بلند چوٹیوں والے پتھریلے پہاڑوں سے اس کی حرکت میں اعتدال پیدا کیا۔ چنانچہ اس کی سطح کے مختلف حصوں میں پہاڑوں کے ڈوب جانے اور اس کی گہرائیوں کی تہہ میں گھس جانے اور اس کے ہموار حصوں کی بلندیوں اور پست سطحوں پر سوار ہو جانے کی وجہ سے اس کی تھرتھراہٹ جاتی رہی اور اللہ نے زمین سے لے کر فضائے بسیط تک پھیلاؤ اور وسعت رکھی اور اس میں رہنے والوں کو سانس لینے کو ہوا مہیا کی اور اس میں بسنے والوں کو ان کی تمام ضروریات کے ساتھ ٹھہرایا، پھر اس نے چٹیل زمینوں کو کہ جن کی بلندیوں تک نہ چشموں کا پانی پہنچ سکتا ہے اور نہ نہروں کے نالے وہاں تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ رکھتے ہیں۔ یونہی نہیں رہنے دیا، بلکہ ان کے لئے ہوا پر اٹھنے والی گھٹائیں پیدا کیں جو مردہ زمین میں زندگی کی لہریں دوڑا دیتی ہیں اور اس سے گھاس پات اگاتی ہیں، اس نے ابر کی بکھری ہوئی چمکیلی ٹکڑیوں اور پراگندہ بدلیوں کو ایک جا کر کے ابر محیط بنایا اور جب اس کے اندر پانی کے ذخیرے حرکت میں آ گئے اور اس کے کناروں میں بجلیاں تڑپنے لگیں اور برق کی چمک سفید ابروں کی تہوں اور گھنے بادلوں کے اندر مسلسل جاری رہی تو اللہ نے انہیں موسلا دھار برسنے کے لئے بھیج دیا۔ اس طرح کہ اس کے پانی سے بھرے ہوئے بوجھل ٹکڑے زمین پر منڈلا رہے تھے اور جنوبی ہوائیں انہیں مسل مسل کر گرنے والے مینہ کی بوندیں اور ایک دم ٹوٹ پڑنے والی بارش کے جھالے برسا رہی تھیں۔ جب

بادلوں نے اپنا سینہ ہاتھ پیروں سمیت زمین پر ٹیک دیا اور پانی کا سارا لدا لدایا بوجھ اس پر پھینک دیا، تو اللہ نے افتادہ زمینوں سے سرسبز کھیتیاں اُگائیں اور خشک پہاڑوں پر ہرا ابھرا سبزہ پھیلا دیا۔ زمین بھی اپنے مرغزاروں کے بناؤ سنگار سے خوش ہو کر جھومنے لگی اور ان شگوفوں کی اوڑھنیوں سے جو اُسے اوڑھا دی گئی تھیں اور ان شگفتہ وشاداب کلیوں کے زیوروں سے جو اُسے پہنا دیئے گئے تھے، اترانے لگی۔ اللہ نے ان چیزوں لوگوں کی زندگی کا وسیلہ اور چوپاؤں کا رزق قرار دیا ہے اور اسی نے زمین کی سمتوں میں کشادہ راستے نکالے ہیں اور اس کی شاہراہوں پر چلنے والوں کے لئے روشنی کے مینار نصب کئے ہیں۔ جب اللہ نے فرش زمین بچھا لیا اور اپنا کام پورا کر لیا تو آدم علیہ السلام کو دوسری مخلوق کے مقابلہ میں برگزیدہ ہونے کی وجہ سے منتخب کر لیا اور انہیں نوع انسانی کی فرد اول قرار دیا۔ اور انہیں اپنی جنت میں ٹھہرایا۔ جہاں دل کھول کر اُن کے کھانے پینے کا انتظام کیا اور جس سے منع کرنا تھا اس سے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا، اور یہ بتا دیا تھا کہ اُس کی طرف قدم بڑھانے میں عدول حکمی کی آلائش ہے اور اپنے مرتبہ کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ لیکن جس چیز سے انہیں روکا تھا انہوں نے اُسی کا رخ کیا جیسا کہ پہلے ہی سے اس کے علم میں تھا۔ چنانچہ توبہ کے بعد انہیں جنت سے نیچے اُتار دیا، تاکہ اپنی زمین کو ان کی اولاد سے آباد کرے اور ان کے ذریعے بندوں پر حجت پیش کرے۔ اللہ نے آدم کو اٹھا لینے کے بعد بھی اپنی مخلوق کو ایسی چیزوں سے خالی نہیں رکھا جو اس کی ربوبیت کی دلیلوں کو مضبوط کرتی رہیں اور بندوں کے لئے اس کی معرفت کا ذریعہ بنی رہیں اور یکے بعد دیگرے ہر دور میں وہ اپنے برگزیدہ نبیوں اور رسالت کے امانت داروں کی زبانوں سے حجت کے پہنچانے کی تجدید کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ وہ حجت (پوری طرح) تمام ہوگئی اور حجت پورا کرنا اور ڈرا دیا جانا اپنے نقطۂ اختتام کو پہنچ گیا۔ اس نے روزیاں مقرر کر رکھی ہیں (کسی کے لئے) زیادہ اور (کسی کے لئے) کم اور اس کی تقسیم میں کہیں تنگی رکھی ہے اور کہیں فراخی اور یہ بالکل عدل کے مطابق تھا۔ اس طرح کہ اُس نے جس جس صورت میں چاہا امتحان لیا ہے۔ رزق کی آسانی یا دشواری کے ساتھ اور مال دار اور فقیر کے شکر اور صبر کو جانچا ہے پھر اس نے رزق کی فراخیوں کے ساتھ فقر و فاقہ کے خطرے اور اس کی سلامتیوں میں نت نئی آفتوں کے دھڑے اور فراخی و وسعت کی شادمانیوں کے ساتھ غم و غصہ کے گلوگیر پھندے بھی لگا رکھے ہیں۔ اُس نے زندگی کی (مختلف) مدیں مقرر کی ہیں۔ کسی کو زیادہ اور کسی کو کم، کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے کر دیا ہے اور ان مدتوں کی رسیوں کی موت سے گرہ لگا دی ہے اور موت ان کو کھینچے لئے جاتی ہے اور اُن کے مضبوط رشتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کئے دیتی ہے۔ وہ بھید چھپانے والوں کی نیتوں، کھسر پھسر کرنے والوں کی سرگوشیوں، مظنون اور بے بنیاد خیالوں دل میں جمے ہوئے یقینی ارادوں، پلکوں (کے نیچے) کنکھیوں کے اشاروں، دل کی تہوں اور غیب کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے اور (ان آوازوں کا سننے والا ہے) جن کو کان لگا کر سننے کے لئے کانوں کے سوراخوں کو جھکنا پڑتا ہے اور چیونٹیوں کے موسم گرما کے مسکنوں اور حشرات الارض کے موسم سرما بسر کرنے کے مقاصد سے آگاہ ہے اور پسر مردہ عورتوں کے (درد بھرے) نالوں کی گونج اور قدموں کی چاپ کا سننے والا ہے اور سبز پتیوں کے غلافوں کے اندرونی خولوں میں پھلوں کے نشوونما پانے کی جگہوں اور پہاڑوں کی کھوؤں اور اُن کے نشیبوں وحشی جانوروں کی پناہ گاہوں اور درختوں کے تنوں اور اُن کے چھلکوں میں مچھروں کے سر چھپانے کے سوراخوں اور شاخوں میں پتیوں کے پھوٹنے کی

جگہوں اور صلب کی گذر گاہوں میں نطفوں کے ٹھکانوں اور زمین سے اٹھنے والے ابر کے ٹکڑوں (ٹکڑوں) اور آپس میں جڑے ہوئے بادلوں اور تہ بہ تہ جمے ہوئے ابروں سے ٹپکنے والے بارش کے قطروں سے باخبر ہے۔ اور ریگ (بیابان) کے ذرے جنہیں بادگولوں نے اپنے دامنوں سے اڑایا ہے اور وہ نشانات جنہیں بارشوں کے سیلابوں نے زمین پر کیڑوں کے چلنے پھرنے اور سر بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر بال و پر رکھنے والے طائروں کے نغموں اور گھونسلوں کی آندھیاریوں میں چہچہانے والے پرندوں کے نغموں کو جانتا ہے اور جن چیزوں کو سیپیوں نے سمیٹ رکھا ہے اور جن چیزوں کو دریا کی موجیں اپنے پہلو کے نیچے دبائے ہوئے ہیں اور جن کو رات (کی تاریک چادروں) نے ڈھانپ رکھا ہے اور جن پر دن کے سورج نے اپنی کرنوں سے نور بکھیرا ہے، اور جن پر کبھی ظلمت کی تہیں جم جاتی ہیں اور کبھی نور کے دھارے بہہ نکلتے ہیں پہچانتا ہے۔ وہ ہر قدم کا نشان، ہر چیز کی حس و حرکت، ہر لفظ کی گونج، ہر ہونٹ کی جنبش، ہر جاندار کا ٹھکانا، ہر ذرے کا وزن اور ہر جی دار کی سسکیوں کی آواز اور جو کچھ بھی اس زمین پر ہے، سب اس کے علم میں ہے وہ درختوں کا پھل ہو یا ٹوٹ کر گرنے والا پتہ، یا نطفہ یا منجمد خون کا ٹھکانا اور لوتھڑا یا (اس کے بعد) بننے والی مخلوق اور پیدا ہونے والا بچہ (ان چیزوں کے جاننے میں) اسے کلفت و تعب اٹھانا نہیں پڑی اور نہ اُسے اپنی مخلوق کی حفاظت میں کوئی رکاوٹ درپیش ہوئی اور نہ اُسے اپنے احکام کے چلانے اور مخلوقات کا انتظام کرنے میں سستی اور تھکن لاحق ہوئی بلکہ اس کا علم تو ان چیزوں کے اندر تک اترا ہوا ہے اور ایک ایک چیز اُس کے شمار میں ہے۔ اس کا عدل ہمہ گیر، اور اُس کا فضل سب کے شامل حال ہے، اور اُس کے ساتھ وہ اُس کے شایان شان حق کی ادائیگی سے قاصر ہیں۔ اے خدا! تو ہی توصیف و ثنا اور انتہائی درجہ تک سراہے جانے کا مستحق ہے۔ اگر تجھ سے آس لگائی جائے، تو تو دلوں کی بہترین ڈھارس ہے اور اگر تجھ سے امیدیں باندھی جائیں، تو تو بہترین سرچشمہ امید ہے۔ تو نے مجھے ایسی قوت بیان بخشی ہے کہ جس سے تیرے علاوہ کسی کی مدح اور ستائش نہیں کرتا ہوں، اور میں اپنی مدح کا رخ کبھی ان لوگوں کی طرف نہیں موڑنا چاہتا جو ناامیدیوں کا مرکز اور بدگمانیوں کے مقامات ہیں۔ میں نے اپنی زبان کو انسانوں کی روح اور پروردہ مخلوق کی تعریف و ثنا سے ہٹالیا ہے۔ بار الہا! ہر ثنا گستر کے لئے اپنے ممدوح پر انعام و اکرام اور عطا و بخشش پانے کا حق ہوتا ہے اور میں تجھ سے امید لگائے بیٹھا ہوں یہ کہ تو رحمت کے ذخیروں اور مغفرت کے خزانوں کا پتہ دینے والا ہے۔ خدایا! یہ تیرے سامنے وہ شخص کھڑا ہے جس نے تیری توحید و یکتائی میں تجھے منفرد مانا ہے اور ان ستائشوں اور تعریفوں کا تیرے علاوہ کسی کو اہل نہیں سمجھا۔ میری احتیاج تجھ سے وابستہ ہے۔ تیری ہی بخششوں اور عنایتوں سے اس کی بے نوائی اور علاج ہو سکتا ہے اور اس کے فقر و فاقہ کو تیرا ہی جود و احسان سہارا دے سکتا ہے، ہمیں تو اسی جگہ پر اپنی خوشنودیاں بخش دے اور دوسروں کی طرف دست طلب بڑھانے سے بے نیاز کر دے۔ تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

خطبہ 90

جب قتل عثمان کے بعد آپ کے ہاتھ پر بیعت کا ارادہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔

مجھے چھوڑ دو، اور (اس خلافت کیلئے) میرے علاوہ کوئی اور ڈھونڈ لو۔ ہمارے سامنے ایک ایسا معاملہ ہے جس کے کئی رخ اور کئی رنگ ہیں۔ جسے نہ دل برداشت کر سکتے ہیں اور نہ عقلیں اُسے مان سکتی ہیں۔ (دیکھو افق عالم پر) گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں، راستہ پہچاننے میں نہیں آتا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگر میں تمہاری اس خواہش کو مان لوں تو تمہیں اس راستے پر لے چلوں گا۔ جو میرے علم میں ہے اور اسکے متعلق کسی کہنے والے کی بات اور کسی ملامت کرنے والے کی سرزنش پر کان نہیں دھروں گا۔ اور اگر تم میرا پیچھا چھوڑ دو تو پھر جیسے ہو ویسا میں ہوں اور ہو سکتا ہے کہ جسے تم اپنا امیر بناؤ اُس کی میں تم سے زیادہ سنوں اور مانوں اور میرا (تمہارے دنیوی مفاد کیلئے) امیر ہونے سے وزیر ہونا بہتر ہے۔

خطبہ 91

اے لوگو! میں نے فتنہ و شر کی آنکھیں پھوڑ ڈالی ہیں اور جب اس کی تاریکیاں (موجوں کی طرح) تہ و بالا ہو رہی تھیں اور (دیوانے کتوں کی طرح) اس کی دیوانگی زوروں پر تھی تو میرے علاوہ کسی ایک میں جرأت نہ تھی کہ وہ اس کی طرف بڑھتا۔ اب (موقعہ ہے) جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ پیشتر اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم اس وقت سے لے کر قیامت تک کے درمیانی عرصے کی جو بات مجھ سے پوچھو گے میں بتاؤں گا اور کسی ایسے گروہ کے متعلق دریافت کرو گے جس نے سو کو ہدایت کی ہو اور سو کو گمراہ کیا ہو تو میں اُس کی للکارنے والے اور اُسے آگے سے کھینچنے والے اور پیچھے سے دھکیلنے والے اور اس کی سواریوں کی منزل اور اُس کے (سازو سامان سے لدے ہوئے) پالانوں کے اترنے کی جگہ تک بتا دوں گا اور یہ کہ کون ان میں سے قتل کیا جائے گا۔ اور کون (اپنی موت) مرے گا۔ اور جب میں نہ رہوں گا اور ناخوشگوار چیزیں اور سخت مشکلیں پیش آئیں گی تو (دیکھ لینا) کہ بہت سے پوچھنے والے پریشانی سے سر نیچے ڈال دیں گے، اور بتانے والے عاجز و درماندہ ہو جائیں گے۔ یہ اُس وقت ہوگا کہ جب تم پر لڑائیاں زور سے ٹوٹ پڑیں گی اور اُس کی سختیاں نمایاں ہو جائیں گی۔ اور دنیا اس طرح تم پر تنگ ہو جائے گی کہ مصیبتوں کے دنوں کو تم یہ سمجھنے لگو گے کہ وہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ خداوند عالم تمہارے باقی ماندہ لوگوں کو فتح و کامرانی دے گا۔ فتنوں کی یہ صورت ہوتی ہے کہ جب وہ آتے ہیں، تو اس طرح اندھیرے میں ڈال دیتے ہیں کہ (حق و باطل) کا امتیاز نہیں ہوتا اور پلٹتے ہیں تو ہوشیار کر کے جاتے ہیں۔ جب آتے ہیں تو شناخت نہیں ہوتی پیچھے ہٹتے ہیں تو پہچانے جاتے ہیں۔ وہ ہواؤں کی طرح چکر لگاتے ہیں۔ کسی شہر کو اپنی زد پر رکھ لیتے ہیں اور کوئی اُن سے رہ جاتا ہے۔ میرے نزدیک سب فتنوں سے زیادہ خوفناک تمہارے لئے بنی اُمیہ کا فتنہ ہے جسے نہ خود کچھ نظر آتا ہے اور نہ اسمیں کوئی چیز سجھائی دیتی ہے۔ اس کے اثرات تو سب کو شامل ہیں، لیکن خصوصیت سے اس کی آفتیں خاص ہی افراد کیلئے ہیں۔ جو اس میں حق کو پیش نظر رکھے گا اس پر مصیبتیں آئیں گی اور جو آنکھیں بند رکھے گا وہ ان سے بچا رہے گا۔ خدا کی قسم! میرے بعد تم بنی اُمیہ کو اپنے لئے بدترین حکمران پاؤ گے۔ وہ تو اس بوڑھی اور سرکش اونٹنی کے مانند ہیں جو منہ سے کاٹتی ہو، اور

اِدھر اُدھر ہاتھ پیر مارتی ہو۔ اور دو ہنے والے پر انگلیں چلاتی ہو اور دودھ دینے سے انکار کردیتی ہو۔ وہ برابر تمہارا قلع قمع کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ صرف اُسے چھوڑیں گے جو ان کے مفید مطلب ہو یا (کم از کم) ان کیلئے نقصان رساں نہ ہو۔ اور ان کی مصیبت اسی طرح گھیرے رہے گی۔ کہ ان سے دادخواہی ایسی ہی شکل ہو جائے گی جیسے غلام کے لئے اپنے آقا سے اور مرید کی اپنے پیر سے۔ تم پر اُن کا فتنہ ایسی بھیانک صورت میں آئے گا کہ جس سے ڈر لگنے لگے گا، اور زمانہ جاہلیت کی مختلف حالتوں کو لئے ہوگا۔ نہ اس میں ہدایت کا مینار نصب ہوگا، اور نہ راستہ دکھانے والا کوئی نشان نظر آئے گا۔ ہم (اہل بیتؑ رسول) ان فتنہ انگیزیوں کے (گناہ سے) بچے ہوں گے، اور اُن کی طرف لوگوں کو بلانے میں ہمارا کوئی حصہ نہ ہوگا پھر ایک دن وہ آئے گا کہ اللہ اُس شخص کے ذریعہ سے جو انہیں ذلت کا مزہ دکھائے اور سختی سے ہنکائے اور (موت کے) تلخ جام پلائے، اور ان کے سامنے تلوار رکھے اور خوف انہیں چمٹا دے۔ ان فتنوں سے اس طرح علیحدہ کردے گا جس طرح ذبیحہ سے کھال الگ کی جاتی ہے۔ اس وقت قریش دنیا و مافیہا کے بدلہ میں یہ چاہیں گے کہ وہ مجھے صرف اتنی دیر کہ جتنی اونٹ کے ذبح ہونے میں لگتی ہے کہیں ایک دفعہ دیکھ لیں تاکہ میں اس چیز کو قبول کرلوں کہ جس کا آج کچھ حصہ بھی طلب کرنے کے باوجود دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

خطبہ 92

بابرکت ہے وہ خدا کہ جس کی ذات تک بلند پرواز ہمتوں کی رسائی نہیں اور نہ عقل و فہم کی قوتیں اُسے پاسکتی ہیں۔ وہ ایسا اوّل ہے کہ جس کے لئے نہ کوئی نقطہٗ ابتداء ہے کہ وہ محدود ہوجائے اور نہ کوئی اُس کا آخر ہے کہ (وہاں پہنچ کر) ختم ہوجائے۔

اسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا۔ اس نے ان (انبیاء) کو بہترین سونپے جانے کی جگہوں میں رکھا، اور بہترین ٹھکانوں میں ٹھہرایا۔ وہ بلند مرتبہ صلبوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ جب اُن میں سے کوئی گزر جانے والا گزر گیا، دوسرا دینِ خدا کو لے کر کھڑا ہوگیا۔ یہاں تک کہ یہ الٰہی شرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا جنہیں ایسے معدنوں سے کہ جو پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہترین اور ایسی اصلوں سے کہ جو نشو و نما کے لحاظ سے بہت باوقار تھیں، پیدا کیا۔ اس شجرہ سے، کہ جس سے انبیاء پیدا کئے اور جس میں سے اپنے امین منتخب فرمائے۔ ان کی عزت بہترین عزت، اور قبیلہ بہترین قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ ہے۔ جو سرزمین حرم پر اُگا، اور بزرگی کے سایہ میں بڑھا۔ جس کی شاخیں دراز اور پھل دسترس سے باہر ہیں۔ وہ پرہیزگاروں کے امام، ہدایت حاصل کرنے والوں کے لئے (سرچشمہ) بصیرت ہیں۔ وہ ایسا چراغ ہیں جس کی روشنی لو دیتی ہے، اور ایسا روشن ستارہ جس کا نور ضیاپاش، اور ایسا چقماق، جس کی ضو شعلہ فشاں ہے۔ ان کی سیرت (افراط و تفریط سے بچ کر) سیدھی راہ پر چلنا اور سنت ہدایت کرنا ہے۔ ان کا کلام حق و باطل کا فیصلہ کرنیوالا، اور حکم عین عدل ہے۔ اللہ نے انہیں اُس وقت بھیجا کہ جب رسول کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا۔ بدعملی پھیلی ہوئی اور امتوں پر غفلت چھائی ہوئی تھی۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ روشن نشانوں پر جم کر عمل کرو۔ راستہ بالکل سیدھا ہے۔ وہ تمہیں

سلامتیوں کے گھر (جنت) کی طرف بلا رہا ہے اور ابھی تم ایسے گھر میں ہو کہ جہاں تمہیں اتنی مہلت و فراغت ہے کہ اس کی خوشنودیاں حاصل کرسکو۔ ابھی موقعہ ہے، چونکہ اعمال نامے کھلے ہوئے ہیں۔ قلم چل رہے ہیں۔ بدن تندرست و توانا ہیں۔ زبان آزاد ہے۔ توبہ سنی جاسکتی ہے اور اعمال قبول کئے جاسکتے ہیں۔

خطبہ 93

پیغمبر کو اس وقت میں بھیجا کہ جب لوگ حیرت و پریشانی کے عالم میں گم کردہ راہ تھے اور فتنوں میں ہاتھ پیر مار رہے تھے۔ نفسانی خواہشوں نے انہیں بھٹکا دیا تھا۔ اور غرور نے بہکا دیا تھا اور بھرپور جاہلیت نے ان کی عقلیں کھو دی تھیں اور حالات کے ڈانواں ڈول ہونے اور جہالت کی بلاؤں کی وجہ سے حیران و پریشان تھے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سمجھانے بجھانے کا پورا حق ادا کیا۔ خود سیدھے راستے پر جمے رہے اور حکمت و دانائی اور اچھی نصیحتوں کی طرف انہیں بلاتے رہے۔

خطبہ 94

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو اول ہے اور کوئی شے اس سے پہلے نہیں، اور آخر ہے اور کوئی چیز اس کے بعد نہیں۔ وہ ظاہر ہے اور کوئی شے اس سے بالاتر نہیں، اور باطن ہے، اور کوئی چیز اس سے قریب تر نہیں۔ اسی خطبہ کے ذیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا۔ بزرگی اور شرافت کے معدنوں اور پاکیزگی کی جگہوں میں ان کا مقام بہترین مقام اور مرزبوم بہترین مرزبوم ہے۔ اُن کی طرف نیک لوگوں کے دل جھکا دیئے گئے ہیں اور نگاہوں کے رخ موڑ دیئے گئے ہیں۔ خدا نے ان کی وجہ سے فتنے دبا دیئے، اور (عداوتوں کے) شعلے بجھا دیے۔ بھائیوں میں الفت پیدا کی اور جو (کفر میں) اکٹھے تھے، انہیں علیحدہ علیحدہ کردیا۔ (اسلام کی) پستی و ذلت کو عزت بخشی، اور (کفر کی) عزت و بلندی کو ذلیل کردیا۔ ان کا کلام (شریعت کا) بیان اور سکوت (احکام کی) زبان تھی۔

خطبہ 95

اگر اللہ نے ظالم کو مہلت دے رکھی ہے تو اس کی گرفت سے تو وہ ہرگز نہیں نکل سکتا، اور وہ اس کی گزرگاہ اور گلے میں ہڈی پھنسنے کی جگہ پر موقع کا منتظر ہے۔ اُسی کی ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یہ قوم (اہل شام) تم پر غالب آکر رہے گی۔ اس لئے نہیں کہ ان کا حق تم سے فائق ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے ساتھی (معاویہ) کی طرف باطل پر ہونے کے باوجود تیزی سے لپکتے ہیں اور تم میرے حق پر ہونے کے باوجود سستی کرتے ہو۔ رعیتیں اپنے حکمرانوں کے ظلم و جور سے ڈرا کرتی تھی اور میں اپنی رعیت کے ظلم سے ڈرتا ہوں۔ میں نے تمہیں جہاد کے لئے اُبھارا، لیکن تم (اپنے گھروں سے) نہ نکلے۔ میں نے تمہیں (کارآمد باتوں کو) سنانا

چاہا مگر تم نے ایک نہ سنی اور میں نے پوشیدہ بھی اور علانیہ بھی تمہیں جہاد کے لئے پکارا اور للکارا۔ لیکن تم نے ایک نہ مانی۔ اور سمجھایا بجھایا۔ مگر تم نے میری نصیحتیں قبول نہ کیں۔ کیا تم موجود ہوتے ہوئے بھی غائب رہتے ہو، حلقہ بگوش ہوتے ہوئے گویا خود مالک ہو۔ میں تمہارے سامنے حکمت اور دانائی کی باتیں بیان کرتا ہوں اور تم پراگندہ خاطر ہو جاتے ہو۔ میں ان بدعتوں سے جہاد کرنے کے لئے تمہیں آمادہ کرتا ہوں، تو ابھی میری بات ختم بھی نہیں ہوتی کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اولاد سبا کی طرح تتر بتر ہو گئے۔ اپنی نشست گاہوں کی طرف واپس چلے جاتے ہو، اور ان نصیحتوں سے غافل ہو کر ایک دوسرے کے چکمے میں آ جاتے ہو۔ صبح کو میں تمہیں سیدھا کرتا ہوں اور شام کو جب آتے ہو تو (ویسے کے ویسے) کمان کی پشت کی طرح ٹیڑھے۔ سیدھا کرنے والا عاجز آ گیا، اور جسے سیدھا کیا جا رہا ہے وہ لا علاج ثابت ہوا۔ اے وہ لوگو! جن کے جسم تو حاضر ہیں اور عقلیں غائب اور خواہشیں جدا جدا ہیں۔ ان پر حکومت کرنے والے ان کے ہاتھوں آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں۔ تمہارا حاکم اللہ کی اطاعت کرتا ہے، اور تم اُس کی نافرمانی کرتے ہو، اور اہل شام کا حاکم اللہ کی نافرمانی کرتا ہے مگر وہ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں یہ چاہتا ہوں کہ معاویہ تم میں سے دس مجھ سے لے لے، اور بدلے میں اپنا ایک آدمی مجھے دے دے، جس طرح دینار کا تبادلہ درہموں سے ہوتا ہے۔ اے اہل کوفہ میں تمہاری تین اور ان کے علاوہ دو باتوں میں مبتلا ہوں۔ پہلے تو یہ کہ تم کان رکھتے ہوئے بہرے ہو، اور بولنے چالنے کے باوجود گونگے ہو، اور آنکھیں ہوتے ہوئے اندھے ہو اور پھر یہ کہ نہ تم جنگ کے موقعہ پر سچے جوانمرد ہو، اور نہ قابل اعتماد بھائی ہو۔ اے اُن اونٹوں کی چال ڈھال والو کہ جن کے چرواہے گم ہو چکے ہیں اور انہیں ایک طرف سے گھیر کر لایا جاتا ہے تو دوسری طرف سے بکھر جاتے ہیں۔ خدا کی قسم! جیسا کہ میرا تمہارے متعلق خیال ہے گویا یہ منظر میرے سامنے ہے کہ اگر جنگ شدت اختیار کر لے اور میدان کارزار گرم ہو جائے تو تم ابن ابی طالبؑ سے ایسے شرمناک طریقے سے علیحدہ ہو جیسے عورت بالکل برہنہ ہو جائے۔ میں اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل اور اپنے نبیؐ کے طریقے اور شاہراہ حق پر ہوں۔ جسے میں باطل کے راستوں میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر پا تا رہتا ہوں۔ اپنے نبیؐ کے اہل بیت کو دیکھو، اُن کی سیرت پر چلو، اور اُن کے نقش قدم کی پیروی کرو۔ وہ تمہیں ہدایت سے باہر نہیں ہونے دیں گے۔ اور نہ گمراہی و ہلاکت کی طرف پلٹائیں گے۔ اگر وہ کہیں ٹھہریں، تو تم بھی ٹھہر جاؤ...... اور اگر وہ اٹھیں تو تم بھی اٹھ کھڑے ہو۔ ان سے آگے نہ بڑھ جاؤ...... ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے، اور نہ (انہیں چھوڑ کر) پیچھے رہ جاؤ، ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص خاص اصحاب دیکھے ہیں۔ مجھے تو تم میں سے ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا، جو ان کے مثل ہو وہ اس عالم میں صبح کرتے تھے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے خاک سے اٹے ہوتے تھے۔ جبکہ رات کو وہ سجود و قیام میں کاٹ چکے ہوتے تھے۔ اس عالم میں کہ کبھی پیشانیاں سجدے میں رکھتے تھے اور کبھی رخسار اور حشر کی یاد سے اس طرح بے چین رہتے تھے کہ جیسے انگاروں پر ٹھہرے ہوئے ہوں اور لمبے سجدوں کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانیوں پر) بکری کے گھٹنوں ایسے گٹے پڑے ہوتے تھے جب بھی ان کے سامنے اللہ کا ذکر آ جاتا تھا تو ان کی آنکھیں برس پڑتی تھیں یہاں تک کہ ان کے گریبانوں کو بھگو دیتی تھیں۔ وہ اس طرح کانپتے رہتے تھے جس طرح تیز جھکڑ والے دن درخت تھرتھراتے ہیں۔ سزا کے خوف اور ثواب کی امید میں۔

خطبہ 96

خدا کی قسم! وہ ہمیشہ یونہی (ظلم ڈھاتے) رہیں گے اور کوئی اللہ کی حرام کی ہوئی چیز ایسی نہ ہوگی، جسے وہ حلال نہ سمجھ لیں گے، اور ایک بھی عہد و پیمان ایسا نہ ہوگا جسے وہ توڑ نہ ڈالیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی اینٹ پتھر کا گھر اور اون کا خیمہ اُن کے ظلم کی زد سے محفوظ نہ رہے گا۔ اور اُن کی بُری طرز نگہداشت سے لوگوں کا اپنے گھروں میں رہنا مشکل ہو جائے گا اور یہاں تک کہ دو قسم کے رونے والے کھڑے ہو جائیں گے۔ ایک دین کے لئے رونے والا، اور ایک دنیا کے لئے۔ اور یہاں تک کہ تم میں سے کسی ایک کا اُن میں سے کسی ایک سے دادخواہی کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے غلام کا اپنے آقا سے کہ وہ سامنے اطاعت کرتا ہے، اور پیٹھ پیچھے بُرائی کرتا (اور دل کی بھڑاس نکالتا) ہے اور یہاں تک نوبت پہنچ جائے گی کہ تم میں سے جو اللہ کا زیادہ اعتقاد رکھے گا اتنا ہی وہ زحمت و مشقت میں بڑھا چڑھا ہوگا۔ اس صورت میں اگر اللہ تمہیں امن و عافیت میں رکھے تو (اس کا شکر کرتے ہوئے) اسے قبول کرو۔ اور اگر ابتلا و آزمائش میں ڈالے جاؤ تو صبر کرو، اس لئے کہ اچھا انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

خطبہ 97

جو ہو چکا اس پر ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں اور جو ہوگا اس کے مقابلہ میں اس سے مدد چاہتے ہیں۔ جس طرح اس سے جسموں کی صحت کا سوال کرتے ہیں اسی طرح دین و ایمان کی سلامتی کے طلب گار ہیں۔ اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اس دنیا کے چھوڑنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہیں چھوڑ دینے والی ہے، حالانکہ تم اسے چھوڑنا پسند نہیں کرتے، اور وہ تمہارے جسموں کو کہنہ و بوسیدہ بنانے والی ہے۔ حالانکہ تم اُسے تر و تازہ رکھنے ہی کی کوشش کرتے ہو۔ تمہاری اور اس دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے چند مسافر کسی راہ پر چلیں اور چلتے ہی منزل طے کرلیں اور کسی بلند نشان کا قصد کریں اور فوراً وہاں تک پہنچ جائیں۔ کتنا ہی تھوڑا وقفہ ہے اس (گھوڑا دوڑانے والے) کا کہ جو اسے دوڑا کر انتہا کی منزل تک پہنچ جائے اور اُس شخص کو بقا ہی کیا ہے کہ جس کی لئے ایک ایسا دن ہو کہ جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اور دنیا میں ایک تیز گام طلب کرنے والا اُسے ہنکا رہا ہو۔ یہاں تک کہ وہ اس دنیا کو چھوڑ جائے۔ دنیا کی عزت اور اس میں فخر و سربلندی کی خواہش نہ کرو، اور نہ اُس کی آرائشوں اور نعمتوں پر خوش ہو اور نہ اس کی سختیوں اور تنگیوں پر بے صبری سے چیخنے چلانے لگو۔ اس لئے کہ اس کی عزت و فخر دونوں مٹ جانے والے ہیں اور اس کی آرائشیں اور نعمتیں زائل ہو جانے والی ہیں اور اس کی سختیاں اور تنگیاں آخر ختم ہو جائیں گی۔ اس کی ہر مدت کا نتیجہ اختتام اور ہر زندہ کا انجام فنا ہونا ہے۔ کیا پہلے لوگوں کے واقعات میں تمہارے لئے کافی تنبیہ کا سامان نہیں، اور تمہارے گذرے ہوئے آباؤ اجداد کے حالات میں تمہارے لئے عبرت اور بصیرت نہیں؟ اگر تم سوچو سمجھو۔ کیا تم گزرے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ پلٹ کر نہیں آتے اور اُن کے بعد باقی رہنے والے بھی زندہ نہیں رہتے۔ تم دنیا والوں پر نظر نہیں کرتے کہ جو

مختلف حالتوں میں صبح وشام کرتے ہیں۔ کہیں کوئی میت ہے جس پر رویا جا رہا ہے اور کہیں کسی کو تعزیت دی جا رہی ہے۔ کوئی عاجز و زمین گیر مبتلائے مرض ہے اور کوئی عیادت کرنے والا عیادت کر رہا ہے۔ کہیں کوئی دم توڑ رہا ہے۔ کوئی دنیا تلاش کرتا پھرتا ہے اور موت اُسے تلاش کر رہی ہے۔ اور کوئی غفلت میں پڑا ہے، لیکن (موت) اُس سے غافل نہیں۔ گزر جانے والوں کے نقش قدم پر ہی باقی رہ جانے والے چل رہے ہیں۔

میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ بد اعمالیوں کے ارتکاب کے وقت ذرا موت کو بھی یاد کر لیا کرو کہ جو تمام لذتوں کو مٹا دینے والی، اور تمام نفسیاتی مزوں کو کرکرا دینے والی ہے۔ اللہ کے واجب الادا حقوق ادا کرنے اور اس کی ان گنت نعمتوں اور لاتعداد احسانوں کا شکر بجا لانے کے لئے اُس سے مدد مانگتے رہو۔

خطبہ 98

اُس اللہ کیلئے حمد و ثناء ہے جو مخلوقات میں اپنا (دامن) فضل پھیلائے ہوئے اور اپنا دست کرم بڑھائے ہوئے ہے۔ ہم تمام اُمور میں اس کی حمد کرتے ہیں اور اُس کے حقوق کا پاس و لحاظ رکھنے میں اُس سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اُس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد اور رسول ہیں۔ جنہیں اللہ نے اپنا امر واضح کر کے سنانے اور اپنا ذکر زبان پر لانے کے لئے بھیجا۔ آپ نے امانتداری کے ساتھ اسے پہنچایا اور راہ راست پر برقرار رہتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے اور ہم میں حق کا وہ پرچم چھوڑ گئے کہ جو اس سے آگے بڑھے گا وہ (دین سے) نکل جائے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا وہ مٹ جائے گا اور جو اس سے چمٹا رہے گا وہ حق کے ساتھ رہے گا۔ اس پرچم کی طرف راہنمائی کرنے والا وہ ہے جو بات کہنے میں جلد بازی نہیں کرتا اور (پوری طرح غور کرنے کے لئے) اپنے اقدام میں تاخیر کرتا ہے، اور جب کسی امر کو لے کر کھڑا ہو جائے تو پھر تیز گام ہے جب تم اُس کے سامنے گردنیں خم کر دو گے اور (اُس کی عظمت و جلال کے پیش نظر) اُس کی طرف انگلیوں کے اشارے کرنے لگو گے تو اُسے موت آ جائے گی اور اُسے لے جائے گی اور پھر جب تک اللہ چاہے تم (انتظار میں) ٹھہرے رہو گے۔ یہاں تک کہ اللہ اُس شخص کو ظاہر کرے جو تمہیں ایک جگہ پر جمع کرے اور تمہاری شیرازہ بندی کرے جو کچھ ہونے والا نہیں ہے اس کی لالچ نہ کرنا، اور بہت ممکن کہ برگشتہ صورت حال کا ایک قدم اکھڑ گیا ہو، اور دوسرا قدم جما ہوا ہو، اور پھر کوئی ایسی صورت ہو کہ دونوں قدم جم ہی جائیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ آل محمد آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں جب ایک ڈوبتا ہے تو دوسرا اُبھر آتا ہے۔ گویا تم پر اللہ کی نعمتیں مکمل ہو گئی ہیں اور جس کی تم آس لگائے بیٹھے تھے، وہ اللہ نے تمہیں دکھا دیا ہے۔

خطبہ 99

وہ ہر اوّل سے پہلے اوّل اور ہر آخر کے بعد آخر ہے۔ اُس کی اولیت کے سبب سے واجب ہے کہ اس سے پہلے کوئی نہ ہو اور اُس کے آخر ہونے کی وجہ سے ضروری ہے کہ اس کے بعد کوئی نہ ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ایسی گواہی جس میں ظاہر و باطن یکساں، اور دل و زبان ہمنوا

ہیں۔
اے لوگو! تم میری مخالفت کے جرم میں مبتلا نہ ہو، اور میری نافرمانی کر کے حیران و پریشان نہ ہو۔ میری باتیں سنتے وقت تو ایک دوسرے کی طرف آنکھوں کے اشارے نہ کرو۔ اُس ذات کی قسم! جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور ذی روح کو پیدا کیا ہے۔ میں جو خبر تمہیں دیتا ہوں وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پہنچی ہوئی ہے۔ نہ خبر دینے والے (رسول) نے جھوٹ کہا، نہ سننے والا جاہل تھا (لوسنو!) میں ایک سخت گمراہیوں میں پڑے ہوئے شخص کو گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ شام میں کھڑا ہوا للکار رہا ہے اور اُس نے اپنے جھنڈے کوفہ کے آس پاس کھلے میدانوں میں گاڑ دیئے ہیں۔ چنانچہ جب اس کا منہ (پھاڑ کھانے کو) کھل گیا اور اس کی لگام کا دہانہ مضبوط ہو گیا اور زمین میں اس کی پامالیاں سخت سے سخت ہو گئیں، تو فتنوں نے اپنے دانتوں سے دنیا والوں کو کاٹنا شروع کر دیا اور جنگ کا دریا تھپیڑے مارنے لگا

اور دلوں کی سختی سامنے آ گئی۔ بس اِدھر اس کی کھیتی پختہ ہوئی اور فصل تیار ہوئی اور اس کی سرمستیاں جوش دکھانے لگیں اور تلواریں چمکنے لگیں۔ ادھر سخت فتنہ و شر کے جھنڈے گڑ گئے اور اندھیری رات اور متلاطم دریا کی طرح آگے بڑھ آئے۔ اُس کے علاوہ اور کتنے ہی تیز جھکڑ کوفہ کو تھپیڑ ڈالیں گے، اور کتنی ہی سخت آندھیاں اس میں آئیں گی۔ اور عنقریب جماعتیں جماعتوں سے گتھ جائیں گی اور کھڑی کھیتیوں کو کاٹ دیا جائے گا اور کٹے ہوئے حاصلوں کو توڑ پھوڑ دیا جائے گا۔

خطبہ 100

وہ ایسا دن ہو گا کہ اللہ حساب کی چھان بین اور عملوں کی جزا کے لئے سب اگلے پچھلوں کو جمع کرے گا، وہ خضوع کی حالت میں اس کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ پسینہ منہ تک پہنچ کر اُن کے منہ میں لگام ڈال دے گا۔ زمین اُن لوگوں سمیت لرزتی اور تھرتھراتی ہو گی۔ اس وقت سب سے بڑا خوش حال وہ ہو گا جسے اپنے دونوں قدم ٹکانے کی جگہ اور سانس لینے کو کھلی فضا مل جائے۔

اسی خطبے کا ایک جزیہ ہے۔ وہ ایسے فتنے ہوں گے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے۔ اُن کے مقابلے کے لئے (گھوڑوں کے) پیر جم نہ سکیں گے اور نہ اُن کے جھنڈے پلٹائے جا سکیں گے۔ وہ تمہارے پاس اس طرح آئیں گے کہ اُن کی لگامیں چڑھی ہوں گی اور اُن پر پالان کسے ہوں گے۔ اُن کا پیش رو انہیں تیزی سے ہنکائے گا اور سوار ہونے والا انہیں ہلکان کر دے گا۔ وہ لوگ اس قوم سے ہیں جن کے حملے سخت ہوتے ہیں اور لوٹ کھسوٹ کم۔ اُن سے وہ قوم فی سبیل اللہ جہاد کرے گی جو متکبروں کے نزدیک پست اور ذلیل، زمین میں گمنام اور آسمان میں جانی پہچانی ہوئی ہو گی۔ اے بصرہ! تیری حالت پر افسوس ہے کہ جب تجھ پر اللہ کے عذاب کے لشکر ٹوٹ پڑیں گے جس میں نہ غبار اڑے گا اور نہ شور و غوغا ہو گا، اور تیرے بسنے والے قتل اور سخت بھوک میں مبتلا ہوں گے۔

خطبہ 101

دنیا کو زہد اختیار کرنے والوں اور اُس سے پہلو بچانے والوں کی نظر سے دیکھو، خدا کی قسم! وہ جلدی اپنے رہنے سہنے والوں کو اپنے سے الگ کردے گی، اور امن و خوشحالی میں بسر کرنے والوں کو رنج و اندوہ میں ڈال دے گی، اور جو چیز اس میں کی منہ موڑ کر پیٹھ پھرا لے، وہ واپس نہیں آیا کرتی۔ اور آنے والی چیز کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ اس کی راہ دیکھی جائے۔ اُس کی مسرتیں رنج میں سمودی گئی ہیں، اور جوانمردوں کی ہمت و طاقت اس میں کمزوری و ناتوانی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ (دیکھو) دنیا کو خوش کردینے والی چیزوں کی زیادتی تمہیں مغرور نہ بنا دے۔ اسلئے کہ جو چیزیں تمہارا ساتھ دیں گی، وہ بہت کم ہیں۔

خدا اس شخص پر رحم کرے جو سوچ بچار سے عبرت اور عبرت سے بصیرت حاصل کرے۔ دنیا کی ساری موجود چیزیں معدوم ہو جائیں گی گویا کہ وہ موجود تھیں ہی نہیں، اور آخرت میں پیش آنے والی چیزیں جلدی موجود ہو جائیں گی۔ گویا کہ وہ ابھی سے موجود ہیں۔ ہر شمار میں آنے والی چیز ختم ہو جایا کرتی ہے اور جس کی آمد کا انتظار ہو، اُسے آیا ہی جانو اور ہر آنے والے کو نزدیک اور پہنچا ہوا سمجھو۔

اس خطبہ کا ایک جزیہ ہے۔ عالم وہ ہے جو اپنا مرتبہ شناس ہو اور انسان کی جہالت اس سے بڑھ کر کیا ہو گی کہ وہ اپنی قدر و منزلت نہ پہچانے۔ لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسند، اللہ کو وہ بندہ ہے جسے اللہ نے اُس کے نفس کے حوالے کر دیا ہے۔ اس طرح کہ وہ سیدھے راستے سے ہٹا ہو اور بغیر رہنما کے چلنے والا ہے۔ اگر اُسے دنیا کی کھیتی (بونے) کے لیے بلایا جاتا ہے تو سرگرمی دکھاتا ہے اور آخرت کی کھیتی (بونے) کے لئے کہا جاتا ہے تو کاہلی کرنے لگتا ہے۔ گویا جس چیز کے لئے اُس نے سرگرمی دکھائی ہے وہ تو ضروری تھی، اور جس میں سستی و کوتاہی کی وہ اس سے ساقط تھی۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے۔ وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ جس میں وہ خوابیدہ مومن ہی بچ کر نکل سکے گا کہ جو سامنے آنے پر جانا پہچانا نہ جائے، اور نگاہ سے اوجھل ہونے پر اُسے ڈھونڈا نہ جائے۔ یہی لوگ تو ہدایت کے جگمگاتے چراغ اور شب پیمائیوں میں روشن نشان ہیں۔ نہ وہ اِدھر اُدھر چغلیاں لگاتے پھرتے ہیں نہ لوگوں کی برائیاں اچھالتے ہیں اور نہ اُن کے راز فاش کرتے ہیں۔ اللہ انہیں لوگوں کے لئے رحمت کے دروازے کھول دے اور اُن سے اپنے عذاب کی سختیاں دور رکھے گا۔

اے لوگو! وہ زمانہ تمہارے سامنے آنے والا ہے کہ جس میں اسلام کو اس طرح اوندھا کر دیا جائے گا جس طرح برتن کو (اُن چیزوں سمیت جو اُس میں ہوں) الٹ دیا جائے۔ اے لوگو! اللہ نے تمہیں اس امر سے محفوظ رکھا ہے کہ وہ تم پر ظلم کرے۔ مگر اس سے پناہ نہیں کہ وہ تمہیں آزمائش میں ڈالے۔ اُس بزرگ و برتر کہنے والے کا ارشاد ہے "اس میں (ہماری) بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم تو بس ان کا امتحان لیا کرتے ہیں۔ سید رضی فرماتے ہیں: حضرت کے ارشاد "ہر خوابیدہ مومن" میں خوابیدہ سے مراد وہ شخص ہے کہ جو گمنام اور بے شر ہو اور مساتیح مسیاح کی جمع ہے اور مسیاح اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو لوگوں میں فتنہ و شر پھیلاتا رہے اور لگائی بجھائی کرتا رہے

اور مذایع مذیاع کی جمع ہے اور مذیاع اُسے کہتے ہیں کہ جو کسی کی بُرائی سنے تو اُسے اچھالے اور علانیہ بیان کرے اور بذر، بذور کی جمع ہے اور بذور اُسے کہتے ہیں کہ جو احمق اور اول فول بکنے والا ہو۔

خطبہ 102

ایک دوسری روایت کی بناء پر یہ خطبہ پہلے درج ہو چکا ہے۔

جب اللہ نے محمد A کو بھیجا تو عربوں میں نہ کوئی (آسمانی) کتاب کا پڑھنے والا تھا اور نہ کوئی نبوت و وحی کا دعوے دار۔ آپ نے اطاعت کرنے والوں کو لے کر اپنے مخالفوں سے جنگ کی۔ درآں حالیکہ آپ ان لوگوں کو نجات کی طرف لے جا رہے تھے اور قبل اس کے کہ موت ان لوگوں پر آ پڑے، ان کی ہدایت کے لئے بڑھ رہے تھے۔ جب کوئی تھکا ماندہ رُک جاتا تھا اور خستہ و درماندہ ٹھہر جاتا تھا تو آپ اس کے (سر پر) کھڑے ہو جاتے تھے اور اسے اس کی منزل مقصود تک پہنچا دیتے تھے یہ اور بات ہے کہ کوئی ایسا تباہ حال ہو جس میں ذرہ بھر بھلائی ہی نہ ہو۔ یہاں تک کہ آپ نے انہیں نجات کی منزل دکھا دی، اور انہیں اُن کے مرتبہ پر پہنچا دیا۔ چنانچہ ان کی چکی گھومنے لگی، ان کے نیزے کا خم جاتا رہا۔ خدا کی قسم میں بھی انہیں ہنکانے والوں میں تھا۔ یہاں تک کہ وہ پوری طرح پسپا ہو گئے اور اپنے بندھنوں میں جکڑ دیئے گئے۔ اس دوران میں نہ میں عاجز ہوا نہ بزدلی دکھائی، نہ کسی قسم کی خیانت کی اور نہ مجھ میں کمزوری آئی۔ خدا کی قسم! میں (اب بھی) باطل کو چیر کر حق کو اس کے پہلو سے نکال لوں گا۔

خطبہ 103

آخر اللہ نے محمد A کو بھیجا آں حالیکہ وہ گواہی دینے والے، خوشخبری سُنانے والے اور ڈرانے والے تھے جو بچپنے میں بھی بہترین خلائق اور سن رسیدہ ہونے پر بھی اشرف کائنات تھے اور پاک لوگوں میں خوخصلت کے اعتبار سے پاکیزہ تر اور جود و سخا میں ابرصفت برسائے جانے والوں میں سب سے زائد لگاتار برسنے والے تھے۔

دُنیا اپنی لذتوں میں اس وقت تمہارے لئے شیریں وخوشگوار ہوئی اور اس وقت تم اس کے تھنوں سے دودھ پینے پر قادر ہوئے جب اس کے پہلے اس کی مہاریں جھول رہی تھیں اور اس کا تنگ (ڈھیلا ہو کر) ہل رہا تھا (یعنی اس کا کوئی سوار اور دیکھ بھال کرنے والا نہ تھا جو اس کی باگیں اٹھاتا اور اس کا تنگ کستا)، کچھ قوموں کے لئے تو حرام اس بیری کے مانند (خوش گوار اور مزے دار) ہو گیا تھا جس کی شاخیں پھلوں کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں۔ اور حلال ان کے لئے (کوسوں) دور اور نایاب تھا۔ خدا کی قسم! یہ دُنیا لمبی چھاؤں کی صورت میں ایک مقررہ وقت تک تمہارے پاس ہے۔ مگر اس وقت تو زمین بغیر روک ٹوک کے تمہارے قبضے میں ہے

تمہارے ہاتھ اس میں کھلے ہوئے ہیں اور پیشواؤں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ تمہاری تلواریں ان پر مسلط ہیں اور ان کی تلواریں روکی جا چکی ہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہر خون کا کوئی قصاص لینے والا، اور ہر حق کا کوئی طلب کرنے والا بھی ہوتا ہے اور ہمارے خون کا قصاص لینے والا اُس حاکم کے مانند ہے جو اپنے ہی حق کے بارے میں فیصلہ کرے اور وہ اللہ ہے کہ جسے وہ تلاش کرے۔ وہ اسے بے بس نہیں بنا سکتا اور جو بھاگنے کی کوشش کرے وہ اس کے ہاتھوں سے بچ کر نہیں نکل سکتا۔ اے بنی اُمیہ! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جلد ہی تم اپنی (دنیا اور اس کی) ثروتوں کو دوسروں کے ہاتھوں اور دشمنوں کے گھروں میں دیکھو گے۔ سب آنکھوں سے زیادہ دیکھنے والی وہ آنکھ ہے جس کی نظر نیکیوں میں اُتر جائے، اور سب کانوں سے بڑھ کر سننے والا وہ کان ہے کہ جو نصیحت کی باتیں سنے اور انہیں قبول کرے۔ اے لوگو! واعظ باعمل کے چراغ ہدایت کی لَو سے اپنے چراغ روشن کر لو، اور اس صاف و شفاف چشمہ سے پانی بھر لو، جو (شہادت کی) آمیزشوں اور کدورتوں سے نتھر چکا ہے۔ اے اللہ کے بندو! اپنی جہالتوں کی طرف نہ مڑو اور نہ اپنی خواہشوں کے تابع ہو جاؤ۔ اس لئے کہ خواہشوں کی منزل میں اترنے والا ایسا ہے جیسے کوئی سیلاب زدہ دیوار کے کنارے پر کھڑا ہو کہ جو گرا چاہتی ہو۔ وہ ہلاکتوں کا پلندہ اپنی پیٹھ پر اُٹھائے کبھی اس کندھے پر رکھتا ہے کبھی اُس کندھے پر۔ اپنی اُن رایوں کی صورت میں جنہیں وہ بدلتا رہتا ہے۔ اور یہ چاہتا ہے کہ اس پر (کوئی دلیل) چسپاں کرے، مگر جو چسپکنے والی نہیں ہوتی اور اسے (ذہنوں سے) قریب کرنا چاہتا ہے، جو قریب ہونے کے قابل نہیں۔ اللہ سے ڈرو کہ تم اپنی شکایتیں اس شخص کے سامنے لے کر بیٹھ جاؤ کہ جو (تمہاری خواہشوں کے مطابق) تمہارے شکووں کے قلق کو دور نہیں کرے گا، اور نہ شریعت کے محکم و مضبوط احکام کو توڑے گا۔ امام کا فرض تو بس یہ ہے کہ جو کام اسے اپنے پروردگار کی طرف سے سپرد ہوا ہے (اسے انجام دے) اور وہ یہ ہے کہ پند و نصیحت کی باتیں ان تک پہنچائے۔ سمجھانے بجھانے میں پوری پوری کوشش کرے، سنت کو زندہ رکھے، اور جن پر حد لگتا ہے اُن پر حد جاری کرے اور (غصب کئے ہوئے) حصوں کو اُن کے اصلی وارثوں تک پہنچائے۔ تمہیں چاہئے کہ علم کی طرف بڑھو قبل اس کے کہ اس کا (ہرا بھرا) سبزہ خشک ہو جائے اور قبل اس کے کہ اہل علم سے علم سیکھنے میں اپنے ہی نفس کی مصروفیتیں حائل ہو جائیں۔ دوسروں کو برائیوں سے روکو اور خود بھی رکے رہو۔ اس لئے کہ تمہیں برائیوں سے رکنے کا حکم پہلے ہے، اور دوسروں کو روکنے کا بعد میں ہے۔

خطبہ 104

تمام حمد اللہ کے لئے ہے کہ جس نے شریعت اسلام کو جاری کیا اور اُس (کے سرچشمہ) ہدایت پر اُترنے والوں کے لئے اس کے قوانین کو آسان کیا، اور اُس کے ارکان کو حریف کے مقابلے میں غلبہ و سرفرازی دی۔ چنانچہ جو اس سے وابستہ ہو اُس کے لئے امن جو اس میں داخل ہو اُس کے لئے صلح و آشتی، جو اس کی بات کرے اس کے لئے دلیل، جو اُس کی مدد لے کر مقابلہ کرے اس کے لئے اُسے گواہ قرار دیا ہے اور اُس سے کسب ضیا کرنے والے کے لئے نور، سمجھنے بوجھنے اور سوچ

بچار کرنے والے کے لئے فہم ودانش، غور کرنے والے کے لئے (روشن) نشانی، ارادہ کرنے والے کے لئے بصیرت، نصیحت قبول کرنے والے کے لئے عبرت، تصدیق کرنے والے کے لئے نجات، بھروسا کرنے والے کے لئے اطمینان، ہر چیز اُسے سونپ دینے والے کے لئے راحت، صبر کرنے والے کے لئے سپر بنایا ہے۔ وہ تمام سیدھی راہوں میں زیادہ روشن اور تمام عقیدوں میں زیادہ واضح ہے۔ اس کے مینار بلند، راہیں درخشاں اور چراغ روشن ہیں۔ اس کا میدان (عمل) باوقار اور مقصد غایت بلند ہے۔ اس کے میدان میں تیز رفتار گھوڑوں کا اجتماع ہے۔ اُس کی طرف بڑھنا مطلوب وپسندیدہ ہے۔ اُس کے شاہسوار عزت والے، اور اُس کا راستہ (اللہ ورسول کی) تصدیق ہے اور اچھے اعمال (راستے کے) نشانات ہیں۔ دنیا گھوڑ دوڑ کا میدان اور موت پہنچنے کی حد، اور قیامت گھوڑوں کے جمع ہونے کی جگہ اور جنت بڑھنے کا انعام ہے۔

اسی خطبہ کا یہ جز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے۔

یہاں تک کہ آپ نے روشنی ڈھونڈنے والے کے لئے شعلے بھڑکائے اور (راستہ کھو کر) سواری کے روکنے والے کے لئے نشانات روشن کئے۔ (اے اللہ!) وہ تیرے بھروسے کا امین اور قیامت کے دن تیرا (ٹھہرایا ہوا) گواہ ہے۔ وہ تیرا نبی مرسلؐ ورسولؐ برحق ہے۔ جو (دنیا کے لئے) نعمت ورحمت ہے۔ (خدایا) تو انہیں اپنے عدل وانصاف سے اُن کا حصہ عطا کر اور اپنے فضل سے انہیں دہرے حسنات اجر میں دے۔ (اے اللہ) اُن کی عمارت کو تمام معماروں کی عمارتوں پر فوقیت عطا کر اور اپنے پاس اُن کی عزت وآبرو سے مہمانی کر اور اُن کے مرتبہ کو بلندی وشرف بخش، اور انہیں بلند درجہ دے اور رفعت وفضیلت عطا کر، اور ہمیں اُن کی جماعت میں اس طرح محشور کر کہ نہ ہم ذلیل ورسوا ہوں، نہ نادم وپریشان نہ حق سے روگرداں، نہ عہد شکن، نہ گمراہ نہ گمراہ کن اور نہ فریب خوردہ۔

سید رضی کہتے ہیں۔۔۔ یہ کلام اگرچہ پہلے گزر چکا ہے، مگر ہم نے پھر اعادہ کیا ہے چونکہ دونوں روایتوں کی لفظوں میں کچھ اختلاف ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزء ہے۔

جس میں اپنے اصحاب سے خطاب فرمایا۔ تم اپنے اللہ کے لطف وکرم کی بدولت ایسے مرتبہ پر پہنچ گئے کہ تمہاری کنیزیں بھی محترم سمجھی جانے لگیں اور تمہارے ہمسایوں سے بھی اچھا برتاؤ کیا جانے لگا اور وہ لوگ بھی تمہاری تعظیم کرنے لگے جن پر تمہیں نہ کوئی فضیلت تھی نہ تمہارا کوئی اُن پر احسان تھا، اور وہ لوگ بھی تم سے دہشت کھانے لگے جنہیں تمہارے حملہ کا کوئی اندیشہ نہ تھا، اور نہ تمہارا اُن پر تسلط تھا۔ مگر اس وقت تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ کے عہد توڑے جا رہے ہیں، اور تم غیظ میں نہیں آتے۔ حالانکہ اپنے آباؤ اجداد کے قائم کردہ رسم وآئین کے توڑے جانے سے تمہاری رگ حمیت جنبش میں آ جاتی ہے۔ حالانکہ اب تک اللہ کے معاملات تمہارے ہی سامنے پیش ہوتے رہے اور تمہارے ہی (ذریعہ سے) ان کا حل ہوتا رہا اور تمہاری ہی طرف پھر کر آتے ہیں۔ لیکن تم نے اپنی جگہ ظالموں کے حوالے کر دی ہے، اور اپنی باگ دوڑ انہیں تھما دی ہے اور اللہ کے معاملات انہیں سونپ دیئے ہیں کہ وہ شبہوں پر عمل پیرا اور نفسانی خواہشوں پر گامزن ہیں۔ خدا کی قسم! اگر وہ تمہیں ہر

ستارے کے نیچے بکھیر دیں تو بھی اللہ تمہیں اُس دن (ضرور) جمع کرے گا جو اُن کے لئے بہت بُرا دن ہو گا۔

خطبہ 105

میں نے تمہیں بھاگتے اور صفوں سے منتشر ہوتے ہوئے دیکھا، (جبکہ) تمہیں چند کھرے قسم کے اوباشوں اور شام کے بدوؤں نے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔ حالانکہ تم عرب کے جوان مردِ شرف کے راس و رئیس (قوم میں) اونچی ناک والے اور چوٹی کی بلندی والے ہو۔ میرے سینے سے نکلنے والی کراہنے کی آوازیں اسی وقت دب سکتی ہیں کہ جب میں دیکھ لوں کہ آخر کار جس طرح انہوں نے تمہیں گھیر رکھا ہے تم نے بھی انہیں اپنے نرغہ میں لے لیا ہو اور جس طرح انہوں نے تمہارے قدم اکھیڑ دیئے ہیں اسی طرح تم نے بھی ان کے قدم ان کی جگہوں سے اُکھیڑ ڈالے ہوں۔ تیروں کی بوچھاڑ سے انہیں قتل کرتے ہوئے اور نیزوں کے ایسے ہاتھ چلاتے ہوئے کہ جس سے ان کی پہلی صفیں دوسری صفوں پر چڑھی جاتی ہوں جیسے ہنکائے ہوئے پیاسے اُونٹ کہ جنہیں ان کے تالابوں سے دور پھینک دیا گیا ہو، اور ان کے گھاٹوں سے علیحدہ کر دیا گیا ہو۔

خطبہ 106

یہ اُن خطبوں میں سے ہے جن میں زمانہ کے حوادث و فتن کا تذکرہ ہے۔

تمام حمد اُس اللہ کے لئے ہے جو اپنے مخلوقات کی وجہ سے مخلوقات کے سامنے عیاں ہے اور اپنی حجت و برہان کے ذریعہ سے دلوں میں نمایاں ہے۔ اُس نے بغیر سوچ بچار میں پڑے مخلوق کو پیدا کیا۔ اس لئے کہ غور و فکر اُس کے مناسب ہوا کرتی ہے جو دل و دماغ (جیسے اعضاء) رکھتا ہو۔ اور وہ دل و دماغ کی احتیاج سے بری ہے۔ اس کا علم غیب کے پردوں میں سرایت کئے ہوئے ہے، اور عقیدوں کی گہرائیوں کی تہ تک اُترا ہوا ہے۔

اس خطبہ کا یہ جز نبی A کے متعلق ہے۔ انہیں انبیاء کے شجرہ، روشنی کے مرکز (آل ابراہیم) بلندی کی جبین (قریش) بطحا کی ناف (مکہ) اور اندھیرے کے چراغوں اور حکمت کے سرچشموں سے منتخب کیا۔

اس خطبہ کا یہ حصہ بھی رسول نبی سے متعلق ہے۔ وہ ایک طبیب تھے جو اپنی حکمت و طب کو لئے ہوئے چکر لگا رہا ہو۔ اس نے اپنے مرہم ٹھیک ٹھاک کر لئے ہوں اور داغنے کے آلات تپا لیے ہوں۔ وہ اندھے دلوں، بہرے کانوں، گونگی زبانوں (کے علاج معالجے) میں جہاں ضرورت ہوتی ہے، ان چیزوں کو استعمال میں لاتا ہو، اور دوا لئے غفلت زدہ اور حیرانی و پریشانی کے مارے ہوؤں کی کھوج میں لگا رہتا ہو مگر لوگوں نے نہ تو حکمت کی تنویروں سے ضیاء و نور کو حاصل کیا، اور نہ علوم درخشاں کے چقماق کو رگڑ کر نورانی شعلے پیدا کئے وہ اس معاملہ میں چرانے والے حیوانوں اور سخت پتھروں کے مانند ہیں۔ اہل بصیرت کے لئے چھپی ہوئی چیزیں ظاہر ہو گئی ہیں

اور بھٹکنے والوں کے لئے حق کی راہ واضح ہو گئی اور آنے والی ساعت نے اپنے چہرے سے نقاب الٹ دی اور غور سے دیکھنے والوں کے لئے علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ لیکن تمہیں میں دیکھتا ہوں کہ پیکر بے روح اور روح بے قالب بنے ہوئے ہو، عابد بنے پھرتے ہو بغیر صلاح و تقویٰ کے اور تاجر بنے ہوئے ہو بغیر فائدوں کے۔ بیدار ہو، مگر سو رہے ہو۔ حاضر ہو، مگر ایسے جیسے غائب ہوں۔ دیکھنے والے ہو مگر اندھے۔ سننے والے ہو مگر بہرے۔ بولنے والے ہو مگر گونگے، گمراہی کا جھنڈا تو اپنے مرکز پر جم چکا ہے اور اُس کی شاخیں (ہر سو) پھیل گئی ہیں۔ تمہیں (تباہ کرنے کے لئے) انہیں پیمانوں میں تول رہا ہے، اور اپنے ہاتھوں سے تمہیں ادھر اُدھر بھٹکا رہا ہے۔ اس کا پیشرو ملت (اسلام) سے خارج ہے اور گمراہی پر اڑا کھڑا ہے۔ اُس دن تم میں سے کوئی نہیں بچے گا۔ مگر کچھ گرے پڑے لوگ جیسے دیگ کی کھرچن یا تھیلے کی جھاڑنے سے گرے ہوئے ریزے۔ وہ گمراہی تمہیں اس طرح مسل ڈالے گی جس طرح چمڑے کو مسلا جاتا ہے اور اس طرح روندے گی جیسے کٹی ہوئی زراعت کو روندا جاتا ہے۔ اور مصیبت و ابتلا کے لئے تم میں سے مومن (کامل) کو اس طرح چن لے گی، جس طرح پرندہ ایک باریک دانوں میں سے موٹے دانہ کو چن لیتا ہے۔ یہ (غلط) روشیں تمہیں کہاں لئے جا رہی ہیں اور یہ اندھیاریاں تمہیں کن پریشانیوں میں ڈال رہی ہیں اور یہ جھوٹی امیدیں تمہیں کاہے کا فریب دے رہی ہیں کہاں سے لائے جاتے ہو اور کدھر پلٹائے جاتے ہو؟ ہر میعاد کا ایک نوشتہ ہوتا ہے۔ اور ہر غائب کو پلٹ کر آنا ہے اپنے عالم ربانی سے سنو۔ اپنے دلوں کو حاضر کرو، اگر تمہیں پکارے تو جاگ اٹھو۔ قوم کے نمائندہ کو تو اپنی قوم سے سچ ہی بولنا چاہئے اور اپنی پریشان خاطری میں یکسوئی پیدا کرنا اور اپنے ذہن کو حاضر رکھنا چاہئے۔ چنانچہ اس نے حقیقت کو اس طرح واشگاف کر دیا ہے جس طرح (دھاگے میں پروئے جانے والے) مہرہ کو چیر دیا جاتا ہے اور اس طرح اسے (تہہ سے) چھیل ڈالا ہے جیسے (درخت سے گوند) باجود اس کے باطل پھر اپنے مرکز پر آ گیا اور جہالت اپنی سواریوں پر چڑھ بیٹھی۔ اس کی طغیانیاں بڑھ گئی ہیں اور (حق کی) آواز دب گئی ہے اور زمانہ نے پھاڑ کھانے والے درندے کی طرح حملہ کر دیا ہے اور باطل کا اونٹ چپ رہنے کے بعد پھر بلبلانے لگا ہے۔ لوگوں نے فسق و فجور پر آپس میں بھائی چارہ کر لیا ہے اور دین کے سلسلہ میں ان میں پھوٹ پڑی ہوئی ہے۔ جھوٹ پر تو ایک دوسرے سے یارانہ گانٹھ رکھا ہے اور سچ کے معاملہ میں باہم کد رکھتے ہیں۔ (ایسے موقعہ پر) بیٹا (آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے کے بجائے) غیظ و غضب کا سبب ہو گا اور بارشیں، گرمی، و تپش کا، کمینے پھیل جائیں گے اور شریف گھٹتے جائیں گے۔ اس زمانہ کے لوگ کھاپی کر مست رہنے والے اور فقیر و نادار بالکل مُردہ۔ سچائی دب جائے گی اور جھوٹ اُبھر آئے گا۔ محبت کی لفظیں صرف زبانوں پر آئیں گے اور لوگ دلوں میں ایک دوسرے سے کشیدہ رہیں گے۔ نسب کا معیار زنا ہو گا۔ عفت و پاکدامنی نرالی چیز سمجھی جائے گی اور اسلام کا لبادہ پوستین کی طرح اُلٹا اوڑھا جائے گا۔

خطبہ 107

ہر چیز اُس کے سامنے عاجز و سرنگوں اور ہر شے اُس کے سہارے سے وابستہ ہے، وہ ہر فقیر کو سرمایہ ہر ذلیل کی آبرو، ہر کمزور کی توانائی اور ہر مظلوم کی پناہ ہے۔ جو کہے، اس کی

بات بھی وہ سنتا ہے، اور جو چپ رہے اُس کے بھید سے بھی وہ آگاہ ہے۔ جو زندہ ہے اُس کے رزق کا ذمہ اُس پر ہے، اور جو مر جائے اُس کا پلٹنا اُس کی طرف ہے۔ (اے اللہ) آنکھوں نے تجھے دیکھا نہیں کہ تیری خبر دے سکیں۔ بلکہ تو تو اس وصف کرنے والی مخلوق سے پہلے موجود تھا تو نے (تنہائی کی) وحشتوں سے اکتا کر مخلوق کو پیدا نہیں کیا اور نہ اپنے کسی فائدے کے پیش نظر اُن سے اعمال کرائے جسے تو گرفت میں لانا چاہے۔ وہ تجھ سے آگے بڑھ کر جا نہیں سکتا، اور جسے تو نے گرفت میں لے لیا، پھر وہ نکل نہیں سکتا، جو تیری مخالفت کرتا ہے ایسا نہیں کہ وہ تیری فرمانروائی کو نقصان پہنچائے اور جو تیری اطاعت کرتا ہے، وہ ملک (کی وسعتوں) کو بڑھا نہیں دیتا، اور جو تیری قضا و قدر پر بگڑ اٹھے، وہ تیرے امر کو رد نہیں کر سکتا، اور جو تیرے حکم سے منہ موڑ لے وہ تجھ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ہر چھپی ہوئی چیز تیرے لئے ظاہر اور ہر غیب تیرے سامنے بے نقاب ہے۔ تو ابدی ہے جس کی کوئی حد نہیں، اور تو ہی (سب کی) منزل منتہا ہے کہ جس سے کوئی گریز کی راہ نہیں اور تو ہی وعدہ گاہ ہے کہ تجھ سے چھٹکارا پانے کی کوئی جگہ نہیں، مگر تیری ہی ذات، ہر راہ چلنے والا تیرے قبضہ میں ہے اور ہر ذی روح کی بازگشت تیری طرف ہے۔ سبحان اللہ! یہ تیری کائنات جو ہم دیکھ رہے ہیں کتنی عظیم الشان ہے۔ اور تیری قدرت کے سامنے ان کی عظمت کتنی کم ہے، اور یہ تیری بادشاہت جو ہماری نظروں کے سامنے ہے، کتنی پرشکوہ ہے۔ لیکن تیری اس سلطنت کے مقابلہ میں جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے کتنی حقیر ہے۔ اور دنیا میں تیری نعمتیں کتنی کامل و ہمہ گیر ہیں۔ مگر آخرت کی نعمتوں کے سامنے وہ کتنی مختصر ہیں۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے۔ تو نے فرشتوں کو آسمانوں میں بسایا، اور انہیں زمین کی سطح سے بلند رکھا۔ وہ سب مخلوق سے زیادہ تیری معرفت رکھتے ہیں تم اور سب سے زیادہ تجھ سے ڈرتے ہیں اور سب سے زیادہ تیرے مقرب ہیں۔ نہ وہ صلبوں میں رکھے گئے، نہ شکموں میں ٹھہرے، نہ ذلیل پانی (نطفہ) سے اُن کی پیدائش ہوئی، اور نہ زمانہ کے حوادث نے انہیں منتشر کیا۔ وہ تیرے قرب میں اپنے مقام و منزلت کی بلندی اور تیرے بارے میں خیالات کی یکسوئی، اور تیری عبادت کی فراوانی اور تیرے احکام کی عدم غفلت کے باوجود اگر تیرے رازہائے قدرت کی اس تہہ تک پہنچ جائیں کہ جو ان سے پوشیدہ ہے تو وہ اپنے اعمال کو بہت ہی حقیر سمجھیں گے اور اپنے نفسوں پر حرف گیری کریں گے اور یہ جان لیں گے کہ انہوں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا، اور نہ کما حقہ، تیری اطاعت کی ہے۔ میں خالق و معبود جانتے ہوئے تیری تسبیح کرتا ہوں۔ تیرے اُس بہترین سلوک کی بنا پر، جو تیرا اپنے مخلوقات کے ساتھ ہے۔ تو نے ایک ایسا گھر (جنت) بنایا ہے کہ جس میں مہمانی کے لئے کھانے پینے کی چیزیں، حوریں، غلمان، محل، نہریں، کھیت اور پھل مہیا کئے ہیں۔ پھر تو نے ان نعمتوں کی طرف دعوت دینے والا بھیجا، مگر نہ انہوں نے بلانے والے کی آواز پر لبیک کہی، اور نہ اُن چیزوں کی طرف راغب ہوئے، جن کی تو نے رغبت دلائی تھی۔ اور نہ اُن چیزوں کے مشتاق ہوئے جن کا تو نے اشتیاق دلایا تھا۔ وہ تو اسی مردار دنیا پر ٹوٹ پڑے کہ جسے نوچ کھانے میں اپنی عزت آبرو گنوا رہے تھے، اور اُس کی چاہت پر ایکا کر لیا تھا۔ جو شخص کسی شے سے بے تحاشہ محبت کرتا ہے تو وہ اس کی آنکھوں کو اندھا، دل کو مریض کر دیتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے تو بیمار آنکھوں سے، سنتا ہے تو نہ سننے والے کانوں سے۔ شہوتوں نے اُس کی عقل کا دامن چاک کر دیا ہے، اور

دنیا نے اُس کے دل کو مردہ بنا دیا ہے، اور اس کا نفس اُس پر مرمٹا ہے۔ یہ دنیا کا اور اُن لوگوں کا جن کے پاس کچھ بھی دنیا ہے وہ بندہ و غلام بن گیا ہے۔ جدھر وہ مڑتی ہے اُدھر یہ مڑتا ہے، جدھر اُس کا رخ ہوتا ہے اُدھر ہی اس کا رخ ہوتا ہے۔ نہ اللہ کی طرف سے کسی روکنے والے کے کہنے سننے سے وہ رکتا ہے اور نہ ہی اس کے کسی وعظ و پند کرنے والے کی نصیحت مانتا ہے حالانکہ وہ اُن لوگوں کو دیکھتا ہے کہ جنہیں عین غفلت کی حالت میں وہاں پر جکڑ لیا گیا کہ جہاں نہ تدارک کی گنجائش اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کا موقعہ ہوتا ہے اور کس طرح وہ چیزیں اُن پر ٹوٹ پڑیں کہ جن سے وہ بے خبر تھے، اور کس طرح اس دنیا سے جدائی (کی گھڑی سامنے) آ گئی کہ جس سے پوری طرح مطمئن تھے اور کیونکر آخرت کی ان چیزوں تک پہنچ گئے کہ جن کی انہیں خبر دی گئی تھی۔ اب جو مصیبتیں ان پر ٹوٹ پڑی ہیں انہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ موت کی سختیاں اور دنیا چھوڑنے کی حسرتیں مل کر انہیں گھیر لیتی ہیں۔ چنانچہ اُن کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور رنگتیں بدل جاتی ہیں پھر ان (کے اعضاء) میں موت کی دخل اندازیاں بڑھ جاتی ہیں۔ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ پہلے ہی اس کی زبان بند ہو جاتی ہے۔ درصورتیکہ اس کی عقل درست اور ہوش و حواس باقی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے گھر والوں کے سامنے پڑا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اپنے کانوں سے سنتا ہے اور اُن چیزوں کو سوچتا ہے کہ جن میں اُس نے اپنی عمر گنوا دی ہے اور اپنا زمانہ گزار دیا ہے اور اپنے جمع کیے ہوئے مال و متاع کو یاد کرتا ہے کہ جس کے طلب کرنے میں (جائز و ناجائز سے) آنکھیں بند کر لی تھیں، اور جسے صاف اور مشکوک ہر طرح کی جگہوں سے حاصل کیا تھا۔ اس کا وبال اپنے سر لے کر اسے چھوڑ دینے کی تیاری کرنے لگا۔ وہ مال (اب) اس کے پچھلوں کے لئے رہ جائے گا کہ وہ اس سے عیش و آرام کریں، اور چھرے اڑائیں۔ اس طرح وہ دوسروں کو تو بغیر ہاتھ پیر ہلائے یونہی مل گیا، لیکن اس کا بوجھ اس کی پیٹھ پر رہا۔ اور یہ اُس مال کی وجہ سے ایسا گروی ہوا ہے کہ بس اپنے کو چھڑا نہیں سکتا۔ مرنے کے وقت یہ حقیقت جو کھل کر اس کے سامنے آ گئی تو ندامت سے وہ اپنے ہاتھ کاٹنے لگتا ہے اور عمر بھر جن چیزوں کا طلب گار رہا تھا، اب اُن سے کنارہ ڈھونڈتا ہے اور یہ تمنا کرتا ہے کہ جو اس مال کی وجہ سے اس پر رشک و حسد کیا کرتے تھے (کاش کہ) وہی اس مال کو سمیٹتے نہ وہ، اب موت کے تصرفات اُس کے جسم میں اور بڑھے یہاں تک کہ زبان کے ساتھ ساتھ کانوں پر بھی موت چھا گئی۔ گھر والوں کے سامنے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ نہ زبان سے بول سکتا ہے نہ کانوں سے سن سکتا ہے۔ آنکھیں گھما گھما کر اُن کے چہروں کو تکتا ہے۔ ان کی زبانوں کی جنبشوں کو دیکھتا ہے، لیکن بات چیت کی آوازیں نہیں سن پاتا۔ پھر اُس سے موت اور لپٹ گئی کہ اُس کی آنکھوں کو بھی بند کر دیا جس طرح اُس کے کانوں کو بند کیا تھا اور روح اس کے جسم سے مفارقت کر گئی۔ اب وہ گھر والوں کے سامنے ایک مردار کی صورت میں پڑا ہوا ہے کہ اس کی طرف سے انہیں وحشت ہوتی ہے، اور اُس کے پاس پھٹکنے سے دور بھاگتے ہیں۔ وہ نہ رونے والے کی کچھ مدد کر سکتا ہے، اور نہ پکارنے والے کو جواب دے سکتا ہے۔ پھر اُسے اٹھا کر زمین میں جہاں اُس کی قبر بنا ہے، لے جاتے ہیں اور اُسے اس کے حوالے کر دیتے ہیں کہ اب وہ جانے اور اس کا کام، اور اُس کی ملاقات سے ہمیشہ کے لئے منہ موڑ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ نوشتہ (تقدیر) اپنی میعاد کو اور حکم الٰہی اپنی مقررہ حد کو پہنچ جائے اور پچھلوں کو اگلوں کے ساتھ ملا دیا جائے گا، اور فرمان قضا پھر سرے سے پیدا کرنے کا ارادہ لے کر آئے گا، تو وہ آسمانوں کو جنبش میں لائے گا اور انہیں پھاڑ دے گا، اور

زمین کو ہلا ڈالے گا، اور اُس کی بنیادیں کھوکھلی کر دے گا۔ اور پہاڑوں کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ دے گا اور وہ اس کے جلال کی ہیبت اور قہر و غلبہ کی دہشت سے آپس میں ٹکرانے لگیں گے۔ وہ زمین کے اندر سے سب کو نکالے گا، اور انہیں بوسیدہ و گل جانے کے بعد پھر از سر نو تر و تازہ کرے گا اور متفرق و پراگندہ ہونے کے بعد پھر یکجا کر دے گا پھر اُن کے چھپے ہوئے اعمال اور پوشیدہ کارگذاریوں کے متعلق پوچھ گچھ کرنے کے لئے انہیں جدا جدا کرے گا اور انہیں دو حصوں میں بانٹ دے گا۔ ایک کو وہ انعام و اکرام دے گا اور ایک سے انتقام لے گا۔ جو فرمانبردار تھے انہیں جزا دے گا، کہ وہ اس کے جوارِ رحمت میں رہیں اور اپنے گھر میں انہیں ہمیشہ کے لئے ٹھہرا دے گا کہ جہاں اُترنے والے پھر کوچ نہیں کیا کرتے اور نہ اُن کے حالات ادلتے بدلتے ہیں۔ اور نہ انہیں گھڑی گھڑی خوف ستاتا ہے، نہ بیماریاں اُن پر آتی ہیں، نہ انہیں خطرات درپیش ہوتے ہیں اور نہ انہیں سفر ایک جگہ سے دوسری جگہ لیے پھرتے ہیں اور جو نافرمان ہوں گے انہیں ایک بُرے گھر میں جھونکے گا اور اُن کے ہاتھ گردن سے (کس کر) باندھ دے گا اور ان کی پیشانیوں پر لٹکنے والے بالوں کو قدموں میں جکڑ دے گا اور انہیں تارکول کی قمیصیں اور آگ سے قطع کیے ہوئے کپڑے پہنائے گا (یعنی اُن پر تیل چھڑک کر آگ میں جھونک دے گا) وہ ایسے عذاب میں ہوں گے کہ جس کی تپش بڑی سخت ہوگی، اور (ایسی جگہ میں ہوں گے کہ جہاں) ان پر دروازے بند کر دیئے جائیں گے، اور ایسی آگ میں ہوں گے کہ جس میں تیز شرارے، بھڑکنے کی آوازیں، اٹھتی ہوئی لپٹیں اور ہولناک چیخیں ہوں گی۔ اس میں ٹھہرنے والا نکل نہ سکے گا اور نہ ہی اُس کے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اُن کی بیڑیاں ٹوٹ سکتی ہیں۔ اس گھر کی کوئی مدت مقرر نہیں کہ اس کے بعد مٹ مٹا جائے۔ نہ رہنے والوں کے لئے کوئی مقررہ میعاد ہے کہ وہ پوری ہو جائے (تو پھر چھوڑ دیئے جائیں) اسی خطبہ کا یہ جز نبی A کے متعلق ہے۔

انہوں نے اس دنیا کو ذلیل و خوار سمجھا اور پست و حقیر جانا اور جانتے تھے کہ اللہ نے اُن کی شان کو بالاتر سمجھتے ہوئے دنیا کا رخ اُن سے موڑا ہے، اور گھٹیا سمجھتے دوسروں کے لئے اس کا دامن پھیلا دیا ہے۔ لہٰذا آپ نے دنیا سے دل ہٹا لیا اور اُس کی یاد اپنے نفس سے مٹا ڈالی اور یہ چاہتے رہے کہ اس کی سج دھج ان کی نظروں سے اوجھل رہے کہ نہ اس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں، اور نہ اس میں قیام کی آس لگائیں۔ انہوں نے عذر تمام کرتے ہوئے اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا اور ڈراتے ہوئے امت کو پند و نصیحت کی، اور خوشخبری سناتے ہوئے جنت کی طرف دعوت دی۔ اور اشتباہ کرتے ہوئے دوزخ سے خوف دلایا۔

خطبہ 108

ہم نبوت کا شجرہ، رسالت کی منزل، ملائکہ کی فرودگاہ، علم کا معدن اور حکمت کا سرچشمہ ہیں۔ ہماری نصرت کرنے والا اور ہم سے محبت کرنے والا رحمت کے لئے چشم براہ ہے اور ہم سے دشمنی و عناد رکھنے والے کو قہر (الٰہی) کا منتظر رہنا چاہئے۔ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لئے بہترین وسیلہ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لانا ہے اور اُس کی راہ میں جہاد کرنا کہ وہ اسلام کی سربلند چوٹی ہے اور کلمۂ توحید کہ وہ فطرت (کی آواز) ہے۔ اور نماز کی پابندی کہ وہ عین دین ہے اور زکوٰۃ ادا

کرنا کہ وہ فرض وواجب ہے اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا، کہ وہ عذاب کی سپر ہیں اور خانہ کعبہ کا حج وعمرہ بجالانا کہ وہ فقر کو دور کرتے اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں اور عزیزوں سے حسن سلوک کرنا کہ وہ مال کی فراوانی، اور عمر کی درازی کا سبب ہے، اور مخفی طور پر خیرات کرنا کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہے اور کھلم کھلا خیرات کرنا کہ وہ بری موت سے بچاتا ہے، اور لوگوں پر احسانات کرنا کہ وہ ذلت ورسوائی کے موقع سے بچاتا ہے اللہ کے ذکر میں بڑھے چلو۔ اس لئے کہ وہ بہترین ذکر ہے اور اس چیز کے خواہش مند ہو، کہ جس کا اللہ نے پرہیز گاروں سے وعدہ کیا ہے۔ اس لئے کہ اس کا وعدہ سب وعدوں سے زیادہ سچا ہے۔ نبی کی سیرت کی پیروی کرو کہ وہ بہترین سیرت ہے۔ اور اُن کی سنت پر چلو، کہ وہ سب طریقوں سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہے، اور قرآن کا علم حاصل کرو، کہ وہ بہترین کلام ہے، اور اُس میں غور وفکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے اور اس کے نور سے شفا حاصل کرو کہ سینوں (کے اندر چھپی ہوئی بیماریوں) کے لئے شفا ہے اور اس کی خوبی کے ساتھ تلاوت کرو کہ اس کے واقعات سب واقعات سے زیادہ فائدہ رساں ہیں۔ وہ عالم جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا اُس سرگرداں جاہل کے مانند ہے جو جہالت کی سرمستیوں سے ہوش میں نہیں آتا، بلکہ اس پر (اللہ کی) حجت زیادہ ہے اور حسرت وافسوس اس کے لئے لازم وضروری ہے اور اللہ کے نزدیک وہ زیادہ قابل ملامت ہے۔

خطبہ 109

میں تمہیں دنیا سے ڈراتا ہوں، اس لئے کہ یہ (بظاہر) شیریں وخوش گوار، تر وتازہ وشاداب ہے۔ نفسانی خواہشیں اس کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی جلد میسر آجانے والی نعمتوں کی وجہ سے لوگوں کو محبوب ہوتی ہے اور اپنی تھوڑی سی (آرائشوں) سے مشتاق بنا لیتی ہے۔ وہ (جھوٹی) امیدوں سے سجی ہوئی اور دھوکے اور فریب سے بنی سنوری ہوئی ہے۔ نہ اس کی مسرتیں دیرپا ہیں اور نہ اس کی ناگہانی مصیبتوں سے مطمئن رہا جا سکتا ہے۔ وہ دھوکے باز، نقصان رساں، ادلتی بدلتی والی اور فنا ہونے والی ہے، ختم ہونے والی، اور مٹ جانے والی ہے، کھا جانے اور ہلاک کر دینے والی ہے۔ جب یہ اپنی طرف مائل ہونے والوں اور خوش ہونے والوں کو انتہائی آرزوؤں تک پہنچ جاتی ہے تو بس وہی ہوتا ہے جو اللہ سبحانہ نے بیان کیا ہے (اس دنیاوی زندگی کی مثال ایسی ہے) جیسے وہ پانی جسے ہم نے آسمان سے اُتارا، تو زمین کا سبزہ اس سے گھل مل گیا اور (اچھی طرح پھولا پھلا) پھر سوکھ کر تنکا تنکا ہو گیا۔ جسے ہوائیں (ادھر سے اُدھر) اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو شخص اس دنیا کا عیش وآرام پاتا ہے تو اس کے بعد اس کے آنسو بھی بہتے ہیں اور جو شخص دنیا کی مسرتوں کا رخ دیکھتا ہے وہ مصیبتوں میں دھکیل کر اس کو اپنی بے رخی بھی دکھاتی ہے اور جس شخص پر راحت وآرام کی بارش کے ہلکے ہلکے چھینٹے پڑتے ہیں اس پر مصیبت وبلا کی دھواں دھار بارشیں بھی ہوتی ہیں۔ یہ دنیا ہی کے مناسب حال ہے کہ صبح کو کسی کو دوست بن کر اس کا (دشمن سے) بدلہ چکائے اور شام کو یوں ہو جائے کہ گویا کوئی جان پہچان ہی نہ تھی۔ اگر اس کا ایک جنبہ (پہلو) شیریں وخوشگوار ہے تو دوسرا حصہ تلخ اور بلا انگیز جو شخص بھی دنیا کی تر وتازگی سے اپنی کوئی تمنا پوری کرتا ہے تو وہ اس پر مصیبتوں کی مشقتیں بھی لا دیتی ہے۔ جسے امن وسلامتی کے پروبال پر

شام ہوتی ہے تو اُسے صبح خوف کے پروں پر ہوتی ہے، وہ دھوکے باز ہے اور اُس کی ہر چیز دھوکا۔ وہ خود بھی فنا ہو جانے والی ہے اور اس میں رہنے والا بھی فانی ہے۔ اس کے کسی زاد میں سوا زادِ تقویٰ کے بھلائی نہیں ہے جو شخص کم حصہ لیتا ہے وہ اپنے لئے راحت کے سامان بڑھا لیتا ہے اور جو دنیا کو زیادہ سمیٹتا ہے وہ اپنے لئے تباہ کن چیزوں کا اضافہ کر لیتا ہے۔ (حالانکہ) اُسے اپنے مال و متاع سے بھی جلد ہی الگ ہونا ہے۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے دنیا پر بھروسہ کیا اور اُس نے انہیں مصیبتوں میں ڈال دیا اور کتنے ہی اس پر اطمینان کئے بیٹھے تھے جنہیں اُس نے پچھاڑ دیا اور کتنے ہی رعب و طنطنہ والے تھے، جنہیں حقیر و پست بنا دیا اور کتنے ہی نخوت و غرور والے تھے جنہیں ذلیل کر کے چھوڑا۔ اس کی بادشاہی دست بدست منتقل ہونے والی چیز، اس کا سرچشمہ گدلا اس کا خوشگوار پانی کھاری، اس کی حلاوتیں ایلوا (کے مانند تلخ) ہیں۔ اس کے کھانے زہر ہلاہل اور اس کے اسباب و ذرائع کے سلسلے بودے ہیں۔ زندہ رہنے والا معرضِ ہلاکت میں ہے اور تندرست کو بیماریوں کا سامنا ہے۔ اس کی سلطنت چھن جانے والی، اس کا زبردست زیردست بننے والا، مالدار بدبختیوں کا ستایا ہوا اور ہمسایہ لُٹا لُٹایا ہوا ہے۔ کیا تم انہی سابقہ لوگوں کے گھروں میں نہیں بستے جو لمبی عمروں والے، پائیدار نشانیوں والے بڑی بڑی امیدیں باندھنے والے، زیادہ گنتی و شمار والے اور بڑے لاؤ لشکر والے تھے؟ وہ دنیا کی کس کس طرح پرستش کرتے رہے، اور اُسے آخرت پر کیسا کیسا ترجیح دیتے رہے۔ پھر بغیر کسی ایسے زاد و راحلہ کے جو انہیں راستہ طے کر کے منزل تک پہنچاتا، چل دیئے۔ کیا تمہیں کبھی یہ خبر پہنچی ہے کہ دنیا نے ان کے بدلہ میں کسی فدیہ کی پیش کش کی ہو یا انہیں کوئی مدد پہنچائی ہو یا اچھی طرح اُن کے ساتھ رہی سہی ہو؟ بلکہ اُس نے تو اُن پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے، آفتوں سے انہیں عاجز و درماندہ کر دیا اور لوٹ لوٹ کر آنے والی زحمتوں سے انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور ناک کے بل انہیں خاک پر پچھاڑ دیا اور اپنے گھروں سے کچل ڈالا۔ تم نے تو دیکھا ہے کہ جو ذرا دنیا کی طرف جھکا اور اُسے اختیار کیا اور اُس سے لپٹا، تو اُس نے (اپنے تیور بدل کر اُن سے کیسی) اجنبیت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس سے جدا ہو کر چل دیئے اور اس نے انہیں بھوک کے سوا کچھ زادِ راہ نہ دیا اور ایک تنگ جگہ کے سوا کوئی ٹھہرنے کا سامان نہ کیا، اور سوا گھپ اندھیرے کے کوئی روشنی نہ دی اور ندامت کے سوا کوئی نتیجہ نہ دیا، تو کیا تم اسی دنیا کو ترجیح دیتے ہو، یا اسی پر مطمئن ہو گئے ہو، یا اسی پر مرے جا رہے ہو؟ جو دنیا پر بے اعتماد نہ رہے اور اس میں بے خوف و خطر ہو کر رہے۔ اس کے لئے یہ بہت برا گھر ہے جان لو اور حقیقت میں تم جانتے ہی ہو کہ (ایک نہ ایک دن) تمہیں دنیا کو چھوڑنا ہے اور یہاں سے کوچ کرنا ہے ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو جو کہا کرتے تھے کہ "ہم سے زیادہ قوت و طاقت میں کون ہے" انہیں لاد کر قبروں تک پہنچایا گیا۔ مگر اس طرح نہیں کہ انہیں سوار سمجھا جائے۔ انہیں قبروں میں اُتار دیا گیا، مگر وہ مہمان نہیں کہلاتے۔ پتھروں سے اُن کی قبریں چن دی گئیں، اور خاک کے کفن ان پر ڈال دیئے گئے اور گلی سڑی ہڈیوں کو اُن کا ہمسایہ بنا دیا گیا ہے۔ وہ ایسے ہمسائے ہیں کہ جو پکارنے والے کو جواب نہیں دیتے۔ اور نہ زیادتیوں کو روک سکتے ہیں اور نہ رونے دھونے والوں کی پرواہ کرتے ہیں۔ اگر بادل (جھوم کر) اُن پر برسیں تو خوش نہیں ہوتے۔ اور قحط آئے تو اُن پر مایوسی نہیں چھا جاتی۔ وہ ایک جگہ ہیں، مگر الگ الگ وہ آپس میں ہمسائے ہیں مگر دور دور۔ پاس پاس ہیں، مگر میل ملاقات نہیں قریب قریب ہیں مگر ایک دوسرے کے پاس نہیں پھٹکتے۔ وہ بُرد

بارے ہوئے بے خبر پڑے ہیں۔ اُن کے بغض و عناد ختم ہو گئے اور کینے مٹ گئے نہ اُن سے کسی ضرر کا اندیشہ ہے نہ کسی تکلف کے دور کرنے کی توقع ہے۔ انہوں نے زمین کے اوپر کا حصہ اندر کے حصہ سے اور کشادگی اور وسعت تنگی سے، اور گھر بار پردیس سے اور روشنی اندھیرے سے بدل لی ہے اور جس طرح ننگے پیر اور ننگے بدن پیدا ہوئے تھے، ویسے ہی زمین میں (پیوند خاک) ہو گئے اور اس دنیا سے صرف عمل لے کر ہمیشہ کی زندگی اور سدا رہنے والے گھر کی طرف کوچ کر گئے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے۔ جس طرح ہم نے مخلوق کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔ اس وعدہ کا پورا کرنا ہمارے ذمہ ہے اور ہم اسے ضرور پورا کر کے رہیں گے۔

خطبہ 110

اس میں ملک الموت اور اُس کے روح قبض کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔

جب (ملک الموت) کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو کبھی تم اس کی آہٹ محسوس کرتے ہو؟ یا جب کسی کی روح قبض کرتا ہے تو کیا تم اسے دیکھتے ہو؟ حیرت ہے کہ وہ کس طرح ماں کے پیٹ میں بچے کی روح کو قبض کر لیتا ہے، کیا وہ ماں کے جسم کے کسی حصہ سے وہاں تک پہنچتا ہے یا اللہ کے حکم سے روح اس کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی بڑھتی ہے۔ یا وہ بچہ کے ساتھ شکم مادر میں ٹھہرا ہوا ہے؟ جو اس جیسی مخلوق کے بارے میں بھی کچھ نہ بیان کر سکے، وہ اپنے اللہ کے متعلق کیا جا سکتا ہے۔

خطبہ111

میں تمہیں دنیا سے خبردار کئے دیتا ہوں کہ یہ ایسے شخص کی منزل ہے جس کے لئے قرار نہیں اور ایسا گھر ہے جس میں آب و دانہ نہیں ڈھونڈا جا سکتا۔ یہ اپنے باطل سے آراستہ ہے اور اپنی آرائشوں سے دھوکا دیتی ہے۔ یہ ایک ایسا گھر ہے جو اپنے رب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہے۔ چنانچہ اُس کے حلال کے ساتھ حرام اور بھلائیوں کے ساتھ برائیاں اور زندگی کے ساتھ موت اور شیرینیوں کے ساتھ تلخیاں غلط ملط کر دی ہیں اور اپنے دوستوں کے لئے اُسے بے غل و غش نہیں رکھا اور نہ دشمنوں کو دینے میں بخل کیا ہے۔ اس کی بھلائیاں بہت ہی کم ہیں اور برائیاں (جہاں چاہو) موجود۔ اس کی جمع پونجی ختم ہو جانے والی اور اس کا ملک چھن جانے والا اور اس کی آبادیاں ویران ہو جانے والی ہیں۔ بھلا اس گھر میں خیر و خوبی ہی کیا ہو سکتی ہے جو مسمار عمارت کی طرح گر جائے اور اُس عمر میں جو زادِ راہ کی طرح ختم ہو جائے اور اُس مدت جو چلنے پھرنے کی طرح تمام ہو جائے جن چیزوں کی تمہیں طلب و تلاش رہتی ہے، اُن میں اللہ تعالیٰ کے فرائض کو بھی داخل کر لو اور جو اللہ نے تم سے چاہا ہے اُسے پورا کرنے کی توفیق بھی اُس سے مانگو۔ موت کا پیغام آنے سے پہلے موت کی پکار اپنے کانوں کو سنا دو۔ اس دنیا میں زاہدوں کے دل روتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہنس رہے ہوں اور ان کا غم و اندوہ حد سے بڑھا ہوتا ہے۔ اگرچہ اُن (کے چہروں) سے مسرت ٹپک رہی ہو اور انہیں اپنے نفسوں سے انتہائی بیر ہوتا ہے۔ اگرچہ اس

رزق کی وجہ سے جو انہیں میسر ہے اُن پر رشک کیا جاتا ہو۔ تمہارے دلوں سے موت کی یاد جاتی رہی ہے اور جھوٹی امیدیں (تمہارے اندر) موجود ہیں۔ آخرت سے زیادہ دنیا تم پر چھائی ہوئی ہے اور وہ عقبیٰ سے زیادہ تمہیں اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تم دین خدا کے سلسلہ میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو۔ لیکن بد نیتی اور بد ظنی نے تم میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ تم ایک دوسرے کا بوجھ بٹاتے ہو نہ باہم پند و نصیحت کرتے ہو۔ نہ ایک دوسرے پر کچھ خرچ کرتے ہو، نہ تمہیں ایک دوسرے کی چاہت ہے۔ تھوڑی سی دنیا پا کر خوش ہونے لگتے ہو۔ اور آخرت کے بیشتر حصہ سے بھی محرومی تمہیں غم زدہ نہیں کرتی۔ ذرا سی دنیا کا تمہارے ہاتھوں سے نکلنا تمہیں بے چین کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ بے چینی تمہارے چہروں پر ظاہر ہونے لگتی ہے اور کھوئی ہوئی چیز پر تمہاری بے صبریوں سے آشکارا ہو جاتی ہے۔ گویا یہ دنیا تمہارا (مستقل) مقام ہے اور دنیا کا ساز و برگ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ تم میں سے کسی کو بھی اپنے کسی بھائی کا ایسا عیب اچھالنے سے کہ جس کے ظاہر ہونے سے ڈرتا ہے صرف یہ امر مانع ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کا ویسا ہی عیب کھول کر اس کے سامنے رکھ دے گا۔ تم نے آخرت کو ٹھکرانے اور دنیا کو چاہنے پر سمجھوتہ کر رکھا ہے۔ تو لوگوں کا دین تو یہ رہ گیا ہے کہ جیسے ایک دفعہ زبان سے چاٹ لیا جائے (یعنی صرف زبانی اقرار) اور تم تو اس شخص کی طرح (مطمئن) ہو چکے ہو کہ جو اپنے کام دھندوں سے فارغ ہو گیا ہو، اور اپنے مالک کی رضا مندی حاصل کر لی ہو۔

خطبہ112

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو حمد کا پیوند نعمتوں سے اور نعمتوں کا سلسلہ شکر سے ملانے والا ہے۔ ہم اس کی نعمتوں پر اُسی طرح حمد کرتے ہیں جس طرح اس کی آزمائشوں پر ثنا و شکر بجالاتے ہیں اور ان نفسوں کے خلاف اس سے مدد مانگتے ہیں کہ جو احکام کے بجالانے میں سست قدم اور ممنوع چیزوں کی طرف بڑھنے میں تیز گام ہیں اور ان (گناہوں سے) مغفرت چاہتے ہیں کہ جن پر اس کا علم محیط اور نامہ اعمال حاوی ہے۔ نہ علم کوئی کمی کرنے والا ہے اور نہ نامہ اعمال کسی چیز کو چھوڑنے والا ہے۔ ہم اس شخص کے مانند اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جس نے غیب کی چیزوں کو (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیا ہو اور وعدہ کی ہوئی چیزوں سے آگاہ ہو چکا ہو۔ ایسا ایمان کہ جس کے خلوص نے شرک کو اور یقین نے شک کو دور پھینک دیا ہو، اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو وحدہٗ لاشریک ہے اور یہ کہ محمد A اس کے عبد اور رسولؐ ہیں۔ یہ دونوں شہادتیں (اچھی) باتوں کو اونچا اور (نیک) اعمال کو بلند کرتی ہیں۔ جس ترازو میں انہیں رکھ دیا جائے گا اُس کا پلہ ہلکا نہیں ہوگا اور جس میزان سے انہیں الگ کر لیا جائے گا، اُس کا پلہ بھاری نہیں ہو سکتا۔

اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ یہی تقویٰ زاد راہ ہے اور اسی کو لے کر پلٹنا ہے۔ یہ زاد (منزل تک) پہنچانے والا اور یہ پلٹنا کامیاب پلٹنا ہے۔ اس کی طرف سب سے بہتر سنا دینے والے نے دعوت دی، اور بہترین سننے والے نے اسے سن کر محفوظ کر لیا۔ چنانچہ دعوت دینے

والے نے سنا دیا، اور سننے والا بہرہ اندوز ہو گیا۔ اللہ کے بندو! تقویٰ ہی نے اللہ کے دوستوں کو منہیات سے بچایا ہے اور اُس کے دلوں میں خوف پیدا کیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی راتیں جاگتے اور تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گزر جاتی ہیں اور اس تعب وکلفت کے عوض راحت (دائمی) اور اس پیاس کے بدلہ میں (تسنیم وکوثر سے) سیرابی حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے موت کو قریب سمجھ کر اعمال میں جلدی کی اور امیدوں کو جھٹلا کر اجل کو نگاہ میں رکھا پھر یہ دنیا تو فنا اور مشقت تغیر اور عبرت کی جگہ ہے۔ چنانچہ فنا کرنے کی صورت یہ ہے کہ زمانہ اپنی کمان کا چلہ چڑھائے ہوئے ہے جس کے تیر خطا نہیں کرتے اور نہ اسکے زخموں کا کوئی مداوا ہو سکتا ہے۔ زندہ پر موت کے، تندرست پر بیماری کے، اور محفوظ پر ہلاکت کے تیر چلاتا رہتا ہے۔ وہ ایسا کھاؤ ہے کہ سیر نہیں ہوتا اور ایسا پینے والا ہے کہ اُس کی پیاس بجھتی ہی نہیں اور رنج وتعب کی صورت یہ ہے کہ انسان مال پانی پینے لگے ہیں گویا میں ان کے فاسق لے کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ برائیوں میں رہا اتنا کہ انہی برائیوں سے اُسے محبت ہو گئی اور ان سے مانوس ہوا اور ان سے اتفاق کرتا رہا۔ یہاں تک کہ (انہی برائیوں میں) اس کے سر کے بال سفید ہو گئے اور اسی رنگ میں اس کی طبیعت رنگ گئی پھر یہ کہ وہ (منہ سے) کف دیتا ہوا متلاطم دریا کی طرح آگے بڑھا بغیر اس کا کچھ خیال کئے کہ کس کو ڈبو رہا ہے اور بھوسے میں لگی ہوئی آگ کی طرح پھیلا بغیر اس کی پرواہ کئے ہوئے کہ کونسی چیزیں جلا رہا ہے۔ کہاں ہیں ہدایت کے چراغوں سے روشن ہونے والی عقلیں اور کہاں ہیں تقویٰ کے روشن مینار کی طرف دیکھنے والی آنکھیں اور کہاں ہیں اللہ کے ہو جانے والے قلوب اور اس کی اطاعت پر جم جانے والے دل وہ تو مال دنیا پر ٹوٹ پڑے ہیں اور (مال) حرام پر جھگڑ رہے ہیں۔ ان کے سامنے جنت اور دوزخ کے جھنڈے بلند ہیں، لیکن انہوں نے جنت سے اپنے منہ موڑ لئے ہیں اور اپنے اعمال کی وجہ سے دوزخ کی طرف بڑھ نکلے ہیں۔ اللہ نے ان لوگوں کو بلایا تو یہ بھڑک اٹھے اور پیٹھ پھرا کر چل دیئے اور شیطان نے ان کو دعوت دی تو لبیک کہتے ہوئے اس کی طرف لپک پڑے۔

خطبہ 113

طلب باراں کے لیے آپ کے دعائیہ کلمات:۔ بارالہا! (خشک سالی سے) ہمارے پہاڑوں کا سبزہ بالکل سوکھ گیا ہے اور زمین پر خاک اُڑ رہی ہے۔ ہمارے چوپائے پیاسے ہیں اور اپنے چوپالوں میں بوکھلائے ہوئے پھرتے ہیں اور اس طرح چلا رہے ہیں جس طرح رونے والیاں اپنے بچوں پر بین کرتی ہیں اور اپنی چراگاہوں کے پھیرے کرنے اور تالابوں کی طرف بصد شوق بڑھنے سے عاجز آ گئے ہیں۔ پروردگار ان چیخنے والی بکریوں اور ان شوق بھرے لہجے میں پکارنے والے اُونٹوں پر رحم کر۔ خدایا تو راستوں میں ان کی پریشانی اور گھروں میں ان کی چیخ پکار پر ترس کھا۔ خدایا جبکہ قحط سالی کے لاغر اور زار حال اُونٹ ہماری طرف پلٹ پڑے ہیں اور بظاہر برسنے والی گھٹائیں آآ کے بن برسے گزر گئیں تو ہم تیری طرف نکل پڑے ہیں۔ تو ہی دکھ درد کے ماروں کی آس ہے اور تو ہی التجا کرنے والوں کا سہارا ہے۔ جبکہ لوگ بے آس ہو گئے اور بادلوں کا اُٹھنا بند ہو گیا اور مویشی بے جان ہو گئے تو ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہماری گرفت نہ کر اور

ہمارے گناہوں کے سبب سے ہمیں (اپنے عذاب میں) نہ دھر لے۔ اے اللہ تو دھواں دار بارشوں والے ابر اور چھاجوں پانی برسانے والی برکھا رُت اور نظروں میں کھب جانے والے ہریاول سے اپنے دامانِ رحمت کو ہم پر پھیلا دے وہ موسلا دھار اور لگاتار اس طرح برسیں کہ ان سے مری ہوئی چیزوں کو تو زندہ کر دے اور گزری ہوئی بہاروں کو پلٹا دے۔ خدایا ایسی سیرابی ہو کہ جو (مردہ زمینوں کو) زندہ کرنے والی، سیراب بنانے والی، اور بھرپور برسنے والی، اور سب جگہ پھیل جانے والی، اور پاکیزہ و بابرکت اور خوشگوار و شاداب ہو، جس سے نباتات پھلنے پھولنے لگیں۔ شاخیں بارآور اور پتے ہرے بھرے ہو جائیں اور جس سے تو اپنے عاجز و زمین گیر بندوں کو سہارا دے کر اُوپر اُٹھائے اور اپنے مُردہ شہروں کو زندگی بخش دے۔ اے اللہ ایسی سیرابی کہ جس سے ہمارے ٹیلے سبزہ پوش ہو جائیں اور ندی نالے بہہ نکلیں اور آس پاس کے اطراف سرسبز و شاداب ہو جائیں اور پھل نکل آئیں اور چوپائے جی اٹھیں اور دور کی زمینیں بھی تر بتر ہو جائیں اور کھلے میدان بھی اُس سے مدد پا سکیں۔ اپنی پھیلنے والی برکتوں اور بڑی بڑی بخششوں سے جو تیری تباہ حال مخلوق اور بغیر چرواہے کے کھلے پھرنے والے حیوانوں پر ہیں۔ ہم پر ایسی بارش ہو۔ جو پانی سے شرابور کر دینے والی، اور موسلا دھار اور لگاتار برسنے والی ہو۔ اس طرح کہ بارشیں بارشوں سے ٹکرائیں اور بوندیں بوندوں کو تیزی سے دھکیلیں (کہ تار بندھ جائے) اس کی بجلی دھوکہ دینے والی نہ ہو۔ اور نہ اُفق پر چھا جانے والی گھٹا پانی سے خالی ہو اور نہ سفید ابر کے ٹکڑے بکھرے بکھرے سے ہوں اور نہ صرف ہوا کے ٹھنڈے جھونکوں والی بوندا باندی ہو کر رہ جائے (یوں برسا کہ) قحط کے مارے ہوئے اس کی سرسبزیوں سے خوشحال ہو جائیں اور خشک سالی کی سختیاں جھیلنے والے اس کی برکتوں سے جی اٹھیں، اور تو ہی وہ ہے جو لوگوں کے نا اُمید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے، اور اپنی رحمت کے دامن پھیلا دیتا ہے، اور تو ہی والی و وارث اور (اچھی) صفتوں والا ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ امیر المومنینؑ کے اس ارشاد "انصاحت جبالنا" کے معنی یہ ہیں کہ پہاڑوں میں قحط سالی سے شگاف پڑ گئے ہیں۔ انصاح الثوب اُس وقت کہا جاتا ہے کہ جب کپڑا پھٹ جائے اور انصاح النبت، صاح النبت اور صوح النبت اُس وقت بولا جاتا ہے کہ جب سبزہ خشک ہو جائے اور بالکل سوکھ جائے اور ھامت دوابنا کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے چوپائے پیاسے ہو گئے ہیں۔ حیام کے معنی پیاس کے ہوتے ہیں۔ اور حدابیر السنین میں حدابیر حدبار کی جمع ہے۔ جس کے معنی اُس اُونٹنی کے ہیں جسے سفروں نے لاغر اور نڈھال کر دیا ہو۔ چنانچہ حضرتؑ نے قحط زدہ سال کو ایسی سفروں کی ماری ہوئی اُونٹنی سے تشبیہ دی ہے۔ (عرب کے شاعر) ذوالرمہ نے کہا ہے:۔ یہ لاغر اور کمزور اُونٹنیاں ہیں کہ جو یا تو بس ہر سختی و صعوبت کو جھیل کر اپنی جگہ پر بیٹھی رہتی ہیں اور یا یہ کہ ہم انہیں کسی بے آب و گیاہ جنگل کے سفر میں لے جاتے ہیں تو وہاں جاتی ہیں اور قزع رباہا میں قزع چھوٹی چھوٹی بکھری ہوئی بدلیوں کو کہتے ہیں اور شفان زھابھا میں شفان کے معنی ٹھنڈی ہوا کے ہیں اور "زھاب" ہلکی ہلکی بوندا باندی کو کہتے ہیں اس سے مُراد یہ ہے کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں والی پھوہار۔ اور ذات کے لفظ جس کے معنی والی ہوتے ہیں۔ اس جگہ حذف فرما دی ہے۔ اس لیے کہ سننے والا اسے خود ہی سمجھ سکتا ہے۔

خطبہ 114

اللہ نے آپؐ کو حق کی طرف بلانے والا اور مخلوق کی گواہی دینے والا بنا کر بھیجا۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کو پہنچایا۔ نہ اس میں کچھ سستی کی نہ کوتاہی اور اللہ کی راہ میں اس کے دشمنوں سے جہاد کیا جس میں نہ کمزوری دکھائی، نہ حیلے بہانے کئے، وہ پرہیزگاروں کے امام اور ہدایت پانے والوں (کی آنکھوں) کے لیے بصارت ہیں اسی خطبہ کا ایک جزو یہ ہے۔ جو چیزیں تم سے پردہ غیب میں لپیٹ دی گئیں ہیں۔ اگر تم بھی انہیں جان لیتے، جس طرح میں جانتا ہوں تو بلاشبہ تم اپنی بداعمالیوں پر روتے ہوئے اور اپنے نفسوں کا ماتم کرتے ہوئے اور اپنے مال و متاع کو بغیر کسی نگہبان اور بغیر کسی نگہداشت کرنے والے کے یونہی چھوڑ چھاڑ کر کھلے میدانوں میں نکل پڑتے، اور ہر شخص کو اپنے ہی نفس کی پڑی ہوتی۔ کسی اور کی طرف متوجہ ہی نہ ہوتا۔ لیکن جو تمہیں یاد دلایا گیا تھا اسے تم بھول گئے اور جن چیزوں سے تمہیں ڈرایا گیا تھا، ان سے تم نڈر ہو گئے اس طرح تمہارے خیالات بھٹک گئے، اور تمہارے سارے امور درہم و برہم ہو گئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دے، اور مجھے اُن لوگوں سے ملا دے، جو تم سے زیادہ میرے حقدار ہیں۔ خدا کی قسم وہ ایسے لوگ ہیں جن کے خیالات مبارک اور سرکشی و بغاوت کو چھوڑنے والے تھے وہ قدم آگے بڑھا کر اللہ کی راہ پر ہو لیے اور سیدھی راہ پر (بے کھٹکے) دوڑے چلے گئے۔ چنانچہ انہوں نے ہمیشہ رہنے والی آخرت اور عمدہ پاکیزہ نعمتوں کو پا لیا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم پر بنی ثقیف کا ایک لڑکا تسلط پالے گا وہ دراز قد ہو گا، اور بل کھا کر چلے گا۔ وہ تمہارے تمام سبزہ زاروں کو چر جائے گا۔ اور تمہاری چربی (تک) پگھلا دے گا۔ ہاں اے ابو وذحہ کچھ اور۔ سید رضی فرماتے ہیں کہ وذحہ کے معنی خنفساء کے ہیں۔ آپ نے اپنے اس ارشاد سے حجاج (ابن یوسف ثقفی) کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کا خنفساء سے متعلق ایک واقعہ ہے جس کے بیان کرنے کا یہ محل نہیں ہے۔

خطبہ 115

جس نے تم کو مال و متاع بخشا ہے اس کی راہ میں تم اُسے صرف نہیں کرتے اور نہ اپنی جانوں کو اُس کے لیے خطرہ میں ڈالتے ہو جس نے ان کو پیدا کیا ہے تم نے اللہ کی وجہ سے بندوں میں عزت و آبرو پائی۔ لیکن اس کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک کرکے اس کا احترام و اکرام نہیں کرتے۔ جن مکانات میں اگلے لوگ آباد تھے۔ ان میں اب تم مقیم ہوتے ہو، اور قریب سے قریب تر بھائی گزر جاتے، اور تم رہ جاتے ہو۔ اس سے عبرت حاصل کرو۔

خطبہ 116

تم حق کے قائم کرنے میں (میرے) ناصر و مددگار ہو، اور دین میں (ایک دوسرے کے) بھائی بھائی ہو، اور سختیوں میں (میری) سپر ہو، اور تمام لوگوں کو چھوڑ کر

تم ہی میرے رازدار ہو۔ تمہاری مدد سے روگردانی کرنے والے پر میں تلوار چلاتا ہوں اور پیش قدمی کرنیوالے کی اطاعت کی توقع رکھتا ہوں۔ ایسی خیر خواہی کے ساتھ میری مدد کرو کہ جس میں دھوکا فریب ذرا نہ ہو، اور شک و بدگمانی کا شائبہ تک نہ ہو۔ اس لیے کہ میں ہی لوگوں (کی امامت) کے لیے سب سے زیادہ اولیٰ و مقدم ہوں۔

خطبہ 117

امیر المومنین علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کیا اور انہیں جہاد پر آمادہ کرنا چاہا تو وہ لوگ دیر تک چپ رہے تو آپؑ نے فرمایا، تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا تم گونگے ہو گئے ہو؟ تو ایک گروہ نے کہا کہ اے امیر المومنینؑ اگر آپ چلیں تو ہم بھی آپؑ کے ہمراہ چلیں گے۔ جس پر حضرتؑ نے فرمایا:۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تمہیں ہدایت کی توفیق نہ ہو اور نہ سیدھی راہ دیکھنا نصیب ہو۔ کیا ایسے حالات میں میں ہی نکلوں۔ اس وقت تو تمہارے جوان مردوں اور طاقتوروں میں سے جس شخص کو میں پسند کروں اُسے جانا چاہئے میرے لیے مناسب نہیں کہ میں لشکر، شہر، بیت المال زمین کے خراج کی فراہمی، مسلمانوں کے مقدمات کا تصفیہ اور مطالبہ کرنے والوں کے حقوق کی دیکھ بھال چھوڑ دوں اور لشکر لیے ہوئے دوسرے لشکر کے پیچھے نکل کھڑا ہوں۔ اور جس طرح خالی ترکش میں بے پیکاں کا تیر ہلتا جلتا ہے۔ جنبش کھاتا رہوں میں چکی کے اندر کا وہ قطب ہوں کہ جس پر وہ گھومتی ہے جب تک میں اپنی جگہ پر ٹھہرا رہوں اور اگر میں نے اپنا مقام چھوڑ دیا، تو اس کے گھومنے کا دائرہ متزلزل ہو جائے گا۔ خدا کی قسم یہ بہت بُرا مشورہ ہے۔ قسم بخدا اگر دشمن کا مقابلہ کرنے سے مجھے شہادت کی اُمید نہ ہو، جبکہ وہ مقابلہ میرے لیے مقدر ہو چکا ہو، تو میں اپنی سواریوں کو (سوار ہونے کیلئے) قریب کر لیتا اور تمہیں چھوڑ چھاڑ کر نکل جاتا۔ اور جب تک جنوبی و شمالی ہوائیں چلتی رہتیں، تمہیں کبھی طلب نہ کرتا۔ تمہارے شمار میں زیادہ ہونے سے کیا فائدہ جبکہ تم یک دل نہیں ہو پاتے۔ میں نے تمہیں صحیح راستے پر لگایا ہے کہ جس میں ایسا ہی شخص تباہ و برباد ہو گا، جو خود اپنے لیے ہلاکت کا سامان کیے بیٹھا ہو، اور جو اس راہ پر جما رہے گا وہ جنت کی طرف، اور جو پھسل جائے گا۔ وہ دوزخ کی جانب بڑھے گا۔

خطبہ 118

خدا کی قسم مجھے پیغاموں کے پہنچانے، وعدوں کے پورا کرنے اور آیتوں کی صحیح تاویل بیان کرنے کا خوب علم ہے اور ہم اہل بیتؑ (نبوت) کے پاس علم و معرفت کے دروازے اور شریعت کی روشن راہیں ہیں۔ آگاہ رہو کہ دین کے تمام قوانین کی رُوح ایک اور اس کی راہیں سیدھی ہیں۔ جو ان پر ہو لیا وہ منزل تک پہنچ گیا اور بہرہ یاب ہوا اور جو ٹھہرا رہا وہ گمراہ ہوا اور (آخر کار) نادم و پشیمان ہوا۔ اُس دن کے لیے عمل کرو کہ جس کے لیے ذخیرے فراہم کیے جاتے ہیں اور جس میں نیتوں کو جانچا جائے گا۔ جسے اپنی ہی عقل فائدہ نہ پہنچائے کہ جو اُسکے پاس موجود ہے تو (دوسروں کی) عقلیں کہ جو اس سے دور اور اوجھل ہیں۔ فائدہ رسانی سے ذرو کہ جس کی تپش تیز اور گہرائی بہت زیادہ ہے۔ اور (جہاں پہننے کو) لوہے کے زیور اور (پینے کو) پیپ بھرا لہو ہے۔ ہاں جس شخص کا ذکر خیر لوگوں میں

خدا بد قرار رکھے۔ وہ اس کے لیے اس مال سے کہیں بہتر ہے، جس کا ایسوں کو وارث بنایا جاتا ہے، جو اس کو سراہتے تک نہیں۔

خطبہ 119

حضرتؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص اٹھ کر آپؑ کے سامنے آیا اور کہا کہ یا امیر المومنینؑ پہلے تو آپ نے ہمیں تحکیم سے روکا اور پھر اس کا حکم بھی دے دیا۔ نہیں معلوم کہ ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات زیادہ صحیح ہے۔ (یہ سن کر) حضرتؑ نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا، اور فرمایا:۔ جس نے عہدو فا کو توڑ دیا ہو، اُس کی یہی پاداش ہوا کرتی ہے۔ خدا کی قسم! جب میں نے تمہیں تحکیم کے مان لینے کا حکم دیا تھا اگر اسی امر نا گوار (جنگ) پر تمہیں ٹھہرائے رکھتا کہ جس میں اللہ تمہارے لئے بہتری ہی کرتا۔ چنانچہ تم اس پر جمے رہتے، تو میں تمہیں سیدھی راہ پر لے چلتا اور اگر ٹیڑھے ہوتے تو تمہیں سیدھا کر دیتا اور اگر انکار کرتے تو تمہارا تدارک کرتا تو بلاشبہ یہ ایک مضبوط طریق کار ہوتا۔ لیکن کس کی مدد سے، اور کس کے بھروسے پر؟ میں تم سے اپنا چارہ چاہتا تھا اور تم ہی میرا مرض نکلے جیسے کانٹے کو کانٹے سے نکالنے والا کہ وہ جانتا ہے کہ یہ بھی اسی کی طرف جھکے گا۔ خدایا اس موذی مرض سے چارہ گر عاجز آ گئے ہیں، اور اس کنوئیں کی رسیاں کھینچنے والے تھک کر بیٹھ گئے ہیں۔ وہ لوگ کہاں ہیں کہ جنہیں اسلام کی طرف دعوت دی گئی تو انہوں نے اُسے قبول کر لیا اور قرآن کو پڑھا، تو اس پر عمل بھی کیا۔ جہاد کے لئے انہیں اُبھارا گیا تو اس طرح شوق سے بڑھے، جیسے دودھ دینے والی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف۔ انہوں نے تلواروں کو نیاموں سے نکال لیا، اور دستہ بدستہ اور صف بصف بڑھتے ہوئے زمین کے اطراف پر قابو پا لیا۔ (ان میں سے کچھ مر گئے، کچھ بچ گئے، نہ زندہ رہنے والوں کے مژدہ پہ وہ خوش ہوتے ہیں اور نہ مرنے والوں کی تعزیت سے متاثر ہوتے ہیں۔ رونے سے اُن کی آنکھیں سفید، روزوں سے اُن کے پیٹ لاغر، دعاؤں سے اُن کے ہونٹ خشک اور جاگنے سے اُن کے رنگ زرد ہو گئے تھے اور فروتنی و عاجزی کرنے والوں کی طرح اُن کے چہرے خاک آلود رہتے تھے۔ یہ میرے وہ بھائی تھے، جو (دنیا سے) گزر گئے۔ اب ہم حق بجانب ہیں۔ اگر ان کے دید کے پیاسے ہوں، اور اُن کے فراق میں اپنی بوٹیاں کاٹیں۔ بےشک تمہارے لئے شیطان نے اپنی راہیں آسان کر دی ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ تمہارے دین کی ایک ایک گرہ کھول دے اور تم میں یکجائی کے بجائے پھوٹ ڈلوائے تم اُس کے وسوسوں اور جھاڑ پھونک سے منہ موڑے رہو، اور نصیحت کی پیش کش کرنے والے کا ہدیہ قبول کرو، اور اپنے نفسوں میں اس کی گرہ باندھ لو۔

خطبہ120

جب خوارج تحکیم کے نہ ماننے پر اڑ گئے تو حضرتؑ ان کے پڑاؤ کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا:
کیا تم سب کے سب ہمارے ساتھ صفین میں موجود تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کچھ تھے اور کچھ نہیں تھے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ پھر تم دو گروہوں میں الگ

الگ ہو جاؤ۔ ایک وہ جو صفین میں موجود تھا اور ایک وہ جو وہاں موجود نہ تھا، تا کہ میں ہر ایک سے جو گفتگو اس سے مناسب ہو وہ کروں اور لوگوں سے پکار کر کہا۔ کہ بس اب (آپس میں) بات چیت نہ کرو، اور خاموشی سے میری بات سنو اور دل سے توجہ کرو، اور جس سے ہم گواہی طلب کریں وہ اپنے علم کے مطابق (جوں کی توں) گواہی دے۔ پھر حضرتؑ نے ان لوگوں سے ایک طویل گفتگو فرمائی۔

منجملہ اس کے یہ فرمایا کہ جب ان لوگوں نے حیلہ و مکر اور جعل و فریب سے قرآن (نیزوں پر) اٹھائے تھے تو کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ وہ ہمارے بھائی بند اور ہمارے ساتھ (اسلام کی) دعوت قبول کرنے والے ہیں۔ اب چاہتے ہیں کہ ہم جنگ سے ہاتھ اٹھالیں اور وہ اللہ سبحانہ، کی کتاب پر (سمجھوتہ کے لئے) ٹھہر گئے ہیں۔ صحیح رائے یہ ہے کہ ان کی بات مان لی جائے اور ان کی گلو خلاصی کی جائے تو میں نے تم سے کہا تھا کہ اس چیز کے باہر ایمان اور اندر کینہ و عناد ہے اس کی ابتداء شفقت و مہربانی اور نتیجہ ندامت و پشیمانی ہے۔ لہٰذا تم اپنے رویہ پر ٹھہرے رہو، اور اپنی راہ پر مضبوطی سے جمے رہو۔ اور جہاد کے لئے اپنے دانتوں کو بھینچ لو اور اس چلانے والے کی طرف دھیان نہ دو کہ اگر اس کی آواز پر لبیک کہی گئی تو یہ گمراہ کرے گا اور اگر اسے یونہی رہنے دیا جائے تو ذلیل ہو کر رہ جائے گا (لیکن) جب تحکیم کی صورت انجام پا گئی تو میں تمہیں دیکھ رہا تھا کہ تم ہی اس پر رضامندی دینے والے تھے۔ خدا کی قسم! اگر میں نے اس سے انکار کر دیا ہوتا تو مجھ پر اس کا کوئی فریضہ واجب نہ ہوتا اور نہ اللہ مجھ پر اس (کے ترک) کا گناہ عائد کرتا اور قسم بخدا اگر میں اس کی طرف بڑھا تو اس صورت میں بھی میں ہی وہ حق پرست ہوں۔ جس کی پیروی کی جانا چاہئے اور کتاب خدا میرے ساتھ ہے اور جب سے میرا اس کا ساتھ ہوا ہے میں اس سے الگ نہیں ہوا۔ ہم (جنگوں میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھے اور قتل ہونے والے وہی تھے جو ایک دوسرے کے باپ، بیٹے، بھائی اور رشتہ دار ہوتے تھے۔ لیکن ہر مصیبت اور سختی میں ہمارا ایمان بڑھتا تھا۔ اور حق کی پیروی اور دین کی اطاعت میں زیادتی ہوتی تھی اور زخموں کی ٹیسوں پر صبر میں اضافہ ہوتا تھا۔ مگر اب ہم کو ان لوگوں سے کہ جو اسلام کی رو سے ہمارے بھائی کہلاتے ہیں جنگ کرنا پڑ گئی ہے، چونکہ (ان کی وجہ سے) اس میں گمراہی، کجی، شبہات اور غلط سلط تاویلات داخل ہو گئے ہیں تو جب ہمیں کوئی ایسا ذریعہ نظر آئے کہ جس سے (ممکن ہے) اللہ تعالیٰ ہماری پریشانیوں کو دور کر دے، اور اس کی وجہ سے ہمارے درمیان جو باقی ماندہ (لگاؤ) رہ گیا ہے اُس کی طرف بڑھتے ہوئے ایک دوسرے سے قریب ہوں تو ہم اسی کے خواہش مند رہیں گے اور کسی دوسری صورت سے جو اس کے خلاف ہو ہاتھ روک لیں گے۔

خطبہ 121

جنگ کے میدان میں اپنے اصحاب سے فرمایا۔

تم میں سے جو شخص بھی جنگ کے موقع پر اپنے دل میں حوصلہ و دلیری محسوس کرے اور اپنے کسی بھائی سے کمزوری کے آثار دیکھے تو اُسے چاہئے کہ اپنی شجاعت کی برتری

کے ذریعہ سے جس کے لحاظ سے وہ اس پر فوقیت رکھتا ہے اس سے (دشمنوں کو) اسی طرح دور کرے، جیسے انہیں اپنے سے دور ہٹاتا ہے۔ اسلئے کہ اگر اللہ چاہے تو اُسے بھی ویسا ہی کر دے۔ بیشک موت تیزی سے ڈھونڈھنے والی ہے۔ نہ ٹھہرنے والا اس سے بچ کر نکل سکتا ہے اور نہ بھاگنے والا اُسے عاجز کر سکتا ہے۔ بلاشبہ قتل ہونا عزت کی موت ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ابن ابی طالبؑ کی جان ہے کہ بستر پر اپنی موت مرنے سے تلوار کے ہزار وار کھانا مجھے آسان ہے۔

اسی خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے گویا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم (شکست و ہزیمت کے وقت) اس طرح کی آوازیں نکال رہے ہو جس طرح سوساروں کے اژدہام کے وقت ان کے جسموں کے رگڑ کھانے کی آواز ہوتی ہے نہ تم اپنا حق لیتے ہو، اور نہ توہین آمیز زیادتیوں کی روک تھام کر سکتے ہو۔ تمہیں راستے پر کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ نجات اس کے لئے ہے جو اپنے کو جنگ میں جھونک دے اور جو سوچتا ہی رہ جائے اس کے لئے ہلاکت ہی ہے۔

خطبہ 122

اپنے اصحاب کو جنگ پر آمادہ کرنے کے لئے فرمایا

زرہ پوش کو آگے رکھو اور بے زرہ کو پیچھے کر دو اور دانتوں کو بھینچ لو کہ اس سے تلواریں سروں سے اُچٹ جاتی ہیں اور نیزوں کی انیوں کو پہلو بدل کر خالی دیا کرو کہ اس سے اُن سے ان کے رخ پلٹ جاتے ہیں آنکھیں جھکائے رکھو کہ اس سے حوصلہ مضبوط رہتا ہے اور دل ٹھہرے رہتے ہیں اور آوازوں کو بلند نہ رکھو کہ اس سے بزدلی دور رہتی ہے اور اپنا جھنڈا سرنگوں نہ رہنے دو اور نہ اُسے اکیلا چھوڑو۔ اسے اپنے جوانمردوں اور عزت کے پاسبانوں کے ہاتھوں ہی میں رکھو، چونکہ مصیبتوں کے ٹوٹ پڑنے پر وہی لوگ صبر کرتے ہیں جو اپنے جھنڈوں کے گرد گھیرا ڈال کر دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے اس کا احاطہ کر لیتے ہیں وہ پیچھے نہیں ہٹتے کہ (اسے دشمن کے ہاتھوں میں سونپ دیں اور نہ آگے بڑھ جاتے ہیں کہ اسے اکیلا چھوڑ دیں۔) ہر شخص اپنے مدِ مقابل سے خود نپٹے اور دل و جان سے اپنے بھائی کی بھی مدد کرے اور اپنے حریف کو کسی اور بھائی کے حوالے نہ کرے کہ یہ اور اس کا حریف ایکا کر کے اُس پر ٹوٹ پڑیں۔ خدا کی قسم تم اگر دنیا کی تلوار سے بھاگ گئے تو آخرت کی تلوار سے نہیں بچ سکتے تم تو عرب کے جوانمرد اور سربلند لوگ ہو (یاد رکھو کہ) بھاگنے میں اللہ کا غضب اور نہ مٹنے والی رسوائی اور ہمیشہ کے لئے ننگ و عار ہے بھاگنے والا اپنی عمر بڑھا نہیں لیتا اور نہ اس میں اور اس کی موت کے دن میں کوئی چیز حائل ہو جاتی ہے۔ اللہ کی طرف جانے والا تو ایسا ہے جیسے کوئی پیاسا پانی تک پہنچ جائے۔ جنت نیزوں کی انیوں کے نیچے ہے۔ آج حالات پرکھ لئے جائیں گے۔ خدا کی قسم میں ان دشمنوں سے دوبدو ہو کر لڑنے کا اس سے زیادہ مشتاق ہوں جتنا یہ اپنے گھروں کو پلٹنے کے مشتاق ہوں گے۔ خداوندا! اگر یہ حق کو ٹھکرا دیں تو ان کے جتھے کو توڑ دے اور انہیں ایک آواز پر جمع نہ ہونے دے اور ان کے گناہوں کی پاداش میں انہیں تباہ و برباد کر یہ اپنے موقف (شر و فساد) سے اس وقت تک ہٹنے والے نہیں جب تک تابڑ توڑ نیزوں کے ایسے وار نہ

ہوں کہ (جس سے زخموں کے منہ اس طرح کھل جائیں کہ) ہوا کے جھونکے گزر سکیں اور تلواروں کی ایسی چوٹیں نہ پڑیں کہ جو سروں کو شگافتہ کر دیں اور ہڈیوں کے پرخچے اڑا دیں اور بازوؤں اور قدموں کو توڑ کر پھینک دیں اور پے در پے لشکروں کا نشانہ نہ بنائے جائیں اور ایسی فوجیں ان پر ٹوٹ نہ پڑیں کہ جن کے پیچھے (کمک کے لئے) اور شہسواروں کے دستے ہوں اور جب تک ان کے شہروں پر یکے بعد دیگرے فوجوں کی چڑھائی نہ ہو یہاں تک کہ گھوڑے ان کی زمینوں کو آخر تک روند ڈالیں اور ان کے سبزہ زاروں اور چراگاہوں کو پامال کر دیں۔

سید رضی کہتے ہیں کہ دعق کے معنی روندنے کے ہیں اور اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ گھوڑے اپنے سموں سے ان کی زمینوں کو روند دیں اور "نواحر ارضہم" سے مراد وہ زمینیں ہیں جو ایک دوسرے کے بالمقابل ہوں۔ عرب اگر یوں کہیں کہ منازل بنی فلاں تتناحر تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ فلاں قبیلے کے گھر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں۔

خطبہ 123

تحکیم کے بارے میں فرمایا۔

ہم نے آدمیوں کو نہیں بلکہ قرآن کو حکم قرار دیا تھا۔ چونکہ یہ قرآن دو دفتیوں کے درمیان ایک لکھی ہوئی کتاب ہے کہ جو زبان سے بولا نہیں کرتی۔ اس لئے ضرورت تھی کہ اس کے لئے کوئی ترجمان ہو اور وہ آدمی ہی ہوتے ہیں۔ جو اس کی ترجمانی کیا کرتے ہیں۔ جب ان لوگوں نے ہمیں یہ پیغام دیا کہ ہم اپنے درمیان قرآن کو حکم ٹھہرائیں تو ہم ایسے لوگ نہ تھے کہ اللہ کی کتاب سے منہ پھیر لیتے۔ جبکہ حق سبحانہ کا ارشاد ہے کہ "اگر تم کسی بات میں جھگڑا کرو تو (اس کا فیصلہ چکانے کے لئے) اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔" اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کی کتاب کے مطابق حکم کریں اور رسول کی طرف رجوع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم اُن کی سنت پر چلیں۔ چنانچہ اگر کتاب خدا سے سچائی کے ساتھ حکم لگایا جائے تو اس کی رو سے سب لوگوں سے زیادہ ہم (خلافت کے) حقدار ہوں گے اور اگر سنت رسول کے مطابق حکم لگایا جائے تو بھی ہم ان سے زیادہ اس کے اہل ثابت ہوں گے۔ اب رہا تمہارا یہ قول کہ "آپ نے تحکیم کے لئے اپنے اور ان کے درمیان مہلت کیوں رکھی۔" تو یہ میں نے اس لئے کیا کہ (اس عرصہ میں) نہ جاننے والا تحقیق کر لے اور جاننے والا اپنے مسلک پر جم جائے اور شاید کہ اللہ تعالیٰ اس صلح کی وجہ سے اس امت کے حالات درست کر دے اور وہ (بے خبری میں) گلا گھونٹ کر تیار نہ کی جائے کہ حق کے واضح ہونے سے پہلے جلدی میں کوئی قدم نہ اٹھا بیٹھے اور پہلی ہی گمراہی کے پیچھے لگ جائے بلاشبہ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہ شخص ہے کہ جو حق پر عمل پیرا رہے چاہے وہ اس کے لئے باعث نقصان و مضرت ہو اور باطل کی طرف رخ نہ کرے چاہے وہ اُس کے کچھ فائدہ کا باعث ہو رہا ہو۔ تمہیں تو بھٹکایا جا رہا ہے آخر تم کہاں سے (شیطان کی راہ پر) لائے گئے ہو۔ تم اس قوم کی طرف بڑھنے کے

لئے مستعد و آمادہ ہو جاؤ کہ جو حق سے منہ موڑ کر بھٹک رہی ہے کہ اسے دکھتی ہی نہیں اور وہ بے راہ رویوں میں بہکا دیئے گئے ہیں کہ ان سے ہٹ کر سیدھی راہ پر آتا نہیں چاہتے۔ یہ لوگ کتاب خدا سے الگ رہنے والے اور صحیح راستے سے ہٹ جانے والے ہیں۔ لیکن تم تو کوئی مضبوط وسیلہ ہی نہیں ہو کہ تم پر بھروسہ کیا جائے اور نہ عزت کے سہارے ہو کہ تم سے وابستہ ہوا جائے۔ تم (دشمن کے لئے) جنگ کی آگ بھڑکانے کے اہل نہیں ہو تم پر افسوس ہے کہ مجھے تم سے کتنی تکلیفیں اٹھانا پڑی ہیں۔ میں کسی دن تمہیں (دین کی امداد کے لئے) پکارتا ہوں اور کسی دن تم سے (جنگ کی) رازدارانہ باتیں کرتا ہوں، مگر تم نہ پکارنے کے وقت سچے جوانمرد اور نہ راز کی باتوں کے لئے قابل اعتماد بھائی ثابت ہوتے ہو۔

خطبہ 124

جب مال کی تقسیم میں آپ کے برابری و مساوات کا اصول برتنے پر کچھ لوگ بگڑ اٹھے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم مجھ پر یہ امر عائد کرنا چاہتے ہو کہ میں جن لوگوں کا حاکم ہوں اُن پر ظلم و زیادتی کر کے (کچھ لوگوں کی) امداد حاصل کروں تو خدا کی قسم! جب تک دنیا کا قصہ چلتا رہے گا اور کچھ ستارے دوسرے ستاروں کی طرف جھکتے رہیں گے میں اس چیز کے قریب بھی نہیں بھٹکوں گا۔ اگر چہ خود میرا مال ہوتا جب بھی میں اسے سب میں برابر تقسیم کرتا۔ چہ جائیکہ یہ مال اللہ کا مال ہے۔ دیکھو بغیر کسی حق کے داد و دہش کرنا بے اعتدالی اور فضول خرچی ہے اور یہ اپنے مرتکب کو دنیا میں بلند کر دیتی ہے۔ لیکن آخرت میں پست کرتی ہے اور لوگوں کے اندر عزت میں اضافہ کرتی۔ مگر اللہ کے نزدیک ذلیل کرتی ہے۔ جو شخص بھی مال کو بغیر استحقاق کے یا نا اہل افراد کو دے گا اللہ اُسے ان کے شکریہ سے محروم ہی رکھے گا اور ان کی دوستی و محبت بھی دوسروں ہی کے حصہ میں جائے گی اور اگر کسی دن اسکے پیر پھسل جائیں (یعنی فقر و تنگدستی اُسے گھیر لے) اور ان کی امداد کا محتاج ہو جائے تو وہ اُس کے لئے بہت ہی بُرے ساتھی اور کمینے دوست ثابت ہوں گے۔

خطبہ 125

خوارج کے متعلق فرمایا۔

اگر تم اس خیال سے باز آنے والے نہیں ہو کہ میں نے غلطی کی اور گمراہ ہو گیا ہوں، تو میری گمراہی کی وجہ سے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عام افراد کو کیوں گمراہ سمجھتے ہو اور میری غلطی کی پاداش انہیں کیوں دیتے ہو، اور میرے گناہوں کے سبب سے انہیں کیوں کافر کہتے ہو۔ تلواریں کندھوں پر اٹھائے ہر موقع و بے

موقع جگہ پر وار کیے جا رہے ہو، اور بے خطاؤں کو خطا کاروں کے ساتھ ملائے دیتے ہو، حالانکہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب زانی کو سنگسار کیا تو نماز جنازہ بھی اُس کی پڑھی اور اس کے وارثوں کو اُس کا ورثہ بھی دلوایا اور قاتل سے قصاص لیا تو اس کی میراث اس کے گھر والوں کو دلائی چور کے ہاتھ کاٹے اور زنائے غیر محصنہ کے مرتکب کو تازیانے لگوائے تو اس کے ساتھ انہیں مال غنیمت میں سے حصہ بھی دیا۔ اور انہوں نے (مسلمان ہونے کی حیثیت سے) مسلمان عورتوں سے نکاح بھی کئے۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے گناہوں کی سزا ان کو دی اور جو ان کے بارے میں اللہ کا حق (حد شرعی) تھا اسے جاری کیا، مگر انہیں اسلام کے حق سے محروم نہیں کیا اور نہ اہل اسلام سے ان کے نام خارج کئے۔ اسکے بعد (ان شر انگیزیوں کے معنی یہ ہیں کہ) تم ہو ہی شر پسند اور وہ کہ جنہیں شیطان نے اپنی مقصد برآری کی راہ پر لگا رکھا ہے اور گمراہی کے سنسان بیابان میں لا پھینکا ہے (یاد رکھو کہ) میرے بارے میں دو قسم کے لوگ تباہ و برباد ہوں گے، ایک حد سے زیادہ چاہنے والے اور ایک میرے مرتبہ میں کمی کر کے دشمنی رکھنے والے کہ جنہیں یہ عناد حق سے بے راہ کر دے گا۔ میرے متعلق درمیانی راہ اختیار کرنیوالے ہی سب سے بہتر حالت میں ہوں گے۔ تم اسی راہ پر جمے رہو اور اسی بڑے گروہ کے ساتھ لگ جاؤ۔ چونکہ اللہ کا ہاتھ اتفاق و اتحاد رکھنے والوں پر ہے اور تفرقہ و انتشار سے باز آجاؤ اس لئے کہ جماعت سے الگ ہو جانے والا شیطان کے حصہ میں چلا جاتا ہے۔ جس طرح گلے سے کٹ جانے والی بھیڑ بھیڑیئے کو مل جاتی ہے۔ خبردار! جو بھی ایسے نعرے لگا کر اپنی طرف بلائے، اُسے قتل کر دو، اگرچہ اسی عمامہ کے نیچے کیوں نہ ہو (یعنی میں خود کیوں نہ ہوں) اور وہ دونوں حکم (ابو موسیٰ و عمرو ابن عاص) تو صرف اس لئے ثالث مقرر کئے گئے تھے کہ وہ انہی چیزوں کو زندہ کریں جنہیں قرآن نے زندہ کیا ہے اور انہی چیزوں کو نیست و نابود کریں جنہیں قرآن نے نیست و نابود کیا ہے۔ کسی چیز کے زندہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس پر یک جہتی کے ساتھ متحد ہو جائے اور اس کے نیست و نابود کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ اب اگر قرآن ہمیں ان لوگوں (کی اطاعت) کی طرف لے جاتا تو ہم ان کے پیرو بن جاتے اور اگر انہیں ہماری طرف لائے تو پھر انہیں ہمارا اتباع کرنا چاہیئے۔ تمہارا برا ہو میں نے کوئی مصیبت تو کھڑی نہیں کی اور نہ کسی بات میں تمہیں دھوکا دیا ہے اور نہ اس میں فریب کاری کی ہے۔ تمہاری جماعت ہی کی یہ رائے قرار پائی تھی کہ دو آدمی چن لیے جائیں۔ جن سے ہم نے یہ اقرار لے لیا تھا کہ وہ قرآن سے تجاوز نہ کریں گے۔ لیکن وہ اچھی طرح دیکھنے بھالنے کے باوجود قرآن سے بہک گئے اور حق کو چھوڑ بیٹھے اور ان کے جذبات بے راہ روی کے مقتضی ہوئے۔ چنانچہ وہ اس روش پر چل پڑے (حالانکہ) ہم نے پہلے ہی ان سے شرط کر لی تھی کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے اور حق کا مقصد پیش نظر رکھنے میں بد نیتی و بے راہ روی کو دخل نہ دیں گے (اگر ایسا ہوا تو وہ فیصلہ ہمارے لئے قابل تسلیم نہ ہو گا)۔

خطبہ 126

اس میں بصرہ کے اندر برپا ہونیوالے ہنگاموں کا تذکرہ ہے۔

اے احنف! میں اُس شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک ایسے لشکر کو لے کر بڑھ رہا ہے کہ جس میں نہ گرد و غبار ہے نہ شور و غوغا، نہ لگاموں کی کھڑکھڑاہٹ ہے اور نہ گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز وہ لوگ زمین کو اپنے پیروں سے جو شتر مرغ کے پیروں کے مانند ہیں روندر ہے ہوں گے۔

(سید رضی کہتے ہیں کہ حضرتؑ نے اس سے حبشیوں کے سردار کی طرف اشارہ کیا ہے پھر آپ نے فرمایا: ان لوگوں کے ہاتھوں سے کہ جن کے قتل ہو جانے والوں پر بین نہیں کیا جاتا اور گم ہونے والوں کو ڈھونڈا نہیں جاتا تمہاری اُن آبادگلیوں اور سجے سجائے مکانوں کے لئے تباہی ہے کہ جن کے چھجے گدوں کے پروں اور ہاتھیوں کی سونڈوں کے مانند ہیں۔ میں دنیا کو اوندھے منہ گرانے والا اور اس کی بساط کا صحیح اندازہ رکھنے والا اور اس کے لائق حال نگاہوں سے دیکھنے والا ہوں۔ اسی خطبہ کے ذیل میں ترکوں کی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جن کے چہرے ان ڈھالوں کی طرح ہیں کہ جن پر چمڑے کی تہیں منڈھی ہوئی ہوں۔ وہ ابریشم و دیبا کے کپڑے پہنتے ہیں اور اصیل گھوڑوں کو عزیز رکھتے ہیں اور وہاں کشت و خون کی گرم بازاری ہوگی، یہاں تک کہ زخمی کشتوں کے اوپر سے ہو کر گزریں گے اور بچ کر بھاگ نکلنے والے اسیر ہونے والوں سے کم ہوں گے۔

(اس موقع پر) آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے جو قبیلہ بنی کلب سے تھا، عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ آپ کو تو علم غیب حاصل ہے جس پر آپ ہنسے اور فرمایا اے برادر کلبی! یہ علم غیب نہیں بلکہ ایک صاحب علم (رسولؐ) سے معلوم کی ہوئی باتیں ہیں۔ علم غیب تو قیامت کی گھڑی اور ان چیزوں کے جاننے کا نام ہے جنہیں اللہ سبحانہٗ نے ان اللہ عندہ علم الساعة والی آیت میں شمار کیا ہے چنانچہ اللہ ہی جانتا ہے کہ شکموں میں کیا ہے۔ نر ہے یا مادہ، بدصورت ہے یا خوبصورت، سخی ہے یا بخیل، بدبخت ہے یا خوش نصیب اور کون جہنم کا ایندھن ہوگا اور کون جنت میں نبیوں کا رفیق ہوگا۔ یہ وہ علم غیب ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رہا دوسری چیزوں کا علم تو وہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو دیا اور نبیؐ نے مجھے بتایا، اور میرے لئے دعا فرمائی کہ میرا سینہ انہیں محفوظ رکھے اور میری پسلیاں انہیں سمیٹے رہیں۔

خطبہ 127

جس میں آپؑ نے پیمانوں اور ترازوؤں کا ذکر فرمایا ہے۔

اللہ کے بندو! تم اور تمہاری اس دنیا سے بندھی ہوئی امیدیں مقررہ مدت کی مہمان ہیں اور ایسے قرض دار جن سے ادائیگی کا تقاضا کیا جا رہا ہے عمر ہے جو گھٹتی جا رہی ہے اور اعمال ہیں جو محفوظ ہو رہے ہیں۔ بہت سے دوڑ دھوپ کرنے والے اپنی محنت اکارت کرنے والے ہیں اور بہت سے سعی و کوشش میں لگے رہنے والے گھاٹے میں جا رہے ہیں تم ایسے زمانہ میں ہو کہ جس میں بھلائی کے قدم پیچھے ہٹ رہے ہیں اور برائی آگے بڑھ رہی ہے اور لوگوں کو تباہ کرنے میں شیطان کی حرص

تیز ہوتی جارہی ہے۔چنانچہ یہی وہ وقت ہے کہ اسکے (ہتھکنڈوں) کا سروسامان مضبوط ہو چکا ہے اور اس کی سازشیں پھیل رہی ہیں اور اس کے شکار آسانی سے پھنس رہے ہیں۔جدھر چاہو لوگوں پر نگاہ دوڑاؤ تم یہی دیکھو گے کہ ایک طرف کوئی فقیر فقروفاقہ جھیل رہا ہے اور دوسری طرف دولت مند نعمتوں کو کفرانِ نعمت سے بدل رہا ہے اور کوئی بخیل اللہ کے حق کو دبا کر مال بڑھا رہا ہے اور کوئی سرکش پندونصیحت سے کان بند کئے پڑا ہے۔کہاں ہیں تمہارے نیک اور صالح افراد اور کہاں ہیں تمہارے عالی حوصلہ اور کریم النفس لوگ۔کہاں ہیں کاروبار میں (دغا وفریب سے) بچنے والے اور اپنے طور طریقوں میں پاک و پاکیزہ رہنے والے؟ کیا وہ سب کے سب اس ذلیل اور زندگی کا مزا کرکرا کرنے والی تیز رو دنیا سے گزر نہیں گئے اور کیا تم ان کے بعد ایسے رذیل اور ادنیٰ لوگوں میں نہیں رہ گئے کہ جن کے مرتبہ کو پست و حقیر سمجھتے ہوئے اور ان کے ذکر سے پہلو بچاتے ہوئے ہونٹ ان کی مذمت میں بھی کھلنا گوارا نہیں کرتے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔فساد اُبھر آیا ہے۔برائی کا وہ دور ایسا ہے کہ انقلاب کے کوئی آثار نہیں اور نہ کوئی روک تھام کرنے والا ہے جو خود بھی باز رہے۔کیا انہی کرتوتوں سے جنت میں اللہ کے پڑوس میں بسنے اور اس کا گہرا دوست بننے کا ارادہ ہے، ارے تو یہ اللہ کو دھوکا دے کر اُس سے جنت نہیں لی جاسکتی اور بغیر اس کی اطاعت کے اُس کی رضامندیاں حاصل نہیں ہوسکتیں۔خدا اُن لوگوں پر لعنت کرے کہ جو اوروں کو بھلائی کا حکم دیں اور خود اسے چھوڑ بیٹھیں اور دوسروں کو بُری باتوں سے روکیں اور خود اُن پر عمل کرتے رہیں۔

خطبہ 128

جب حضرت ابوذر ؓ کو ربذہ کی طرف جلاوطن کیا گیا تو اُن سے خطاب کرکے فرمایا۔

اے ابوذر! تم اللہ کیلئے غضبناک ہوئے ہو تو پھر جس کی خاطر یہ تمام غم و غصہ ہے اُسی سے امید بھی رکھو۔ان لوگوں کو تم سے اپنی دنیا کے متعلق خطرہ ہے اور تمہیں ان لوگوں سے اپنے دین کے متعلق اندیشہ ہے۔لہٰذا جس چیز کیلئے انہیں تم سے کھٹکا ہے وہ انہیں کے ہاتھ میں چھوڑو اور جس شے کیلئے تمہیں ان سے اندیشہ ہے اسے لے کر ان سے بھاگ نکلو۔جس چیز سے تم انہیں محروم کرکے جارہے ہو کاش کہ وہ سمجھتے کہ وہ اسکے کتنے حاجت مند ہیں اور جس چیز کو انہوں نے تم سے روک لیا ہے اس سے تم بہت ہی بے نیاز ہو اور جلد ہی تم جان لوگے کہ کل فائدہ میں رہنے والا کون ہے اور کس پر حسد کرنیوالے زیادہ ہیں، اگر یہ آسمان و زمین کسی بندے پر بند پڑے ہوں اور وہ اللہ سے ڈرے تو وہ اُس کیلئے زمین و آسمان کی راہیں کھول دے گا۔تمہیں صرف حق سے دلچسپی ہونا چاہئے اور صرف باطل ہی سے گھبرانا چاہئے۔اگر تم ان کی دنیا قبول کرلیتے تو وہ تمہیں چاہنے لگتے اور تم اس میں کوئی حصہ اپنے لئے مقرر کرالیتے تو وہ تم سے مطمئن ہوجاتے۔

خطبہ 129

اے الگ الگ طبیعتوں اور پراگندہ دل و دماغ والو کہ جن کے جسم موجود اور عقلیں گم ہیں میں تمہیں نرمی و شفقت سے حق کی طرف لانا چاہتا ہوں اور تم

اس سے اس طرح بھڑک اٹھتے ہو جس طرح شیر کے ڈکارنے سے بھیڑ بکریاں، کتنا دشوار ہے کہ میں تمہارے سہارے پر چھپے ہوئے عدل کو ظاہر کروں یا حق میں پیدا کی ہوئی کجیوں کو سیدھا کروں۔ بار الٰہا تو خوب جانتا ہے کہ یہ جو کچھ بھی ہم سے (جنگ و پیکار کی صورت میں) ظاہر ہوا اس لئے نہیں تھا کہ ہمیں تسلط و اقتدار کی خواہش تھی یا مالِ دنیا کی طلب تھی بلکہ یہ اس لئے تھا کہ ہم دین کے نشانات کو (پھر اُن کی جگہ پر) پلٹا ئیں اور تیرے شہروں میں امن و بہبودی کی صورت پیدا کریں تا کہ تیرے ستم رسیدہ بندوں کو کوئی کھٹکا نہ رہے اور تیرے وہ احکام (پھر سے) جاری ہو جائیں جنہیں بیکار بنا دیا گیا ہے۔ اے اللہ! میں پہلا شخص ہوں جس نے تیری طرف رجوع کی اور تیرے حکم کو سن کر لبیک کہی اور رسول اللہ A کے علاوہ کسی نے بھی نماز پڑھنے میں مجھ پر سبقت نہیں کی۔

(اے لوگو!) تمہیں یہ معلوم ہے کہ ناموس، خون، مالِ غنیمت (نفاذ) احکام اور مسلمانوں کی پیشوائی کے لئے کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی بخیل حاکم ہو کیونکہ اس کا دانت مسلمانوں کے مال پر لگا رہے گا، اور نہ کوئی جاہل کہ وہ انہیں اپنی جہالت کی وجہ سے گمراہ کرے گا۔ اور نہ کوئی کج خلق کہ وہ اپنی تندمزاجی سے چرکے لگاتا رہے گا، اور نہ کوئی مال و دولت میں بے راہ روی کرنے والا کہ وہ کچھ لوگوں کو دے گا اور کچھ کو محروم کر دے گا اور نہ فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والا کہ وہ دوسروں کے حقوق کو رائیگاں کر دے گا اور انہیں انجام تک نہ پہنچائے گا اور نہ کوئی سنت کو بیکار کر دینے والا کہ وہ امت کو تباہ و برباد کر دے گا۔

خطبہ130

وہ جو کچھ لے اور جو کچھ دے اور جو نعمتیں بخشے اور جن آزمائشوں میں ڈالے (سب پر) ہم اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ وہ ہر چھپی ہوئی چیز کی گہرائیوں سے آگاہ، اور ہر پوشیدہ شے پر حاضر و ناظر ہے۔ وہ سینوں میں چھپی ہوئی چیزوں اور آنکھوں کے چوری چھپے اشاروں کا جاننے والا ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے برگزیدہ (بندے) اور فرستادہ (رسول) ہیں۔ ایسی گواہی کہ جس میں ظاہر و باطن یکساں اور دل و زبان ہمنوا ہیں۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے خدا کی قسم وہ چیز جو سراسر حقیقت ہے ہنسی کھیل نہیں اور سراپا حق ہے جھوٹ نہیں۔ وہ صرف موت ہے اس کے پکارنے والے نے اپنی آواز پہنچا دی ہے اور اس کے ہنکانے والے نے جلدی مچا رکھی ہے، یہ (زندہ) لوگوں کی کثرت تمہارے نفس کو دھوکا نہ دے (کہ اپنی موت کو بھول جاؤ) تم اُن لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے جنہوں نے مال و دولت کو سمیٹا تھا۔ جو افلاس سے ڈرتے تھے اور امیدوں کی درازی اور موت کی دوری کا (فریب کھا کر) نتائج سے بے خوف بن چکے تھے۔ دیکھ چکے ہو کہ کس طرح موت اُن پر ٹوٹ پڑی کہ انہیں وطن سے نکال باہر کیا اور اُن کی جائے امن سے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا اس عالم میں کہ وہ تابوت پر لدے ہوئے تھے اور لوگ یکے بعد دیگرے کندھا دے رہے تھے اور اپنی انگلیوں (کے سہارے) سے روکے ہوئے تھے۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو دور کی امیدیں لگائے بیٹھے تھے۔ جنہوں نے مضبوط محل بنائے تھے اور ڈھیروں مال جمع کیا تھا کس طرح ان کے گھر قبروں میں بدل گئے اور جمع شدہ پونجی تباہ ہو گئی اور ان کا مال

وارثوں کا ہو گیا۔ اور ان کی بیویاں دوسروں کے پاس پہنچ گئیں (اب) نہ وہ نیکیوں میں کچھ اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کا کوئی موقعہ ہے کہ وہ کسی گناہ کے بعد (توبہ کر کے) اللہ کی رضامندیاں حاصل کرلیں۔ جس شخص نے اپنے دل کو تقویٰ شعار بنالیا وہ بھلائیوں میں سبقت لے گیا اور اس کا کیا کرایا سوارت ہوا۔ تقویٰ حاصل کرنے کا موقعہ غنیمت سمجھو اور جنت کے لئے جو عمل ہونا چاہئے اُسے انجام دو۔ کیونکہ دنیا تمہاری قیام گاہ نہیں بنائی گئی، بلکہ یہ تو تمہارے لئے گزرگاہ ہے تا کہ تم اس سے اپنی مستقل قیام گاہ کے لئے زاد اکٹھا کر سکو۔ اُس دنیا سے چل نکلنے کے لئے آمادہ رہو، اور کوچ کے لئے سواریاں اپنے سے قریب کر لو (کہ وقت آنے پر بآسانی سوار ہو سکو)۔

خطبہ 131

دنیا و آخرت اپنی باگ ڈور اللہ کو سونپے ہوئے اُس کے زیر فرمان ہے اور آسمان و زمین نے اپنی کنجیاں اُس کے آگے ڈال دی ہیں اور تر و تازہ شاداب درخت صبح و شام اس کے آگے سربسجود ہیں اور اپنی شاخوں سے چمکتی ہوئی آگ (کے شعلے) بھڑکاتے ہیں اور اس کے حکم میں (پھل پھول کر) پکے ہوئے میووں (کی ڈالیاں) پیش کرتے ہیں۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے۔ اللہ کی کتاب تمہارے سامنے اس طرح (کھل کر) بولنے والی ہے کہ اس کی زبان کہیں لڑکھڑاتی نہیں اور ایسا گھر ہے جسکے کھمبے سرنگوں نہیں ہوتے اور ایسی عزت ہے کہ اسکے معاون شکست نہیں کھاتے۔

اسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا۔ اللہ نے آپ A کو اس وقت بھیجا جبکہ رسولوں کی بعثت کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور لوگوں میں جتنے منہ تھے اتنی باتیں تھیں۔ چنانچہ آپ کو سب رسولوں سے آخر میں بھیجا اور آپ A کے ذریعہ سے وحی کا سلسلہ ختم کیا۔ آپ A نے اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کیا جو اس سے پیٹھ پھرائے ہوئے تھے اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہرا رہے تھے۔

اسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے (دل کے) اندھے کے منتہائے نظر بھی دنیا ہوتی ہے کہ اسے اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور نظر رکھنے والے کی نگاہیں اس سے پار چلی جاتی ہیں اور وہ اس امر کا یقین رکھتا ہے کہ اس کے بعد بھی ایک گھر ہے۔ نگاہ رکھنے والا اس سے نکلنا چاہتا ہے اور اندھا اسی پر نظریں جمائے رہتا ہے۔ بابصیرت اس سے (آخرت کے لئے) زاد حاصل کرتا ہے اور بے بصیرت اسی کے سروسامان میں لگا رہتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے تمہیں جاننا چاہئے کہ ہر شے سے آدمی کبھی سیر ہو جاتا ہے اور اکتا جاتا ہے۔ سوائے زندگی کے وہ کبھی مرنے میں راحت نہیں محسوس کرتا اور یہ اس حکمت کی طرح ہے کہ جو قلب مردہ کے لئے حیات، اندھی آنکھوں کے لئے بینائی، بہرے کانوں کے لئے شنوائی اور تشنہ کام کے لئے سیرابی ہے اور اسی میں پورا پورا سامان کفایت و سروسامان حفاظت ہے۔ یہ اللہ کی کتاب ہے کہ جس کے ذریعہ تمہیں سجھائی دیتا ہے اور تمہاری زبان میں گویائی آتی ہے اور (حق کی آواز) سنتے ہو۔

اس کے کچھ حصے کچھ حصوں کی وضاحت کرتے ہیں اور بعض بعض کی صداقت کی گواہی دیتے ہیں اور یہ ذات الٰہی کے متعلق الگ الگ نظریئے نہیں پیش کرتا اور نہ اپنے ساتھی کو اس کی راہ سے ہٹا کر کسی اور راہ پر لگا دیتا ہے (مگر) تم نے دلی کدورتوں اور گھورے پر اُگے ہوئے سبزہ کی خواہش پر ایکا کر لیا ہے۔ امیدوں کی چاہت پر تو تم میں صلح صفائی ہے اور مال کے کمانے پر ایک دوسرے سے دشمنی رکھتے ہو۔ تمہیں (شیطان) خبیث نے بھٹکا دیا ہے اور فریبوں نے تمہیں بہکا رکھا ہے۔ میرے اور تمہارے نفسوں کے مقابل میں اللہ ہی مددگار ہے۔

خطبہ 132

جب حضرت عمر ابن خطاب نے غزوہ روم میں شرکت کے لئے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا۔

اللہ نے دین والوں کی حدوں کو تقویت پہنچانے اور ان کی غیر محفوظ جگہوں کو (دشمن کی) نظر سے بچائے رکھنے کا ذمہ لیا ہے۔ وہی خدا (اب بھی) زندہ و غیر فانی ہے کہ جس نے اس وقت ان کی تائید و نصرت کی تھی جبکہ وہ اتنے تھوڑے تھے کہ دشمن سے انتقام نہیں لے سکتے تھے اور ان کی حفاظت کی جب وہ اتنے کم تھے کہ اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے۔ تم اگر خود ان دشمنوں کی طرف بڑھے اور ان سے ٹکرائے اور کسی افتاد میں پڑ گئے تو اس صورت میں مسلمانوں کے لئے دور کے شہروں کے پہلے کوئی ٹھکانا نہ رہے گا اور نہ تمہارے بعد کوئی ایسی پلٹنے کی جگہ ہوگی کہ اس کی طرف پلٹ کر آ سکیں۔ تم ان کی طرف (اپنے بجائے) کوئی تجربہ کار آدمی بھیجو اور اس کے ساتھ اچھی کارکردگی والے اور خیر خواہی کرنے والے لوگوں کو بھیج دو۔ اگر اللہ نے غلبہ دے دیا تو تم بھی چاہتے ہو اگر دوسری صورت (شکست) ہو گئی تو تم لوگوں کے لئے ایک مددگار اور مسلمانوں کے لئے پلٹنے کا مقام ہو گے۔

خطبہ 133

آپ میں اور عثمان ابن عفان میں کچھ بحث ہوئی تو مغیرہ ابن اخنس نے عثمان سے کہا میں ان سے تمہاری طرف سے نپٹ لیتا ہوں، جس پر آپ نے مغیرہ سے کہا۔

اے بے اولاد لعین کے بیٹے اور ایسے درخت کے پھل جس کی نہ کوئی جڑ ہے نہ شاخ تو بھلا مجھ سے کیا نپٹے گا خدا کی قسم جس کا تجھ ایسا مددگار ہو، اللہ اُسے غلبہ و سرفرازی نہیں دیتا اور جس کا تجھ ایسا ابھارنے والا ہو (وہ اپنے پیروں پر) کھڑا نہیں ہو سکتا۔ ہم سے دور ہو خدا تیری منزل کو دور ہی رکھے اور اس کے بعد جو بن پڑے کر لے اور اگر کچھ بھی مجھ پر ترس کھائے تو خدا تجھ پر رحم نہ کرے۔

خطبہ 134

تم نے میری بیعت اچانک اور بے سوچے سمجھے نہیں کی تھی اور نہ میرا اور تمہارا معاملہ یکساں ہے میں تمہیں اللہ کے لئے چاہتا ہوں اور تم مجھے اپنے شخصی فوائد کے لئے چاہتے ہو۔ اے لوگو! اپنی نفسانی خواہشوں کے مقابلہ میں میری اعانت کرو۔ خدا کی قسم میں مظلوم کا اس کے ظالم سے بدلہ لوں گا اور ظالم کی ناک میں نکیل ڈال کر اُسے سرچشمہ حق تک کھینچ کر لے جاؤں گا اگر چہ اُسے یہ ناگوار کیوں نہ گزرے۔

خطبہ 135

طلحہ وزبیر کے متعلق ارشاد فرمایا

خدا کی قسم! انہوں نے مجھ پر کوئی سچا الزام نہیں لگایا اور نہ انہوں نے میرے اور اپنے درمیان انصاف برتا۔ وہ مجھ سے اس حق کا مطالبہ کرتے ہیں جسے خود ہی انہوں نے چھوڑ دیا اور اس خون کا عوض چاہتے ہیں جسے انہوں نے خود بہایا ہے۔ اب اگر اس میں میں ان کا شریک تھا تو پھر اس میں ان کا بھی تو حصہ نکلتا ہے اور اگر وہی اس کے مرتکب ہوئے ہیں میں نہیں تو پھر اس کا مطالبہ صرف انہی سے ہونا چاہئے اور ان کے عدل وانصاف کا پہلا قدم یہ ہونا چاہئے کہ وہ اپنے خلاف حکم لگائیں اور میرے ساتھ میری بصیرت کی جلوہ گری ہے، نہ میں نے خود (جان بوجھ کر) کبھی اپنے کو دھوکا دیا اور نہ مجھے واقعی کبھی دھوکا ہوا اور بلاشبہ یہی وہ باغی گروہ ہے۔ جس میں ایک ہمارا سگا (زبیر) اور ایک بچھو کا ڈنک (حمیرا) ہے اور حق پر سیاہ پردے ڈالنے والے شبہے ہیں۔ (اب تو) حقیقت حال کھل کر سامنے آچکی ہے اور باطل اپنی بنیادوں سے ہل چکا ہے اور شر انگیزی سے اس کی زبان بند ہو چکی ہے۔ خدا کی قسم! میں ان کے لئے ایسا حوض چھلکاؤں گا۔ جس کا پانی نکالنے والا میں ہوں کہ جس سے سیراب ہو کر پلٹنا ان کے امکان میں نہ ہوگا اور نہ اس کے بعد کوئی گڑھا کھود کر پانی پی سکیں گے۔

اسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے۔ تم اس طرح (شوق ورغبت سے) بیعت بیعت پکارتے ہوئے میری طرف بڑھے جس طرح نئی بیاہی ہوئی بچوں والی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف۔ میں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی طرف سمیٹا تو تم نے انہیں اپنی جانب پھیلایا۔ میں نے اپنے ہاتھوں کو تم سے چھیننا چاہا مگر تم نے انہیں کھینچا۔ خدایا ان دونوں نے میرے حقوق کو نظر انداز کیا ہے اور مجھ پر ظلم ڈھایا ہے اور میری بیعت کو توڑ دیا ہے اور میرے خلاف لوگوں کو اکسایا ہے، لہذا تو جو انہوں نے گرہیں لگائی ہیں انہیں کھول دے اور جو انہوں نے بٹا ہے اسے مضبوط نہ ہونے دے اور انہیں ان کی امیدوں اور کرتوتوں کا بُرا نتیجہ دکھا۔ میں نے جنگ کے چھڑنے سے پہلے انہیں باز رکھنا چاہا اور لڑائی سے قبل انہیں ڈھیل دیتا رہا۔ لیکن انہوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور عافیت کو ٹھکرا دیا۔

خطبہ 136

اس میں آنے والے فتنوں اور ہنگاموں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وہ خواہشوں کو ہدایت کی طرف موڑے گا۔ جبکہ لوگوں نے ہدایت کو خواہشوں کی طرف موڑ دیا ہوگا اور ان کی رایوں کو قرآن کی طرف پھیرے گا جبکہ انہوں نے قرآن کو (توڑ مروڑ کر) قیاس ورائے کے ڈھیر پر لگالیا ہوگا۔ اس خطبہ کا ایک جزیہ ہے۔ (اس داعی حق سے پہلے) یہاں تک نوبت پہنچے گی کہ جنگ اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے گی۔ دانت نکالے ہوئے اور تھن بھرے ہوئے جن کا دودھ شیریں وخوش گوار معلوم ہوگا لیکن اس کا انجام تلخ وناگوار ہوگا۔ ہاں کل اور یہ کل بہت نزدیک ہے کہ ایسی چیزوں کو لے کر آجائے جنہیں ابھی تک تم نہیں پہچانتے حاکم ووالی جو اس جماعت میں سے نہیں ہوگا تمام حکمرانوں سے ان کی بدکرداریوں کی وجہ سے مواخذہ کرے گا اور زمین اس کے سامنے اپنے خزانے اگل دے گی اور اپنی کنجیاں بسہولت اس کے آگے ڈال دے گی، چنانچہ وہ تمہیں دکھائے گا کہ حق وصداقت کی روش کیا ہوتی ہے اور وہ دم توڑ چکنے والی کتاب وسنت کو پھر سے زندہ کرد ے گا۔ اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے گویا یہ منظر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ (داعی باطل) شام میں کھڑا ہوا للکار رہا ہے اور کوفہ کے اطراف میں اپنے جھنڈے لہرا رہا ہے۔ اور کاٹ کھانے والی اونٹنی کی طرح اس پر (حملہ کے لئے) جھکا ہوا ہے اور اُس نے زمین پر سروں کا فرش بچھا دیا ہے اُس کا منہ (پھاڑ کھانے کے لئے) کھل چکا ہے اور زمین میں اُس کی پامالیاں بہت سخت ہو چکی ہیں وہ دور دور تک بڑھ جانے والا اور بڑے شدومد سے حملہ کرنے والا ہے۔ بخدا وہ تمہیں اطراف زمین میں بکھیر دے گا یہاں تک کہ تم میں سے کچھ تھوڑے ہی بچیں گے جیسے آنکھ میں سرمہ تم اسی سراسیمگی کے عالم میں رہو گے یہاں تک کہ عربوں کی عقلیں پھر اپنے ٹھکانے پر آجائیں تم مضبوط طریقوں، روشن نشانیوں اور اسی قریب کے عہد پر جمے رہو کہ جس میں نبوت کے پائیدار آثار ہیں اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ شیطان اپنے قدم بقدم چلانے کے لئے راہیں آسان کرتا رہتا ہے۔

خطبہ 137

شوریٰ کے موقع پر فرمایا:۔

مجھ سے پہلے تبلیغ حق صلہ رحم اور جود وکرم کی طرف کسی نے بھی تیزی سے قدم نہیں بڑھایا، لہٰذا تم میرے قول کو سنو، اور میری باتوں کو یاد رکھو کہ تم جلدی ہی دیکھ لوگے کہ اس دن کے بعد سے خلافت کے لئے تلواریں سونت لی جائیں گی اور عہد وپیمان توڑ کر رکھ دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگ گمراہ لوگوں کے پیشوا بن کے کھڑے ہوں گے اور کچھ جاہلوں کے پیروکار ہو جائیں گے۔

خطبہ 138

اس میں لوگوں کو دوسروں کے عیب بیان کرنے سے روکا ہے۔

جن لوگوں کا دامن خطاؤں سے پاک صاف ہے اور بفضل الٰہی گناہوں سے محفوظ ہیں انہیں چاہئے کہ وہ گناہگاروں اور خطا کاروں پر رحم کریں اور اس چیز کا شکر ہی (کہ اللہ نے انہیں گناہوں سے بچائے رکھا ہے) ان پر غالب اور دوسروں کے عیب اچھالنے سے مانع رہے۔ چہ جائیکہ وہ عیب لگانے والا اپنے کسی بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی کرے اور اس کے عیب بیان کر کے طعن و تشنیع کرے۔ یہ آخر خدا کی اس پردہ پوشی کو کیوں نہیں یاد کرتا جو اُس نے خود اس کے ایسے گناہوں پر کی ہے جو اس گناہ سے بھی جس کی وہ غیبت کر رہا ہے بڑے تھے اور کیوں کر کسی ایسے گناہ کی بنا پر اُس کی برائی کرتا ہے جبکہ خود بھی ویسے ہی گناہ کا مرتکب ہو چکا ہے اور اگر بعینہ ویسا گناہ نہیں بھی کیا تو ایسے گناہ کئے ہیں کہ جو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے۔ خدا کی قسم اگر اُس نے گناہ کبیرہ نہیں بھی کیا تھا اور صرف صغیرہ کا مرتکب ہوا تھا تب بھی اس کا لوگوں کے عیوب بیان کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اے خدا کے بندے جھٹ سے کسی پر گناہ کا عیب نہ لگا، شاید اللہ نے وہ بخش دیا ہو اور اپنے کسی چھوٹے (سے چھوٹے) گناہ کے لئے بھی اطمینان نہ کرنا شاید کہ اس پر تجھے عذاب ہو۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی کسی دوسرے کے عیوب جانتا ہو اسے ان کے اظہار سے باز رہنا چاہئے اس علم کی وجہ سے جو خود اسے اپنے گناہوں کے متعلق ہے اور اس امر کا شکر کہ اللہ نے اسے ان چیزوں سے محفوظ رکھا ہے کہ جن میں دوسرے مبتلا ہیں کسی اور طرف اُسے متوجہ نہ ہونے دے۔

خطبہ 139

اے لوگو! اگر تمہیں اپنے کسی بھائی کی دینداری کی پختگی اور طور طریقوں کی درستگی کا علم ہو تو پھر اُس کے بارے میں افواہی باتوں پر کان نہ دھرو۔ دیکھو! کبھی تیر چلانے والا تیر چلاتا ہے اور اتفاق سے تیر خطا کر جاتا ہے اور بات ذرا میں اِدھر سے اُدھر ہو جاتی ہے اور جو غلط بات ہوگی وہ خود ہی نیست و نابود ہو جائے گی۔ اللہ ہر چیز کا سننے والا اور ہر شے کی خبر رکھنے والا ہے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ سچ اور جھوٹ میں صرف چار انگلیوں کا فاصلہ ہے۔ جب آپ سے اس کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کر کے اپنے کان اور آنکھ کے درمیان رکھا اور فرمایا جھوٹ وہ ہے جسے تم کہو کہ میں نے سنا اور سچ وہ ہے جسے تم کہو میں نے دیکھا۔

خطبہ 140

جو شخص غیر مستحق کے ساتھ حُسنِ سلوک برتتا ہے اور نااہلوں کے ساتھ احسان کرتا ہے اُس کے پلے یہی پڑتا ہے کہ کمینے اور شریر اُس کی مدح و ثنا کرنے لگتے ہیں اور جب تک وہ دیتا دلاتا رہے جاہل کہتے رہتے ہیں کہ اس کا ہاتھ کتنا سخی ہے۔ حالانکہ اللہ کے معاملہ میں وہ بخل کرتا ہے۔ چاہئے تو یہ کہ اللہ نے جسے مال دیا ہے وہ اس سے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ خوش اسلوبی سے مہمان نوازی کرے۔ قیدیوں اور خستہ حال اسیروں کو آزاد کرائے محتاجوں

اور قرض داروں کو دے اور ثواب کی خواہش میں حقوق کی ادائیگی اور مختلف زحمتوں کو اپنے نفس پر داشت کرے۔ اس لئے کہ ان خصائل و عادات سے آراستہ ہونا دنیا کی بزرگیوں سے شرفیاب ہونا اور آخرت کی فضیلتوں کو پالینا ہے، انشاء اللہ۔

خطبہ 141

طلب باراں کے سلسلہ میں:۔

دیکھو یہ زمین جو تمہیں اٹھائے ہوئے ہے اور یہ آسمان جو تم پر سایہ گستر ہے، دونوں تمہارے پروردگار کے زیر فرمان ہیں۔ یہ اپنی برکتوں سے اس لئے تمہیں مالامال نہیں کرتے کہ ان کا دل تم پر کڑھتا ہے یا تمہارا تقرب چاہتے ہیں یا کسی بھلائی کے تم سے امیدوار ہیں۔ بلکہ یہ تو تمہاری منفعت رسانی پر مامور ہیں جسے بجالاتے ہیں اور تمہاری مصلحتوں کی حدوں پر انہیں ٹھہرا لیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ (البتہ) اللہ سبحانہٗ بندوں کو اُن کی بداعمالیوں کے وقت پھلوں کے کم کرنے، برکتوں کے روک لینے اور انعامات کے خزانوں کو بند کردینے سے آزماتا ہے تا کہ توبہ کرنے والا توبہ کرے (انکار و سرکشی سے) باز آنے والا باز آجائے۔ نصیحت و عبرت حاصل کرنے والا نصیحت و بصیرت حاصل کرے اور گناہوں سے رُکنے والا رُک جائے۔ اللہ سبحانہٗ نے توبہ و استغفار کو روزی کے اُترنے کا سبب اور خلق پر رحم کھانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ اُس کا ارشاد ہے کہ اپنے پروردگار سے توبہ و استغفار کرو۔ بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا ہے وہی تم پر موسلا دھار مینہ برساتا ہے اور مال و اولاد سے تمہیں سہارا دیتا ہے۔ خدا اُس شخص پر رحم کرے جو توبہ کی طرف متوجہ ہو اور گناہوں سے ہاتھ اٹھائے اور موت سے پہلے نیک اعمال کرے۔

بار الہا! تیری رحمت کی خواہش کرتے ہوئے اور نعمتوں کی فراوانی چاہتے ہوئے اور تیرے عذاب و غضب سے ڈرتے ہوئے ہم پردوں اور گھروں کے گوشوں سے تیری طرف نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت جبکہ چوپائے چیخ رہے ہیں اور بچے چلا رہے ہیں خدایا ہمیں بارش سے سیراب کر دے اور ہمیں مایوس نہ کر اور خشک سالی سے ہمیں ہلاک نہ ہونے دے اور ہم میں سے کچھ بے وقوفوں کے کرتوت پر ہمیں اپنی گرفت میں نہ لے، اے رحم کرنے والوں میں بہت رحم کرنے والے، خدایا، جب ہمیں سخت تنگیوں نے مضطرب و بے چین کر دیا اور قحط سالیوں نے بے بس بنا دیا اور شدید حاجت مندیوں نے لاچار بنا ڈالا اور منہ زور فتنوں کا ہم پر تانتا بندھ گیا تو ہم تیری طرف نکل پڑے ہیں۔ گلہ لے کر اس کا جو تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں محروم نہ پلٹا اور نہ اس طرح کہ ہم اپنے نفسوں پر پیچ و تاب کھا رہے ہوں اور ہمارے گناہوں کی بناء پر ہم سے (عتاب آمیز) خطاب نہ کر اور ہمارے کئے کے مطابق ہم سے سلوک نہ کر خداوندا! تو ہم پر باران و برکت اور رزق و رحمت کا دامن پھیلا دے اور ایسی سیرابی سے ہمیں نہال کر دے جو فائدہ بخشنے والی اور سیراب کرنے والی اور گھاس پات اُگانے والی ہو

کہ جس سے تو گئی گذری ہوئی (کھیتیوں میں پھر سے) روئیدگی لے آئے۔ اور مردہ زمینوں میں حیات کی لہریں دوڑا دے۔ وہ ایسی سرابی ہو کہ جس کی تروتازگی (سرتاسر) فائدہ مند اور پختے ہوئے پھلوں کے انبار لئے ہوئے ہو جس سے تو ہموار زمینوں کو جل تھل بنا دے اور ندی نالے بہا دے اور درختوں کو برگ و بار سے سرسبز کر دے اور نرخوں کو سستا کر دے اور بلاشبہ تو جو چاہے اُس پر قادر ہے۔

خطبہ 142

اللہ سبحانہ نے اپنے رسولوں کو وحی کے امتیازات کے ساتھ بھیجا اور انہیں مخلوق پر اپنی حجت ٹھہرایا تا کہ وہ یہ عذر نہ کر سکیں کہ ان پر حجت تمام نہیں ہوئی۔ چنانچہ اللہ نے انہیں سچی زبانوں سے راہ حق کی دعوت دی (یوں تو) اللہ مخلوقات کو اچھی طرح جانتا بوجھتا ہے اور لوگوں کے ان رازوں اور بھیدوں سے کہ جنہیں وہ چھپا کر رکھتے ہیں بے خبر نہیں (پھر یہ حکم و احکام اس لئے دیئے ہیں) کہ وہ ان لوگوں کو آزما کر ظاہر کر دے کہ ان میں اعمال کے اعتبار سے کون اچھا ہے تا کہ ثواب ان کی جزا اور عقاب ان کی (بداعمالیوں) کی پاداش ہو کہاں ہیں وہ لوگ کہ جو جھوٹ بولتے ہوئے اور ہم پر ستم روا رکھتے ہوئے یہ ادعا کرتے ہیں کہ وہ راسخون فی العلم ہیں نہ ہم۔ چونکہ اللہ نے ہم کو بلند کیا ہے اور انہیں گرایا ہے اور ہمیں منصب امامت دیا ہے اور انہیں محروم رکھا ہے اور ہمیں (منزل علم میں) داخل کیا ہے اور انہیں دور کر دیا ہے۔ ہم ہی سے ہدایت کی طلب اور گمراہی کی تاریکیوں کو چھانٹنے کی خواہش کی جا سکتی ہے بلاشبہ امام قریش میں سے ہوں گے جو اسی قبیلہ کی ایک شاخ بنی ہاشم کی کشت زار سے ابھریں گے۔ نہ امامت کسی اور کو زیب دیتی ہے اور نہ ان کے علاوہ کوئی اس کا اہل ہو سکتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے ان لوگوں نے دنیا کو اختیار کر لیا ہے اور عقبیٰ کو پیچھے ڈال دیا ہے۔ صاف پانی چھوڑ دیا ہے اور گندا پانی پینے لگے ہیں گویا میں ان کے فاسق کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ برائیوں میں رہا تا کہ انہی برائیوں سے اُسے محبت ہو گئی اور ان سے مانوس ہوا اور ان سے اتفاق کرتا رہا۔ یہاں تک کہ (انہی برائیوں میں) اس کے سر کے بال سفید ہو گئے اور اسی رنگ میں اس کی طبیعت رنگ گئی پھر یہ کہ وہ (منہ سے) کف دیتا ہوا متلاطم دریا کی طرح آگے بڑھا بغیر اس کا کچھ خیال کئے کہ کس کو ڈبو رہا ہے اور بھوسے میں لگی ہوئی آگ کی طرح پھیلا بغیر اس کی پروا کئے ہوئے کہ کونسی چیزیں جلا رہا ہے۔ کہاں ہیں ہدایت کے چراغوں سے روشن ہونے والی عقلیں اور کہاں ہیں تقویٰ کے روشن مینار کی طرف دیکھنے والی آنکھیں اور کہاں ہیں اللہ کے ہو جانے والے قلوب اور اس کی اطاعت پر جم جانے والے دل وہ تو مال دنیا پر ٹوٹ پڑے ہیں اور (مال) حرام پر جھگڑ رہے ہیں۔ ان کے سامنے جنت اور دوزخ کے جھنڈے بلند ہیں، لیکن انہوں نے جنت سے اپنے منہ موڑ لئے ہیں اور اپنے اعمال کی وجہ سے دوزخ کی طرف بڑھ نکلے ہیں۔ اللہ نے ان لوگوں کو بلایا تو یہ بھڑک اٹھے اور پیٹھ پھرا کر چل دیئے اور شیطان نے ان کو دعوت دی تو لبیک کہتے ہوئے اس کی طرف لپک پڑے۔

خطبہ143

اے لوگو! تم اس دنیا میں موت کی تیر اندازیوں کا ہدف ہو (جہاں) ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو ہے اور ہر لقمہ میں گلوگیر پھندا ہے جہاں تم ایک نعمت اس وقت تک نہیں پاتے جب تک دوسری نعمت جدا نہ ہو جائے اور تم میں سے کوئی زندگی پانے والا ایک دن کی زندگی میں قدم نہیں رکھتا جب تک اس کی مدت حیات میں سے ایک دن کم نہیں ہو جاتا اور اس کے کھانے میں کسی اور رزق کا اضافہ نہیں ہوتا جب تک پہلا رزق ختم نہ ہو جائے اور جب تک ایک نقش مٹ نہ جائے دوسرا نقش ابھرتا نہیں اور جب تک کوئی نئی چیز کہنہ و فرسودہ نہ ہو جائے دوسری نئی چیز حاصل نہیں ہوتی اور جب تک کٹی ہوئی فصل گر نہ جائے نئی فصل کھڑی نہیں ہوتی آباؤ اجداد گزر گئے اور ہم انہی کی شاخیں ہیں جب جڑ ہی نہ رہی تو شاخیں کہاں رہ سکتی ہیں۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے کوئی بدعت وجود میں نہیں آتی مگر یہ کہ اس کی وجہ سے سنت کو چھوڑنا پڑتا ہے بدعتی لوگوں سے بچو روشن طریقہ پر جمے رہو۔ پرانی باتیں ہی اچھی ہیں اور (دین میں) پیدا کی ہوئی نئی چیزیں بدترین ہیں۔

خطبہ144

جب حضرت عمر ابن خطاب نے جنگ فارس میں شریک ہونے کے لئے آپ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا ! اس امر میں کامیابی و ناکامیابی کا دارومدار فوج کی کمی بیشی پر نہیں رہا ہے۔ یہ تو اللہ کا دین ہے جسے اُس نے (سب دینوں پر) غالب رکھا ہے اور اسی کا لشکر ہے جسے اُس نے تیار کیا ہے اور اس کی ایسی نصرت کی ہے کہ وہ بڑھ کر اپنی موجودہ حد تک پہنچ گیا ہے اور پھیل کر اپنے موجودہ پھیلاؤ پر آ گیا ہے اور ہم سے اللہ کا ایک وعدہ ہے اور وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور اپنے لشکر کی خود ہی مدد کرے گا۔ امور (سلطنت) میں حاکم کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو مہروں میں ڈورے کی جو انہیں سمیٹ کر رکھتا ہے۔ جب ڈورا ٹوٹ جائے تو سب مہرے بکھر جائیں گے اور پھر کبھی سمٹ نہ سکیں گے۔ آج عرب والے اگرچہ گنتی میں کم ہیں مگر اسلام کی وجہ سے وہ بہت ہیں اور اتحاد باہمی کے سبب سے (فتح) و غلبہ پانے والے ہیں تم اپنے مقام پر کھونٹی کی طرح جمے رہو اور عرب کا نظم و نسق برقرار رکھو اور ان ہی کو جنگ کی آگ کا مقابلہ کرنے دو۔ اس لئے کہ اگر تم نے اس سرزمین کو چھوڑا تو عرب اطراف و جوانب سے تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ یہاں تک کہ تمہیں اپنے سامنے کے حالات سے زیادہ ان مقامات کی فکر ہو جائے گی جنہیں تم اپنے پس پشت غیر محفوظ کر گئے ہو کل اگر عجم والے تمہیں دیکھیں گے تو (آپس میں) یہ کہیں گے کہ یہ ہے "سردار عرب" اگر تم نے اس کا قلع قمع کر دیا تو آسودہ ہو جاؤ گے تو اس کی وجہ سے ان کی حرص و طمع تم پر زیادہ ہو جائے گی۔ لیکن یہ جو تم کہتے ہو کہ وہ لوگ مسلمانوں سے لڑنے بھڑنے کے لئے چل کھڑے ہوئے ہیں تو اللہ ان کے بڑھنے کو تم سے زیادہ برا سمجھتا ہے۔ اور وہ جسے برا سمجھے اس کے بدلنے اور روکنے پر بہت قدرت رکھتا ہے اور ان کی تعداد کے متعلق جو کہتے ہو (کہ وہ بہت ہیں) تم ہم

سابق میں کثرت کے بل بوتے پر نہیں لڑا کرتے تھے بلکہ (اللہ کی) تائید ونصرت (کے سہارے) پر۔

خطبہ145

اللہ سبحانہ نے محمد A کو حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اُس کے بندوں کو محکم وواضح قرآن کے ذریعہ سے بتوں کی پرستش سے خدا کی طرف، اور شیطان کی اطاعت سے اللہ کی اطاعت کی طرف نکال لے جائیں تاکہ بندے اپنے پروردگار سے جاہل و بے خبر رہنے کے بعد اُسے جان لیں، ہٹ دھرمی اور انکار کے بعد اس کے وجود کا یقین اور واقرار کریں۔ اللہ اُن کے سامنے بغیر اس کے کہ اُسے دیکھا ہو قدرت کی (ان نشانیوں) کی وجہ سے جلوہ طراز ہے، کہ جو اُس نے اپنی کتاب میں دکھائی ہیں اور اپنی سطوت وشوکت کی (قہرمانیوں سے) نمایاں ہے کہ جن سے ڈرایا ہے اور دیکھنے کی بات یہ ہے کہ جنہیں اُسے مٹانا تھا انہیں کس طرح اُس نے اپنی عقوبتوں سے مٹا دیا اور تہس نہس کرنا تھا انہیں کیونکر اپنے عذابوں سے تہس نہس کر دیا۔ میرے بعد تم پر ایک ایسا دور آنے والا ہے جس میں حق بہت پوشیدہ اور باطل بہت نمایاں ہو گا اور اللہ ورسول پر افترا پردازی کا زور ہوگا۔ اس زمانہ والوں کے نزدیک قرآن سے زیادہ کوئی بے قیمت چیز نہ ہو گی جبکہ اُسے اس طرح پیش کیا جائے جیسے پیش کرنے کا حق ہے اور اس قرآن سے زیادہ ان میں کوئی مقبول اور قیمتی چیز نہیں ہو گی۔ اس وقت جبکہ اس کی آیتوں کا بے محل استعمال کیا جائے اور نہ (اُن کے) شہروں میں نیکی سے زیادہ کوئی بُرائی اور بُرائی سے زیادہ کوئی نیکی ہو گی۔ چنانچہ قرآن کا بار اٹھانے والے اسے پھینک کر الگ کریں گے اور حفظ کرنے والے اس کی (تعلیم) بھلا بیٹھیں گے اور قرآن اور قرآن والے (اہل بیتؑ) بے گھر اور بے در ہوں گے اور ایک ہی راہ میں ایک دوسرے کے ساتھی ہوں گے۔ انہیں کوئی پناہ دینے والا نہ ہو گا۔ وہ (بظاہر) لوگوں میں ہوں گے مگر ان سے الگ تھلگ ان کے ساتھ ہوں گے۔ مگر بے تعلق اس لئے کہ گمراہی ہدایت سے ساز گار نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ یکجا ہوں۔ لوگوں نے تفرقہ پردازی پر تو اتفاق کر لیا ہے اور جماعت سے کٹ گئے ہیں گویا کہ وہ کتاب کے پیشوا ہیں کتاب ان کی پیشوا نہیں۔ ان کے پاس تو صرف قرآن کا نام رہ گیا ہے اور صرف اس کے خطوط و نقوش کو پہچان سکتے ہیں۔ اس آنے والے دور سے پہلے وہ نیک بندوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچا چکے ہوں گے اور اللہ کے متعلق ان کی سچی باتوں کا نام بھی بہتان رکھ دیا ہو گا اور نیکیوں کے بدلہ میں انہیں بُری سزائیں دی ہوں گی۔

تم سے پہلے لوگوں کی تباہی کا سبب یہ ہے کہ وہ امیدوں کے دامن پھیلاتے رہے اور موت کو نظروں سے اوجھل سمجھا کیے۔ یہاں تک کہ جب وعدہ کی ہوئی (موت) آ گئی تو اُن کی معذرت کو ٹھکرا دیا گیا اور توبہ اٹھا لی گئی اور مصیبت وبلا ان پر ٹوٹ پڑی۔

اے لوگو! جو اللہ سے نصیحت چاہے اسے ہی توفیق نصیب ہوتی ہے اور جو اس کے ارشادات کو رہنما بنائے وہ سیدھے راستہ پر ہو لیتا ہے اس لئے کہ اللہ کی ہمسائیگی میں رہنے والا امن وسلامتی میں ہے اور اُس کا دشمن خوف و ہراس میں جو اللہ کی عظمت وجلالت کو پہچان لے اسے کسی طرح زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی عظمت کی

نمائش کرے چونکہ اس کی عظمت کو پہچان چکے ہیں ان کی رفعت و بلندی اسی میں ہے کہ اس کے آگے جھک جائیں اور جو اس کی قدرت کو جان چکے ہیں اُن کی سلامتی اسی میں ہے کہ اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں، حق سے اس طرح بھڑک نہ اٹھو جس طرح صحیح و سالم خارش زدہ سے، یا تندرست بیمار سے تم ہدایت کو اس وقت تک نہ پہچان سکو گے جب تک اُس کے چھوڑنے والوں کو نہ پہچان لو اور قرآن کے عہد و پیمان کے پابند نہ رہ سکو گے جب تک کہ اس کے توڑنے والے کو نہ جان لو اور اُس سے وابستہ نہیں رہ سکتے جب تک اُسے دور پھینکنے والی کی شناخت نہ کر لو، جو ہدایت والے ہیں انہی سے ہدایت طلب کرو، وہی علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ اُن کا (دیا ہوا) ہر حکم ان کے علم کا اور ان کی خاموشی ان کی گویائی کا پتہ دے گی اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا آئینہ دار ہے۔ وہ نہ دین کی مخالفت کرتے ہیں نہ اُس کے بارے میں باہم اختلاف رکھتے ہیں۔ دین ان کے سامنے ایک سچا گواہ ہے اور ایک ایسا بے زبان جو بول رہا ہے۔

خطبہ 146

ان دونوں (طلحہ و زبیر) میں سے ہر ایک اپنے لئے خلافت کا امیدوار ہے اور اُسے اپنی ہی طرف موڑ کر لانا چاہتا ہے۔ نہ اپنے ساتھی کی طرف، وہ اللہ کی طرف کسی وسیلہ سے توسل نہیں ڈھونڈتے اور نہ کوئی ذریعہ لے کر اُسکی طرف بڑھنا چاہتے ہیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف سے (دلوں میں کینہ) لیے ہوئے ہیں اور جلد ہی اس سلسلے میں بے نقاب ہو جائیں گے۔ خدا کی قسم اگر وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیں تو ایک ان میں دوسرے کو جان ہی سے مار ڈالے اور ختم کر کے ہی دم لے (دیکھو) باغی گروہ اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ (اب) کہاں ہیں اجر و ثواب کے چاہنے والے جبکہ حق کی راہیں مقرر ہو چکی ہیں اور یہ خبر انہیں پہلے سے دی جا چکی ہے۔ ہر گمراہی کیلئے حیلے بہانے ہوا کرتے ہیں اور ہر پیمان شکن (دوسروں کو) اشتباہ میں ڈالنے کیلئے کوئی نہ کوئی بات بنایا کرتا ہے۔ خدا کی قسم! میں اس شخص کی طرح نہیں ہوں گا جو ماتم کی آواز پر کان دھرے موت کی سنائی دینے والے کی آواز سنے اور رونے والے کے پاس (پرسے کے لئے) بھی جائے اور پھر عبرت بھی نہ کرے۔

خطبہ 147

شہادت سے پہلے فرمایا
اے لوگو! ہر شخص اسی چیز کا سامنا کرنے والا ہے جس سے وہ راہ فرار اختیار کئے ہوئے ہے اور جہاں زندگی کا سفر کھینچ کر لے جاتا ہے وہی حیات کی منزل منتہا

ہے۔موت سے بھاگنا اُسے پالینا ہے۔میں نے اس موت کے چھپے ہوئے بھیدوں کی جستجو میں کتنا ہی زمانہ گذارا مگر مشیت ایزدی یہی رہی کہ اس کی (تفصیلات) بے نقاب نہ ہوں۔اُس کی منزل تک رسائی کہاں وہ تو ایک پوشیدہ علم ہے تو ہاں میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اور محمد A کی سنت کو ضائع و برباد نہ کرو۔ ان دونوں ستونوں کو قائم و برقرار رکھو اور ان دونوں چراغوں کو روشن کئے رہو۔جب تک منتشر و پراگندہ نہیں ہوتے تم میں کوئی برائی نہیں آئے گی۔تم میں سے ہر شخص اپنی وسعت بھر بوجھ اٹھائے۔نہ جاننے والوں کا بوجھ بھی ہلکا رکھا گیا ہے۔(کیونکہ) اللہ رحم کرنے والا ہے دین سیدھا (کہ جس میں کوئی الجھاؤ نہیں) اور پیغمبر عالم و دانا ہے۔میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لئے عبرت بنا ہوا ہوں اور کل تم سے چھوٹ جاؤں گا۔خدا مجھے اور تمہیں مغفرت عطا کرے۔اگر اس پھسلنے کی جگہ پر قدم جمے رہے تو خیر اور اگر قدموں کا جماؤ اکھڑ گیا تو ہم بھی انہی (گھنی) شاخوں کی چھاؤں ہوا کی گذرگاہوں اور چھائے ہوئے ابر کے سایوں میں تھے (لیکن) اس کے بہتہ جمے ہوئے ٹکڑے چھٹ گئے اور ہوا کے نشانات مٹ مٹا گئے۔میں تمہارا ہمسایہ تھا کہ میرا جسم چند دن تمہارے پڑوس میں رہا اور میرے مرنے کے بعد مجھے جسد بے روح پاؤ گے کہ جو حرکت کرنے کے بعد تھم گیا اور بولنے کے بعد خاموش ہو گیا تا کہ میرا یہ سکون اور ٹھہراؤ اور آنکھوں کا مندھ جانا اور ہاتھ پیروں کا بے حس و حرکت ہو جانا تمہیں پند و نصیحت کرے۔کیونکہ عبرت حاصل کرنے والوں کیلئے یہ (منظر) بلیغ کلموں اور کان میں پڑنے والی باتوں سے زیادہ موعظت و عبرت دلانے والا ہوتا ہے۔میں تم سے اس طرح رخصت ہو رہا ہوں، جیسے کوئی شخص (کسی کی) ملاقات کے لئے چشم براہ ہو۔کل تم میرے اس دور کو یاد کرو گے اور میری نیتیں کھل کر تمہارے سامنے آ جائیں گی اور میری جگہ کے خالی ہونے اور دوسروں کے اس مقام پر آنے سے تمہیں میری قدر و منزلت کی پہچان ہو گی۔

خطبہ 148

(وہ لوگ) گمراہی کے راستوں پر لگ کر اور ہدایت کی راہوں کو چھوڑ کر (افراط و تفریط کے) دائیں بائیں راستوں پر ہو لئے ہیں جو بات کہ ہو کر رہنے والی اور محل انتظار میں ہو اس کے لئے جلدی نہ مچاؤ اور جسے "کل" اپنے ساتھ لئے آ رہا ہے اس کی دوری محسوس کرتے ہوئے نا گواری ظاہر نہ کرو۔بہتیرے لوگ ہیں کہ جو کسی چیز کے لئے جلدی مچاتے ہیں اور جب اسے پا لیتے ہیں تو پھر یہ چاہنے لگتے ہیں کہ اسے نہ ہی پاتے تو اچھا تھا "آج" آنے والے "کل" کے اجالوں سے کتنا قریب ہے۔اے میری قوم یہی تو وعدہ کی ہوئی چیزوں کے آنے اور ان فتنوں کے نمایاں ہو کر قریب ہونے کا زمانہ ہے کہ جن سے ابھی تم آگاہ نہیں ہو، دیکھو! ہم (اہل بیت) میں سے جو (ان فتنوں کا دور) پائے گا وہ اس میں (ہدایت کا) چراغ لے کر بڑھے گا اور نیک لوگوں کی راہ و روش پر قدم اٹھائے گا تا کہ بندھی ہوئی گرہوں کو کھولے اور بندوں کو آزاد کرے اور حسب ضرورت جڑے ہوئے کو توڑے اور ٹوٹے ہوئے کو جوڑے وہ لوگوں کی (نگاہوں سے) پوشیدہ ہو گا۔کھوج لگانے والے پیہم نظریں جمانے کے باوجود بھی اس کے نقش قدم کو نہ دیکھ سکیں گے۔اس وقت ایک قوم کو (حق کی سان پر) اس طرح تیز کیا جائے گا جس طرح لوہار تلوار کی باڑ تیز کرتا

ہے۔قرآن سے ان کی آنکھوں میں جلا پیدا کی جائے گی اور اس کے مطالب ان کے کانوں میں پڑتے رہیں گے اور حکمت کے چھلکتے ہوئے ساغر انہیں صبح و شام پلائے جائیں گے۔

اسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے۔ان کی (گمراہیوں کا) زمانہ بڑھتا ہی رہا تا کہ وہ اپنی رسوائیوں کی تکمیل اور سختیوں کا استحقاق پیدا کرلیں۔یہاں تک کہ جب وہ مدت ختم ہونے کے قریب آ گئی تو ایک (فتنہ انگیز) جماعت فتنوں کا سہارا لے کر بڑھی اور جنگ کی تخم پاشیوں کے لئے کھڑی ہو گئی تو اُس وقت ایمان لانے والے اپنے صبر و شکیب سے اللہ پر احسان نہیں جتاتے تھے اور نہ حق کی راہ میں جان دینا کوئی بڑا کارنامہ سمجھتے تھے۔یہاں تک کہ جب حکم قضا نے مصیبت کا زمانہ ختم کر دیا تو انہوں نے بصیرت کے ساتھ تلواریں اٹھا لیں اور اپنے ہادی کے حکم سے اپنے رب کے احکام کی اطاعت کرنے لگے اور جب اللہ نے رسول اللہ A کو دنیا سے اٹھا لیا تو ایک گروہ الٹے پاؤں پلٹ گیا، اور گمراہی کی راہوں نے اُسے تباہ و برباد کر دیا اور وہ اپنے غلط سلط عقیدوں پر بھروسا کر بیٹھا (قریبیوں کو چھوڑ کر) بیگانوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے لگا اور جن (ہدایت کے) وسیلوں سے اُسے مودت کا حکم دیا گیا تھا انہیں چھوڑ بیٹھا اور (خلافت کو) اُس کی مضبوط بنیادوں سے ہٹا کر وہاں نصب کر دیا، جو اس کی جگہ نہ تھی یہی تو گناہوں کے مخزن اور گمراہی میں بھٹکنے والوں کا دروازہ ہیں۔وہ حیرت و پریشانی میں سرگرداں اور آلِ فرعون کی طرح گمراہی کے نشہ میں مدہوش پڑے تھے کچھ تو آخرت سے کٹ کر دنیا کی طرف متوجہ تھے اور کچھ حق سے منہ موڑ کر دین چھوڑ چکے تھے۔

خطبہ 149

میں اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں اور ان چیزوں کے لئے اس سے مدد مانگتا ہوں کہ جو شیطان کو راندہ اور دور کرنے والی اور اُس کے پھندوں اور ہتھکنڈوں سے اپنی پناہ میں رکھنے والی ہیں۔میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد A اُس کے عبد و رسول A اور منتخب و برگزیدہ ہیں۔نہ اُن کے فضل و کمال کی برابری اور نہ ان کے اٹھ جانے کی تلافی ہو سکتی ہے۔تاریک گمراہیوں اور بھرپور جہالتوں اور سخت و درشت (خصلتوں) کے بعد شہروں (کے شہر) ان کی وجہ سے روشن و منور ہو گئے جبکہ لوگ حلال کو حرام اور مرد زیرک و دانا کو ذلیل سمجھتے تھے۔نبیوں سے خالی زمانہ میں جیتے تھے اور گمراہیوں کی حالت میں مر جاتے تھے پھر یہ کہ اے گروہ عرب تم ایسی بلاؤں کا نشانہ بننے والے ہو کہ جو قریب پہنچ چکی ہیں۔عیش و تنعم کی بدمستیوں سے بچو اور عذاب کی تباہ کاریوں سے ڈرو۔شبہات کے دھندلکوں اور فتنہ کی کجرویوں سے اپنے قدموں کو روک لو جبکہ اُس کا چھپا ہوا خدشہ سر اٹھائے اور مخفی اندیشہ سامنے آ جائے اور اس کا کھونٹا مضبوط ہو جائے۔فتنے ہمیشہ چھپے ہوئے راستوں سے ظاہر ہوا کرتے ہیں اور انجام کار اُن کی کھلم کھلا برائیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور اُن کی اٹھان ایسی ہوتی ہے جیسے نوخیز بچے کی اور اُن کے نشانات ایسے ہوتے ہیں جیسے پتھر (کی چوٹوں) کے ظالم آپس کے عہد و پیمان سے اس کے وارث ہوتے چلے آتے ہیں۔اگلا پچھلے کا رہنما اور پچھلا اگلے کا پیرو ہوتا ہے۔وہ اسی رذیل دنیا پر مرمٹتے ہیں اور اس سڑے

ہوئے مردار پر ٹوٹ پڑے ہیں جلد ہی پیرو کار اپنے پیشرو و رہنماؤں سے اظہار بیزاری کریں گے اور ایک دوسرے کی دشمنی کے ساتھ علیحدگی اختیار کرلیں گے اور سامنے ہونے پر ایک دوسرے کو لعنت کریں گے اس دور کے بعد ایک فتنہ ایسا آئے گا جو امن و سلامتی کو تہ و بالا کرنے والا اور تباہی مچانے والا اور خلق خدا پر سختی کے ساتھ حملہ آور ہوگا، تو بہت سے دل ٹھہراؤ کے بعد ڈانواں ڈول اور بہت سے لوگ (ایمان کی) سلامتی کے بعد گمراہ ہوجائیں گے۔ اس کے حملہ آور ہونے کے وقت رائیں مشتبہ ہوجائیں گی، جو اس فتنہ کی طرف جھک کر دیکھے گا وہ اُسے تباہ کردے گا اور جو اس میں سعی و کوشش کرے گا اُسے جڑ بنیاد سے اکھیڑ دے گا اور آپس میں ایک دوسرے کو اس طرح کاٹنے لگیں گے جس طرح وحشی گدھے اپنی بھیڑ میں ایک دوسرے کو دانتوں سے کاٹتے ہیں۔ اسلام کی بٹی ہوئی رسی کے بل کھل جائیں گے۔ صحیح طریق کار چھپ جائے گا حکمت کا پانی خشک ہوجائے گا اور ظالموں کی زبان کھل جائیگی وہ فتنہ بادیہ نشینوں کو اپنے ہتھوڑوں سے کچل دے گا اور اپنے سینہ سے ریزہ ریزہ کردے گا اُس کے گرد و غبار میں اکیلے دوکیلے تباہ و برباد ہوجائیں گے اور سوار اس کی راہوں میں ہلاک ہوجائیں گے۔ وہ حکم الٰہی کی تلخیاں لے کر آئے گا اور دودھ کے بجائے خالص خون دوہے گا۔ دین کے میناروں کو ڈھا دے گا اور یقین کے اصولوں کو توڑ دے گا۔ عقلمند اس سے بھاگیں گے اور شر پسند اُس کے کرتا دھرتا ہوں گے وہ گرجنے اور چمکنے والا ہوگا اور پورے زوروں کے ساتھ سامنے آئے گا۔ سب رشتے ناطے اس میں توڑ دیئے جائیں گے اور اسلام سے علیحدگی اختیار کرلی جائے گی۔ اس سے الگ تھلگ رہنے والا بھی اس میں مبتلا ہوجائے گا اور اس سے نکل بھاگنے والا بھی اپنے قدم اس سے باہر نہ نکال سکے گا۔

اسی خطبہ کا ایک جُزو یہ ہے: (جس میں ایمان والوں کی حالت کا ذکر ہے) کچھ تو اس میں سے شہید ہوں گے کہ جن کا بدلہ نہ لیا جا سکے گا اور کچھ خوف زدہ ہوں گے جو اپنے لئے پناہ ڈھونڈتے پھریں گے۔ انہیں قسموں اور (ظاہری) ایمان کی فریب کاریوں سے دھوکا دیا جائے گا۔ تم فتنوں کی طرف راہ دکھانے والے نشان اور بدعتوں کے سربراہ نہ بنو تم ایمان والی جماعت کے اصولوں اور اُن کی عبادت و اطاعت کے طور طریقوں پر جمے رہو۔ اللہ کے پاس مظلوم بن کر جاؤ ظالم بن کر نہ جاؤ۔ شیطان کی راہوں اور تمرد و سرکشی کے مقاموں سے بچو۔ اپنے پیٹ میں حرام کے لقمے نہ ڈالو اس لئے کہ تم اس کی نظروں کے سامنے ہو جس نے معصیت اور خطا کو تمہارے لئے حرام کیا ہے اور اطاعت کی راہیں آسان کردی ہیں۔

خطبہ 150

تمام تعریف اُس اللہ کیلئے ہے کہ جو خلق (کائنات سے) اپنے وجود کا اور پیدا شدہ مخلوقات سے اپنے قدیم و ازلی ہونے کا اور ان کی باہمی شباہت سے اپنے بے نظیر ہونے کا پتہ دینے والا ہے نہ حواس اسے چھو سکتے ہیں اور نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں۔ چونکہ بنانے والے اور بننے والے، گھیرنے والے اور گھرنے والے، پالنے والے اور پرورش پانے والے میں فرق ہوتا ہے وہ ایک ہے لیکن نہ ویسا کہ جو شمار میں آئے، وہ پیدا کرنے والا ہے لیکن نہ اس معنی سے کہ اسے حرکت کرنا اور تعب

اٹھاتا پڑے، وہ سننے والا ہے لیکن نہ کسی عضو کے ذریعہ سے اور دیکھنے والا ہے لیکن نہ اس طرح کی آنکھیں پھیلائے۔ وہ حاضر ہے لیکن نہ اس طرح کہ چھوا جا سکے۔ وہ جدا ہے نہ اس طرح کہ بیچ میں فاصلہ کی دوری ہو۔ وہ ظاہر بظاہر ہے مگر آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا۔ وہ ذاتاً پوشیدہ ہے نہ لطافت جسمانی کی بنا پر۔ وہ سب چیزوں سے اس لئے علیحدہ ہے کہ وہ ان پر چھایا ہوا ہے اور ان پر اقتدار رکھتا ہے اور تمام چیزیں اس لئے اُس سے جدا ہیں کہ وہ اس کے سامنے جھکی ہوئی اور اس طرف پلٹنے والی ہیں۔ جس نے (ذات کے علاوہ) اس کے لئے صفات تجویز کئے اُس نے اس کی حد بندی کر دی اور جس نے اسے محدود خیال کیا وہ اسے شمار میں آنے والی چیزوں کی قطار میں لے آیا اور جس نے اسے شمار کے قابل سمجھ لیا اس نے اس کی قدامت ہی سے انکار کر دیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کیسا ہے وہ اس کے لئے (الگ سے) صفتیں ڈھونڈھنے لگا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کہاں ہے اس نے اسے کسی جگہ میں محدود سمجھ لیا۔ وہ اُس وقت بھی عالم تھا جبکہ معلوم کا وجود نہ تھا اور اُس وقت بھی رب تھا۔ جبکہ پرورش پانے والے نہ تھے اور اس وقت بھی قادر تھا جبکہ یہ زیرِ قدرت آنے والی مخلوق نہ تھی۔

اسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے۔ ابھرنے والا اُبھر آیا۔ چمکنے والا چمک اٹھا اور ظاہر ہونے والا ظاہر ہوا۔ ٹیڑھے معاملے سیدھے ہو گئے۔ اللہ نے جماعت کو جماعت سے اور زمانہ کو زمانہ سے بدل دیا۔ ہم اس انقلاب کے اس طرح منتظر تھے جس طرح قحط زدہ بارش کا بلاشبہ آئمہ، اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حاکم ہیں اور اُس کو بندوں سے منوانے والے ہیں۔ جنت میں وہی جائے گا جسے ان کی معرفت ہو، اور وہ بھی اسے پہچانیں اور دوزخ میں وہی ڈالا جائے گا جو نہ انہیں پہچانے اور نہ وہ اُسے پہچانیں۔ اللہ نے تمہیں اسلام کے لئے مخصوص کر لیا ہے اور اس کے لئے تمہیں چھانٹ لیا ہے اور یہ اس طرح کہ اسلام سلامتی کا نام اور عزت انسانی کا سرمایہ ہے۔ اس کی راہ کو اللہ نے تمہارے لئے چن لیا ہے اور اس کے کھلے ہوئے احکام اور چھپی ہوئی حکمتوں سے اُس کے دلائل واضح کر دیئے ہیں۔ نہ اس کے عجائبات مٹنے والے ہیں اور نہ اس کے لطائف ختم ہونے والے ہیں۔ اسی میں نعمتوں کی بارشیں اور تاریکیوں کے چراغ ہیں۔ اسی کی کنجیوں سے نیکیوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اسی کے چراغوں سے تیرگیوں کا دامن چاک کیا جاتا ہے۔ خدا نے اس کے ممنوعہ مقامات سے روکا ہے اور اس کی چراگاہوں میں چرنے کی اجازت دی ہے۔ شفا چاہنے والے کے لئے اس میں بے نیازی ہے۔

خطبہ 151

اُسے اللہ کی طرف سے مہلت ملی ہے۔ وہ غفلت شعاروں کے ساتھ (تباہیوں میں) گرتا ہے بغیر سیدھی راہ اختیار کئے اور بغیر کسی ہادی اور رہبر کا ساتھ دیئے صبح سویرے ہی گنہگاروں کے ساتھ ہو لیتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جُزیہ ہے آخر کار جب اللہ اُن کے گناہوں کا نتیجہ اُن کے سامنے لائے گا اور غفلت کے پردوں سے انہیں نکال باہر کرے گا تو پھر اس چیز کی

طرف بڑھیں گے جسے پیٹھ دکھاتے تھے اور اس شے سے پیٹھ پھرائیں گے جس کی طرف ان کا رخ رہتا تھا۔ انہوں نے اپنے مطلوبہ سروسامان کو پا کر اور خواہشوں کو پورا کر کے کچھ بھی تو فائدہ حاصل نہ کیا۔ میں تمہیں اور خود اپنے کو اس مرحلہ سے متنبہ کرتا ہوں۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے نفس سے فائدہ اٹھائے اس لئے کہ آنکھوں والا وہ ہے جو سنے تو غور کرے اور نظر اٹھائے تو حقیقتوں کو دیکھ لے اور عبرتوں سے فائدہ اٹھائے۔ پھر واضح راستہ اختیار کرے جس کے بعد گڑھوں میں گرنے اور شبہات میں بھٹک جانے سے بچتا رہے اور حق سے بے راہ ہونے اور بات میں ردوبدل کرنے اور سچائی میں خوف کھانے سے گمراہیوں کی مدد کر کے زیاں کار نہ بنے۔ اے سننے والو اپنی سرمستیوں سے ہوش میں آؤ غضب سے آنکھیں کھولو اور دنیا کی دوڑ دھوپ کو کم کرو اور جو باتیں نبی امی A کی زبان (مبارک) سے پہنچی ہیں ان میں اچھی طرح غور و فکر کرو کہ ان سے نہ کوئی چارہ ہے اور نہ کوئی گریز کی راہ۔ جو ان کی خلاف ورزی کرے تم اس سے دوسری طرف رخ پھیر لو اور اسے چھوڑ دو کہ وہ اپنے نفس کی مرضی پر چلتا رہے۔ فخر کے پاس نہ جاؤ اور بڑائی (کے سر) کو نیچا کرو، اپنی قبر کو یاد رکھو کہ تمہارا راستہ وہی ہے اور جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے جو بوؤ گے وہی کاٹو گے اور جو آج آگے بھیجو گے وہی کل پا لو گے آگے کے لئے کچھ مہیا کرو اور اس دن کیلئے سروسامان تیار رکھو۔

اے سننے والو! ڈرو ڈرو، اور اے غفلت کرنے والو! کوشش کرو، کوشش کرو تمہیں خبر رکھنے والا جو بتائے گا وہ دوسرا نہیں بتا سکتا۔ قرآن حکیم میں اللہ کے ان اٹل اصولوں میں سے کہ جن پر وہ جزا و سزا دیتا ہے اور راضی و ناراض ہوتا ہے یہ چیز ہے کہ کسی بندے کو چاہے وہ جو کچھ جتن کر ڈالے دنیا سے نکل کر اللہ کی بارگاہ میں جانا ذرا فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ جبکہ وہ ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت سے توبہ کئے بغیر مر جائے ایک یہ کہ فرائض عبادت میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا ہو، یا کسی کو ہلاک کر کے اپنے غضب کو ٹھنڈا کیا ہو، یا دوسرے کے کئے پر عیب لگایا ہو یا دین میں بدعتیں ڈال کر لوگوں سے اپنا مقصد پورا کیا ہو، یا لوگوں سے دورخی چال چلتا ہو، یا دو زبانوں سے لوگوں سے گفتگو کرتا ہو۔ اس بات کو سمجھو اس لئے کہ ایک نظیر دوسری نظیر کی دلیل ہوا کرتی ہے۔

بلاشبہ چوپاؤں کا مقصد پیٹ (بھرنا) اور درندوں کا مقصد دوسروں پر حملہ آور ہونا اور عورتوں کا مقصد اس پست دنیا کو بنانا سنوارنا اور فتنے اٹھانا ہی ہوتا ہے۔
مومن وہ ہیں جو تکبر و غرور سے دور ہوں، مومن وہ ہیں جو خائف و ترساں ہوں۔ مومن وہ ہیں جو ہراساں ہوں۔

خطبہ 152

عقلمند دل کی آنکھوں سے اپنا مآل کار دیکھتا ہے اور اپنی اونچ نیچ (اچھی بُری راہوں) کو پہچانتا ہے۔ دعوت دینے والے نے پکارا اور نگہداشت کرنے والے نے نگہداشت کی۔ بلانے والے کی آواز پر لبیک کہو اور نگہداشت کرنے والے کی پیروی کرو۔
کچھ لوگ فتنوں کے دریاؤں میں اترے ہوئے ہیں اور سنتوں کو چھوڑ کر بدعتوں میں پڑ چکے ہیں۔ ایمان والے دبکے پڑے ہیں اور گمراہوں اور جھٹلانے

والوں کی زبانیں کھلی ہوئی ہیں ۔ہم قریبی تعلق رکھنے والے اور خاص ساتھی اور خزانہ دار اور دروازے ہیں اور گھروں میں دروازوں ہی سے آیا جاتا ہے اور جو دروازوں کو چھوڑ کر کسی اور طرف سے آئے اُس کا نام چور ہوتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزو یہ ہے (آل محمدؑ) انہی کے بارے میں قرآن کی نفیس آیتیں اُتری ہیں اور وہ اللہ کے خزینے ہیں اگر بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اور اگر خاموش رہتے ہیں تو کسی کو بات میں پہل کا حق نہیں پیشرو کو اپنے قوم قبیلے سے (ہر بات) سچ سچ بیان کرنا چاہئے اور اپنی عقل کو گم نہ ہونے دے اور اہل آخرت میں سے بنے اس لئے کہ اُدھر ہی سے آیا ہے اور اُدھر ہی اُسے پلٹ کر جانا ہے۔ دل (کی آنکھوں) سے دیکھنے والے اور بصیرت کے ساتھ عمل کرنے والے کے عمل کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ وہ (پہلے) وہ جان لیتا ہے کہ یہ عمل اُس کے لئے فائدہ مند ہے یا نقصان رساں اگر مفید ہوتا ہے تو آگے بڑھتا ہے۔ مضر ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے اس لئے کہ بے جانے بوجھے ہوئے بڑھنے والا ایسا ہے جیسے کوئی غلط راستے پر چل نکلے تو جتنا وہ اس راہ پر بڑھتا جائے گا اتنا ہی مقصد سے دور ہوتا جائے گا اور علم کی (روشنی میں) عمل کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی روشن راہ پر چل رہا ہو (تو اب) دیکھنے والے کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ آگے کی طرف بڑھ رہا ہے یا پیچھے کی طرف پلٹ رہا ہے۔ تمہیں جاننا چاہئے کہ ہر ظاہر کا ویسا ہی باطن ہوتا ہے جس کا ظاہر اچھا ہوتا ہے اُس کا باطن بھی اچھا ہوتا جس کا ظاہر بُرا ہوتا ہے اُس کا باطن بھی بُرا ہوتا ہے اور جیسا ہوتا ہے جیسا رسول صادق A نے فرمایا ہے کہ اللہ ایک بندے کو (ایمان کی وجہ سے) دوست رکھتا ہے اور اُس کے عمل کو بُرا سمجھتا ہے اور (کبھی) عمل کو دوست رکھتا ہے اور عمل کرنے والے کی ذات سے نفرت کرتا ہے۔ دیکھو ہر عمل ایک اُگنے والا سبزہ ہے اور سبزہ کے لئے پانی کا ہونا ضروری ہے اور پانی مختلف قسم کا ہوتا ہے جہاں پانی اچھا دیا جائے گا وہاں پر کھیتی بھی اچھی ہوگی اور اس کا پھل بھی میٹھا ہوگا اور جہاں پانی بُرا دیا جائے گا وہاں کھیتی بھی بُری ہوگی اور پھل بھی کڑوا ہوگا۔

خطبہ 153

اس خطبہ میں چمگادڑ کی عجیب وغریب خلقت کا ذکر فرمایا ہے۔

تمام حمد اُس اللہ کے لئے ہے جس کی معرفت کی حقیقت ظاہر کرنے سے اوصاف عاجز ہیں اور اُس کی عظمت و بلندی نے عقلوں کو روک دیا ہے جس سے وہ اُس کی سرحد فرمانروائی تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں پاتیں ۔وہ اللہ اقتدار کا مالک ہے اور (سراپا) حق اور (حق کا) ظاہر کرنے والا ہے۔ وہ ان چیزوں سے بھی زیادہ (اپنے مقام پر) ثابت و آشکارا ہے کہ جنہیں آنکھیں دیکھتی ہیں عقلیں اُس کی حد بندی کر کے اس تک نہیں پہنچ سکتیں کہ وہ دوسروں سے مشابہ ہو جائے اور نہ ہم اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کسی چیز کے مانند ہو جائے ۔اُس نے بغیر نمونہ و مثال کے اور بغیر کسی مشیر کار کے مشورہ کے اور بغیر کسی معاون کی امداد کے مخلوقات کو پیدا کیا۔ اُس کے حکم سے مخلوق اپنے کمال کو پہنچ گئی اور اُس کی اطاعت کے لئے جھک گئی اور بلا توقف لبیک کہی اور بغیر کسی نزاع و مزاحمت کے اُس کی مطیع ہو گئی ۔اس کی صنعت

کی لطافتوں اور خلقت کی عجیب و غریب کارفرمائیوں میں کیا کیا گہری حکمتیں ہیں کہ جو اُس نے ہمیں چمگادڑوں کے اندر دکھائی ہیں کہ جن کی آنکھوں کو (دن کا) اُجالا سکیڑ دیتا ہے۔ حالانکہ وہ تمام آنکھوں میں روشنی پھیلانے والا ہے اور اندھیرا اُن کی آنکھوں کو کھول دیتا ہے۔ حالانکہ وہ ہر زندہ شے کی آنکھوں پر نقاب ڈالنے والا ہے اور کیونکہ چمکتے ہوئے سورج میں ان کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں کہ وہ اُس کی نور پاش شعاعوں سے مدد لے کر اپنے راستوں پر آ جا سکیں اور نور آفتاب کے پھیلاؤ میں اپنی جانی پہچانی ہوئی چیزوں تک پہنچ سکیں۔ اُس نے تو اپنی ضو پاشیوں کی تابش سے انہیں نور کی تجلیوں میں بڑھنے سے روک دیا ہے اور اُن کے پوشیدہ ٹھکانوں میں انہیں چھپا دیا ہے کہ وہ اُس کی روشنی کے اُجالوں میں آ سکیں دن کے وقت تو وہ اس طرح ہوتی ہیں کہ اُن کی پلکیں جھلک کر آنکھوں پر لٹک آتی ہیں اور تاریکی شب کو اپنا چراغ بنا کر رزق کے ڈھونڈنے میں اس سے مدد لیتی ہیں۔ رات کی تاریکیاں اُن کی آنکھوں کو دیکھنے سے نہیں روکتیں اور نہ اُس کی گھٹا ٹوپ اندھیاریاں راہ پیمائیوں سے باز رکھتی ہیں۔ مگر جب آفتاب اپنے چہرے سے نقاب ہٹاتا ہے اور دن کے اجالے اُبھر آتے ہیں اور سورج کی کرنیں سوسمار کے سوراخ کے اندر تک پہنچ جاتی ہیں تو وہ اپنی پلکوں کو آنکھوں پر جھکا لیتی ہیں اور رات کی تیرگیوں میں جو معاش حاصل کی ہے اسی پر اپنا وقت پورا کر لیتی ہے۔ سبحان اللہ کہ جس نے رات ان کے کسب معاش کے لئے اور دن آرام و سکون کے لئے بنایا ہے اور ان کے گوشت ہی سے ان کے پر بنائے ہیں اور جب اڑنے کی ضرورت ہوتی ہے تو انہی پروں سے اونچی ہوتی ہیں گویا کہ وہ کانوں کی لویں ہیں کہ نہ ان میں پر و بال ہیں اور نہ کریاں، مگر تم اُن کی رگوں کی جگہ کو دیکھو گے کہ اس کے نشان ظاہر ہیں اور اس میں دو پر سے لگے ہوئے ہیں کہ جو نہ اتنے باریک ہیں کہ پھٹ جائیں اور نہ اتنے موٹے ہیں کہ بوجھل ہو جائیں (کہ اڑا نہ جا سکے) وہ اڑتی ہیں تو بچے اُن سے چمٹے پڑتے ہیں اور جب وہ نیچے کی طرف جھکتی ہیں تو بچے بھی جھک پڑتے ہیں اور جب وہ اونچی ہوتی ہیں تو بچے بھی اونچے ہو جاتے ہیں اور اُس وقت تک الگ نہیں ہوتے جب تک اُن کے اعضاء میں مضبوطی نہ آ جائے اور بلند ہونے کے لئے اُن کے پر (ان کا بوجھ) اٹھانے کے قابل نہ ہو جائیں، وہ اپنی زندگی کی راہوں پر اپنی مصلحتوں کو پہچانتے ہیں۔ پاک ہے وہ خدا کہ جس نے بغیر کسی نمونہ کے کہ جو اس سے پہلے کسی نے بنایا ہو ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔

خطبہ 154

اس میں اہل بصرہ کی مخالفت کرتے ہوئے انہیں فتنوں سے آگاہ کیا ہے۔

جو شخص ان (فتنہ انگیزیوں) کے وقت اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت پر ٹھہرائے رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اُسے ایسا ہی کرنا چاہئے۔ اگر تم میری اطاعت کرو گے تو میں انشاء اللہ تمہیں جنت کی راہ پر لگا دوں گا۔ اگرچہ وہ راستہ کٹھن دشواریوں اور تلخ مزوں کو لئے ہوئے ہے۔ رہیں فلاں تو ان میں عورتوں والی کم عقلی آ گئی ہے اور لوہار کے کڑھاؤ کی طرح کینہ و عناد اُن کے سینہ میں جوش مار رہا ہے اور جو سلوک مجھ سے کر رہی ہیں اگر میرے سوا کسی دوسرے سے ویسے سلوک کو ان سے کہا جاتا تو وہ نہ

کرتیں۔ ان سب چیزوں کے بعد بھی ہمیں ان کی سابقہ حرمت کا لحاظ ہے انکا حساب وکتاب اللہ کے ذمہ ہے۔

اس خطبہ کا ایک جزیہ ہے (ایمان کی راہ سب راہوں سے واضح اور سب چراغوں سے زیادہ نورانی ہے ایمان سے نیکیوں پر استدلال کیا جاتا ہے اور نیکیوں سے ایمان پر دلیل لائی جاتی ہے، ایمان سے علم کی دنیا آباد ہوتی ہے اور علم کی بدولت موت سے ڈرا جاتا ہے اور دنیا سے آخرت حاصل کی جاتی ہے مخلوقات کے لئے قیامت سے ادھر کوئی منزل نہیں۔ وہ اُسی کے میدان میں انتہا کی حد تک پہنچنے کے لئے دوڑ لگانے والی ہے۔

اس خطبہ کا ایک جزیہ ہے۔ وہ اپنی قبروں کے ٹھکانوں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی آخرت کے ٹھکانوں کی طرف پلٹ پڑے، ہر گھر کے لئے اس کے اہل ہیں کہ نہ وہ اُسے تبدیل کر سکیں گے اور نہ اس سے منتقل ہو سکیں گے نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ایسے دو کام ہیں جو اخلاق خداوندی میں سے ہیں۔ نہ اُن کی وجہ سے موت قبل از وقت آ سکتی ہے اور نہ جو رزق مقرر ہے اس میں کوئی کمی ہو سکتی ہے۔ تمہیں کتاب خدا پر عمل کرنا چاہئے اس لئے کہ وہ ایک مضبوط رسی روشن و واضح نور، نفع بخش شفا، پیاس بجھانے والی سیرابی، تمسک کرنے والے کے لئے سامان حفاظت اور وابستہ رہنے والے کے لئے نجات ہے۔ اس میں کجی نہیں آتی کہ اسے سیدھا کیا جائے نہ حق سے الگ ہوتی ہے کہ اس کا رخ موڑا جائے۔ کثرت سے دھرایا جانا اور (بار بار) کانوں میں پڑنا اُسے پرانا نہیں کرتا جو اس کے مطابق کہے وہ سچا ہے اور جو اس پر عمل کرے وہ سبقت لے جانے والا ہے۔

(اسی اثنا میں) ایک شخص کھڑا ہوا اور اُس نے کہا کہ ہمیں فتنہ کے بارے میں کچھ بتایئے اور کیا آپ نے اس کے متعلق رسول اللہؐ سے دریافت کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں جب اللہ نے یہ آیت اُتاری کہ "کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کے اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور وہ فتنوں سے دو چار نہیں ہوں گے تو میں سمجھ گیا کہ فتنہ ہم پر تو نہیں آئے گا جبکہ رسول اللہ A ہمارے درمیان موجود ہیں۔ چنانچہ میں نے کہا یا رسول اللہؐ! یہ فتنہ کیا ہے کہ جس کی اللہ نے آپ کو خبر دی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اے علیؑ! میرے بعد میری امت جلدی فتنوں میں پڑ جائے گی۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ A (اُحد کے دن جب شہید ہونے والے مسلمان شہید ہو چکے تھے اور شہادت مجھ سے روک لی گئی اور یہ مجھ پر گراں گزرا تھا تو آپ نے مجھ سے نہیں فرمایا تھا کہ تمہیں بشارت ہو کہ شہادت تمہیں پیش آنے والی ہے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ یونہی ہو کر رہے گا۔ (یہ کہو) کہ اُس وقت تمہارے صبر کی کیا حالت ہو گی تو میں نے کہا تھا کہ رسول اللہ A یہ صبر کا کوئی موقع نہیں ہے، یہ تو (میرے لئے) مژدہ اور شکر کا مقام ہوگا تو آپؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ حقیقت یہ ہے کہ لوگ میرے بعد مال و دولت کی وجہ سے فتنوں میں پڑ جائیں گے اور دین اختیار کر لینے سے اللہ پر احسان جتائیں گے اُس کی رحمت کی آرزوئیں تو کریں گے لیکن اس کے قہر و غلبہ (کی گرفت) سے بے خوف ہو جائیں گے کہ جھوٹ موٹ کے شبہوں اور غافل کر دینے والی خواہشوں کی وجہ سے حلال کو حرام کر لیں گے، شراب کو انگور و خرما کا پانی کہہ کر اور رشوت کا نام ہدیہ رکھ کر اور سود کو خرید و فروخت قرار دے کر جائز سمجھ لیں گے (پھر) میں نے کہا کہ یا رسول اللہ A میں انہیں اس موقع پر کس مرتبہ پر سمجھوں اس مرتبہ پر کہ وہ مرتد ہو گئے ہیں یا اس مرتبہ پر کہ وہ فتنہ

میں مبتلا ہیں تو آپ A نے فرمایا کہ فتنہ کے مرتبہ پر۔

خطبہ 155

تمام حمد اُس اللہ کے لئے ہے جس نے حمد کو اپنے ذکر کا افتتاحیہ، اپنے فضل و احسان کے بڑھانے کا ذریعہ اور اپنی نعمتوں اور عظمتوں کا دلیل راہ قرار دیا ہے۔
اے اللہ کے بندو! باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ بھی زمانہ کی وہی روش رہے گی جو گزر جانے والے کے ساتھ تھی۔ جتنا زمانہ گزر چکا ہے وہ پلٹ کر نہیں آئے گا اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ہمیشہ رہنے والا نہیں آخر میں بھی اس کی کارگزاریاں وہی ہوں گی جو پہلے رہ چکی ہیں اور اس کے جھنڈے ایک دوسرے کے عقب میں ہیں، گویا تم قیامت کے دامن سے وابستہ ہو کہ وہ تمہیں دھکیل کر اس طرح لئے جارہی ہے جس طرح للکارنے والا اپنی اونٹنیوں کو جو شخص اپنے نفس کو سنوارنے کے بجائے چیز دوں میں پڑ جاتا ہے وہ تیرگیوں میں سرگرداں اور ہلاکتوں میں پھنسا رہتا ہے اور شیاطین اُسے سرکشیوں میں کھینچ کرلے جاتے ہیں اور اس کی بد اعمالیوں کو اسکے سامنے سج دیتے ہیں آگے بڑھنے والوں کی آخری منزل جنت ہے اور عمداً کوتاہیاں کرنے والوں کی حد جہنم ہے۔
اللہ کے بندو! یاد رکھو کہ تقویٰ ایک مضبوط قلعہ ہے اور فسق و فجور ایک (کمزور) چار دیواری ہے کہ جو نہ اپنے رہنے والوں سے تباہیوں کو روک سکتی ہے اور نہ اُن کی حفاظت کر سکتی ہے۔ دیکھو تقویٰ ہی وہ چیز ہے کہ جس سے گناہوں کا ڈنک کاٹا جاتا ہے اور یقین ہی سے منتہائے مقصد کی کامرانیاں حاصل ہوتی ہیں۔ اے اللہ کے بندو! اپنے نفس کے بارے میں کہ جو تمہیں تمام نفسوں سے زیادہ عزیز و محبوب ہے اللہ سے ڈرو! اُس نے تمہارے لئے حق کا راستہ کھول دیا ہے اور اُس کی راہیں اجاگر کر دی ہیں۔ اب یا تو لازمی بد بختی ہوگی یا دائمی خوش بختی و سعادت۔ دار فانی سے عالم باقی کے لئے توشہ مہیا کر لو۔ تمہیں زادِ راہ کا پتہ دیا جا چکا ہے اور کوچ کا حکم مل چکا ہے اور چل چلاؤ کے لئے جلدی مچائی جارہی ہے۔ تم ٹھہرے ہوئے سواروں کے مانند ہو کہ تمہیں یہ پتہ نہیں کہ کب روانگی کا حکم دیا جائے گا۔ بھلا وہ دنیا کو لے کر کیا کرے گا جو آخرت کیلئے پیدا کیا گیا ہو، اور اُس مال کا کیا کرے گا جو عنقریب اُس سے چھن جانے والا ہے اور اُس کا مظلمہ و حساب اُس کے ذمہ رہنے والا ہے۔
اللہ کے بندو! خدا نے جس بھلائی کا وعدہ کیا ہے اُسے چھوڑا نہیں جا سکتا اور جس برائی سے روکا ہے اس کی خواہش نہیں کی جا سکتی۔
اللہ کے بندو! اس دن سے ڈرو کہ جس میں عملوں کی جانچ پڑتال اور زلزلوں کی بہتات ہوگی اور بچے تک اس میں بوڑھے ہو جائیں گے۔
اللہ کے بندو! یقین رکھو کہ خود تمہارا ضمیر تمہارا نگہبان اور خود تمہارے اعضاء و جوارح تمہارے نگران ہیں اور تمہارے عملوں اور سانسوں کی گنتی کو صحیح صحیح یاد رکھنے والے (کراماً کاتبین) ہیں ان سے نہ اندھیری رات کی اندھیاریاں چھپا سکتی ہیں اور نہ بند دروازے تمہیں اُوجھل رکھ سکتے ہیں۔ بلاشبہ آنے والا "کل" آج کے دن سے قریب ہے۔

''آج کا دن' اپنا سب کچھ لے کر چلا جائے گا اور "کل" اس کے عقب میں آیا ہی چاہتا ہے۔ گویا تم میں سے ہر شخص زمین کے اس حصہ پر کہ جہاں تنہائی کی منزل اور گڑھے کا نشان (قبر) ہے پہنچ چکا ہے۔ اس تنہائی کے گھر وحشت کی منزل اور مسافرت کے عالم تنہائی (کی ہولناکیوں) کا کیا حال بیان کیا جائے۔ گویا کہ صور کی آواز تم تک پہنچ چکی ہے اور قیامت تم پر چھا گئی ہے اور آخری فیصلہ سننے کے لئے تم (قبروں سے) نکل آئے ہو باطل کے پردے تمہاری آنکھوں سے ہٹا دیئے گئے ہیں اور تمہارے حیلے بہانے دب چکے ہیں اور حقیقتیں تمہارے لئے ثابت ہو گئی ہیں اور تمام چیزیں اپنے اپنے مقام کی طرف پلٹ پڑی ہیں۔ عبرتوں سے پند و نصیحت اور زمانہ کے الٹ پھیر سے عبرت حاصل کرو، اور ڈرانے والی چیزوں سے فائدہ اٹھاؤ۔

خطبہ 156

(اللہ نے) آپ A کو اُس وقت رسول بنا کر بھیجا جبکہ رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور اُمتیں مُدت سے پڑی سو رہی تھیں اور (دین کی) مضبوط رسی کے بل کھل چکے تھے۔

چنانچہ آپ A اُن کے پاس پہلی کتابوں کی تصدیق (کرنے والی کتاب) اور ایک ایسا نور لے کر آئے کہ جس کی پیروی کی جاتی ہے اور وہ قرآن ہے۔ اس کتاب سے پوچھو لیکن یہ بولے گی نہیں۔ البتہ میں تمہیں اُس کی طرف سے خبر دیتا ہوں کہ اس میں آئندہ کے معلومات گذشتہ واقعات اور تمہاری بیماریوں کا چارہ اور تمہارے باہمی تعلقات کی شیرازہ بندی ہے۔

اس خطبہ کا ایک جُزیہ ہے اُس وقت کوئی پختہ گھر اور کوئی اونی خیمہ ایسا نہ بچے گا کہ جس میں ظالم غم و حزن کو داخل نہ کریں اور سختیوں کو اُس کے اندر نہ پہنچائیں وہ دن ایسا ہوگا کہ آسمان میں تمہارا کوئی عذر خواہ اور زمین میں کوئی تمہارا مددگار نہ رہے گا۔ تم نے امر (خلافت) کے لئے نا اہلوں کو چن لیا اور ایسی جگہ پر سے لا اُتارا کہ جو اُس کے اُترنے کی جگہ نہ تھی۔ عنقریب اللہ ظلم ڈھانے والوں سے بدلہ لے گا۔ کھانے کے بدلے میں کھانے کا اور پینے کے بدلے میں پینے کا یوں کہ انہیں کھانے کے لئے حنظل اور پینے کے لئے ایلوا اور زہر ہلاہل دیا جائے گا اور ان کا اندرونی لباس خوف اور بیرونی پہناوا تلوار ہوگا۔ وہ گناہوں کی سواریاں اور خطاؤں کے باربردار اونٹ ہیں۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے بعد بنی امیہ کو یہ خلافت اس طرح تھوک دینا پڑے گی جس طرح بلغم تھوکا جاتا ہے۔ پھر جب تک دن رات کا چکر چلتا رہے گا وہ اس کا ذائقہ چکھیں گے اور نہ اس کا مزا اٹھا سکیں گے۔

خطبہ 157

میں تمہارا اچھا ہمسایہ بن کر رہا اور اپنی طاقت بھر تمہاری نگہداشت و حفاظت کرتا رہا اور تمہیں ذلت کے پھندوں اور ظلم کے بندھنوں سے آزاد کیا (یہ صرف)

تمہاری تھوڑی سی بھلائی کا شکریہ ادا کرنے اور تمہاری بہت سی ایسی برائیوں سے چشم پوشی برتنے کے لئے کہ جو میری آنکھوں کے سامنے اور میری موجودگی میں ہوتی تھیں۔

خطبہ158

اس کا حکم، فیصلہ کن اور حکمت آمیز اور اُس کی خوشنودی امان اور رحمت ہے، وہ اپنے علم سے فیصلہ کرتا ہے اور اپنے حلم سے عفو کرتا ہے۔ بار الہا! تو جو کچھ (دے کر) لے لیتا ہے اور جو کچھ عطا کرتا ہے اور جن (مرضوں سے) شفا دیتا ہے اور جن آزمائشوں میں ڈالتا ہے (سب پر) تیرے لئے حمد و ثناء ہے ایسی حمد جو انتہائی درجہ تک تجھے پسند آئے اور انتہائی درجہ تک تجھے محبوب ہو اور تیرے نزدیک ہر ستائش سے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایسی حمد جو کائنات کو بھر دے اور جو تو نے چاہا ہے اس کی حد تک پہنچ جائے۔ ایسی حمد کہ جس کے آگے تیری بارگاہ تک پہنچنے سے نہ کوئی حجاب ہے اور نہ اس کے لئے کوئی بندش، ایسی حمد کہ جس کی گنتی نہ کہیں پر ٹوٹے اور نہ اس کا سلسلہ ختم ہو ہم تیری عظمت و بزرگی کی حقیقت کو نہیں جانتے مگر اتنا کہ تو زندہ و کارساز (عالم) ہے نہ تجھے غنودگی ہوتی ہے اور نہ نیند آتی ہے، نہ تا نظر تجھ تک پہنچ سکتا ہے اور نہ نگاہیں تجھے دیکھ سکتی ہیں تو نے نظروں کو پا لیا ہے اور عمروں کا احاطہ کر لیا ہے اور پیشانی کے بالوں کو پیروں (سے ملا کر) گرفت میں لے لیا ہے۔ یہ تیری مخلوق کیا ہے جو ہم دیکھتے ہیں اور اس میں تیری قدرت (کی کارسازیوں) پر تعجب کرتے ہیں اور تیری عظیم فرمانروائی (کی کارفرمائیوں) پر اس کی توصیف کرتے ہیں حالانکہ درحقیقت وہ (مخلوقات) جو ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے اور جس تک پہنچنے سے ہماری نظریں عاجز اور عقلیں درماندہ ہیں اور ہمارے اور جن کے درمیان غیب کے پردے حائل ہیں اس سے کہیں زیادہ باعظمت ہے جو شخص (وسوسوں سے) اپنے دل کو خالی کر کے اور غور و فکر (کی قوتوں) سے کام لے کر یہ جاننا چاہے کہ تو نے کیونکر عرش کو قائم کیا ہے اور کس طرح مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور کیونکر آسمانوں کو فضا میں لٹکایا ہے اور کس طرح پانی کے تھپیڑوں پر زمین کو بچھایا ہے تو اس کی آنکھیں تھک کر اور عقل مغلوب ہو کر اور کان حیران و سراسیمہ اور فکر گم گشتہ راہ ہو کر پلٹ آئے گی۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے وہ اپنے خیال میں اس کا دعویدار بنتا ہے کہ اس کا دامن امید اللہ سے وابستہ ہے۔ خدائے بزرگ کی قسم وہ جھوٹا ہے (اگر ایسا ہی ہے) تو پھر کیوں اس کے اعمال میں اس امید کی جھلک نمایاں نہیں ہوتی جبکہ ہر امیدوار کے کاموں میں امید کی پہچان ہو جایا کرتی ہے۔ سوائے اس امید کے کہ جو اللہ سے لگائی جائے کہ اس میں کھوٹ پایا جاتا ہے اور ہر خوف وہراس جو (دوسروں سے ہو) ایک مسلمہ حقیقت رکھتا ہے۔ مگر اللہ کا خوف غیر یقینی ہے اور اللہ سے بڑی چیزوں کا اور بندوں سے چھوٹی چیزوں کا امیدوار ہوتا ہے پھر بھی جو عاجزی کا رویہ بندوں سے رکھتا ہے۔ وہ رویہ اللہ سے نہیں برتتا تو آخر کیا بات ہے کہ اللہ کے حق میں اتنا بھی نہیں کیا جاتا جتنا بندوں کے لئے کیا جاتا ہے کیا تمہیں کبھی اس کا اندیشہ ہوا ہے کہ کہیں تم ان امیدوں (کے دعووں) میں جھوٹے تو نہیں؟ یا یہ کہ تم محل امید ہی نہیں

سمجھتے۔یونہی انسان اگر اس کے بندوں میں سے کسی بندے سے ڈرتا ہے تو جو خوف کی صورت اس کے لیے اختیار کرتا ہے اللہ کے لئے ویسی صورت اختیار نہیں کرتا۔
انسانوں کا خوف تو اُس نے نقد کی صورت میں رکھا ہے اور اللہ کا ڈر صرف ٹال مٹول اور (غلط سلط) وعدے یونہی جس کی نظروں میں دنیا عظمت پالیتی ہے اور اُس کے
دل میں اس کی عظمت وقعت بڑھ جاتی ہے تو وہ اُسے اللہ پر ترجیح دیتا ہے اور اس کی طرف مڑتا ہے اور اُسی کا بندہ ہو کر رہ جاتا ہے۔تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا قول وعمل پیروی کے لئے کافی ہے اور اُن کی ذات دنیا کے عیب ونقص اور اُس کی رسوائیوں اور برائیوں کی کثرت دکھانے کے لئے رہنما ہے۔اس لئے کہ
اس دنیا کے دامنوں کو اس سے سمیٹ لیا گیا اور دوسروں کے لئے اُس کی وسعتیں مہیا کردی گئیں اور اس (زال دنیا کی چھاتیوں سے) آپ کا دودھ چھڑا دیا گیا اگر
دوسرا نمونہ چاہو تو موسیٰ کلیم اللہ ہیں کہ جنہوں نے اپنے اللہ سے کہا کہ:۔پروردگار! تو جو کچھ بھی اس وقت تھوڑی بہت نعمت بھیج دے گا میں اُس کا محتاج ہوں۔خدا کی
قسم انہوں نے صرف کھانے کے لئے روٹی کا سوال کیا تھا۔چونکہ وہ زمین کا ساگ پات کھاتے تھے اور لاغری اور (جسم پر) گوشت کی کمی کی وجہ سے ان کے پیٹ کی
نازک جلد سے گھاس پات کی سبزی دکھائی دیتی تھی۔اگر چاہو تو تیسری مثال داؤد علیہ السلام کی سامنے رکھ لو۔جو صاحب زبور اور اہل جنت کے قاری ہیں۔وہ اپنے ہاتھ
سے کھجور کی پتیوں کی ٹوکریاں بنا کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے کہ تم میں سے کون ہے جو انہیں بیچ کر میری دستگیری کرے (پھر) جو اس کی قیمت ملتی اُس
سے جو کی روٹی کھا لیتے تھے۔اگر چاہو تو عیسیٰ ابن مریم کا حال کہوں کہ جو (سر کے نیچے) پتھر کا تکیہ رکھتے تھے سخت اور کھردرا لباس پہنتے تھے اور (کھانے) میں سالن
کے بجائے بھوک اور رات کے چراغ کی جگہ چاند اور سردیوں میں سایہ کے بجائے (ان کے سر پر) زمین کے مشرق ومغرب کا سائبان ہوتا تھا اور زمین جو گھاس پھوس
چوپاؤں کے لئے اُگاتی تھی وہ اُن کے لئے پھل پھول کی جگہ تھی نہ اُن کی بیوی تھیں جو انہیں دنیا (کے جھنجٹوں) میں مبتلا کرتیں اور نہ بال بچے تھے کہ ان کے لئے فکرو
اندوہ کا سبب بنتے اور نہ مال ومتاع تھا کہ ان کی توجہ کو موڑتا اور نہ کوئی طمع تھی کہ انہیں رسوا کرتی۔اُن کی سواری ان کے دونوں پاؤں اور خادم اُن کے دونوں ہاتھ تھے۔تم
اپنے پاک وپاکیزہ نبی A کی پیروی کرو چونکہ ان کی ذات اتباع کرنے والے کے لئے نمونہ اور صبر کرنے والے کے لئے ڈھارس ہے۔ان کی پیروی کرنے والا اور
ان کے نقش قدم پر چلنے والا ہی اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے جنہوں نے دنیا کو (صرف ضرورت بھر) چکھا اور اُسے نظر بھر کر نہیں دیکھا وہ دنیا میں سب سے زیادہ شکم
تہی میں بسر کرنے والے اور خالی پیٹ رہنے والے تھے۔ان کے سامنے دنیا کی پیش کش کی گئی تو انہوں نے اُسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور (جب) جان لیا کہ اللہ
نے ایک چیز کو بُرا جانا ہے تو آپ نے بھی اُسے بُرا ہی جانا اور اللہ نے ایک چیز کو حقیر سمجھا ہے تو آپ نے بھی اُسے حقیر ہی سمجھا اور اللہ نے ایک چیز کو پست قرار دیا ہے تو
آپ نے بھی اُسے پست ہی قرار دیا۔اگر ہم میں صرف یہی ایک چیز ہو کہ ہم اُس شے کو چاہنے لگیں جسے اللہ اور رسول A بُرا سمجھتے ہیں تو اللہ کی نافرمانی اور اس کے حکم
سے سرتابی کے لئے یہی بہت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اپنے ہاتھ سے جوتی ٹانکتے تھے اور
اپنے ہاتھوں سے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے اور بے پالان کے گدھے پر سوار ہوتے تھے اور اپنے پیچھے کسی کو بٹھا بھی لیتے تھے۔گھر کے دروازہ پر (ایک دفعہ) ایسا پردہ

پڑا تھا جس میں تصویریں تھیں تو آپ نے اپنی ازواج میں سے ایک کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اسے میری نظروں سے ہٹادو۔ جب میری نظریں اس پر پڑتی ہیں تو مجھے دنیا اور اس کی آرائشیں یاد آجاتی ہیں۔ آپ نے دنیا سے دل ہٹالیا تھا اور اُس کی یاد تک اپنے نفس سے مٹا ڈالی تھی اور یہ چاہتے تھے کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے پوشیدہ رہے تا کہ نہ اُس سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اسے اپنی منزل خیال کریں اور نہ اس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں۔ انہوں نے اس کا خیال نفس سے نکال دیا اور دل سے اسے ہٹادیا تھا اور نگاہوں سے اُسے اوجھل رکھا تھا۔ یونہی جو شخص کسی شے کو بُرا سمجھتا ہے تو نہ اُسے دیکھنا چاہتا ہے اور نہ اس کا ذکر سننا گوارا کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے عادات و خصائل) میں ایسی چیزیں ہیں کہ جو تمہیں دنیا کے عیوب و قبائح کا پتہ دیں گی جبکہ آپ A اس دنیا میں اپنے خاص افراد سمیت بھوکے رہا کرتے تھے اور باوجود انتہائی قرب منزلت کے اس کی آرائشیں ان سے دور رکھی گئیں۔ چاہیئے کہ دیکھنے والا عقل کی روشنی میں دیکھے کہ اللہ نے انہیں دنیا نہ دے کر اُن کی عزت بڑھائی ہے یا اہانت کی ہے اگر کوئی یہ کہے کہ اہانت کی ہے تو اس نے جھوٹ کہا ہے اور بہت بڑا بہتان باندھا اور اگر یہ کہے کی عزت بڑھائی ہے تو اسے یہ جان لینا چاہیئے کہ اللہ نے دوسروں کی بے عزتی ظاہر کی جبکہ انہیں دنیا کی زیادہ سے زیادہ وسعت دے دی اور اُس کا رخ اپنے مقرب ترین بندے سے موڑ رکھا۔ پیروی کرنے والے کو چاہیئے کہ ان کی پیروی کرے اور اُن کے نشان قدم پر چلے اور انہی کی منزل میں آئے ورنہ ہلاکت سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اللہ نے ان کو (قرب) قیامت کی نشانی اور جنت کی خوشخبری سنانے والا اور عذاب سے ڈرانے والا قرار دیا ہے۔ دنیا سے آپ A بھوکے نکل کھڑے ہوئے اور آخرت میں سلامتیوں کے ساتھ پہنچ گئے۔ آپ A نے تعمیر کے لئے کبھی پتھر پر پتھر نہیں رکھا۔ یہاں تک کہ آخرت کی راہ پر چل دیئے اور اللہ کی طرف بلاوا دینے والے کی آواز پر لبیک کہی۔ یہ اللہ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں ایک پیشرو و پیشوا جیسی نعمت بخشی کہ جن کی ہم پیروی کرتے ہیں اور قدم بقدم چلتے ہیں (انہی کی پیروی میں) خدا کی قسم میں نے اپنی اس قمیض میں اتنے پیوند لگائے ہیں کہ مجھے پیوند لگانے والے سے شرم آنے لگی ہے مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ کیا آپ اسے اتاریں گے نہیں؟ تو میں نے اُسے کہا کہ میری (نظروں سے) دور ہو کہ صبح کے وقت ہی لوگوں کو رات کے چلنے کی قدر ہوتی ہے اور وہ اس کی مدح کرتے ہیں۔

خطبہ 159

اللہ نے اپنے رسول کو چمکتے ہوئے نور روشن دلیل کھلی ہوئی راہ شریعت اور ہدایت دینے والی کتاب کے ساتھ بھیجا، ان کا قوم و قبیلہ بہترین قوم و قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ ہے کہ جسکی شاخیں سیدھی اور پھل جھکے ہوئے ہیں۔ اُن کا مولد مکہ اور ہجرت کا مقام مدینہ ہے کہ جہاں سے آپ کے نام کا بول بالا ہوا، اور آپ کا آوازہ (چارسو) پھیلا۔ اللہ نے آپ کو مکمل دلیل، شفا بخش نصیحت اور (پچھلی جہالتوں کی) تلافی کرنے والا پیغام دے کر بھیجا اور اُن کے ذریعہ سے (شریعت کی) نامعلوم

راہیں آشکارا کیں اور غلط سلط بدعتوں کا قلع قمع کیا اور (قرآن وسنت میں) بیان کئے ہوئے احکام واضح کئے تو اب جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے تو اس کی بدبختی مسلّم، اس کا شیرازہ درہم وبرہم اور اُس کا منہ کے بل گرنا سخت و (ناگزیر) اور انجام طویل حزن اور مہلک عذاب ہے۔ میں اللہ پر بھروسا رکھتا ہوں، ایسا بھروسا کہ جس میں ہمہ تن اس کی طرف توجہ ہے اور ایسے راستے کی ہدایت چاہتا ہوں کہ جو اُس کی جنت تک پہنچانے والا اور منزل مطلوب کی طرف بڑھنے والا ہے۔ اللہ کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کے کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ تقویٰ ہی کل رستگاری (کا وسیلہ) اور نجات کی منزل دائمی ہوگا اُس نے اپنے عذاب سے ڈرایا تو سب کو خبر دار کر دیا اور جنت کی رغبت دلائی تو اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑی دنیا اور اُس کے فنا وزوال اور اس کے پلٹ جانے کو کھول کر بیان کیا۔ جو چیزیں اس دنیا سے تمہیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اُن سے پہلو بچائے رکھو، کیونکہ ان میں سے ساتھ جانے والی تو بہت ہی تھوڑی ہیں۔ دنیا کی منزل اللہ کی ناراضگیوں سے قریب اور اُس کی رضامندیوں سے دور ہے۔ اللہ کے بندو اس کی فکروں اور اُس کے دھندوں سے آنکھیں بند کر لو اس لئے کہ تمہیں یقین ہے کہ آخر یہ جدا ہو جانے والی ہے اور اس کے حالات پلٹا کھانے والے ہیں۔ اُس دنیا سے اس طرح خوف کھاؤ، جس طرح کوئی ڈرانے والا اور اپنے نفس کا خیر خواہ اور جانفشانی کے ساتھ کوشش کرنے والا ڈرتا ہے۔ تم نے اپنے سے پہلے لوگوں کے جو گرنے کی جگہیں دیکھی ہیں ان سے عبرت حاصل کرو کہ اُن کے جوڑ بند الگ الگ ہو گئے۔ نہ اُن کی آنکھیں رہیں اور نہ کان۔ اُن کا شرف وو قار مٹ گیا۔ اُن کی مسرتیں اور نعمتیں جاتی رہیں اور بال بچوں کے قرب کے بجائے علیحدگی اور بیویوں سے ہم نشینی کے بجائے اُن سے جدائی ہو گئی۔ اب نہ وہ فخر کرتے ہیں اور نہ اُن کے اولاد ہوتی ہے، نہ ایک دوسرے سے ملتے ملاتے ہیں اور نہ آپس میں ایک دوسرے کے ہمسایہ بن کر رہتے ہیں۔ اے اللہ کے بندو! ڈرو جس طرح اپنے نفس پر قابو پا لینے والا اور اپنی خواہشوں کو دبانے والا اور چشم بصیرت سے دیکھنے والا ڈرتا ہے کیونکہ (ہر) چیز واضح ہو چکی ہے۔ نشانات قائم ہیں۔ راستہ ہموار ہے اور راہ سیدھی ہے۔

خطبہ 160

حضرتؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے آپ کو اس منصب سے الگ رکھا حالانکہ آپ اس کے زیادہ حق دار تھے۔ تو آپؑ نے فرمایا: کہ اے برادر بنی اسد! تم بہت تنگ حوصلہ ہو، اور بے راہ ہو کر چل نکلے ہو۔ (اس کے باوجود) چونکہ تمہیں تمہاری قرابت کا پاس ولحاظ ہے اور تمہیں سوال کرنے کا حق بھی ہے تو اب دریافت کیا ہے تو پھر جان لو کہ (ان لوگوں کا) اس منصب پر خود اختیاری سے جم جانا، باوجودیکہ ہم نسبت کے اعتبار سے بلند تھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ قرابت بھی قوی تھا ان کی یہ خود غرضی تھی جس میں کچھ لوگوں کے نفس اس پر مر مٹے تھے اور کچھ لوگوں کے نفسوں نے اس کی پرواہ تک نہ کی اور فیصلہ کرنے والا اللہ ہے اور اس کی طرف بازگشت قیامت کے روز ہے۔ (اس کے بعد حضرت نے بطور تمثیل یہ مصرع پڑھا) ''چھوڑو اس لوٹ مار کے ذکر کو جس

کا چاروں طرف شور مچا ہوا تھا۔" اب تو اس مصیبت کو دیکھو کہ جو ابوسفیان کے بیٹے کی وجہ سے آئی ہے مجھے تو (اس پر) زمانہ نے رلانے کے بعد ہنسایا ہے اور زمانہ کی (موجودہ روش سے) خدا کی قسم! کوئی تعجب نہیں ہے۔ اس مصیبت پر تعجب ہوتا ہے کہ جس سے تعجب کی حد ہو گئی ہے اور جس نے بے راہ رویوں کو بڑھا دیا ہے۔ کچھ لوگوں نے اللہ کے روشن چراغ کا نور بجھانا چاہا اور اس کے سرچشمہ (ہدایت کے) فوارے کو بند کرنے کے درپے ہوئے اور میرے اور اپنے درمیان زہریلے گھونٹوں کی آمیزش کی، اگر اس ابتلا کی دشواریاں ہمارے اور ان کے درمیان سے اٹھ جائیں تو میں انہیں خالص حق کے راستے پر لے چلوں گا اور اگر کوئی اور صورت ہو گئی تو پھر اُن پر حسرت و افسوس کرتے ہوئے تمہارا دم نہ نکلے اس لئے کہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں، اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

خطبہ 161

تمام حمد اُس اللہ کے لئے ہے جو بندوں کا پیدا کرنے والا فرش زمین کا بچھانے والا، ندی نالوں کا بہانے والا اور ٹیلوں کو سرسبز و شاداب بنانے والا ہے۔ نہ اُس کی اوّلیت کی کوئی ابتداء اور نہ اُس کی ازلیت کی کوئی انتہا ہے۔ وہ ایسا اول ہے جو ہمیشہ سے ہے، اور بغیر کسی مدت کی حد بندی کے ہمیشہ رہنے والا ہے۔ پیشانیاں اُس کے آگے (سجدہ میں) گری ہوئی ہیں اور لب اُس کی توحید کے معترف ہیں۔ اُس نے تمام چیزوں کو اُن کے پیدا کرنے کے وقت ہی سے جدا گانہ صورتوں اور شکلوں میں محدود کر دیا، تا کہ اپنی ذات کو ان کی مشابہت سے الگ رکھے تصورات اسے حدود و حرکات اور اعضاء و حواس کے ساتھ متعین نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ "کب سے ہے" اور نہ یہ کہہ کر اس کی مدت مقرر کی جا سکتی ہے کہ وہ "کب تک ہے"۔ وہ ظاہر ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ "کس سے (ظاہر ہوا) وہ باطن ہے مگر یہ نہیں کہا جائے گا کہ (کس میں) وہ نہ دور سے نظر آنے والا کوئی ڈھانچہ ہے کہ مٹ جائے اور نہ کسی حجابات میں ہے کہ محدود ہو جائے۔ وہ چیزوں سے اس طرح قریب نہیں کہ ساتھ چھو جائے اور نہ وہ جسمانی طور پر اُن سے الگ ہو کر دور ہوا ہے۔ اس سے کسی کا ٹکٹکی باندھ باندھ کر دیکھنا، کسی لفظ کا دہرایا جانا، کسی بلندی کا دور سے جھلکنا اور کسی قدم کا آگے بڑھنا پوشیدہ نہیں ہے نہ اندھیری راتوں میں اور نہ چھائی ہوئی اندھیاریوں میں کہ جن پر روشن چاند اپنی کرنوں کا سایہ ڈالتا ہے اور نورانی آفتاب طلوع و غروب (کے چکروں) میں اور زمانہ ان کی گردشوں میں اندھیرے کے بعد نور پھیلاتا ہے کہ جو آنے والی رات اور جانے والے دن کی آمد و شد سے (پیدا) ہوتی ہیں وہ ہر مدت و انتہا اور ہر گنتی اور شمار سے پہلے ہے۔ اسے محدود سمجھ لینے والے جن اندازوں اور اطراف و جوانب کی حدوں اور مکانوں میں بسنے اور جگہوں میں ٹھہرنے کو اُس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں وہ ان نسبتوں سے بہت بلند ہے، حدیں تو اُس کی مخلوق کے لئے قائم کی گئی ہیں اور دوسروں ہی کی طرف ان کی نسبت دی جایا کرتی ہے۔ اُس نے اشیاء کو کچھ ایسے مواد سے پیدا نہیں کیا کہ جو ہمیشہ سے ہو، اور نہ ایسی مثالوں پر بنایا کہ جو پہلے سے موجود ہوں۔ بلکہ اُس نے جو چیز پیدا کی اُسے مستحکم کیا اور جو ڈھانچہ بنایا اُسے اچھی شکل و صورت دی۔ کوئی شے اس کے (حکم سے) سرتابی نہیں کر سکتی نہ اس کو کسی اطاعت سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے اسے

پہلے مرنے والوں کا ویسا ہی علم ہے جیسا باقی رہنے والے زندہ لوگوں کا اور جس طرح بلند آسمانوں کی چیزوں کو جانتا ہے ویسے ہی پست زمینوں کی چیزوں کو پہچانتا ہے
اسی خطبہ کا ایک جزو یہ ہے۔ اے وہ مخلوق کہ جس کی خلقت کو پوری طرح درست کیا گیا ہے اور جسے شکم کی اندھیاریوں اور دہرے پردوں میں بنایا گیا ہے اور ہر طرح سے اُس کی نگہداشت کی گئی ہے۔ تیری ابتداء مٹی کے خلاصہ سے ہوئی اور تجھے جانے پہچانے ہوئے وقت اور طے شدہ مدت تک ایک جماؤ پانے کی جگہ میں ٹھہرایا گیا کہ تو جنین ہونے کی حالت میں ماں کے پیٹ میں پھرتا تھا۔ نہ تو کسی پکار کا جواب دیتا تھا اور نہ کوئی آواز سنتا تھا۔ پھر تو اپنے ٹھکانے سے ایسے گھر میں لایا گیا کہ جو تیرا دیکھا بھالا ہوا نہ تھا اور نہ اس سے نفع حاصل کرنے کے طریقے پہچانتا تھا۔ کس نے تجھ کو ماں کی چھاتی سے غذا حاصل کرنے کی راہ بتائی اور ضرورت کے وقت طلب مقصود کی جگہیں بچوائی۔ بھلا جو شخص ایک صورت و اعضاء والی کے پہچاننے سے بھی عاجز ہو وہ اس کے پیدا کرنے والے کی صفات سے کیسے عاجز و درماندہ نہ ہوگا اور کیونکر مخلوقات کی سی حد بندیوں کے ساتھ اُسے پا لینے سے دور نہ ہوگا۔

خطبہ 162

جب امیر المومنینؑ کے پاس لوگ جمع ہو کر آئے اور حضرت عثمان کے متعلق جو باتیں انہیں بری معلوم ہوئی تھیں اُن کا گلہ کیا اور چاہا کہ حضرتؑ اُن کی طرف سے بات چیت کریں اور لوگوں کو رضامند کرنے کا اُن سے مطالبہ کریں چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور اُن سے کہا کہ لوگ میرے پیچھے (منتظر) ہیں اور مجھے اس مقصد سے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں تمہارے اور ان کے قضیوں کو نپٹاؤں خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تم سے کیا کہوں جبکہ میں (اس سلسلہ میں) ایسی کوئی بات نہیں جانتا کہ جس سے تم بے خبر ہو، اور نہ کوئی ایسی چیز بتانے والا ہوں کہ جس کا تمہیں علم نہ ہو جو تم جانتے ہو وہ ہم جانتے ہیں نہ ہم تم سے پہلے ہمیں کسی چیز کی خبر تھی کہ تمہیں بتائیں اور نہ علیحدگی میں کچھ سنا ہے کہ تم تک پہنچائیں جیسے ہم نے دیکھا ویسے تم نے بھی دیکھا اور جس طرح ہم نے سنا تم نے بھی سنا۔ جس طرح ہم رسول اللہ A کی صحبت میں رہے تم بھی رہے اور حق پر عمل پیرا ہونے کی ذمہ داری ابن ابی قحافہ اور ابن خطاب پر اس سے زیادہ نہ تھی جتنی کہ تم پر ہونا چاہیے، اور تم تو رسولؐ سے خاندانی قرابت کی بناء پر اُن دونوں سے قریب تر بھی ہو، اور اُن کی ایک طرح کی دامادی بھی تمہیں حاصل ہے کہ جو انہیں حاصل نہ تھی۔ کچھ اپنے دل میں اللہ کا بھی خوف کرو۔ خدا کی قسم اس لئے تمہیں سمجھایا نہیں جا رہا ہے کہ تمہیں کچھ نظر آنہ سکتا ہو اور نہ اس لئے یہ چیزیں تمہیں بتائی جا رہی ہیں کہ تمہیں علم نہ ہو اور (لاعلمی کے کیا معنی) جبکہ شریعت کی راہیں واضح اور دین کے نشانات قائم ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ کے نزدیک سب بندوں سے بہتر وہ انصاف پرور حاکم ہے جو خود بھی ہدایت پائے اور دوسروں کو بھی ہدایت کرے اور جانی پہچانی ہوئی سنت کو مستحکم کرے اور انجانی بدعتوں کو فنا کرے۔ سنتوں کے نشانات جگمگا رہے ہیں اور بدعتوں کی علامتیں بھی واضح ہیں اور اللہ کے نزدیک سب لوگوں سے بدتر وہ ظالم حکمران ہے جو گمراہی میں پڑا رہے اور دوسرے بھی اُس کی وجہ سے گمراہی میں پڑیں اور (رسولؐ سے) حاصل کی ہوئی سنتوں کو تباہ

اور قابلِ ترک بدعتوں کو زندہ کرے۔ میں نے رسول اللہ A سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن ظالم کو اس طرح لایا جائے گا کہ نہ اُس کا کوئی مددگار ہو گا اور نہ کوئی عذر خواہ اور اُسے (سیدھا) جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اس میں اس طرح چکر کھائے گا جس طرح چکی گھومتی ہے اور پھر اُسے جہنم کے گہراؤ میں جکڑ دیا جائے گا۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم اس اُمت کے وہ سربراہ نہ ہو کہ جسے قتل ہی ہونا ہے۔ چونکہ کہا گیا ہے کہ اس امت میں ایک ایسا حاکم مارا جائے گا، جو اس کے لئے قیامت تک قتل وخون ریزی کا دروازہ کھول دے گا اور اس کے تمام اُمور کو اشتباہ میں ڈال دے گا اور اُس میں فتنوں کو پھیلائے گا کہ وہ لوگ حق کو باطل سے الگ کر کے نہ دیکھ سکیں اور وہ فتنوں میں (دریا کی) موجوں کی طرح الٹے پلٹے کھائیں گے اور انہی میں تہ وبالا ہوتے رہیں گے۔ تم مروان کی سواری نہ بن جاؤ کہ وہ تمہیں جہاں چاہے کھینچتا پھرے اور جب کہ تم سن رسیدہ بھی ہو چکے ہو اور عمر بھی بیت چکی ہے۔

(حضرت عثمان نے) کہا کہ آپ اُن لوگوں سے بات کریں کہ وہ مجھے (کچھ عرصہ کے لئے) مہلت دیں کہ میں اُن کی حق تلفیوں سے عہدہ برآ ہو سکوں تو آپ نے فرمایا کہ جن چیزوں کا تعلق مدینہ سے ہے اُن میں تو کوئی مہلت کی ضرورت نہیں۔ البتہ جو جگہیں نگاہوں سے اوجھل (اور دور) ہیں اُن کے لئے اتنی مہلت ہو سکتی ہے کہ تمہارا فرمان وہاں تک پہنچ جائے۔

خطبہ 163

جسمیں مور کی عجیب وغریب آفرینش کا تذکرہ فرمایا ہے۔

قدرت نے ہر قسم کی مخلوق کو، وہ جاندار ہو یا بے جان ساکن ہو یا متحرک، عجیب وغریب آفرینش کا جامہ پہنا کر ایجاد کیا ہے اور اپنی لطیف صنعت اور عظیم قدرت پر ایسی واضح نشانیاں شاہد بنا کر قائم کی ہیں کہ جن کے سامنے عقلیں اسکی ہستی کا اعتراف اور اُسکی (فرمانبرداری) کا اقرار کرتے ہوئے سر اطاعت خم کر چکی ہیں اور اُس کی یکتائی پر بھی عقل کی تسلیم کی ہوئی اور (اُس کے خالق بے مثال ہونے پر) مختلف شکل وصورت کے پرندوں کی آفرینش سے اُبھری ہوئی دلیلیں ہمارے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ وہ پرندے جن کو اُس نے زمین کے گڑھوں، اور دروں کے شگافوں اور مضبوط پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسایا ہے۔ جو مختلف طرح کے پر و بال اور جداگانہ شکل وصورت والے ہیں جنہیں تسلط (الٰہی) کی باگ ڈور میں گھمایا پھرایا جاتا ہے اور جو کشادہ ہوا کی وسعتوں اور کھلی فضاؤں میں پروں کو پھڑ پھڑاتے ہیں۔ انہیں جبکہ یہ موجود نہ تھے عجیب وغریب ظاہری صورتوں سے (آراستہ کر کے) پیدا کیا اور (گوشت وپوست میں) ڈھکے ہوئے جوڑوں کے سروں سے ان کے (جسموں کی) ساخت قائم کی۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنہیں ان کے جسموں کے بوجھل ہونے کی وجہ سے فضا میں بلند ہو کر تیز پروازی سے روک دیا ہے اور انہیں ایسا بنایا ہے کہ وہ زمین سے کچھ تھوڑے ہی اونچے ہو کر پرواز کر سکیں۔ اُس نے اپنی لطیف قدرت اور باریک صنعت سے ان قسم قسم کے پرندوں کو (مختلف) رنگوں سے

ترتیب دیا ہے۔ چنانچہ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ایک ہی رنگ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ یوں کہ جس رنگ کی ان میں آمیزش نہیں کی گئی اور بعض اس طرح رنگ میں ڈبوئے گئے ہیں کہ جس رنگ کا طوق انہیں پہنا دیا گیا ہے وہ اس رنگ سے نہیں ملتا۔ جس سے خود رنگین ہیں۔ ان سب پرندوں سے زائد عجیب الخلقت مور ہے کہ (اللہ نے) جس کے (اعضاء کو) موزونیت کے محکم ترین سانچے میں ڈھالا ہے اور اس کے رنگوں کو ایک حسین ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ یہ (حسن و توازن) ایسے پروں سے ہے کہ جن کی جڑوں کو (ایک دوسرے سے) جوڑ دیا ہے۔ جب وہ اپنی مادہ کی طرف بڑھتا ہے تو اپنی لپٹی ہوئی دم کو پھیلا دیتا ہے اور اُسے اس طرح اونچا لے جاتا ہے کہ وہ اس کے سر پر سایہ افگن ہو کر پھیل جاتی ہے۔ گویا وہ (مقام) دارین کی اس کشتی کا بادبان ہے جسے اس کا ملاح ادھر اُدھر موڑ رہا ہو۔ وہ اُس کے رنگوں پر اتراتا ہے اور اس کی جنبشوں کے ساتھ جھومنے لگتا ہے اور مرغوں کی طرح جفتی کھاتا ہے اور (اپنی مادہ کو) حاملہ کرنے کیلئے جوش و ہیجان میں بھرے ہوئے نروں کی طرح جوڑ کھاتا ہے۔ میں اس (بیان) کے لئے مشاہدہ کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اُس شخص کی طرح نہیں کہتا جو کسی کمزور سند کا حوالہ دے رہا ہو۔ گمان کرنے والوں کا یہ صرف وہم و گمان ہے کہ وہ اپنے گوشہ ہائے چشم کے بہائے ہوئے اس آنسو سے اپنی مادہ کو انڈوں پر لاتا ہے کہ جو اُس کی پلکوں کے دونوں کناروں میں آ کر ٹھہر جاتا ہے اور مورنی اُسے پی لیتی ہے اور پھر وہ انڈے دینے لگتی ہے اور اس پھوٹ کر نکلنے والے آنسو کے علاوہ یوں نر اُس سے جفتی نہیں کھاتا۔ اگر ایسا ہو تو بھی (ان کے خیال کے مطابق) کوے کو اپنی مادہ کو (پوٹے سے دانا پانی) بھر کر انڈوں پر لانے سے زیادہ تعجب خیز نہیں ہے (تم اگر بغور دیکھو گے) تو اس کے پروں کی درمیانی تیلیوں کو چاندی کی سلائیاں تصور کرو گے اور ان پر جو عجیب و غریب ہالے بنے ہوئے ہیں اور سورج (کی شعاعوں) کے مانند (جو پر و بال) اُگے ہوئے ہیں انہیں زردی میں خالص سونا اور (سبزی میں) زمرد کے ٹکڑے خیال کرو گے۔ اگر تم اسے زمین کی اگائی ہوئی چیزوں سے تشبیہ دو گے تو یہ کہو گے کہ وہ ہر موسم بہار کے چنے ہوئے شگوفوں کا گلدستہ ہے اور اگر کپڑوں سے تشبیہ دو گے تو وہ منقش حلوں یا خوشنما یمنی چادروں کے مانند ہیں اور اگر زیورات سے تشبیہ دو گے تو وہ رنگ برنگ کے اُن نگینوں کی طرح ہے جو مرصع بجواہر چاندی میں دائروں کی صورت میں پھیلا دیئے گئے ہوں وہ اس طرح چلتا ہے جس طرح کوئی ہشاش بشاش اور متکبر محو خرام ہوتا ہے، اور اپنی دم اور پر و بال کو غور سے دیکھتا ہے تو اپنے پیراہن کے حسن و جمال اور اپنے گلوبند کی رنگوں کی وجہ سے قہقہہ لگا کر ہنستا ہے مگر جب اپنے پیروں پر نظر ڈالتا ہے تو اس طرح اونچی آواز سے روتا ہے کہ گویا اپنی فریاد کو ظاہر کر رہا ہے اور اپنے سچے درد (دل) کی گواہی دے رہا ہے۔ کیونکہ اس کے پیر خاکستری رنگ کے دوغلے مرغوں کے پیروں کی طرح باریک اور پتلے ہوتے ہیں اور اس کی پنڈلی کے کنارے پر ایک باریک سا کانٹا نمایاں ہوتا ہے اور اس کی (گردن پر) ایال کی جگہ سبز رنگ کے منقش پروں کا گچھا ہوتا ہے اور گردن کا پھیلاؤ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے صراحی (کی گردن) اور اس کے گڑنے کی جگہ سے لے کر وہاں تک کا حصہ کہ جہاں اس کا پیٹ ہے یمنی وسمہ کے رنگ کی طرح (گہرا سبز) ہے یا اس ریشم کی طرح ہے جو صیقل کئے ہوئے آئینہ پر پہنا دیا گیا ہو۔ گویا کہ وہ سیاہ رنگ کی اوڑھنی میں لپٹا ہوا ہے۔ لیکن اس کی آب و تاب کی فراوانی اور چمک دمک کی بہتات سے ایسا گمان ہوتا ہے کہ اس میں تر و تازہ سبزی کی (الگ سے) آمیزش کر دی گئی ہے اور اس کے کانوں کے

شگاف سے ملی ہوئی یا بونہ کے پھولوں جیسی ایک سفید چمکیلی لکیر ہوتی ہے جو قلم کی باریک نوک کے مانند ہے وہ (لکیر) اپنی سفیدی کے ساتھ اس جگہ کی سیاہیوں میں جگمگاتی ہے۔ کم ہی ایسے رنگ ہوں گے جس نے سفید دھاری کا کچھ حصہ نہ لیا ہو۔ اور وہ ان رنگوں پر اپنی آب و تاب کی زیادتی اپنے پیکر ریشمیں کی چمک دمک اور زیبائش کی وجہ سے چھائی ہوئی ہے۔ وہ ان بکھری ہوئی کلیوں کے مانند ہے کہ جنھیں نہ فصلِ بہار کی بارشوں نے پروان چڑھایا ہو اور نہ گرمیوں کے سورج نے پرورش کیا ہو، وہ کبھی اپنے پروبال سے برہنہ اور اپنے رنگین لباس سے عریاں ہو جاتا ہے اُسکے بال و پر لگاتار جھڑتے ہیں اور پھر پے در پے اُگنے لگتے ہیں۔ وہ اس کے بازوؤں سے اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح ٹہنیوں سے پتے۔ یہاں تک کہ جھڑنے سے پہلے جو شکل وصورت تھی اُس کی طرف پلٹ آتا ہے اور اپنے پہلے رنگوں سے سرمو ادھر سے اُدھر نہیں ہوتا اور نہ کوئی رنگ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ اختیار کرتا ہے جب اس کے پروں کے ریشوں میں سے کسی ریشے کو تم غور سے دیکھو گے تو وہ تمہیں کبھی گلاب کے پھولوں جیسی سرخی اور کبھی زمرد جیسی سبزی اور کبھی سونے جیسی زردی کی (جھلکیاں) دکھائے گا۔ (غور تو کرو کہ) ایک ایسی مخلوق کی صنعتوں تک فکروں کی گہرائیاں کیوں کر پہنچ سکتی ہیں یا عقلوں کی طبع آزمائیاں کسطرح وہاں تک رسائی پا سکتی ہیں۔ یا بیان کرنے والوں کے کلمات کیوں کر اس کے وصفوں کو ترتیب دے سکتے ہیں کہ جس کے چھوٹے سے چھوٹے جز نے واہموں کو سمجھنے سے عاجز اور زبانوں کو بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہو تو پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ایک ایسی مخلوق کی حالت بیان کرنے سے بھی عقلوں کو مغلوب کر رکھا ہے کہ جسے آنکھوں کے سامنے نمایاں کر دیا تھا اور ان آنکھوں نے اس کو ایک حد میں گھرا ہوا اور (اجزاء) سے مرکب اور (مختلف رنگوں سے) رنگین صورت میں دیکھ بھی لیا اور جس نے زبانوں کو اس (مخلوق) کے وصفوں کا خلاصہ کرنے سے عاجز اور اس کی صنعتوں کے بیان کرنے سے درماندہ کر دیا ہے۔ اور پاک ہے وہ خدا کہ جس نے چیونٹی اور مچھر سے لے کر ان سے بڑی مخلوق مچھلیوں اور ہاتھیوں تک کے پیروں کو مضبوط و مستحکم کیا ہے اور اپنی ذات پر لازم کر لیا ہے کہ کوئی پیکر کہ جس میں اُس نے روح داخل کی ہے جنبش نہیں کھائے گا۔ مگر یہ کہ موت کو اس کی وعدہ گاہ اور فنا کو اس کی حدِ آخر قرار دے گا۔

اس خطبہ کا یہ حصہ جنت کے بیان میں ہے۔ اگر تم دیدہ دل سے جنت کی ان کیفیتوں پر نظر کرو جو تم سے بیان کی جاتی ہیں تو تمہارا نفس دنیا میں پیش کی ہوئی عمدہ سے عمدہ خواہشوں اور لذتوں اور اس کے مناظر کی زیبائشوں سے نفرت کرنے لگے گا اور وہ ان درختوں کے پتوں کے کھڑکھڑانے کی آوازوں میں کہ جن کی جڑیں جنت کی نہروں کے کناروں پر مشک کے ٹیلوں میں ڈوبی ہوئی ہیں کھو جائے گا اور ان کی بڑی اور چھوٹی ٹہنیوں میں تر و تازہ موتیوں کے گچھوں کے لٹکنے اور سبز پتیوں کے غلافوں میں مختلف قسم کے پھلوں کے نکلنے کے (نظاروں) میں محو ہو جائے گا۔ ایسے پھل کہ جو بغیر کسی زحمت کے چنے جا سکتے ہیں اور چننے والے کی خواہش کے مطابق آگے بڑھ آتے ہیں۔ وہاں کے بلند ایوانوں کے صحنوں میں اُترنے والے مہمانوں کے گرد پاک و صاف شہد اور صاف ستھری شراب (کے جام) گردش میں لائے جائیں گے وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ کی بخشش و عنایت ہمیشہ اُن کے شامل حال رہی۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جائے قیام میں اُتر پڑے اور سفروں کی نقل و حرکت سے آسودہ ہو گئے۔ اے سننے والے اگر تو ان دلکش مناظر تک پہنچنے کے لئے اپنے نفس کو متوجہ کرے جو تیری طرف ایک دم آنے والے ہیں تو اس کے اشتیاق میں تیری جان ہی نکل

جائے گی اور اسے جلد سے جلد پالینے کے لئے میری اس مجلس سے اٹھ کر قبروں میں رہنے والوں کی ہمسائیگی اختیار کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے گا۔ اللہ سبحانہٗ اپنی رحمت سے ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے قرار دے کہ جو نیک بندوں کی منزل تک پہنچنے کی (سرتوڑ) کوشش کرتے ہیں۔

سید رضی اس خطبہ کے بعض مشکل الفاظ کی توضیح و تشریح کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ آپ کے ارشاد **ویؤوب ملاقح خطبہ** میں لفظ اترسے مباشرت کی طرف کنایہ ہے۔ یوں کہا جاتا ہے کہ ار الفحل الناقۃ یور ھا یعنی اُس نے عورت سے مباشرت کی اور آپ کے اس ارشاد کا نہ قلع داری **عنجه نوتیّه** میں قلع کے معنی کشتی کے بادبان کے ہیں اور لفظ داری، دارین کی طرف منسوب ہے اور دارین سمندر کے کنارے ایک شہر کا نام ہے کہ جہاں سے خوشبودار چیزیں لائی جاتی ہیں اور عنجا کے معنی ہیں اس کو موڑا اور استعمال یوں ہوتا ہے **عنجت الناقة** (عنجت بروزن نصرت) یعنی میں نے اونٹنی کے رخ کو موڑا اور **اعنجها عنجا** اس وقت کہو گے کہ جب تم اس کے رخ کو موڑو گے اور نوتی کے معنی ملاح کے ہیں اور آپ کے ارشاد ضفتی جفونه سے مراد مور کی پلکوں کے دونوں کنارے ہیں اور یوں ضفتان کے معنی دو کناروں کے ہوتے ہیں اور آپ کے قول فلذ الزبرجد میں فلذ فلذة کی جمع ہے جس کے معنی ٹکڑے کے ہیں اور آپ کے قول **كَبَائِسِ اللؤلؤ الرطب** میں کبائس کباسہ کی جمع ہے جس کے معنی کھجور کے خوشے کے ہیں اور **عساليج عسلوج** کی جمع ہے جس کے معنی ٹہنی کے ہیں۔

خطبہ 164

تمہارے چھوٹوں کو چاہئے کہ وہ اپنے بڑوں کی پیروی کریں اور بڑوں کو چاہئے کہ وہ چھوٹوں سے شفقت و مہربانی سے پیش آئیں۔ زمانہ جاہلیت کے اُن اُجڈ آدمیوں کے مانند نہ ہو جاؤ کہ جو نہ دین میں فہم و بصیرت سے اور نہ اللہ کے بارے میں عقل و فہم سے کام لیتے تھے۔ وہ اُن انڈوں کے چھلکوں کی طرح ہیں جو شترمرغوں کے انڈے دینے کی جگہ پر رکھے ہوں جن کا توڑنا گناہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر انہیں سینے کے لئے چھوڑ دینا لیز ارساں بچوں کے نکالنے کا سبب ہوتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزء یہ ہے وہ اُلفت و یکجائی کے بعد الگ الگ اور اپنے مرکز سے منتشر ہو گئے ہوں گے۔ البتہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو ایک شاخ کو پکڑے رہیں گے کہ جدھر یہ جھکے اُدھر وہ جھکیں گے یہاں تک کہ اللہ جلد ہی اس دن کے لئے کہ جو بنی اُمیہ کے لئے بدترین دن ہوگا انہیں اس طرح جمع کرے گا جس طرح خریف کے موسم میں بادل کے ٹکڑے جمع ہو جاتے ہیں اللہ ان کے درمیان محبت و دوستی پیدا کرے گا اور پھر ان کا تہ بہ تہ جمے ہوئے ابر کی طرح ایک مضبوط جتھا بنا دے گا اور اُن کے لئے دروازوں کو کھول دے گا کہ وہ اپنے اُبھرنے کے مقام سے شہر سبا کے دو باغوں کے اس سیلاب کی طرح بہہ نکلیں گے جس سے نہ کوئی چٹان محفوظ رہی تھی اور نہ کوئی ٹیلہ اس کے سامنے ٹک سکا تھا اور نہ پہاڑ کی مضبوطی اور نہ زمین کی اونچائی اس کا دھارا موڑ سکی تھی۔ اللہ سبحانہٗ انہیں گھاٹیوں کے نشیبوں میں متفرق کر دے گا پھر انہیں چشموں (کے بہاؤ) کی طرح زمین میں پھیلا دے گا اور ان کے ذریعہ سے کچھ لوگوں کے حقوق کچھ لوگوں سے لے گا اور ایک قوم کو دوسری قوم

کے شہروں پر متمکن کردے گا۔ خدا کی قسم اُن کی سربلندی و اقتدار کے بعد جو کچھ بھی ان کے ہاتھوں میں ہوگا اس طرح پگھل جائے گا جس طرح آگ پر چربی اے لوگو! اگر تم حق کی نصرت و امداد سے پہلو نہ بچاتے اور باطل کو کمزور کرنے سے کمزوری نہ دکھاتے تو جو تمہارا ہم پایہ نہ تھا، وہ تم پر دانت نہ رکھتا اور جس نے تم پر قابو پالیا وہ تم پر قابو نہ پاتا۔ لیکن تم نے بنی اسرائیل کی طرح صحرائے تیہ میں بھٹک گئے اور اپنی جان کی قسم میرے بعد تمہاری سرگردانی و پریشانی کئی گنا بڑھ جائے گی۔ کیونکہ تم نے حق کو پس پشت ڈال دیا ہے اور قریبیوں سے قطع تعلق کرلیا اور دور والوں سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ یقین رکھو کہ اگر تم دعوت دینے والے کی پیروی کرتے تو وہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ پر لے چلتا اور تم بے راہروی کی زحمتوں سے بچ جاتے اور اپنی گردنوں سے بھاری بوجھ اُتار پھینکتے۔

خطبہ 165

اللہ تعالیٰ نے ایسی ہدایت کرنے والی کتاب نازل فرمائی ہے کہ جس میں اچھائیوں اور برائیوں کو (کھول کر) بیان کیا ہے۔ تم بھلائی کا راستہ اختیار کرو تاکہ ہدایت پاسکو اور برائی کی جانب سے رخ موڑ لو تاکہ سیدھی راہ پر چل سکو، فرائض کو پیش نظر رکھو اور انہیں اللہ کے لئے بجالاؤ، تاکہ یہ تمہیں جنت تک پہنچائیں۔ اللہ سبحانہٗ نے ان چیزوں کو حرام کیا ہے جو انجانی نہیں ہیں اور اُن چیزوں کو حلال کیا ہے جن میں کوئی عیب و نقص نہیں پایا جاتا۔ اُس نے مسلمانوں کی عزت و حرمت کو تمام حرمتوں پر فضیلت دی ہے اور مسلمانوں کے حقوق کو ان کے موقع و محل پر اخلاص و توحید کے دامن سے باندھ دیا ہے۔ چنانچہ مسلمان وہی ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔ مگر یہ کہ کسی حق کی بناء پر اُن پر ہاتھ ڈالا جائے اور ان کو ایذا پہنچانا جائز نہیں مگر جہاں واجب ہوجائے اُس چیز کی طرف بڑھو کہ جو ہمہ گیر اور تم میں سے ہر ایک کے لئے مخصوص ہے اور وہ موت ہے۔ چونکہ (گذر جانے والے) لوگ تمہارے سامنے ہیں اور (موت کی) گھڑی تمہیں پیچھے سے آگے کی طرف ہنکائے لیے جارہی ہے۔ ہلکے پھلکے رہو تاکہ آگے بڑھ جانے والوں کو پاسکو۔ تمہارے اگلوں کو پچھلوں کا انتظار کرایا جارہا ہے۔ اللہ سے اُس کے بندوں اور اُس کے شہروں کے بارے میں ڈرتے رہو۔ اسلئے کہ تم سے (ہر چیز کے متعلق) سوال کیا جائے گا یہاں تک کہ زمینوں اور چوپاؤں کے متعلق بھی اللہ کی اطاعت کرو، اس سے سرتابی نہ کرو۔ جب بھلائی کو دیکھو تو اُسے حاصل کرو، اور جب بُرائی کو دیکھو تو اس سے منہ پھیر لو۔

خطبہ 166

آپؑ کی بیعت ہوچکنے کے بعد صحابہ کی ایک جماعت نے آپ سے کہا کہ بہتر ہے کہ آپ اُن لوگوں کو جنہوں نے عثمان پر فوج کشی کی تھی سزا دیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے بھائیو! جو تم جانتے ہو میں اُس سے بے خبر نہیں ہوں لیکن میرے پاس (اس کی) قوت و طاقت کہاں ہے جبکہ فوج کشی کرنے والے اپنے انتہائی زوروں پر ہیں وہ اس وقت ہم پر مسلط ہیں ہم اُن پر مسلط نہیں اور عالم یہ ہے کہ تمہارے غلام بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور صحرائی عرب بھی ان

سے مل جل گئے ہیں۔ اور اس وقت بھی وہ تمہارے درمیان اس حالت میں ہیں کہ جیسا چاہیں تمہیں گزند پہنچا سکتے ہیں۔ کیا تم جو چاہتے ہو اس پر قابو پانے کی کوئی صورت تمہیں نظر آتی ہے؟ بلاشبہ یہ جہالت و نادانی کا مطالبہ ہے اُن لوگوں کی پشت پر مدد کا ایک ذخیرہ ہے۔ جب یہ قضیہ چھیڑے گا تو اُس معاملہ میں لوگوں کے مختلف خیالات ہوں گے۔ کچھ لوگوں کی رائے تو وہی ہوگی جو تمہاری ہے اور کچھ لوگوں کی رائے تمہاری رائے کے خلاف ہوگی اور کچھ لوگوں کی رائے نہ اِدھر ہوگی اور نہ اُدھر۔ اتنا صبر کرو کہ لوگ سکون سے بیٹھ لیں اور دل اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں اور آسانی سے حقوق حاصل کئے جا سکیں۔ تم میری طرف سے مطمئن رہو اور دیکھتے رہو کہ میرا فرمان تم تک کیا آتا ہے کوئی ایسی حرکت نہ کرو جو طاقت کو متزلزل اور قوت کو پامال کر دے اور کمزوری و ذلت کا باعث بن جائے۔ میں اس جنگ کو جہاں تک رک سکے گی روکوں گا اور جب کوئی چارہ نہ پاؤں گا تو پھر آخری علاج داغنا تو ہے ہی۔

خطبہ 167

جب جمل والوں نے بصرہ کا رخ کیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا۔

بے شک اللہ نے اپنے رسول A کو ہادی بنا کر بولنے والی کتاب اور برقرار رہنے والی شریعت کے ساتھ بھیجا جسے تباہ و برباد ہونا ہے وہی اس کی مخالفت سے تباہ ہوگا اور (حق سے) مشابہ ہو جانے والی بدعتیں ہی تباہ کیا کرتی ہیں مگر وہ کہ جن میں (مبتلا ہونے) سے اللہ بچائے رکھے۔ بلاشبہ حجتِ خدا کی (اطاعت میں) تمہارے لئے سامان حفاظت ہے۔ لہٰذا تم اس کی ایسی اطاعت کرو کہ جو نہ لائق سرزنش ہو اور نہ بددلی سے بجا لائی گئی ہو۔ خدا کی قسم یا تو تمہیں (یہ اطاعت) کرگزرنا ہوگی یا اللہ اسلامی اقتدار تم سے منتقل کر دے گا اور پھر کبھی تمہاری طرف نہیں پلٹائے گا۔ یہاں تک کہ یہ اقتدار دوسروں کی طرف رخ موڑ لے گا۔

یہ لوگ جہاں تک میری خلافت سے ناراضامندی کا تعلق ہے آپس میں متفق ہو چکے ہیں اور مجھے بھی جب تک تمہاری پراگندگی کا اندیشہ نہ ہوگا صبر کئے رہوں گا، اگر وہ اپنی رائے کی کمزوری کے باوجود اس میں کامیاب ہو گئے تو مسلمانوں کا (رشتہ) نظم و نسق ٹوٹ جائے گا۔ یہ اس شخص پر جسے اللہ نے امارت و خلافت دی ہے حسد کرتے ہوئے اس دنیا کے طلب گار بن گئے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تمام اُمور (شریعت) کو پلٹا کر (دور جاہلیت) کی طرف لے جائیں۔ (اگر تم ثابت قدم رہے تو) تمہارا ہم پر یہ حق ہوگا کہ ہم تمہارے اُمور کے تصفیہ کے لئے کتاب خدا اور سیرت پیغمبر پر عمل پیرا ہوں اور اُن کے حق کو برپا اور اُن کی سنت کو بلند کریں۔

خطبہ 168

جب امیر المومنینؑ بصرہ کے قریب پہنچے تو وہاں کی ایک جماعت نے ایک شخص کو اس مقصد سے آپ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ ان کے لئے اہل جمل کے متعلق حضرت کے موقف کو دریافت کرے تا کہ اُن کے دلوں سے شکوک مٹ جائیں چنانچہ حضرت نے اُس کے سامنے جمل والوں کے ساتھ اپنے رویہ کی وضاحت فرمائی جس

سے اُسے معلوم ہوگیا کہ حضرت حق پر ہیں تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ (جب حق تم پر واضح ہوگیا ہے تو اب) بیعت کرو۔ اُس نے کہا کہ میں ایک قوم کا قاصد ہوں اور جب تک ان کے پاس پلٹ کر نہ جاؤں کوئی نیا قدم نہیں اٹھا سکتا تو حضرت نے فرمایا کہ (دیکھو) اگر وہی جو تمہارے پیچھے ہیں اس مقصد سے تمہیں کہیں پیشرو بنا کر بھیجیں کہ تم ان کے لئے ایسی جگہ تلاش کرو، جہاں بارش ہوتی ہو اور تم تلاش کے بعد اُن کے پاس پلٹ کر جاؤ اور انہیں خبر دو کہ سبزہ بھی ہے اور پانی بھی ہے اور وہ تمہاری مخالفت کرتے ہوئے خشک اور ویران جگہ کا رخ کریں تو تم اس موقعہ پر کیا کروگے اس نے کہا میں اُن کا ساتھ چھوڑ دوں گا اور اُن کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گھاس اور پانی کی طرف چل دوں گا تو حضرت نے فرمایا کہ (جب ایسا ہی کرنا ہے) تو پھر (بیعت کے لئے ہاتھ بڑھاؤ) وہ شخص کہتا ہے کہ خدا کی قسم حجت کے قائم ہو جانے کے بعد میرے بس میں نہ تھا کہ میں بیعت سے انکار کردیتا۔ چنانچہ میں نے بیعت کرلی۔ (یہ شخص کلیب جرمی کے نام سے موسوم ہے)۔

خطبہ 169

جب صفین میں دشمن سے دوبدو ہوکر لڑنے کا ارادہ کیا تو فرمایا:

اے اللہ! اے اُس بلند آسمان اور تھمی ہوئی فضا کے پروردگار جسے تو نے شب و روز کے سر چھپانے چاند اور سورج کے گردش اور چلنے پھرنے والے ستاروں کی آمد و رفت کی جگہ بنایا ہے اور جس میں بسنے والا فرشتوں کا وہ گروہ بنایا ہے جو تیری عبادت سے اُکتا تا نہیں۔ اے اس زمین کے پروردگار جسے تو نے انسانوں کی قیام گاہ اور حشرات الارض اور چوپاؤں اور لاتعداد دیکھی اور اَن دیکھی مخلوق کے چلنے پھرنے کا مقام قرار دیا ہے۔ اے مضبوط پہاڑوں کے پروردگار جنہیں تو نے زمین کے لئے میخ اور مخلوقات کے لئے (زندگی کا) سہارا بنایا ہے (اے اللہ) اگر تو نے دشمنوں پر غلبہ دیا تو ظلم سے ہمارا دامن بچانا اور حق کے سیدھے راستے پر برقرار رکھنا اور اگر دشمنوں کو ہم پر غلبہ دیا تو ہمیں شہادت نصیب کرنا، اور فریب حیات سے بچائے رکھنا۔ کہاں ہیں عزت و آبرو کے پاسبان؟ اور کہاں ہیں مصیبتوں کے نازل ہونے کے وقت ننگ و نام کی حفاظت کرنیوالے باعزت (اگر بھاگے تو) ننگ و عار تمہارے عقب میں ہے اور (اگر جمے رہے تو) جنت تمہارے سامنے ہے۔

خطبہ 170

تمام حمد اُس اللہ کیلئے ہے جس سے ایک آسمان دوسرے آسمان کو اور ایک زمین دوسری زمین کو نہیں چھپاتی۔

اسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا۔ مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اے ابن ابی طالب آپ تو اس خلافت پر للچائے ہوئے ہیں۔ تو میں نے کہا خدا کی قسم تم اس پر کہیں زیادہ حریص اور (اس منصب کی اہلیت سے) دور ہو، اور میں اس کا اہل اور (پیغمبر سے) نزدیک تر ہوں۔ میں نے تو اپنا حق طلب کیا ہے اور تم میرے اور میرے حق کے درمیان حائل ہو جاتے ہو اور جب اُسے حاصل کرنا چاہتا ہوں تو تم میرا رخ موڑ دیتے ہو۔ چنانچہ جب بھری محفل میں میں نے اس دلیل سے اس (کے

کان کے پردوں) کو کھٹکھٹایا تو چونکنا ہوا، اور اس طرح مبہوت ہو کر رہ گیا کہ اُسے کوئی جواب نہ سوجھتا تھا۔

خدایا! میں قریش اور ان کے مددگاروں کے خلاف تجھ سے مدد چاہتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے قطع رحمی کی اور میرے مرتبہ کی بلندی کو پست سمجھا اور اس (خلافت) پر کہ جو میرے لئے مخصوص تھی ٹکرانے کے لئے ایکا کرلیا ہے پھر کہتے یہ ہیں کہ حق تو یہی ہے کہ آپ اسے لیں اور یہ بھی حق ہے کہ آپ اس سے دستبردار ہو جائیں۔

اس خطبہ کا یہ جزو اصحاب جمل کے متعلق ہے۔ وہ لوگ (مکہ سے) بصرہ کا رخ کئے ہوئے اس طرح نکلے کہ رسول اللہ کی حرمت و ناموس کو یوں کھینچے پھرتے تھے جس طرح کسی کنیز کو فروخت کے لئے (شہر بشہر) پھرایا جاتا ہے۔ ان دونوں نے اپنی بیویوں کو تو گھروں میں روک رکھا تھا اور رسول اللہ A کی بیوی کو اپنے اور دوسروں کے سامنے کھلے بندوں لے آئے تھے۔ ایک ایسے لشکر میں کہ جس کا ایک ایک فرد میری اطاعت تسلیم کئے ہوئے تھا اور برضاء و رغبت میری بیعت کرچکا تھا یہ لوگ بصرہ میں میرے (مقرر کردہ) عامل اور مسلمانوں کے بیت المال کے خزینہ داروں اور وہاں کے دوسرے باشندوں تک پہنچ گئے اور کچھ لوگوں کو قید کے اندر مار مار کے اور کچھ لوگوں کو حیلہ و مکر سے شہید کیا۔ خدا کی قسم اگر وہ مسلمانوں میں سے صرف ایک نا کردہ گناہ مسلمان کو عمداً قتل کرتے تو بھی میرے لئے جائز ہوتا کہ میں اس تمام لشکر کو قتل کردوں کیونکہ وہ موجود تھے اور انہوں نے نہ تو اُسے بُرا سمجھا اور نہ زبان اور ہاتھ سے اس کی روک تھام کی، چہ جائیکہ انہوں نے مسلمانوں کے اتنے آدمی قتل کردیئے جتنی تعداد خود ان کے لشکر کی تھی جسے لے کر اُن پر چڑھ دوڑے تھے۔

خطبہ 171

وہ اللہ کی وحی کے امانت دار، اُس کے رسولوں کی آخری فرد، اُس کی رحمت کا مژدہ سنانے والے اور اُس کے عذاب سے ڈرانے والے تھے۔

اے لوگو! تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس (کے نظم و نسق کے برقرار رکھنے) کی سب سے زیادہ قوت و (صلاحیت) رکھتا ہو اور اس کے بارے میں اللہ کے احکام کو سب سے زائد جانتا ہو۔ اس صورت میں اگر کوئی فتنہ پرداز فتنہ کھڑا کرے تو (پہلے) اُسے توبہ و بازگشت کے لئے کہا جائے گا اگر وہ انکار کرے تو اس سے جنگ و جدال کیا جائے گا۔ اپنی جان کی قسم! اگر خلافت کا انعقاد تمام افرادِ امت کے ایک جگہ اکٹھا ہونے سے ہو تو اس کی کوئی سبیل ہی نہیں بلکہ اس صورت تو انہوں نے یہ رکھی تھی کہ اس کے کرتا دھرتا لوگ اپنے فیصلہ کا ان لوگوں کو بھی پابند بنائیں گے جو (بیعت کے وقت) موجود نہ ہوں گے۔ پھر موجود کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ (بیعت سے) انحراف کرے اور نہ غیر موجود کو یہ حق ہوگا کہ وہ کسی اور کو منتخب کرے دیکھو! میں دو شخصوں سے ضرور جنگ کروں گا، ایک وہ جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہ ہو، اور دوسرا وہ جو اپنے معاہدہ کا پابند نہ رہے۔ اس خطبہ کا ایک جز یہ ہے: اے اللہ کے بندو! میں تمہیں تقویٰ و پرہیزگاری کی ہدایت کرتا ہوں کیونکہ بندے

جن چیزوں کی ایک دوسرے کو ہدایت کرتے ہیں اُن میں تقویٰ سب سے بہتر و برتر ہے۔ تمہارے اور دوسرے اہل قبلہ کے درمیان جنگ کا دروازہ کھل گیا ہے اور اس (جنگ) کے جھنڈے کو وہی اٹھائے گا جو نظر رکھنے والا (مصیبتوں پر) صبر کرنے والا اور حق کے مقامات کو پہچاننے والا ہو۔ تمہیں جو حکم دیا جائے اُس پر عمل کرو اور جس چیز سے روکا جائے اُس سے باز رہو، اور کسی بات میں جلدی نہ کرو۔ جب تک اُسے خوب سوچ سمجھ نہ لو۔ ہمیں ان اُمور میں کہ جن پر تم ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہو، غیر معمولی انقلابات کا اندیشہ رہتا ہے دیکھو! یہ دنیا جس کی تم تمنا کرتے ہو اور جس کی جانب خواہش و رغبت سے بڑھتے ہو جو کبھی تم کو غصہ دلاتی ہے اور کبھی تمہیں خوش کر دیتی ہے۔ تمہارا (اصلی) گھر نہیں ہے اور نہ وہ منزل ہے جس کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو اور نہ وہ جگہ ہے جس کی طرف تمہیں دعوت دی گئی ہے۔ دیکھو! یہ تمہارے لئے باقی رہنے والی نہیں اور نہ تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو اگر اس نے تمہیں (اپنی آرائشوں سے) فریب دیا ہے تو اپنی برائیوں سے خوف بھی دلایا ہے۔ لہٰذا تم اس کے ڈرانے سے متاثر ہو کر اس سے فریب نہ کھاؤ، اور اس کے خوفزدہ کرنے کی بناء پر اس کے طمع دلانے میں نہ آؤ۔ اُس گھر کی طرف بڑھو جس کی تمہیں دعوت دی گئی ہے اور اس دنیا سے اپنے دلوں کو موڑ لو تم میں سے کوئی شخص دنیا کی کسی چیز کے روک لئے جانے پر لونڈیوں کی طرح رونے نہ بیٹھ جائے۔ اطاعت خدا پر صبر کر کے اور جن چیزوں کی اُس نے اپنی کتاب میں تم سے حفاظت چاہی ان کی حفاظت کر کے اس سے نعمتوں کی تکمیل چاہو۔ دیکھو! اگر تم نے دین کے اصول محفوظ رکھے تو پھر دنیا کی کسی چیز کو کھو دینا تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا اور دین کو ضائع و برباد کرنے کے بعد تمہیں دنیا کی کوئی ایسی چیز نفع نہ پہنچائے گی جسے تم نے محفوظ کر لیا ہو خداوند عالم ہمارے اور تمہارے دلوں کو حق کی طرف متوجہ کرے اور ہمیں اور تمہیں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ 172

طلحہ ابن عبید اللہ کے متعلق فرمایا:۔

مجھے تو کبھی بھی حرب و ضرب سے دھمکایا اور ڈرایا نہیں جاسکا ہے میں اپنے پروردگار کے کئے ہوئے وعدۂ نصرت پر مطمئن ہوں۔ خدا کی قسم وہ خون عثمان کا بدلہ لینے کے لئے کھنچی ہوئی تلوار کی طرح اس لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ اسے یہ ڈر ہے کہ کہیں اسی سے ان کے خون کا مطالبہ نہ ہونے لگے۔ کیونکہ (لوگوں کا) ظن غالب اس کے متعلق یہی ہے اور حقیقت ہے کہ (قتل کرنے والی) جماعت میں اس سے بڑھ کر ان کے خون کا پیاسا ایک بھی نہ تھا، چنانچہ اس نے خون کا عوض لینے کے سلسلہ میں جو فوجیں فراہم کی ہیں اس سے یہ چاہا ہے کہ لوگوں کو مغالطہ دے سکے کہ حقیقت مشتبہ ہو جائے اور اس میں شک پڑ جائے۔ خدا کی قسم! اس نے عثمان کے معاملہ میں ان تین باتوں میں سے ایک بات پر بھی تو عمل نہیں کیا۔ اگر ابن عفان جیسا کہ اس کا خیال تھا ظالم تھے تو (اس صورت میں) اسے چاہئے تھا کہ ان کے قاتلوں کی مدد کرتا یا ان کے مددگاروں سے علیحدگی اختیار کر لیتا اور اگر وہ مظلوم تھے تو اس صورت میں اس کے لئے مناسب تھا کہ ان کے قتل سے روکنے والوں اور ان کی طرف سے عذر

معذرت کرنے والوں میں ہوتا اور اگر ان دونوں باتوں میں اُسے شبہ تھا تو اس صورت میں اسے یہ چاہیے تھا کہ ان سے کنارہ کش ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا اور انہیں لوگوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیتا (کہ وہ جانیں اور ان کا کام) لیکن اُس نے ان باتوں میں سے ایک پر بھی عمل نہ کیا اور ایک ایسی بات کو لے کر سامنے آ گیا ہے کہ جس کی صحت کی کوئی صورت ہی نہیں اور نہ اس کا کوئی عذر درست ہے۔

خطبہ 173

اے غافلو! کہ جن کی طرف سے غفلت نہیں برتی جا رہی اور اے چھوڑ دینے والو کہ جن کو نہیں چھوڑا جائے گا۔ تعجب ہے کہ میں تمہیں اس حالت میں دیکھتا ہوں کہ تم اللہ سے دور ہٹتے جا رہے ہو، اور دوسروں کی طرف شوق سے بڑھ رہے ہو گویا تم وہ اونٹ ہو جن کا چرواہا انہیں ایک ہلاک کرنے والی چراگاہ اور تباہ کرنے والے گھاٹ پر لایا ہو۔ یہ اُن چوپاؤں کے مانند ہیں جنہیں چھریوں سے ذبح کرنے کے لئے چارہ دیا جا رہا ہو اور انہیں یہ معلوم نہ ہو کہ جب ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے تو اس سے مقصود کیا ہے۔ یہ تو اپنے دن کو اپنا پورا زمانہ خیال کرتے ہیں اور پیٹ بھر کر کھا لینا ہی اپنا کام سمجھتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر میں بتانا چاہوں تو تم میں سے ہر شخص کو بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اُسے کہاں جانا ہے اور اس کے پورے حالات کیا ہیں۔ لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم مجھ سے (کھو کر) پیغمبر سے کفر اختیار کر لو گے۔ البتہ میں اپنے مخصوص دوستوں تک یہ چیزیں ضرور پہنچاؤں گا کہ جن کے بھٹک جانے کا اندیشہ نہیں۔ اُس ذات کی قسم جس نے پیغمبر کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور ساری مخلوقات میں سے ان کو منتخب فرمایا۔ میں جو کہتا ہوں سچ کہتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ A نے ان تمام چیزوں اور ہلاک ہونے والوں کی ہلاکت اور نجات پانے والوں کی نجات اور اس امر (خلافت) کے انجام کی خبر دی ہے اور ہر وہ چیز جو سر پر گزرے گی اسے میرے کانوں میں ڈالے اور مجھ تک پہنچائے بغیر نہیں چھوڑا۔ اے لوگو! قسم بخدا میں تمہیں کسی اطاعت پر آمادہ نہیں کرتا مگر یہ کہ تم سے پہلے اس کی طرف بڑھتا ہوں اور کسی گناہ سے تمہیں نہیں روکتا مگر یہ کہ تم سے پہلے خود اُس سے باز رہتا ہوں۔

خطبہ 174

خداوند عالم کے ارشادات سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کے موعظوں سے نصیحت حاصل کرو اور اس کی نصیحتوں کو مانو کیونکہ اُس نے واضح دلیلوں سے تمہارے لئے کسی عذر کی گنجائش نہیں رکھی اور تم پر (پوری طرح) حجت کو تمام کر دیا ہے اور اپنے پسندیدہ و ناپسند اعمال تم سے بیان کر دیئے ہیں تا کہ اچھے اعمال بجا لاؤ اور برے کاموں سے بچو رسول اللہ A کا ارشاد ہے کہ جنت نا گواریوں میں گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشوں میں گھرا ہوا ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ کی ہر اطاعت ناگوار صورت میں اور اس کی ہر معصیت عین خواہش بن کر سامنے آتی ہے۔ خدا اُس شخص پر رحمت کرے جس نے خواہشوں سے دوری اختیار کی اور اپنے نفس کے ہوا و ہوس کو جڑ بنیاد سے

انگیز دیا، کیونکہ نفس خواہشوں میں لامحدود درجہ تک بڑھنے والا ہے اور وہ ہمیشہ خواہش و آرزوئے گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اللہ کے بندو! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مومن (زندگی کے) صبح و شام میں اپنے نفس سے بدگمان رہتا ہے اور اس پر (کوتاہیوں) کا الزام لگاتا ہے اور اس سے (عبادتوں میں) اضافہ کا خواہش مند رہتا ہے۔ تم ان لوگوں کی طرح ہو کہ جو تم سے پہلے آگے بڑھ چکے ہیں اور تمہارے مثل اس راہ سے گزر چکے ہیں انہوں نے دنیا سے یوں اپنا رخت سفر باندھا جس طرح مسافر اپنا ڈیرا اٹھا لیتا ہے اور دنیا کو اس طرح طے کیا جس طرح (سفر کی) منزلوں کو یاد رکھو کہ یہ قرآن ایسا نصیحت کرنے والا ہے جو فریب نہیں دیتا اور ایسا ہدایت کرنے والا ہے جو گمراہ نہیں کرتا اور ایسا بیان کرنے والا ہے جو جھوٹ نہیں بولتا۔ جو بھی اس قرآن کا ہم نشین ہوا وہ ہدایت کو بڑھا کر اور گمراہی و ضلالت کو گھٹا کر اس سے الگ ہوا۔ جان لو کہ کسی کو قرآن (کی تعلیمات) کے بعد (کسی اور لائحہ عمل کی احتیاج نہیں رہتی اور نہ کوئی قرآن سے (کچھ سیکھنے) سے پہلے اس سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔ اس سے اپنی بیماریوں کی شفا چاہو اور اپنی مصیبتوں پر اس سے مدد مانگو۔ اس میں کفر و نفاق اور ہلاکت و گمراہی جیسی بڑی بڑی مرضوں کی شفا پائی جاتی ہے اس کے وسیلہ سے اللہ سے مانگو اور اس کی دوستی کو لئے ہوئے اس کا رخ کرو اور اسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ یقیناً بندوں کے لئے اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا اس جیسا کوئی ذریعہ نہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت مقبول اور ایسا کلام کرنے والا ہے (جس کی ہر بات) تصدیق شدہ ہے۔ قیامت کے دن جس کی یہ شفاعت کرے گا، وہ اس کے حق میں مانی جائیں گی اور اس روز جس کے عیوب بتائے گا تو اس کی بارے میں بھی اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔ قیامت کے دن ایک منادی ندا دینے والا پکار کر کہے گا کہ دیکھو قرآن کی کھیتی بونے والوں کے علاوہ ہر بونے والا اپنی کھیتی اور اپنے اعمال کے نتیجہ میں مبتلا ہے۔ لہذا تم قرآن کی کھیتی بونے والے اور اس کے پیروکار بنو، اور اپنے پروردگار تک پہنچنے کے لئے اس سے پند و نصیحت چاہو اور اس کے مقابلہ میں اپنی خواہشوں کو غلط و فریب خوردہ سمجھو۔ عمل کرو۔ عمل کرو اور عاقبت و انجام کو دیکھو، استوار و برقرار رہو، پھر یہ کہ صبر کرو، تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو، تمہارے لئے ایک منزل منتہا ہے اپنے کو وہاں تک پہنچاؤ، اور تمہارے لئے ایک نشان ہے اس سے ہدایت حاصل کرو۔ اسلام کی ایک حد ہے، تم اس حد و انتہا تک پہنچو۔ اللہ نے جن حقوق کی ادائیگی کو تم پر فرض کیا ہے اور جن فرائض کو تم سے بیان کیا ہے انہیں ادا کر کے اس سے عہدہ برآ ہو جاؤ میں تمہارے اعمال کا گواہ اور قیامت کے دن تمہاری طرف سے حجت پیش کرنے والا ہوں۔ دیکھو! جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور جو فیصلہ خداوندی تھا وہ سامنے آ گیا۔ میں الٰہی وعدہ و برہان کی رو سے کلام کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بیشک وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر وہ اس (عقیدہ) پر جمے رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں اور (یہ کہتے ہیں) کہ تم خوف نہ کھاؤ اور غمگین نہ ہو۔ تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اب تمہارا قول تو یہ ہے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے تو اب اس کی کتاب اور اس کی شریعت کی راہ اور اس کی عبادت کے نیک طریقہ پر جمے رہو اور پھر اس سے نکل کر نہ بھاگو، اور نہ اس میں بدعتیں پیدا کرو اور نہ اس کے خلاف چلو۔ اس لئے کہ اس راہ سے نکل بھاگنے والے قیامت کے دن اللہ (کی رحمت) سے جدا ہونے والے ہیں۔ پھر یہ کہ تم اپنے اخلاق و اطوار کو پلٹنے اور انہیں ادلنے بدلنے سے پرہیز کرو۔ دو رخی اور تلون مزاجی سے بچتے رہو، اور ایک

زبان رکھو۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی زبان کو قابو میں رکھے۔ اس لئے کہ یہ اپنے مالک سے منہ زوری کرنے والی ہے۔ خدا کی قسم! میں نے کسی پرہیزگار کو نہیں دیکھا کہ تقویٰ اس کے لئے مفید ثابت ہوا ہو۔ جب تک کہ اس نے اپنی زبان کی حفاظت نہ کی ہو۔ بے شک مومن کی زبان اُس کے دل کے پیچھے ہے اور منافق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے۔ کیونکہ مومن جب کوئی بات کہنا چاہتا ہے تو پہلے اسے دل میں سوچ لیتا ہے اور اگر وہ اچھی بات ہوتی ہے تو اُسے ظاہر کرتا ہے اور اگر بُری ہوتی ہے تو اُسے پوشیدہ ہی رہنے دیتا ہے اور منافق کی زبان پر جو آتا ہے کہہ گزرتا ہے اسے یہ کچھ خبر نہیں ہوتی کہ کون سی بات اس کے حق میں ہے اور کون سی بات مضر ہے۔ رسول اللہ A نے فرمایا ہے کہ کسی بندے کا ایمان اُس وقت تک مستحکم نہ ہو۔ لہٰذا تم میں سے جس سے یہ بن پڑے کہ وہ اللہ کے حضور میں اس طرح پہنچے کہ اس کا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور ان کے مال سے پاک وصاف اور اس کی زبان ان کی آبرو ریزی سے محفوظ رہے تو اُسے ایسا ہی کرنا چاہئے خدا کے بندو! یاد رکھو کہ مومن اس سال بھی اسی چیز کو حلال سمجھتا ہے جسے پارسال حلال سمجھ چکا ہے اور اس سال بھی اسی چیز کو حرام کہتا ہے جسے گذشتہ سال حرام کہہ چکا ہے اور یاد رکھو! کہ لوگوں کی پیدا کی ہوئی بدعتیں ان چیزوں کو جو خدا کی طرف سے حرام ہیں حلال نہیں کرسکتیں، بلکہ حلال وہ ہے جسے اللہ نے حلال کیا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ تم تمام چیزوں کو تجربہ و آزمائش سے پرکھ چکے ہو اور پہلے لوگوں سے تمہیں پند ونصیحت بھی کی جاچکی ہے اور (حق وباطل) کی مثالیں بھی تمہارے سامنے پیش کی جاچکی ہیں اور واضح حقیقتوں کی طرف تمہیں دعوت دی جاچکی ہے۔ اب اس آواز کے سننے سے قاصر وہی ہوسکتا ہے جو واقعی بہرا ہو اور اس کے دیکھنے سے معذور وہی سمجھا جاسکتا ہے جو اندھا ہو اور جسے اللہ کی آزمائشوں اور تجربوں سے فائدہ نہ پہنچے وہ کسی پند ونصیحت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا، اسے زیاں کاریاں ہی درپیش ہوں گی۔ یہاں تک کہ وہ بُری باتوں کو اچھا اور اچھی باتوں کو بُرا سمجھے گا۔ چونکہ لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک شریعت کے پیروکار اور دوسرے بدعت ساز کہ جن کے پاس نہ سنت پیغمبر کی کوئی سند ہوتی ہے اور نہ دلیل وبرہان کی روشنی۔ بلاشبہ اللہ سبحانہٗ نے کسی کو ایسی نصیحت نہیں کی جو اس قرآن کے مانند ہو کیوں کہ یہ اللہ کی مضبوط رسی اور امانتدار وسیلہ ہے۔ اسی میں دل کی بہار اور علم کے سرچشمے ہیں اور اسی سے (آئینہ) قلب پر جلا ہوتی ہے۔ باوجودیکہ یاد رکھنے والے گزر گئے اور بھول جانے والے یا بھلاوے میں ڈالنے والے باقی رہ گئے ہیں۔ اب تمہارا کام یہ ہے کہ بھلائی کو دیکھو تو اُسے تقویت پہنچاؤ اور بُرائی کو دیکھو تو اس سے (دامن بچا کر) چل دو، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اے فرزند آدم! اچھے کام کرو اور برائیوں کو چھوڑ دے۔ اگر تو نے ایسا کیا تو تو نیک چلن اور راست رو ہے۔ دیکھو! ظلم تین طرح کا ہوتا ہے ایک ظلم وہ جو بخشا نہیں جائے گا اور دوسرا ظلم وہ۔ جس کا (مواخذہ) چھوڑا نہیں جائے گا، تیسرا وہ جو بخش دیا جائے گا اور اس کی باز پرس نہیں ہوگی۔ لیکن وہ ظلم جو بخشا نہیں جائے گا وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہٗ کا ارشاد ہے کہ خدا اس (گناہ) کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔ وہ ظلم جو بخش دیا جائے وہ ہے جو بندہ چھوٹے گناہوں کا مرتکب ہو کر اپنے نفس پر کرتا ہے اور وہ ظلم کہ جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کرنا ہے۔ جس کا آخرت میں سخت بدلہ لیا جائے گا۔ وہ کوئی چھریوں سے کچوکے دینا اور کوڑوں سے مارنا نہیں ہے بلکہ ایک ایسا

سخت عذاب ہے جس کے مقابلہ میں یہ چیزیں بہت ہی کم ہیں۔ دین خدا میں رنگ بدلنے سے بچو، کیونکہ تمہارا حق پر ایکا کرلینا جسے تم ناپسند کرتے ہو باطل راستوں پر جا کر بٹ جانے سے جو تمہارا محبوب مشغلہ ہے، بہتر ہے بے شک اللہ سبحانہٗ نے اگلوں اور پچھلوں میں کسی کو متفرق اور پراگندہ ہو جانے سے کوئی بھلائی نہیں دی۔ اے لوگو! لائق مبارکباد وہ شخص ہے جسے اپنے عیوب دوسروں کی عیب گیری سے باز رکھیں اور قابل مبارکباد وہ شخص ہے جو اپنے گھر (کے گوشہ) میں بیٹھ جائے اور جو کھانا میسر آجائے کھالے اور اپنے اللہ کی عبادت میں لگا رہے اور اپنے گناہوں پر آنسو بہائے کہ اس طرح وہ بس اپنی ذات کی فکر میں رہے اور دوسرے لوگ اس سے آرام میں رہیں۔

خطبہ 175

حکمین کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا۔

تمہاری جماعت ہی نے دو شخصوں کے چن لینے کی رائے طے کی تھی۔ چنانچہ ہم نے ان دونوں سے یہ عہد لیا تھا، کہ وہ قرآن کے مطابق عمل کریں اور اس سے سرمو تجاوز نہ کریں اور ان کی زبانیں اس سے ہمنوا اور ان کے دل اس کے پیرو رہیں مگر وہ قرآن سے بھٹک گئے اور حق کو چھوڑ بیٹھے حالانکہ وہ اُن کی نگاہوں کے سامنے تھا۔ ظلم ان کی عین خواہش اور کجروی اُن کی روش تھی حالانکہ ہم نے پہلے ہی ان سے یہ ٹھہرا لیا تھا کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے اور حق پر عمل پیرا ہونے میں بدنیتی اور ناانصافی کو دخل نہ دیں گے۔ اب جب انہوں نے راہ حق سے انحراف کیا اور طے شدہ قرارداد کے برعکس حکم لگایا تو ہمارے ہاتھوں میں (ان کا فیصلہ ٹھکرا دینے کے لئے) ایک مضبوط دلیل (اور معقول وجہ) موجود ہے۔

خطبہ 176

خداوند عالم کو ایک حالت دوسری حالت سے سدِّ راہ نہیں ہوتی نہ زمانہ اس میں تبدیلی پیدا کرتا ہے، نہ کوئی جگہ اسے گھیرتی ہے اور نہ زبان اس کا وصف کر سکتی ہے۔ اس سے پانی کے قطروں اور آسمان کے ستاروں اور ہوا کے جھکڑوں کا شمار چکنے پتھر پر چیونٹی کے چلنے کی آواز اور اندھیری رات میں چھوٹی چیونٹیوں کے قیام کرنے کی جگہ کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ پتوں کے گرنے کی جگہوں اور آنکھوں کے چوری چھپے اشاروں کو جانتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، نہ اس کا کوئی ہمسر ہے نہ اس کی ہستی میں کوئی شبہ نہ اس کے دین سے سرتابی ہو سکتی ہے اور نہ اس کی آفرینش سے انکار، اس شخص کی سی گواہی جس کی نیت سچی، باطن پاکیزہ، یقین (شبہوں سے) پاک اور اس کے (نیک اعمال کا) پلہ بھاری ہو، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد A اس کے عبد اور رسول ہیں اور مخلوقات میں منتخب، بیان شریعت کے لئے برگزیدہ، گراں بہا بزرگیوں سے مخصوص، اور عمدہ پیغاموں (کے پہنچانے) کے لئے منتخب ہیں۔ آپ A کے ذریعہ سے ہدایت کے نشانات روشن

کیے گئے اور گمراہی کی تیرگیوں کو چھانٹا گیا۔

اے لوگو! جو شخص دنیا کی آرزوئیں کرتا ہے اور اس کی جانب کھنچتا ہے وہ اسے انجام کار فریب دیتی ہے اور جو اس کا خواہش مند ہوتا ہے اس سے بخل نہیں کرتی اور جو اس پر چھا جاتا ہے وہ اس پر قابو پا لے گی۔ خدا کی قسم جن لوگوں کے پاس زندگی کی تر و تازہ و شاداب نعمتیں تھیں اور پھر ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں اور یہ ان کے گناہوں کے مرتکب ہونے کی پاداش ہے کیونکہ اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا اگر لوگ اس وقت کہ جب ان پر مصیبتیں ٹوٹ رہی ہوں اور نعمتیں ان سے زائل ہو رہی ہوں صدق نیت و رجوع قلب سے اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہوں تو وہ برگشتہ ہو جانے والی نعمتوں کو پھر ان کی طرف پلٹا دے گا اور ہر خرابی کی اصلاح کر دے گا۔ مجھے تم سے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں تم جہالت و نادانی میں نہ پڑ جاؤ۔ کچھ اتفاقات ایسے ہو گزرے ہیں کہ جن میں تم نے نامناسب جذبات سے کام لیا۔ میرے نزدیک تم ان میں سراہنے کے قابل نہیں ہو۔ اگر تمہیں پچھلی روش پر پھر لگا دیا جائے تو تم یقیناً نیک بخت و سعادت مند بن جاؤ گے۔ میرا کام تو صرف کوشش کرنا ہے اگر میں کچھ کہنا چاہوں تو البتہ یہی کہوں گا کہ خدا (تمہاری) گزشتہ لغزشوں سے درگزر کرے۔

خطبہ 177

ذعلب یمنی نے آپ سے سوال کیا کہ یا امیر المومنینؑ کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا میں اُس اللہ کی عبادت کرتا ہوں؟ جسے میں نے دیکھا تک نہیں۔ اُس نے کہا آپ کیوں کر دیکھتے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آنکھیں اُسے کھلم کھلا نہیں دیکھتیں بلکہ دل ایمانی حقیقتوں سے اسے پہچانتے ہیں۔ وہ ہر چیز سے قریب ہے لیکن جسمانی اتصال کے طور پر نہیں۔ وہ ہر شے سے دور ہے مگر الگ نہیں۔ وہ غور و فکر کیے بغیر کلام کرنے والا اور بغیر آمادگی کے قصد و ارادہ کرنے والا اور بغیر اعضاء (کی مدد) کے بنانے والا ہے۔ وہ لطیف ہے لیکن پوشیدگی سے اُسے متصف نہیں کیا جا سکتا۔ وہ بزرگ و برتر ہے مگر تندخوئی و بدخلقی کی صفت اس میں نہیں۔ وہ دیکھنے والا ہے مگر حواس سے اُسے موصوف نہیں کیا جا سکتا۔ وہ رحم کرنے والا ہے مگر اس صفت کو نرم دلی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ چہرے اس کی عظمت کے آگے ذلیل و خوار اور دل اُس کے خوف سے لرزاں و ہراساں ہیں۔

خطبہ 178

اپنے اصحاب کی مذمت میں فرمایا:

میں اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں ہر اُس امر پر جس کا اُس نے فیصلہ کیا اور ہر اُس کام پر جو اُس کی تقدیر نے طے کیا ہو اور اس آزمائش پر جو تمہارے ہاتھوں اُس نے میری کی ہے۔ اے لوگو! کہ جنہیں کوئی حکم دیتا ہوں تو نافرمانی کرتے ہیں اور پکارتا ہوں تو میری آواز پر لبیک نہیں کہتے۔ اگر تمہیں (جنگ سے) کچھ مہلت ملتی

ہے تو ڈینگیں مارنے لگتے ہو اور اگر جنگ چھڑ جاتی ہے تو بزدلی دکھاتے ہو اور جب لوگ امام پر ایکا کر لیتے ہیں تو تم طعن و تشنیع کرنے لگتے ہو اور اگر تمہیں (جکڑ باندھ کر) جنگ کی طرف لایا جاتا ہے تو الٹے پیروں لوٹ جاتے ہو۔ تمہارے دشمنوں کا برا ہو۔ تم اب نصرت کے لئے آمادہ ہونے اور اپنے حق کے لئے جہاد کرنے میں کس چیز کے منتظر ہو۔ موت کے یا اپنی ذلت و رسوائی کے؟ خدا کی قسم! اگر میری موت کا دن آئے گا اور البتہ آ کر رہے گا تو وہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا۔ درآنحالیکہ میں تمہاری ہم نشینی سے بیزار اور (تمہاری کثرت کے باوجود) اکیلا ہوں۔ اب تمہیں اللہ ہی اجر دے۔ کیا کوئی دین تمہیں ایک مرکز پر جمع نہیں کرتا اور غیرت تمہیں (دشمن کی روک تھام پر) آمادہ نہیں کرتی۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ معاویہ چند تند مزاج اوباشوں کو دعوت دیتا ہے اور وہ بغیر کسی امداد و اعانت اور بخشش و عطا کے اس کی پیروی کرتے ہیں اور میں تمہیں امداد کے علاوہ تمہارے معینہ عطیوں کے ساتھ دعوت دیتا ہوں مگر تم مجھ سے پراگندہ و منتشر ہو جاتے ہو، اور مخالفتیں کرتے ہو۔ حالانکہ تم اسلام کے رہے سہے افراد اور مسلمانوں کا بقیہ ہو۔ تم تو میرے کسی فرمان پر راضی ہوتے اور نہ اس پر متحد ہوتے ہو۔ چاہے وہ تمہارے جذبات کے موافق ہو یا مخالف میں جن چیزوں کا سامنا کرنے والا ہوں ان میں سب سے زیادہ محبوب مجھے موت ہے، میں نے تمہیں قرآن کی تعلیم دی اور دلیل و برہان سے تمہارے درمیان فیصلے کئے اور ان چیزوں سے تمہیں روشناس کیا جنہیں تم نہیں جانتے تھے اور ان چیزوں کو تمہارے لئے خوشگوار بنایا جنہیں تم تھوک دیتے تھے کاش کہ اندھے کو کچھ نظر آئے اور سونے والا (خواب غفلت سے) بیدار ہو۔ وہ قوم اللہ (کے احکام) سے کتنی جاہل ہے کہ جس کا پیشرو معاویہ اور معلم نابغہ کا بیٹا ہے۔

خطبہ 179

حضرتؑ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو یہ پتہ لگانے کو بھیجا کہ کوفہ کی ایک جماعت کی خبر لانے کے لئے بھیجا جو خارجیوں سے منضم ہونے کا تہیہ کئے بیٹھی تھی، لیکن حضرتؑ سے خائف تھی۔ چنانچہ جب وہ شخص پلٹ کر آیا تو آپؑ نے دریافت کیا کہ کیا وہ مطمئن ہو کر ٹھہر گئے ہیں یا کمزوری و بزدلی دکھاتے ہوئے چل دیئے ہیں۔ اس نے کہا یا امیرالمومنینؑ وہ تو چلے گئے تو آپؑ نے ارشاد فرمایا، انہیں قوم ثمود کی طرح خدا کی رحمت سے دوری ہو۔ دیکھنا جب نیزوں کے رخ ان کی طرف سیدھے ہوں گے اور تلواروں (کے وار) ان کی کھوپڑیوں پر پڑیں گے تو اپنے کئے پر پچھتائیں گے، آج تو شیطان نے انہیں تتر بتر کر دیا ہے اور کل ان سے اظہار بیزاری کرتا ہوا ان سے الگ ہو جائے گا۔ ان کا ہدایت سے نکل جانا، گمراہی و ضلالت میں جا پڑنا حق سے منہ پھیر لینا اور ضلالتوں میں منہ زوریاں دکھانا ہی ان کے (مستحق عذاب) ہونے کے لئے کافی ہے۔

خطبہ 180

نوف بکالی سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرتؑ نے یہ خطبہ ہمارے سامنے کوفہ میں اس پتھر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا جسے جعدہ ابن ہبیرہ مخزومی نے نصب کیا تھا۔ اس وقت آپ کے جسم مبارک پر ایک اونی جبہ تھا، اور آپ کی تلوار کا پرتلہ لیف خرما کا تھا اور پیروں میں جوتے بھی کھجور کی پتیوں کے تھے اور (سجدوں کی وجہ سے) پیشانی یوں معلوم ہوتی تھی جیسے اونٹ کے گھٹنے پر کا گھٹا۔

تمام حمد اُس اللہ کے لئے ہے جس کی طرف تمام مخلوق کی بازگشت اور ہر چیز کی انتہا ہے۔ ہم اس کے عظیم احسان، روشن و واضح برہان اور اس کے لطف و کرم کی افزائش پر اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ ایسی حمد کہ جس سے اس کا حق پورا ہو اور شکر ادا ہو اور اس کے ثواب کے قریب لے جانے والی اور اس کی بخششوں کو بڑھانے والی ہو۔ ہم اس سے اس طرح مدد مانگتے ہیں جس طرح اس کے فضل کا امیدوار اس کے نفع کا آرزومند (دفع بلیات کا) اطمینان رکھنے والا اور بخشش و عطا کا معترف اور قول و عمل سے اس کا مطیع و فرمانبردار اس سے مدد چاہتا ہو اور ہم اس شخص کی طرح اس پر ایمان رکھتے ہیں جو یقین کے ساتھ اس سے آس لگائے ہو، اور ایمان (کامل) کے ساتھ اس کی طرف رجوع ہو اور اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ اس کے سامنے عاجزی و فروتنی کرتا ہو، اور اُسے ایک جانتے ہوئے اس سے اخلاص برتتا ہو، اور سپاس گزاری کے ساتھ اسے بزرگ جانتا ہو اور رغبت و کوشش سے اُس کے دامن میں پناہ ڈھونڈتا ہو اس کا کوئی باپ نہیں کہ وہ عزت و بزرگی میں اس کا شریک ہو نہ اُس کے کوئی اولاد ہے کہ اُسے چھوڑ کر وہ دنیا سے رخصت ہو جائے اور وہ اس کی وارث ہو جائے نہ اس کے پہلے وقت اور زمانہ تھا، نہ اس پر یکے بعد دیگرے کمی اور زیادتی طاری ہوتی ہے، بلکہ جو اس نے مضبوط نظام (کائنات) اور اٹل احکام کی علامتیں ہمیں دکھائی ہیں ان کی وجہ سے وہ عقلوں کے لئے ظاہر ہوا ہے۔ چنانچہ اس آفرینش پر گواہی دینے والوں میں آسمانوں کی خلقت ہے کہ جو بغیر ستونوں کے ثابت و برقرار اور بغیر سہارے کے قائم ہیں۔ خداوند عالم نے انہیں پکارا تو یہ بغیر کسی سستی اور توقف کے اطاعت و فرمابرداری کرتے ہوئے لبیک کہہ اٹھے۔ اگر وہ اس کی ربوبیت کا اقرار نہ کرتے اور اُس کے سامنے سر اطاعت نہ جھکاتے تو وہ انہیں اپنے عرش کا مقام اور اپنے فرشتوں کا مسکن اور پاکیزہ کلموں اور مخلوق کے نیک عملوں کے بلند ہونے کی جگہ نہ بناتا۔ اللہ نے ان کے ستاروں کو ایسی روشن نشانیاں قرار دیا ہے کہ جن سے حیران و سرگرداں اطراف زمین کی راہوں میں آنے جانے کے لئے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اندھیری رات کی اندھیاریوں کے سیاہ پردے ان کے نور کی ضوپاشیوں کو نہیں روکتے اور نہ شب ہائے تاریک کی تیرگی کے پردے یہ طاقت رکھتے ہیں کہ وہ آسمانوں میں پھیلی ہوئی چاند کے نور کی جگمگاہٹ کو پلٹا دیں۔ پاک ہے وہ ذات جس پر پست زمین کے قطعوں اور باہم ملے ہوئے سیاہ پہاڑوں کی چوٹیوں میں اندھیری رات کی اندھیاریاں اور پرسکون شب کی ظلمتیں پوشیدہ نہیں ہیں اور نہ افق آسمان میں رعد کی گرج اس سے مخفی ہے اور نہ وہ چیزیں کہ جن پر بادلوں کی بجلیاں کوند کر ناپید ہو جاتی ہیں اور نہ وہ پتے جو (ٹوٹ کر) گرتے ہیں کہ جنہیں (بارش کے) پچھتروں کی تند ہوائیں اور موسلادھار بارشیں ان کے گرنے کی جگہ سے ہٹا دیتی ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ بارش کے قطرے کہاں گریں گے اور کہاں ٹھہریں گے اور چھوٹی چونٹیاں کہاں رینگیں گی اور کہاں (اپنے کو) کھینچ کر لے جائیں گی اور مچھروں کو کونسی روزی کفایت کرے گی اور مادہ اپنے پیٹ میں کیا لئے ہوئے ہے۔

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جو عرش و کرسی، زمین و آسمان اور جن و انس سے پہلے موجود تھا۔ نہ (انسانی) واہموں سے اُسے جانا جا سکتا ہے اور نہ عقل و فہم سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اسے کوئی سوال کرنیوالا (دوسرے سائلوں سے) غافل نہیں بناتا اور نہ بخشش و عطا سے اُس کے ہاں کچھ کمی آتی ہے۔ وہ آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا اور نہ کسی جگہ میں اُس کی حد بندی ہو سکتی ہے۔ نہ ساتھیوں کے ساتھ اسے متصف کیا جا سکتا ہے اور نہ اعضاء و جوارح کی حرکت سے وہ پیدا کرتا ہے اور نہ حواس سے وہ جانا پہچانا جا سکتا ہے اور نہ انسانوں پر اس کا قیاس ہو سکتا ہے وہ خدا کہ جس نے بغیر اعضاء و جوارح اور بغیر گویائی اور بغیر حلق کے کووں کو ہلائے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں اور انہیں اپنے عظیم نشانیاں دکھائیں اے اللہ کی توصیف میں رنج و تعب اٹھانے والے اگر تو (اس سے عہدہ برآ ہونے میں) سچا ہے تو پہلے جبرائیل و میکائیل اور مقرب فرشتوں کے لاؤ لشکر کا وصف بیان کر کہ جو پاکیزگی و طہارت کے حجروں میں اس عالم میں سر جھکائے پڑے ہیں کہ ان کی عقلیں ششدر و حیران ہیں کہ اس بہترین خالق کی توصیف کر سکیں۔ صفتوں کے ذریعے وہ چیزیں جانی پہچانی جاتی ہیں جو شکل و صورت اور اعضاء و جوارح رکھتی ہوں اور وہ کہ جو اپنی حد انتہا کو پہنچ کر موت کے ہاتھوں ختم ہو جائیں۔ اُس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ جس نے اپنے نور سے تمام تاریکیوں کو روشن و منور کیا اور ظلمت (عدم) سے ہر نور کو تیرہ و تار بنا دیا ہے۔ اللہ کے بندو! میں تمہیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تم کو لباس سے ڈھانپا اور ہر طرح کا سامان معیشت تمہارے لئے مہیا کیا اگر کوئی دنیوی بقاء کی (بلندیوں پر) چڑھنے کا زینہ یا موت کو دور کرنے کا راستہ پا سکتا ہوتا تو وہ سلیمان ابن داؤد (علیہما السلام) ہوتے کہ جن کے لئے نبوت و انتہائے تقرب کے ساتھ جن و انس کی سلطنت قبضہ میں دے دی گئی تھی لیکن جب وہ اپنا آب و دانہ پورا اور اپنی مدت (حیات) ختم کر چکے تو فنا کی کمانوں نے انہیں موت کے تیروں کی زد پر رکھ لیا گھر اُن سے خالی ہو گئے اور بستیاں اجڑ گئیں اور دوسرے لوگ ان کے وارث ہو گئے۔ تمہارے لئے گزشتہ دوروں (کے ہر دور) میں عبرتیں (ہی عبرتیں) ہیں (ذرا سوچو) تو کہ کہاں ہیں عمالقہ اور اُن کے بیٹے اور کہاں ہیں فرعون اور ان کی اولادیں، اور کہاں ہیں اصحاب الرس کے شہروں کے باشندے جنہوں نے نبیوں کو قتل کیا، پیغمبر کے روشن طریقوں کو مٹایا اور ظالموں کے طور طریقوں کو زندہ کیا، کہاں ہیں وہ لوگ جو لشکروں کو لے کر بڑھے ہزاروں کو شکست دی اور فوجوں کو فراہم کر کے شہروں کو آباد کیا۔

اسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا ہے وہ حکمت کی سپر پہنے ہو گا اور اُس کو اُس کے تمام شرائط و آداب کے ساتھ حاصل کیا ہو گا (جو یہ ہیں کہ) ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو اُس کی اچھی طرح شناخت ہو، اور دل (علائق دنیا سے) خالی ہو چنانچہ وہ اس کے نزدیک اسی کی گمشدہ چیز اور اسی کی حاجت و آرزو ہے کہ جس کا وہ طلب گار و خواستگار ہے وہ اس وقت (نظروں سے اوجھل ہو کر) غریب و مسافر ہو گا کہ جب اسلام عالم غربت میں اور مثل اُس اونٹ کے ہو گا جو تھکن سے اپنی دم زمین پر مارتا ہو اور گردن کا اگلا حصہ زمین پر ڈالے ہوئے ہو، وہ اللہ کی باقی ماندہ حجتوں کا بقیہ اور انبیاء کے جانشینوں میں سے ایک وارث و جانشین ہے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا: اے لوگو! میں نے تمہیں اسی طرح نصیحتیں کی ہیں جس طرح کی انبیاء اپنی امتوں کو کرتے چلے آئے ہیں اور ان چیزوں کو تم تک پہنچایا ہے جو اوصیاء بعد والوں تک پہنچایا کئے

ہیں۔ میں نے تمہیں اپنے تازیانہ سے ادب سکھانا چاہا مگر تم سیدھے نہ ہوئے اور زجر و توبیخ سے تمہیں ہنکایا لیکن تم ایک جا نہ ہوئے۔ اللہ تمہیں سمجھے کیا میرے علاوہ کسی اور امام کے امیدوار ہو جو تمہیں سیدھی راہ پر چلائے اور صحیح راستہ دکھائے۔ دیکھو! دنیا کی طرف رخ کرنے والی چیزوں نے جو رخ کئے ہوئے تھیں پیٹھ پھرا لی، اور جو پیٹھ پھرائے ہوئے تھیں انہوں نے رخ کر لیا۔ اللہ کے نیک بندوں نے (دنیا سے) کوچ کرنے کا تہیہ کر لیا اور فنا ہونے والی تھوڑی سی دنیا ہاتھ سے دے کر ہمیشہ رہنے والی بہت سی آخرت مول لے لی۔ بھلا ہمارے ان بھائی بندوں کو کہ جن کے خون صفین میں بہائے گئے اس سے کیا نقصان پہنچا؟ کہ وہ آج زندہ موجود نہیں ہیں (یہی نہ کہ اگر وہ ہوتے) تو تلخ گھونٹوں کو گوارہ کرتے اور گندلا پانی پیتے۔ خدا کی قسم! وہ خدا کے حضور میں پہنچ گئے اس نے ان کو پورا پورا اجر دیا اور خوف و ہراس کے بعد انہیں امن چین والے گھر میں اُتارا، کہاں ہیں وہ میرے بھائی؟ کہ جو سیدھی راہ پر چلتے رہے اور حق پر گزر گئے، کہاں ہیں؟ عمار اور کہاں ہیں؟ ابن تیہان اور کہاں ہیں ذوالشہادتین اور کہاں ہیں ان کے ایسے اور دوسرے بھائی کہ جو مرنے پر عہد و پیمان باندھے ہوئے تھے اور جن کے سروں کو فاسقوں کے پاس روانہ کیا گیا۔ نوف کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرتؑ نے اپنا ہاتھ ریش مبارک پر پھیرا اور دیر تک روتے رہے اور پھر فرمایا۔

آہ! میرے وہ بھائی کہ جنہوں نے قرآن کو پڑھا تو اسے مضبوط کیا اپنے فرائض میں غور و فکر کیا تو انہیں ادا کیا، سنت کو زندہ کیا اور بدعت کو موت کے گھاٹ اُتارا جہاد کے لئے انہیں بلایا گیا تو انہوں نے لبیک کہی اور اپنے پیشوا پر یقین کامل کے ساتھ بھروسا کیا تو اس کی پیروی بھی کی (اس کے بعد حضرتؑ نے بلند آواز سے پکار کر کہا) جہاد جہاد۔ اے بندگانِ خدا! دیکھو میں آج ہی لشکر کو ترتیب دے رہا ہوں جو اللہ کی طرف بڑھنا چاہے وہ نکل کھڑا ہو۔

نوف کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرتؑ نے دس ہزار کی سپاہ پر حسینؑ (علیہ السلام) کو اور دس ہزار کی فوج پر قیس ابن سعد (رحمہ اللہ) کو اور دس ہزار کے لشکر پر ابو ایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) کو امیر بنایا اور دوسرے لوگوں کو مختلف تعداد کی فوجوں پر سالار مقرر کیا اور آپؑ صفین کی طرف پلٹ کر جانے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن ایک ہفتہ بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ ملعون ابن ملجم (لعنہ اللہ) نے آپؑ کے (سر اقدس) پر ضرب لگائی جس سے تمام لشکر پلٹ گئے اور ہماری حالت ان بھیڑ بکریوں کے مانند ہو گئی جو اپنے چرواہے کو کھو چکی ہوں اور بھیڑیئے ہر طرف سے انہیں اُچک کر لے جا رہے ہوں۔

خطبہ 181

تمام حمد اُس اللہ کے لئے ہے کہ جو بن دیکھے جانا پہچانا ہوا اور بے رنج و تعب اٹھائے (ہر چیز کا) پیدا کرنے والا ہے۔ اُس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو پیدا کیا اور اپنی عزت و جلالت کے پیش نظر فرمانرواؤں سے اطاعت و بندگی اور اپنے جود و عطا کی بدولت با عظمت لوگوں پر سرداری کی۔ وہ اللہ جس نے دنیا میں اپنی مخلوقات کو آباد کیا اور اپنے رسولوں کو جن و انس کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان کے سامنے دنیا کو بے نقاب کریں اور اس کی مضرتوں سے انہیں ڈرائیں دھمکائیں اس کی (بیوفائی کی) مثالیں

بیان کریں اور اُس کی صحت و بیماری کے تغیرات سے ایک دم انہیں پوری پوری عبرت دلانے کا سامان کردیں اور اُس کے عیوب اور حلال و حرام کے (ذرائع اکتساب) اور فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے لئے جو بہشت و دوزخ اور عزت و ذلت کے سامان اللہ نے مہیا کئے ہیں دکھلائیں۔ میں اس کی ذات کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو کر اُس کی ایسی حمد و ثناء کرتا ہوں جیسی حمد اُس نے اپنی مخلوقات سے چاہی ہے۔ اُس نے ہر شے کا اندازہ اور ہر اندازے کی ایک مدت اور ہر مدت کے لئے ایک نوشتہ قرار دیا ہے۔

اس خطبہ کا ایک جزُ یہ ہے: قرآن (اچھائیوں کا) حکم دینے والا، برائیوں سے روکنے والا (بظاہر) خاموش اور (بباطن) گویا اور مخلوقات پر اللہ کی حجت ہے کہ جس پر (عمل کرنے کا) اُس نے بندوں سے عہد لیا ہے اور اُن کے نفسوں کو اُس کا پابند بنا لیا ہے۔ اس کے نور کو کامل اور اس کے ذریعہ سے دین کو مکمل کیا ہے اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اس حالت میں دنیا سے اٹھایا کہ وہ لوگوں کو ایسے احکام قرآن کی تبلیغ کر کے فارغ ہو چکے تھے کہ جو ہدایت و رستگاری کا سبب ہیں۔ لہٰذا اللہ سبحانہٗ کو ایسی بزرگی و عظمت کے ساتھ یاد کرو جیسی اپنی بزرگی خود اُس نے بیان کی ہے کیونکہ اُس نے اپنے دین کی کوئی بات تم سے نہیں چھپائی اور کسی شے کو خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند بغیر کسی واضح علامت اور محکم نشان کے نہیں چھوڑا جو ناپسند اُمور سے روکے اور پسندیدہ باتوں کی طرف دعوت دے (ان احکام کے متعلق) اس کی خوشنودی و ناراضگی کا معیار زمانہ آئندہ میں بھی ایک رہے گا۔ یاد رکھو! کہ وہ تم سے کسی ایسی چیز پر رضامند نہ ہو گا کہ جس پر تمہارے اگلوں سے ناراض ہو چکا ہو، اور نہ کسی ایسی چیز پر غضبناک ہو گا کہ جس پر پہلے لوگوں سے خوش رہ چکا ہو۔ تمہیں تو بس یہی چاہئے کہ تم واضح نشانوں پر چلتے رہو، اور تم سے پہلے لوگوں نے جو کہا ہے اسے دہراتے رہو۔ وہ تمہاری ضروریات دنیا کا ذمہ لے چکا ہے اور تمہیں صرف شکر گزار رہنے کی ترغیب دی ہے اور تم پر واجب کیا ہے کہ اپنی زبان سے اس کا ذکر کرتے رہو اور تمہیں تقویٰ و پرہیز گاری کی ہدایت کی ہے اور اسے اپنی رضا و خوشنودی کی حد آخر اور مخلوق سے اپنا مدعا قرار دیا ہے۔ اُس اللہ سے ڈرو کہ تم جس کی نظروں کے سامنے ہو اور جس کے ہاتھ میں تمہاری پیشانیوں کے بال اور جس کے قبضۂ قدرت میں تمہارا اٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا ہے۔ اگر تم کوئی بات مخفی رکھو گے تو وہ اُسے جان لے گا اور ظاہر کرو گے تو اسے لکھ لے گا (یوں کہ) اُس نے تم پر نگہبانی کرنے والے مکرم فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ وہ کسی حق کو نظر انداز اور کسی غلط چیز کو درج نہیں کرتے۔ یاد رکھو کہ جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لئے فتنوں سے (بچ کر) نکلنے کی راہ نکال دے گا اور اندھیاریوں سے اجالے لے آئے گا اور اس کے حسب دل خواہ نعمتوں میں اُسے ہمیشہ رکھے گا اور اُسے اپنے پاس ایسے گھر میں کہ جسے اُس نے اپنے لئے منتخب کیا ہے عزت و بزرگی کی منزل میں لا اُتارے گا۔ اس گھر کا سایہ عرش، اس کی روشنی جمال قدرت (کی چھوٹ) اس میں ملاقاتی ملائکہ اور رفیق و ہم نشین انبیاء و مرسلین ہیں۔ اپنی جائے بازگشت کی طرف بڑھو اور زادِ عمل فراہم کرنے میں موت پر سبقت کرو اس لئے کہ وہ وقت قریب ہے کہ لوگوں کی امیدیں ٹوٹ جائیں، موت ان پر چھا جائے اور توبہ کا دروازہ اُن کے لئے بند ہو جائے، ابھی تو تم اس دور میں ہو کہ جس کی طرف پلٹنے کی تم سے قبل گزر جانے والے لوگ تمنا کرتے ہیں۔ تم اس دار دنیا میں کہ جو تمہارے رہنے کا گھر نہیں ہے مسافر راہ نورد ہو۔ اس سے تمہیں کوچ کرنے کی خبر دی جا چکی ہے اور اس میں رہتے ہوئے تمہیں زاد کے مہیا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یاد رکھو کہ اس نرم و نازک کھال میں آتش جہنم کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں

(تو پھر) اپنی جانوں پر رحم کھاؤ۔ کیونکہ تم نے ان کو دنیا کی مصیبتوں میں آزما کر دیکھ لیا ہے۔ کیا تم نے اپنے میں سے کسی ایک کو دیکھا ہے کہ وہ (جسم میں) کانٹا لگنے سے یا ایسی ٹھوکر کھانے سے کہ جو اسے لہولہان کر دے یا ایسے گرم ریت (کی تپش) سے کہ جو اسے جلا دے کس طرح بے چین ہو کر چیختا ہے۔ (ذرا سوچو تو) کہ اُس وقت کیا حالت ہوگی کہ جب وہ جہنم کے دو آتشین تو دوں کے درمیان (دہکتے ہوئے) پتھروں کا پہلو نشین اور شیطان کا ساتھی ہوگا۔ کیا تمہیں خبر ہے کہ جب مالک (پاسبان جہنم) آگ پر غضب ناک ہوگا تو وہ اس کے غصہ سے (بھڑک کر آپس میں ٹکرانے لگے گی) اور اس کے اجزاء ایک دوسرے کو توڑنے پھوڑنے لگیں گے اور جب اُسے جھڑکے گا تو اُسکی جھڑکیوں سے (تلملا کر) دوزخ کے دروازوں میں اُچھلنے لگے گی۔ اے پیر کہن سال کہ جس پر بڑھاپا چھایا ہوا ہے اُس وقت تیری کیا حالت ہوگی کہ جب آتشین طوق گردن کی ہڈیوں میں پیوست ہو جائیں گے اور (ہاتھوں میں) ہتھکڑیاں گڑ جائیں گی؟ یہاں تک کہ وہ کلائیوں کا گوشت کھا لیں گے۔ اے خدا کے بندو! اب جبکہ تم بیماریوں میں مبتلا ہونے اور تنگی و ضیق میں پڑنے سے پہلے صحت و فراخی کے عالم میں صحیح و سالم ہو اللہ کا خوف کھا لو اور اپنی گردنوں کو قبل اس کے کہ وہ اس طرح گروی ہو جائیں کہ انہیں چھڑایا نہ جا سکے چھڑانے کی کوشش کرو۔ اپنی آنکھوں کو بیدار اور شکموں کو لاغر بناؤ۔ (میدان سعی میں) اپنے قدموں کو کام میں لاؤ اور اپنے مال کو (اُس کی راہ میں) خرچ کرو۔ اپنے جسموں کو اپنے نفسوں پر نثار کر دو، اور اُن سے بخل نہ برتو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔" اور (پھر) فرمایا کہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تو خدا اس کے اجر کو دوگنا کر دے گا اور اس کے لئے عمدہ جزا ہے خدا نے کسی کمزوری کی بناء پر تم سے مدد نہیں مانگی اور نہ بے مائیگی کی وجہ سے تم سے قرض کا سوال کیا ہے۔ اُس نے تم سے مدد چاہی ہے۔ باوجودیکہ اس کے پاس سارے آسمان و زمین کے لشکر ہیں اور وہ غلبہ اور حکمت والا ہے اور تم سے قرض مانگا ہے حالانکہ آسمان و زمین کے خزانے اُسکے قبضہ میں ہیں اور وہ بے نیاز و لائق حمد و ثنا ہے۔ اُس نے تو یہ چاہا ہے کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اعمال کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔ تم اپنے اعمال کو لے کر بڑھو تا کہ اللہ کے ہمسایوں کے ساتھ اس کے گھر (جنت) میں رہو۔ وہ ایسے ہمسائے ہیں کہ اللہ نے جنہیں پیغمبروں کا رفیق بنایا ہے اور فرشتوں کو اُن کی ملاقات کا حکم دیا ہے اور اُن کے کانوں کو ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھا ہے کہ آگ (کی اذیتوں) کی بھنک ان میں نہ پڑے اور ان کے جسموں کو بچائے رکھا ہے کہ وہ رنج و تکان سے دوچار نہ ہوں۔ یہ خدا کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور خدا تو بڑے فضل و کرم والا ہے۔ میں وہی کہہ رہا ہوں جو تم سن رہے ہو۔ میرے اور تمہارے نفسوں کے لئے اللہ ہی مددگار ہے اور وہی میرے لئے کافی اور اچھا کارساز ہے۔

خطبہ 182

برج ابن مسہر طائی نے کہ جو خوارج میں سے تھا (مشہور نعرہ) لاحکم الا اللہ (حکم کا اختیار صرف اللہ کو ہے) اس طرح بلند کیا کہ حضرتؑ سن لیں۔ چنانچہ آپ

نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: خاموش! خدا تیرا برا کرے۔ اے ٹوٹے ہوئے دانتوں والے! خدا کی قسم جب حق ظاہر ہوا تو اُس وقت تیری شخصیت ذلیل اور تیری آواز دبی ہوئی تھی اور جب باطل زور سے چیخا ہے تو بھی بکری کے سنگ کی طرح ابھر آیا ہے۔

خطبہ 183

ساری حمد و ستائش اُس اللہ کے لئے ہے جسے حواس پا نہیں سکتے، نہ جگہیں اُسے گھیر سکتی ہیں۔ نہ پردے اُسے چھپا سکتے ہیں وہ مخلوقات کے نیست کے بعد ہست ہونے سے اپنے ہمیشہ سے ہونے والے کا اور اُن کے باہم مشابہ ہونے سے اپنے بے مثل و بے نظیر ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ وہ اپنے وعدہ میں سچا اور بندوں پر ظلم کرنے سے بالاتر ہے۔ وہ مخلوق کے بارے میں عدل سے چلتا ہے اور اپنے حکم میں انصاف برتتا ہے۔ وہ چیزوں کے وجود پذیر ہونے سے اپنی قدامت پر ان کے عجز و کمزوری کے نشانوں سے اپنی قدرت پر اور ان کے فنا ہو جانے کی اضطراری کیفیتوں سے اپنی ہمیشگی پر (عقل سے) گواہی حاصل کرتا ہے۔ وہ گنتی اور شمار میں آئے بغیر ایک (یگانہ) ہے وہ کسی (متعینہ) مدت کے بغیر ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور ستونوں (اعضاء) کے سہارے کے بغیر قائم و برقرار ہے۔ حواس و مشاعر کے بغیر ذہن اُسے قبول کرتے ہیں اور اُس تک پہنچے بغیر نظر آنے والی چیزیں اُس کی ہستی کی گواہی دیتی ہیں۔ عقلیں اُس کی حقیقت کا احاطہ نہیں کر سکتیں بلکہ وہ عقلوں کے وسیلہ سے عقلوں کے لئے آشکار ہوا ہے اور عقلوں ہی کے ذریعہ سے عقل و وہم میں آنے سے انکاری ہے اور ان کے معاملہ میں خود انہی کو حکم ٹھہرایا ہے۔ وہ اس معنی کو جو اسے جسم صورت میں بڑا کر کے دکھاتے ہیں اور نہ اس اعتبار سے عظیم ہے کہ وہ جسامت میں انتہائی حدوں تک پھیلا ہوا ہے۔ بلکہ وہ شان و منزلت کے اعتبار سے بڑا اور دبدبہ و اقتدار کے لحاظ سے عظیم ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد A اُس کے عبد اور برگزیدہ رسول A اور پسندیدہ امین ہیں۔ خدا ان پر ان کے اہل بیتؑ پر رحمت فرما اور نازل کرے اللہ نے انہیں نا قابل انکار دلیلوں، واضح کامرانیوں اور راہ (شریعت) کی رہنمائیوں کے ساتھ بھیجا۔ چنانچہ آپ A نے (حق کو باطل سے) چھانٹ کر اس کا پیغام پہنچایا، راہ حق دکھا کر اس پر لوگوں کو لگایا۔ ہدایت کے نشان اور روشنی کے مینار قائم کئے۔ اسلام کی رسیوں اور ایمان کے بندھنوں کو مستحکم کیا۔

اس خطبہ کا ایک جزو یہ ہے۔ جس میں مختلف قسم کے جانوروں کی عجیب و غریب آفرینش کا ذکر فرمایا ہے اگر لوگ اس کی عظیم الشان قدرتوں اور بلند پایہ نعمتوں میں غور و فکر کریں تو سیدھی راہ کی طرف پلٹ آئیں اور دوزخ کے عذاب سے خوف کھانے لگیں۔ لیکن دل بیمار اور بصیرتیں کھوئی ہیں۔ کیا وہ لوگ ان چھوٹے چھوٹے جانوروں کو کہ جنہیں اس نے پیدا کیا ہے نہیں دیکھتے کہ کیونکر ان کی آفرینش کو استحکام بخشا ہے اور ان کے جوڑ بند کو باہم استواری کے ساتھ ملایا ہے اور ان کے لئے کان اور آنکھ (کے سوراخ) کھولے ہیں اور ہڈی اور کھال کو اور کھال کو (پوری مناسبت سے) درست کیا ہے۔ ذرا اس چیونٹی کی طرف، اس کی جسامت کے اختصار اور شکل و صورت کی باریکی کے عالم میں نظر کرو اتنی چھوٹی کہ گوشہ چشم سے بمشکل دیکھی جا سکے اور نہ فکروں میں سماتی ہے دیکھو تو کیونکر زمین پر رینگتی پھرتی ہے اور اپنے رزق کی طرف لپکتی

ہے اور دانے کو اپنے بل کی طرف لیے جاتی ہے اور اسے اپنے قیام گاہ میں مہیا رکھتی ہے اور گرمیوں میں، جاڑے کے موسم کے لئے قوت اور توانائی کے زمانہ میں عجز و درماندگی کے دنوں کے لئے ذخیرہ اکٹھا کر لیتی ہے۔ اس کی روزی کا ذمہ لیا جا چکا ہے اور اس کے مناسب حال رزق اسے پہنچتا رہتا ہے۔ خدائے کریم اس سے تغافل نہیں برتتا اور صاحب عطا و جزا اسے محروم نہیں رکھتا۔ اگرچہ وہ خشک پتھر اور جمے ہوئے سنگ خارا کے اندر کیوں نہ ہو اگر تم اس کی غذا کی نالیوں اور اس کے بلند و پست حصوں اور اس کے خول میں پیٹ کی طرف جھکے ہوئے پسلیوں کے کناروں اور اس کے سر میں (چھوٹی چھوٹی) آنکھوں اور کانوں کی (ساخت میں) غور و فکر کرو۔ تو اس کی آفرینش پر تمہیں تعجب ہوگا، اور اس کا وصف کرنے میں تمہیں تعب اٹھانا پڑے گا۔ بلند و برتر ہے وہ کہ جس نے اس کو اس کے پیروں پر کھڑا کیا ہے اور ستونوں (اعضاء) پر اس کی بنیاد رکھی ہے۔ اس کے بنانے میں کوئی بنانے والا اس کا شریک نہیں ہوا، اور نہ اس کے پیدا کرنے میں کسی قادر و توانا نے اس کا ہاتھ بٹایا ہے۔ اگر تم سوچ بچار کی راہوں کو طے کرتے ہوئے اس کی آخری حد تک پہنچ جاؤ تو عقل کی رہنمائی تمہیں بس اس نتیجہ پر پہنچائے گی کہ جو چیونٹی کا پیدا کرنے والا ہے وہی کھجور کے درخت کا پیدا کرنے والا ہے کیونکہ ہر چیز کی تفصیل لطافت و باریکی لئے ہوئے ہے اور ہر ذی حیات کے مختلف اعضاء میں باریک ہی سا فرق ہے اس کی مخلوقات میں بڑی اور چھوٹی، بھاری اور ہلکی، طاقتور اور کمزور چیزیں یکساں ہیں اور یونہی آسمان، فضا، ہوا اور پانی برابر ہیں۔ لہٰذا تم سورج، چاند، آسمان، فضا، ہوا اور پتھر کی طرف دیکھو اور اس رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے اور ان دریاؤں کے جاری ہونے اور ان پہاڑوں کی بہتات اور ان چوٹیوں کی اونچان پر نگاہ دوڑاؤ اور ان لغتوں اور قسم قسم کی زبانوں کے اختلاف پر نظر کرو۔ اس کے بعد افسوس ہے ان پر کہ جو قضا و قدر کی مالک ذات اور نظم و انضباط کی قائم کرنے والی ہستی سے انکار کریں انہوں نے تو یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ گھاس پھونس کی طرح خود بخود اگ آئے ہیں، نہ ان کا کوئی بونے والا ہے اور نہ ان کی گوناگوں صورتوں کا کوئی بنانے والا ہے۔ انہوں نے اپنے اس دعوے کی بنیاد کسی دلیل پر نہیں رکھی اور نہ سنی سنائی باتوں کی تحقیق کی ہے۔ (ذرا سوچو تو کہ) کیا کوئی عمارت بغیر بنانے والے کے ہوا کرتی ہے؟ اور کوئی جرم بغیر مجرم کے ہوتا ہے؟ اگر چاہو تو (چیونٹی کی طرح ٹڈی کے متعلق بھی کچھ کہو، کہ اس کے لئے لال بھبوکا دو آنکھیں پیدا کیں اور اس کی آنکھوں کے چاند سے دونوں حلقوں کے چراغ روشن کئے اور اس کے لئے بہت ہی چھوٹے چھوٹے کان بنائے اور مناسب و معتدل منہ کا شگاف بنایا اور اس کے حس کو قوی اور تیز قرار دیا اور ایسے دو دانت بنائے کہ جن سے وہ (پتیوں کو) کاٹتی ہے اور درانتی کی طرح کے دو پیر دیئے کہ جن سے وہ (گھاس پات کو) پکڑتی ہے۔ کاشتکار اپنی زراعت کے بارے میں اس سے ہراساں رہتے ہیں۔ اگر وہ اپنے جتھوں کو سمیٹ لیں، جب بھی اس ٹڈی دل کا ہنکانا ان کے بس میں نہیں ہوتا، یہاں تک کہ وہ جست و خیز کرتا ہوا ان کی کھیتیوں پر ٹوٹ پڑتا ہے اور ان سے اپنی خواہشوں کو پورا کر لیتا ہے۔ حالانکہ اس کا جسم ایک باریک انگلی کے بھی برابر نہیں ہوتا۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کے سامنے آسمان و زمین میں جو کوئی بھی ہے خوشی یا مجبوری سے بہر صورت سجدہ میں گرا ہوا ہے اور اس کے لئے رخسار اور چہرے کو خاک پر مل رہا ہے اور عجز و انکسار سے اس کے آگے سرنگوں ہے اور خوف و دہشت سے اپنی باگ ڈور اسے سونپے ہوئے ہے۔ پرندے اس کے حکم (کی زنجیروں) میں جکڑے ہوئے ہیں وہ ان کے پروں اور سانسوں کی

گنتی تک کو جانتا ہے اور (ان میں سے کچھ کے) ابھرتی پر اور (کچھ کے) خشکی پر جما دیئے ہیں اور ان کی روزیاں معین کر دی ہیں اور ان کے انواع و اقسام پر احاطہ رکھتا ہے کہ یہ کوا ہے، اور یہ عقاب، یہ کبوتر، اور یہ شتر مرغ۔ اُس نے ہر پرندے کو اس کے نام پر دعوت (وجود) دی اور ان کی روزی کا ذمہ لیا اور یہ بھاری بوجھل بادل پیدا کئے کہ جن سے موسلا دھار بارشیں برسائیں اور حصہ رسدی مختلف (سرزمینوں پر) انہیں بانٹ دیا اور زمین کو اس کے خشک ہو جانے کے بعد تر کر دیا اور بنجر ہونے کے بعد اُس سے (لہلہاتا ہوا) سبزہ اُگایا۔

خطبہ 184

یہ خطبہ توحید کے متعلق ہے اور علم و معرفت کی اتنی بنیادی باتوں پر مشتمل ہے کہ جن پر کوئی دوسرا خطبہ حاوی نہیں ہے۔

جس نے اسے مختلف کیفیتوں سے متصف کیا اُس نے اسے یکتا نہیں سمجھا، جس نے اس کا مثل ٹھہرایا اُس نے اس کی حقیقت کو نہیں پایا، جس نے اسے کسی چیز سے تشبیہ دی اُس نے اس کا قصد نہیں کیا، جس نے اسے قابل اشارہ سمجھا اور اپنے تصور کا پابند بنایا اُس نے اس کا رخ نہیں کیا، جو اپنی ذات سے پہچانا جائے وہ مخلوق ہوگا اور جو دوسرے کے سہارے پر قائم ہو، وہ علت کا محتاج ہوگا وہ فاعل۔ بے بغیر آلات کو حرکت میں لائے وہ ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنے والا ہے۔ بغیر فکر کی جولانی کے وہ تونگر و غنی ہے۔ بغیر دوسروں سے استفادہ کئے نہ زمانہ اس کا ہم نشین اور نہ آلات اس کے معاون اور معین ہیں۔ اس کی ہستی زمانہ سے پیشتر اس کا وجود عدم سے سابق اور اس کی ہمیشگی نقطہ آغاز سے بھی پہلے سے ہے۔ اُس نے جو احساس و شعور کی قوتوں کو ایجاد کیا کہ اس کی ضد نہیں ہو سکتی اور چیزوں کو جو اُس نے ایک دوسرے کے ساتھ رکھا ہے۔ اسی سے معلوم ہوا کہ اُس کا کوئی ساتھی نہیں، اُس نے نور کو ظلمت کی روشنی کو اندھیرے کی، خشکی کو تری اور گرمی کو سردی کی ضد قرار دیا ہے وہ ایک دوسرے کی دشمن چیزوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے والا، متضاد چیزوں کو باہم قریب لانے والا ہے، اور باہم پیوستہ چیزوں کو الگ الگ کرنے والا ہے۔ وہ کسی حد میں محدود نہیں اور نہ گننے سے شمار میں آتا ہے۔ جسمانی قوتیں تو جسمانی ہی چیزوں کو گھیرا کرتے ہیں اور اپنے ہی ایسوں کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں انہیں لفظ منذ نے قدیم ہونے سے روک دیا ہے اور لفظ قد نے ہمیشگی سے منع کر دیا ہے اور لفظ لولا نے کمال سے ہٹا دیا ہے۔

انہی اعضاء و جوارح اور حواس و مشاعر کے ذریعہ ان کا موجد عقلوں کے سامنے جلوہ گر ہوا ہے اور ان ہی کے تقاضوں کے سبب سے آنکھوں کے مشاہدے سے بری ہو گیا ہے۔ حرکت و سکون اس پر طاری نہیں ہو سکتے۔ بھلا جو چیز اُس نے مخلوقات پر طاری کی ہو، وہ اس پر کیونکر طاری ہو سکتی ہے، اور جو چیز پہلے پہل اسی نے پیدا کی ہے وہ اس کی طرف عائد کیونکر ہو سکتی ہے اور جس چیز کو اس نے پیدا کیا ہو وہ اس میں کیونکر پیدا ہو سکتی ہے اگر ایسا ہو تو اُس کی ذات تغیر پذیر قرار پائے گی اور اس کی ہستی قابل تجزیہ ٹھہرے گی اور اس کی حقیقت ہمیشگی و دوام سے علیحدہ ہو جائے گی۔ اگر اس کے لئے سامنے کی جہت ہوتی تو پیچھے کی سمت بھی ہوتی اور اگر اس میں کمی آتی تو وہ

اس کی تکمیل کا محتاج ہوتا اور اس صورت میں اس کے اندر مخلوق کی علامتیں آ جاتیں اور جب کہ ساری چیزیں اس کی ہستی کی دلیل تھیں اس صورت میں وہ خود کسی خالق کے وجود کی دلیل بن جاتا حالانکہ وہ اس امر مسلمہ کی رو سے کہ اس میں مخلوق کی صفتوں کا ہونا ممنوع ہے۔ اس سے بری ہے کہ اس میں وہ چیز اثر انداز ہو جو ممکنات میں اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ ادلتا بدلتا نہیں نہ زوال پذیر ہوتا ہے۔ نہ غروب ہونا اس کے لئے روا ہے اُس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ ورنہ محدود ہو کر رہ جائے گا، وہ آل اولاد رکھنے سے بالاتر اور عورتوں کو چھونے سے پاک ہے۔ تصورات اسے پا نہیں سکتے کہ اُس کا اندازہ ٹھہرا لیں اور عقلیں اُس کا تصور نہیں کر سکتیں کہ اُس کی کوئی صورت مقرر کر لیں۔ حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے کہ اُسے محسوس کر لیں اور ہاتھ اُس سے مس نہیں ہوتے کہ اُسے چھو لیں۔ وہ کسی حال میں بدلتا نہیں اور نہ مختلف حالتوں میں منتقل ہوتا رہتا ہے نہ شب و روز اسے کہنہ کرتے ہیں، نہ روشنی و تاریکی اسے متغیر کرتی ہے۔ اسے اجزا و جوارح صفات میں سے کسی صفت اور ذات کے علاوہ کسی بھی چیز اور حصوں سے متصف نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے کسی حد اور اختتام اور زوال پذیری اور انتہا کو کہا نہیں جا سکتا اور نہ یہ کہ چیزیں اس پر حاوی ہیں کہ خواہ اُسے بلند کریں اور خواہ پست، یا چیزیں اُسے اٹھائے ہوئے ہیں کہ چاہے اُسے اِدھر اُدھر موڑیں اور چاہے اُسے سیدھا رکھیں۔ نہ وہ چیزوں کے اندر ہے اور نہ اُن سے باہر، وہ خبر دیتا ہے بغیر زبان اور تالو جبڑے کی حرکت کے، وہ سنتا ہے بغیر کانوں کے سوراخوں اور آلات سماعت کے، وہ بات کرتا ہے بغیر تلفظ کے وہ ہر چیز کو یاد رکھتا ہے بغیر یاد کرنے کی زحمت کے، وہ ارادہ کرتا ہے بغیر قلب اور ضمیر کے، وہ دوست رکھتا ہے اور خوشنود ہوتا ہے بغیر رقت طبع کے، وہ دشمن رکھتا ہے اور غضبناک ہوتا ہے بغیر غم و غصہ کی تکلیف کے۔ جسے پیدا کرنا چاہتا ہے اُسے "ہو جا" کہتا ہے جس سے وہ ہو جاتی ہے۔ بغیر کسی ایسی آواز کے جو کان (کے پردوں) سے ٹکرائے اور بغیر ایسی صدا کے جو سنی جا سکے۔ بلکہ اللہ سبحانہ کا کلام بس اُس کا ایجاد کردہ فعل ہے اور اس طرح کا کلام پہلے سے موجود نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ قدیم ہوتا تو دوسرا خدا ہوتا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ عدم کے بعد وجود میں آیا ہے کہ اس پر حادث صفتیں منطبق ہونے لگیں اور اس میں اور مخلوقات میں کوئی فرق نہ رہے اور نہ اسے اس پر کوئی فوقیت و برتری رہے کہ جس کے نتیجہ میں خالق و مخلوق ایک سطح پر آ جائیں اور صانع و مصنوع برابر ہو جائیں۔ اُس نے مخلوقات کو بغیر کسی ایسے نمونے کے پیدا کیا کہ جو اس سے پہلے کسی دوسرے نے قائم کیا ہو اور اس کے بنانے میں اُس نے مخلوقات میں سے کسی ایک سے بھی مدد نہیں چاہی۔ وہ زمین کو وجود میں لایا اور بغیر اس کام میں الجھے ہوئے اسے برابر روکے تھامے رہا اور بغیر کسی چیز پر ٹکائے ہوئے اسے برقرار کر دیا، اور بغیر ستونوں کے اُس نے قائم اور بغیر کھمبوں کے اسے بلند کیا۔ کجی اور جھکاؤ سے اسے محفوظ کر دیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرنے اور پھٹنے سے اُسے بچائے رہا۔ اس کے پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑ اور چٹانوں کو مضبوطی سے نصب کیا، اس کے چشموں کو جاری اور پانی کی گزرگاہوں کو شگافتہ کیا۔ اُس نے جو بنایا اس میں کوئی سستی نہ آئی اور جسے مضبوط کیا اس میں کمزوری نہیں پیدا ہوئی۔ وہ اپنی عظمت و شاہی کے ساتھ زمین پر غالب، علم و دانائی کی بدولت اُس کے اندرونی رازوں سے واقف اور اپنے جلال و عزت کے سبب سے اُس کی ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔ وہ جس چیز کا اُس سے خواہاں ہوتا ہے وہ اُس کی دسترس سے باہر نہیں ہو سکتی اور نہ اس سے روگردانی کر کے اس پر غالب آ سکتی ہے اور نہ کوئی تیز رو اُس کے قبضہ سے نکل سکتا ہے کہ اُس سے

بڑھ جائے اور نہ وہ کسی مال دار کا محتاج ہے کہ وہ اُسے روزی دے۔ تمام چیزیں اُس کے سامنے عاجز اور اُس کی بزرگی و عظمت کے آگے ذلیل و خوار ہیں۔ اس کی سلطنت (کی وسعتوں) سے نکل کر کسی اور طرف بھاگ جانے کی ہمت نہیں رکھتیں کہ اس کے جود و عطا سے (بے نیاز) اور اس کی گرفت سے اپنے کو محفوظ سمجھ لیں۔ نہ اس کا کوئی ہمسر ہے جو اس کے برابر اتر سکے۔ نہ اس کا کوئی مثل و نظیر ہے جو اس سے برابری کر سکے۔ وہی ان چیزوں کو وجود کے بعد فنا کرنے والا ہے یہاں تک کہ موجود چیزیں ان چیزوں کی طرح ہو جائیں کہ جو کبھی تھیں ہی نہیں، اور یہ دنیا کو پیدا کرنے کے بعد نیست و نابود کرنا اس کے شروع شروع وجود میں لانے سے زیادہ تعجب خیز (و دشوار) نہیں اور کیوں کر ایسا ہو سکتا ہے جبکہ تمام حیوان و پرندے ہوں یا چوپائے رات کو گھروں کی طرف پلٹ کر آنے والے ہوں یا چراگاہوں میں چرنے والے جس نوع کے بھی ہوں اور جس قسم کے ہوں وہ اور تمام آدمی کودن و غبی صنف سے ہوں یا زیرک و ہوشیار سب مل کر اگر ایک مچھر کو پیدا کرنا چاہیں تو وہ اس کے پیدا کرنے پر قادر نہ ہوں گے اور نہ یہ جان سکیں گے کہ اس کے پیدا کرنے کی کیا صورت اور اس جاننے کے سلسلہ میں ان کی عقلیں حیران و سرگرداں اور قوتیں عاجز و درماندہ ہو جائیں گی اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ شکست خوردہ ہیں اور یہ اقرار کرتے ہوئے کہ وہ اس کی ایجاد سے درماندہ ہیں اور یہ اعتراف کرتے ہوئے کہ وہ اس کے فنا کرنے سے بھی عاجز ہیں۔ خستہ و نامراد ہو کر پلٹ آئیں گے۔ بلاشبہ اللہ سبحانہٗ دنیا کے مٹ مٹا جانے کے بعد ایک اکیلا ہوگا کوئی چیز اس کے ساتھ نہ ہوگی۔ جس طرح کہ دنیا کی ایجاد و آفرینش سے پہلے تھا۔ یونہی اس کے فنا ہو جانے کے بعد بغیر وقت و مکان اور ہنگام و زمان کے ہوگا اُس وقت مدتیں اور اوقات سال اور گھڑیاں سب نابود ہوں گی، سوائے اس خدائے واحد و قہار کے جس کی طرف تمام چیزوں کی بازگشت ہے، کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔ ان کی آفرینش کی ابتداء ان کے اختیار و قدرت سے باہر تھی اور اُن کا فنا ہونا بھی اُن کی روک ٹوک کے بغیر ہوگا۔ اگر اُن کو انکار پر قدرت ہوتی تو اُن کی زندگی بقا سے ہمکنار ہوتی جب اُس نے کسی چیز کو بنایا تو اُس کے بنانے میں اُسے کوئی دشواری پیش نہیں آئی اور نہ جس چیز کو اُس نے خلق و ایجاد کیا اُس کی آفرینش نے اُسے خستہ و درماندہ کیا۔ اُس نے اپنی سلطنت (کی بنیادوں) کو استوار کرنے اور (مملکت کے) زوال اور (عزت کے) انحطاط کے خطرات (سے بچنے) اور کسی جمع جتھے والے حریف کے خلاف مدد حاصل کرنے اور کسی حملہ آور غنیم سے محفوظ رہنے اور ملک و سلطنت کا دائرہ بڑھانے اور کسی شریک کے مقابلہ میں اپنی کثرت پر اترانے کے لئے ان چیزوں کو پیدا نہیں کیا اور نہ اس لئے کہ اس نے (تنہائی کی) وحشت سے (گھبرا کر) یہ چاہا ہو کہ ان چیزوں سے جی لگائے، پھر وہ ان چیزوں کو بنانے کے بعد فنا کر دے گا، اس لئے نہیں کہ ان میں رد و بدل کرنے اور ان کی دیکھ بھال رکھنے سے اسے دل تنگی لاحق ہوئی ہو اور نہ اُس آسودگی و راحت کے خیال سے کہ جو (انہیں مٹا کر) اُسے حاصل ہونے کی توقع ہو اور نہ اس وجہ سے کہ ان میں سے کسی چیز کا اس پر بوجھ ہو، اسے ان چیزوں کی طول طویل بقا آزردہ و دل تنگ نہیں بناتی کہ یہ انہیں جلدی سے فنا کر دینے کی اُسے دعوت دے۔ بلکہ اللہ سبحانہٗ نے اپنے لطف و کرم سے ان کا بندوبست کیا ہے اور اپنے فرمان سے ان کی روک تھام کر رکھی ہے اور اپنی قدرت سے ان کو مضبوط بنایا ہے۔ پھر وہ ان چیزوں کو فنا کے بعد پلٹائے گا نہ اس لئے کہ ان میں سے کسی چیز کی اُسے احتیاج ہے اور اُن کی مدد کا خواہاں ہے اور نہ تنہائی کی الجھن سے منتقل ہو کر دل بستگی کی حالت پیدا کرنے کے لئے

اور جہالت و بے بصیرتی کی حالت سے واقفیت و تجربات کی دنیا میں آنے کے لئے اور فقر و احتیاج سے دولت و فراوانی اور ذلت و پستی سے عزت و توانائی کی طرف منتقل ہونے کے لئے ان کو دوبارہ پیدا کرتا ہے۔

خطبہ 185

یہ حوادث و فتن کے ذکر سے مخصوص ہے

ہاں! میرے ماں باپ ان گنتی کے چند افراد پر قربان ہوں، جن کے نام آسمانوں میں جانے پہچانے ہوئے اور زمین میں انجانے ہیں۔ لہٰذا اس صورت حال کے متوقع رہو کہ تمہیں مسلسل ناکامیاں ہوتی رہیں اور تمہارے تعلقات درہم و برہم ہوں اور تم میں کے چھوٹے بد سرکار نظر آئیں یہ وہ ہنگام ہوگا کہ جب مومن کے لئے بطریق حلال ایک درہم حاصل کرنے سے تلوار کا وار کھانا آسان ہوگا۔ وہ او وقت ہوگا کہ جب لینے والے (فقیر بے نوا) کا اجر و ثواب دینے والے اغنیاء سے بڑھا ہوا ہوگا، یہ وہ زمانہ ہوگا کہ جب تم مست و سرشار ہوں گے۔ شراب سے نہیں بلکہ عیش و آرام سے اور بغیر کسی مجبوری کے (بات بات پر) قسمیں کھاؤ گے اور بغیر کسی لاچاری کے جھوٹ بولو گے۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ جب مصیبتیں تمہیں اس طرح کاٹیں گی۔ جس طرح اونٹ کی کوہان کو پالان (آہ) ان تختیوں کی مدت کتنی دراز اور اس سے (چھٹکارا پانے کی) امیدیں کتنی دور ہیں۔

اے لوگو! ان سواروں کی باگیں اُتار پھینکو کہ جن کی پشت نے تمہارے ہاتھوں گناہوں کے بوجھ اٹھائے ہیں۔ اپنے حاکم سے کٹ کر علیحدہ نہ ہو جاؤ، ورنہ بد اعمالیوں کے انجام میں اپنے ہی نفسوں کو برا بھلا کہو گے اور جو آتش فتنہ تمہارے آگے شعلہ ور ہے اُس میں اندھا دھند کود نہ پڑو۔ اُس کی راہ سے مڑ کر چلو اور درمیانی راہ کو اُس کے لئے خالی کر دو۔ کیونکہ میری جان کی قسم! یہ وہ آگ ہے کہ مومن اس کی لپٹوں میں تباہ و برباد، اور کافر اس میں سالم و محفوظ رہے گا۔ تمہارے درمیان میری مثال ایسی ہے جیسے اندھیرے میں چراغ کہ جو اس میں داخل ہو وہ اس سے روشنی حاصل کرے۔ اے لوگو! سنو اور یاد رکھو اور دل کے کانوں کو (کھول کر) سامنے لاؤ، تاکہ سمجھ سکو۔

خطبہ 186

اے لوگو! میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور اُس کی نعمتوں پر جو اُس نے تمہیں دیں۔ ان انعامات پر جو تمہیں بخشے اور اُن احسانات پر جو تم پر ہمیشہ کئے ہیں، بکثرت حمد و ستائش کی نصیحت کرتا ہوں کتنا ہی اُس نے تمہیں اپنی نعمتوں کے لئے مخصوص کیا اور اپنی رحمت سے تمہاری دستگیری کی۔ تم نے علانیہ برائیاں کیں، لیکن اُس نے تمہاری پردہ پوشی کی۔ تم نے ایسی حرکتیں کیں جو قابل گرفت تھیں، مگر اُس نے تمہیں ڈھیل دی۔ میں تمہیں سمجھاتا ہوں کہ موت کو یاد رکھو اور

اس سے اپنی غفلت کو کم کرو، اور آخر کیونکر تم اس سے غفلت میں پڑے ہوئے ہو، جو تم سے غافل نہیں، اور کیونکر اس (فرشتہ موت) سے کوئی آس لگاتے ہو، جو تمہیں ذرا مہلت نہ دے گا۔ تمہیں پند و عبرت دینے کے لئے وہی مرنے والے کافی ہیں کہ جنہیں تم دیکھتے رہے ہو۔ انہیں (کندھوں پر) لاد کر قبروں کی طرف لے جایا گیا۔ در آں حالیکہ وہ خود سوار نہیں ہو سکتے اور انہیں قبروں میں اُتارا گیا، جبکہ وہ خود اترنے پر قادر نہ تھے (یوں مٹ مٹا گئے) کہ گویا یہ کبھی دنیا میں بسے ہوئے تھے ہی نہیں اور گویا یہی آخرت (کا گھر) ان کا ہمیشہ سے گھر تھا۔ جسے وطن بنایا تھا اسے سنسان چھوڑ گئے اور جس سے وحشت کھایا کرتے تھے وہاں اب جا کر سکونت اختیار کرنا پڑی۔ ہمیشہ اس کا انتظام کیا، جسے چھوڑنا تھا اور وہاں کی کوئی فکر نہ کی جہاں جانا تھا۔ (اب) نہ تو برائیوں سے (توبہ کر کے) پلٹنا ان کے بس میں ہے اور نہ نیکیوں کو بڑھانا ان کے اختیار میں ہے۔ انہوں نے دنیا سے دل لگایا تو اس نے انہیں فریب دیا اور اس پر بھروسا کیا تو اُس نے انہیں پچھاڑ دیا، خدا تم پر رحم کرے ان گھروں کی طرف توجہ میں جلدی کرو، جن کے آباد کرنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اور جن کا تمہیں شوق دلایا گیا ہے اور جن کی جانب تمہیں بلایا گیا ہے۔ اس کی اطاعت پر صبر اور گناہوں سے کنارہ کشی کر کے اس کی نعمتوں کو جو تم پر ہیں، پایہ تکمیل تک پہنچاؤ کیونکہ آنے والا "کل" آج کے دن سے قریب ہے۔ دن کے اندر گھڑیاں کتنی تیز قدم اور مہینوں کے اندر دن کتنے تیز رو، اور سالوں کے اندر مہینے کتنے تیز گام اور عمر کے اندر سال کتنے تیز رفتار ہیں۔

خطبہ 187

ایک ایمان تو وہ ہوتا ہے جو دلوں میں جما ہوا اور برقرار ہوتا ہے، اور ایک وہ کہ جو دلوں اور سینے (کی تہوں) میں ایک مقررہ مدت تک عاریۃً ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی ایک میں تمہیں کوئی برائی ایسی نظر آئے کہ جس سے تمہیں اظہار بیزاری کرنا پڑے تو اُسے اُس وقت تک موقوف رکھو کہ اس شخص کو موت آ جائے کہ اس موقعہ پر اظہار بیزاری اپنی حد پر واقع ہوگی۔ ہجرت کا اصول پہلے ہی کی طرح اب بھی برقرار ہے۔ اہل زمین میں کوئی گروہ چھپ کے سے خدا کا راستہ اختیار کر لے یا علانیہ۔ بہر حال اللہ کو اس کی کوئی احتیاج نہیں ہے زمین میں حجت خدا کی معرفت کے بغیر کسی ایک کو بھی صحیح معنی میں مہاجر نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں جو اسے پہچانے اور اس کا اقرار کرے وہی مہاجر ہے اور جس تک حجت (الٰہیہ) کی خبر پہنچے، کہ اس کے کان سن لیں اور دل محفوظ کر لیں تو اُسے مستضعفین میں (جو ہجرت سے مستثنیٰ ہیں) داخل نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلا شبہ ہمارا معاملہ ایک امر مشکل و دشوار ہے جس کا تحمل وہی بندہ مومن ہوگا کہ جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لئے پرکھ لیا ہو، اور ہمارے قول و حدیث کو صرف امانت دار سینے اور ٹھوس عقلیں ہی محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ اے لوگو! مجھے کھو دینے سے پہلے مجھ سے پوچھ لو اور میں زمین کی راہوں سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔ قبل اس کے کہ وہ فتنہ اپنے پیروں کو اٹھائے جو مہار کو بھی اپنے پیروں کے نیچے روندتا ہو، اور جس نے لوگوں کی عقلیں زائل کر دی ہوں۔

خطبہ 188

میں اس کے انعامات کے شکریہ میں اُس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے حقوق سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اُسی سے مدد چاہتا ہوں۔ وہ بڑے لاؤ لشکر اور بڑی شان والا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندہ اور رسول ہیں۔ جنہوں نے اس کی اطاعت کی طرف لوگوں کو بلایا اور دین کی راہ میں جہاد کرکے اُس کے دشمنوں پر غلبہ پایا۔ اُن کے جھٹلانے پر لوگوں کا ایکا کر لینا اور اُن کے نور کو بجھانے کے لئے کوشش و تلاش میں لگے رہنا اُن کو اس (تبلیغ و جہاد کی) راہ سے ہٹا نہ سکا اب تم کو لازم ہے کہ خوف الٰہی سے لپٹے رہو۔ اس لئے کہ اس کی ریسمان کے بندھن مضبوط اور اس کی پناہ کی چوٹی ہر طرح محفوظ ہے اور موت اور اس کی سختیوں (کے چھا جانے) سے پہلے فرائض و اعمال اپنے پورے کردو، اور اُس کے آنے سے پہلے اُس کا سروسامان کرلو، اور اُس کے وارد ہونے سے قبل تہیہ کرلو، کیونکہ آخری منزل قیامت ہے اور یہ عقلمند کے لئے نصیحت دینے اور نادان کے لئے عبرت بننے کے لئے کافی ہے اور اس آخری منزل کے پہلے تم جانتے ہی ہو کہ کیا کیا ہے۔ قبروں کی تنگنائی، برزخ کی ہولناکی، خوف کی ذہشتیں (فشار قبر سے) پسلیوں کا ادھر سے اُدھر ہو جانا، کانوں کا بہرا پن، لحد کی تاریکی، عذاب کی دھمکیاں، قبر کے شگاف کا بند کیا جانا اور اس پر پتھر کی سلوں کا چن دیا جانا۔ اے اللہ کے بندوں! اللہ سے ڈرو! ڈرو کیونکہ دنیا تمہارے لئے ایک ہی ڈھیرے پر چل رہی ہے اور تم اور قیامت ایک ہی رسی میں بندھے ہوئے ہو، گویا کہ وہ اپنی علامتوں کو آشکارا کرکے آچکی ہے اور اپنے جھنڈوں کو لے کر قریب پہنچ چکی ہے اور تمہیں اپنے راستہ پر کھڑا کر دیا ہے گویا کہ وہ اپنی مصیبتوں کو لے کر تمہارے سر پر کھڑی ہوئی ہے۔ اور اپنا سینہ ٹیک دیا ہے اور دنیا اپنے بسنے والوں سے کنارہ کشی کر چکی ہے اور انہیں اپنی آغوش سے الگ رکھ دیا ہے گویا کہ وہ ایک دن تھا جو بیت گیا اور ایک مہینہ تھا جو گزر گیا۔ اُس کی نئی چیزیں پرانی اور موٹے تازے (جسم) دبلے ہو گئے۔ ایک ایسی جگہ میں (کھینچ کر) جو تنگ (وتار) ہے اور ایسی چیزوں میں (پھنس کر) جو پیچیدہ و عظیم ہیں اور ایسی آگ میں (پڑ کر) جس کی ایذائیں شدید، چیخیں بلند، شعلے اٹھتے ہوئے بھڑکنے کی آوازیں غضب ناک، لپٹیں تیز، بجھنا مشکل، بھڑکنا تیز، خطرات دہشت ناک، گہراؤ نگاہ سے دور اطراف تیرہ وتار (آتشیں) دیگیں کھولتی ہوئی اور تمام کیفیتیں سخت و ناگوار ہیں اور جو لوگ اللہ کا خوف کھاتے تھے انہیں جوق در جوق جنت کی طرف بڑھایا جائے گا، وہ عذاب سے محفوظ، عتاب و سرزنش سے علیحدہ اور آگ سے بری ہوں گے، گھر اُن کا پرسکون اور وہ اپنی منزل و جائے قرار سے خوش ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دنیا میں اعمال پاک و پاکیزہ تھے اور آنکھیں اشکبار رہتی تھیں۔ دنیا میں ان کی راتیں خضوع و خشوع اور توبہ و استغفار میں (بیداری کی وجہ سے) اور دن لوگوں سے متوحش و علیحدہ رہنے کے باعث ان کے لئے رات تھے تو اللہ نے جنت کو ان کی جائے بازگشت اور وہاں کی نعمتوں و اُن کی جزا قرار دیا ہے اور وہ اُس کے سزاوار اور اہل و حقدار تھے۔ اس ہمیشہ رہنے والی سلطنت اور برقرار رہنے والی نعمتوں میں۔ لہٰذا اے خدا کے بندو! ان چیزوں کی پابندی کرو جن کی پابندی کرنے سے تم میں سے کامیاب ہونے والے کامیاب اور انہیں ضائع و برباد کرنے والے غلط کار نقصان رسیدہ ہوگا۔ موت آنے سے پہلے اعمال کا ذخیرہ مہیا کرلو، اس لئے کہ جن اعمال کو تم آگے بھیج چکے ہو گے انہی کے ہاتھوں میں تم گروی ہو گے اور جو کارگزاریاں انجام دے چکے ہو گے انہی کا بدلہ پاؤ گے اور یہ سمجھتے رہنا چاہئے کہ گویا موت تم پر وارد ہو ہی چکی ہے۔ جس کے بعد نہ تو تمہارے لئے پلٹنا ہے، اور نہ گناہوں اور

لغزشوں سے دستبرداری کا موقع ہے۔ خداوند عالم ہمیں اور تمہیں اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کی توفیق دے اور اپنی رحمت کی فراوانیوں سے ہمیں اور تمہیں دامن عفو میں جگہ دے۔ زمین سے چمٹے رہو بلا ہو سختی کو برداشت کرتے رہو اور اپنی زبان کی خواہشوں سے مغلوب ہو کر اپنے ہاتھوں اور تلواروں کو حرکت نہ دو، اور جن چیزوں میں اللہ نے جلدی نہیں کی ان میں جلدی نہ مچاؤ۔ بلاشبہ تم میں سے جو شخص اللہ اور اُس کے رسول اور ان کے اہل بیت کے حق کو پہچانتے ہوئے بستر پر بھی دم توڑے وہ شہید مرتا ہے اور اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس عمل خیر کی نیت اُس نے کی ہے اُس کے ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے اور اُس کی یہ نیت تلوار سونتنے کے قائم مقام ہے۔ بے شک ہر چیز کی ایک مدت اور میعاد ہوا کرتی ہے۔

خطبہ 189

تمام حمد اس اللہ کے لئے ہے جس کی حمد ہمہ گیر ہے جس کا لشکر غالب اور عظمت وشان بلند ہے، میں اُس کی پے در پے نعمتوں اور بلند پایہ عطیوں پر اُس کی حمد و ثناء کرتا ہوں۔ اُس کے علم کا درجہ بلند ہے۔ چنانچہ اُس نے گنہگاروں سے درگزر کیا، اور اُس کا ہر فیصلہ عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ وہ گزری ہوئی اور گزرنے والی باتوں کو جانتا ہے اور بغیر کسی کے نقش قدم پر چلے اور بغیر کسی کے سکھائے پڑھائے اور کسی با فہم صنعت گر کے نمونہ ومثال کی پیروی کئے بغیر اور بغیر لغزشوں سے دوچار ہوئے اور بغیر (مشیروں) کی جماعت کی موجودگی کے وہ اپنے علم ودانش سے مخلوقات کو ایجاد واختراع کرنے والا ہے

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد A اُس کے بندہ ورسول ہیں جنہیں اُس وقت بھیجا جبکہ لوگ گمراہیوں میں چکر کاٹ رہے تھے اور حیرانیوں میں غلطاں وپیچاں تھے ہلاکت وتباہی کی مہاریں انہیں کھینچ رہی تھیں اور زنگ وکدورت کے تالے اُن کے دلوں پر لگے ہوئے تھے۔

اے خدا کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کہ یہ اللہ کا تم پر حق ہے اور تمہارے حق کو اللہ پر ثابت کرنے والا ہے اور یہ کہ تقویٰ کے لئے اللہ سے اعانت چاہو اور (تقرب) الٰہی کے لئے اُس سے مدد مانگو، اس لئے کہ تقویٰ آج (دنیا میں) پناہ وسپر ہے اور کل جنت کی راہ ہے۔ اس کا راستہ آشکار اور اس کا راہ پیما فائدہ میں رہنے والا ہے۔ جس کے سپرد یہ ودیعت ہے وہ اس کا نگہبان ہے۔ یہ تقویٰ اپنے آپ کو گزر جانے والی اور پیچھے رہ جانے والی امتوں کے سامنے ہمیشہ پیش کرتا رہا ہے کیونکہ وہ سب اس کی حاجت مند ہوں گی کل جب خداوند عالم اپنی مخلوق کو دوبارہ پلٹائے گا اور جو دے رکھا ہے وہ واپس لے گا اور اپنی بخشی ہوئی نعمتوں کے بارے میں سوال کرے گا تو اسے قبول کرنے والے اور اس کا پورا پورا حق ادا کرنے والے بہت ہی تھوڑے نکلیں گے۔ وہ گنتی کے اعتبار سے کم اور اس توصیف کے مصداق ہیں جو اللہ نے فرمائی ہے کہ "میرے بندوں میں شکر گزار کم ہیں" لہٰذا تقویٰ کی (آواز پر) اپنے کان لگاؤ، اور سعی وکوشش سے برابر اس کی پابندی کرو، اور اُس کو گزری ہوئی کوتاہیوں کا عوض قرار دو، اور ہر مخالفت کرنیوالے کے بدلہ میں اُسے اپنا ہمنوا بناؤ۔ اُسے خواب غفلت سے اپنے چونکنے کا ذریعہ بناؤ اور اسی

میں اپنے دن کاٹ دو، اور اُسے اپنے دلوں کا شعار بناؤ اور گناہوں کو اُس کے ذریعہ سے دھوڈالو اور اُس سے اپنی بیماریوں کا علاج کرو، اور موت سے پہلے اُس کا توشہ حاصل کرو اور جنہوں نے اُسے ضائع و برباد کیا ہے اُن سے عبرت حاصل کرو۔ یہ نہ ہو کر دوسرے تقویٰ پر عمل کرنے والے تم سے عبرت اندوز ہوں، دیکھو! اس کی حفاظت کرو، اور اس کے ذریعہ سے اپنے لئے سروسامانِ حفاظت فراہم کرو۔ دنیا کی آلودگیوں سے اپنا دامن پاک و صاف رکھو، اور آخرت کی طرف والہانہ انداز سے بڑھو۔ جسے تقویٰ نے بلندی بخشی ہو اُسے پست نہ سمجھو، اور جسے دنیا نے اوج و رفعت پر پہنچایا ہو، اُسے بلند مرتبہ نہ خیال کرو۔ اُس کے چمکنے والے بادل پر نظر نہ کرو۔ اس کی باتیں کرنے والے کی باتوں پر کان نہ دھرو، اور نہ اس کی دعوت دینے والے کی (آواز پر) لبیک کہو، نہ اُس کی جگمگاہٹوں سے روشنی کی امید کرو، نہ اُس کی عمدہ نفیس چیزوں پر مر مٹو۔ کیونکہ اُس کی چمکتی ہوئی بجلیاں نمائشی اور اُس کی باتیں جھوٹی ہیں اُس کا اثاثہ تباہ اور اُس کا عمدہ متاع غارت ہونے والا ہے۔ دیکھو! یہ دنیا جھلک دکھا کر منہ موڑ لینے والی چنڈال اور منہ زور اڑیل اور جھوٹی، بڑی خائن اور ہٹ دھرم، ناشکری ہے اور سیدھی راہ سے مڑنے رخ پھیر لینے والی اور کجرو پیچ و تاب کھانے والی ہے۔ اس کا وتیرہ (ایک سے دوسرے کی طرف) پلٹ جانا ہے اور اس کا ہر قدم زلزلہ انگیز ہے۔ اس کی عزت (سراسر) ذلت اُس کی سنجیدگی عین ہرزہ سرائی اور اس کی بلندی سراپا پستی ہے۔ یہ غارتگری و تباہ کاری ہلاکت و تاراجی کا گھر ہے۔ اُس کے رہنے والے پا در رکاب چل چلاؤ کے منتظر، وصل و ہجر کی کشمکش میں گرفتار اس کے راستے پاشان و پریشان، اُس سے گریز کی راہیں دشوار اور اُس کے منصوبے ناکام ہیں، چنانچہ اس کی مخفوظ گھاٹیوں نے ان کو (بے یار و مددگار) چھوڑ دیا، اُن کے گھروں نے انہیں دور پھینک دیا اور اُن کی ساری دانش مندیوں نے انہیں درماندہ کر دیا اب جو ہیں (اُن کی حالت یہ ہے) کہ کچھ کی کونچیں کٹی ہوئی ہیں اور کچھ گوشت کے لوتھڑے ہیں۔ جن کی کھال اُتری ہوئی ہے اور کچھ کٹے ہوئے جسم اور بہے ہوئے خون ہیں اور کچھ (غم و اندوہ سے) اپنے ہاتھ کاٹنے والے اور کچھ کفِ افسوس ملنے والے اور کچھ (فکر و تردد میں) رخسار کہنیوں پر رکھے ہوئے ہیں اور کچھ اپنی سمجھ کو کوسنے والے اور کچھ اپنے ارادوں سے روگردانی کرنے والے ہیں۔ (لیکن اب کہاں) جبکہ چارہ سازی کا موقعہ ہاتھ سے نکل چکا اور ناگہانی مصیبت سامنے آ گئی اب نکل بھاگنے کا وقت کہاں۔ یہ تو ایک ان ہونی بات ہے جو چیز ہاتھ سے نکل گئی سو نکل گئی اور جو وقت جا چکا سو جا چکا اور دنیا اپنی من مانی کرتے ہوئے گزر گئی۔ اُن پر نہ آسمان رویا نہ زمین اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئی۔

خطبہ 190

اس خطبہ کا نام خطبہ قاصعہ ہے۔

جس میں ابلیس کی مذمت ہے اس کے تکبر و غرور اور آدم (علیہ السلام) کے آگے سربسجود نہ ہونے پر اور یہ کہ وہ پہلا فرد ہے جس نے عصبیت کا مظاہرہ کیا اور غرور و نخوت کی راہ اختیار کی اور لوگوں کو اُس کے طور طریقوں پر چلنے سے تنبیہ کی گئی ہے۔ ہر تعریف اُس اللہ کے لئے ہے جو عزت و کبریائی کی ردا اوڑھے ہوئے ہے

اور جس نے ان دونوں صفتوں کی بلا شرکت غیرے اپنی ذات کے لئے مخصوص کیا ہے اور دوسروں کے لئے ممنوع و ناجائز قرار دیتے ہوئے صرف اپنے لئے انہیں منتخب کیا ہے اور اس کے بندوں میں جو ان صفتوں میں اس سے ٹکر لے اُس پر لعنت ہے اور اسی کی رو سے اُس نے اپنے مقرب فرشتوں کا امتحان لیا تا کہ اُن میں سے فروتنی کرنے والوں کو گھمنڈ کرنے والوں سے چھانٹ کر الگ کر دے۔ چنانچہ اللہ سبحانہٗ نے باوجودیکہ وہ دل کے بھیدوں اور پردۂ غیب میں چھپی ہوئی چیزوں سے آگاہ ہے فرمایا کہ میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں جب میں اس کو تیار کرلوں اور اپنی خاص روح پھونک دوں تو تم اُس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا۔ سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس، اسے سجدہ کرنے میں عار محسوس ہوئی اور اپنے مادہ تخلیق کی بناء پر آدمؑ کے مقابلہ میں گھمنڈ کیا اور اپنی اصل کے لحاظ سے اُن کے سامنے اکڑ گیا۔ چنانچہ یہ دشمن خدا عصبیت برتنے والوں کا سرغنہ اور سرکشوں کا پیشرو ہے کہ جس نے تعصب کی بنیاد رکھی۔ اللہ سے اس کی ردائے عظمت و کبریائی کو چھیننے کا تصور کیا۔ تکبر و سرکشی کا جامہ پہن لیا اور عجز و فروتنی کی نقاب اُتار ڈالی۔ پھر تم دیکھتے نہیں کہ اللہ نے اُسے بڑے بننے کی وجہ سے کس طرح چھوٹا بنایا، اور بلندی کے زعم کی وجہ سے کس طرح پستی دی۔ دنیا میں اسے راندہ درگاہ بنایا اور آخرت میں اس کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کی اور اگر اللہ چاہتا تو آدمؑ کو ایک ایسے نور سے پیدا کرتا کہ جس کی روشنی آنکھوں کو چندھیا دے اور اُس کی خوش نمائی عقلوں پر چھا جائے اور ایسی خوشبو سے کہ جس کی مہک سانسوں کو جکڑ لے اور اگر ایسا کرتا تو ان کے آگے گردنیں خم ہو جاتیں اور فرشتوں کو اُن کے بارے میں آزمائش ہلکی ہو جاتی لیکن اللہ سبحانہٗ اپنی مخلوقات کو ایسی چیزوں سے آزماتا ہے کہ جن کی اصل و حقیقت سے وہ ناواقف ہوتے ہیں۔ تا کہ اس آزمائش کے ذریعہ (اچھے اور بُرے افراد میں) امتیاز کر دے۔ ان سے نخوت و برتری کو الگ اور غرور و خود پسندی کو دور کر دے۔ تمہیں چاہئے کہ اللہ نے شیطان کے ساتھ جو کیا اُس سے عبرت حاصل کرو، کہ اُس کی طول طویل عبادتوں اور بھرپور کوششوں پر اس کے ایک گھڑی کے گھمنڈ سے پانی پھیر دیا۔ حالانکہ اُس نے چھ ہزار برس تک جو پتہ نہیں دنیا کے سال تھے یا آخرت کے اس کی عبادت کی تھی تو اب ابلیس کے بعد کون رہ جاتا ہے جو اس جیسی معصیت کرکے اللہ کے عذاب سے محفوظ رہ سکتا ہو؟ ہرگز نہیں، یہ نہیں ہو سکتا، کہ اللہ نے جس چیز کی وجہ سے ایک ملک کو جنت سے نکال باہر کیا ہو، اُسی پر کسی بشر کو جنت میں جگہ دے اُس کا حکم تو اہل آسمان اور اہل زمین میں یکساں ہے۔ اللہ اور مخلوقات میں سے کسی فرد خاص کے درمیان دوستی نہیں کہ اُس کو ایسے امر ممنوع کی اجازت ہو کہ جسے تمام جہان والوں کے لئے اس نے حرام کیا ہو۔

خدا کے بندو! اللہ کے دشمن سے ڈرو کہ کہیں وہ تمہیں اپنا روگ نہ لگا دے۔ اپنی پکار سے تمہیں بہکا نہ دے، اور اپنے سوار و پیادے لے کر تم پر چڑھ نہ دوڑے اس لئے کہ میری جان کی قسم! اس نے شر انگیزی کے تیر کو چلّہ کمان میں جوڑ رکھا ہے اور قریب کی جگہ سے تمہیں اپنے نشانہ کی زد پر رکھ کر کمان کو زور سے کھینچ لیا ہے جیسا کہ اللہ نے اُس کی زبانی فرمایا ہے کہ اے میرے پروردگار! چونکہ تو نے مجھے بہکا دیا ہے، اب میں بھی ان کے سامنے زمین میں گنا ہوں کو سج کر پیش کروں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا، حالانکہ یہ اُس نے بالکل اٹکل پچو کہا تھا اور غلط گمان کی بناء پر (اندھیرے میں) تیر چلایا تھا۔ لیکن فرزندان رعونت برادران عصبیت اور شہسواران غرور و جاہلیت نے اس کی بات کو سچ کر دکھایا، یہاں تک کہ جب تم میں سے سرکش اور منہ زور لوگ اس کے فرمانبردار ہو گئے، اور تمہارے بارے میں اس کی ہوس و طمع قوی ہو گئی اور

صورت حال پردہ اخفا سے نکل کر کھلم کھلا سامنے آ گئی تو اس کا پورا پورا تسلط تم پر ہو گیا اور وہ اپنے لشکر و سپاہ کو لے کر تمہاری طرف بڑھ آیا اور انہوں نے تمہیں ذلت کے غاروں میں دھکیل دیا اور قتل و خون کے بھنوروں میں لا گرایا اور گھاؤ پر گھاؤ لگا کر تمہیں کچل دیا۔ تمہاری آنکھوں میں نیزے گڑو کر، تمہارے گلے کاٹ کر، تمہارے نتھنوں کو پارہ پارہ کر کے تمہارے ایک ایک جوڑ بند کو توڑ کر اور تمہاری ناک میں غلبہ و تسلط کی نکیلیں ڈال کر تمہیں اُس آگ کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے جو تمہارے لئے تیار کی گئی ہے، اسی طرح اُن دشمنوں سے جن سے کھلم کھلا تمہاری مخالفت ہے اور جن کے مقابلہ کے لئے تم فوجیں جمع کرتے ہو، زیادہ بڑھ چڑھ کر وہ تمہارے دین کو مجروح کرنے والا اور دنیا میں تمہارے لئے (فتنہ و فساد) کے شعلے بھڑکانے والا ہے لہٰذا تمہیں لازم ہے کہ اپنے جوش و غضب کا پورا مرکز اسے قرار دو، اور پوری کوشش اس کے خلاف صرف کرو، کیونکہ اُس نے شروع ہی میں تمہاری اصل (آدم) پر فخر کیا تمہارے حسب (قدر و منزلت) پر حرف رکھا، تمہارے نسب (اصل و طینت) پر طعن کیا، اور اپنے سواروں کو لے کر تم پر یورش کی اور اپنے پیادوں کو لے کر تمہارے راستہ کا قصد کیا ہے۔ وہ ہر جگہ سے تمہیں شکار کرتے ہیں اور تمہاری (انگلی کی) ایک ایک پور پر چوٹیں لگاتے ہیں نہ کسی حیلہ و تدبیر سے تم اپنا بچاؤ اور نہ پورا تہیہ کر کے اُس کی روک تھام کر سکتے ہو، درآنحالیکہ تم رسوائی کے بھنور، تنگی و ضیق کے دائرہ، موت کے میدان اور مصیبت و بلا کی جولانگاہ میں ہو، تمہیں لازم ہے کہ اپنے دلوں میں چھپی ہوئی عصبیت کی آگ اور جاہلیت کے کینوں کو فرو کرو۔ کیونکہ مسلمان میں یہ غرور خود پسندی شیطان کی وسوسہ اندازی، نخوت پسندی، فتنہ انگیزی اور فسوں کاری ہی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ عجز و فروتنی کو سر کا تاج بنائے۔ کبر و خود بینی کو پیروں تلے روندنے اور تکبر و رعونت کا طوق گردن سے اُتارنے کا عزم بالجزم کر لو۔ اپنے اور اپنے دشمن شیطان اور اُس کی سپاہ کے درمیان تواضع و فروتنی کا مورچہ قائم کرو کیونکہ ہر جماعت میں اُس کے لشکر یار و مددگار اور سوار و پیادے موجود ہیں۔ تم اس کی طرح نہ ہو کہ جس نے اپنے ماں جائے بھائی کے مقابلہ میں غرور کیا۔ بغیر کسی فضیلت و بلندی کے کہ اللہ نے اس میں قرار دی ہو، سوا اس کے کہ حاسدانہ عداوت سے اس میں اپنی بڑائی کا احساس پیدا ہوا، اور خود پسندی نے اس کے دل میں غیظ و غضب کی آگ بھڑکا دی اور شیطان نے اس کے ناک میں کبر و غرور کی ہوا پھونک دی کہ جس کی وجہ سے اللہ نے ندامت و پشیمانی کو اس کے پیچھے لگا دیا اور قیامت تک کے قاتلوں کے گناہ اُس کے ذمہ ڈال دیئے۔

دیکھو! تم نے اللہ سے کھلم کھلا دشمنی پر اُتر کر اور مومنین سے آمادہ پیکار ہو کر ظلم و تعدی کی انتہا کر دی۔ اور زمین میں فساد مچا دیا۔ تم زمانہ جاہلیت والی خود بینی کی بنا پر فخر و غرور کرنے سے اللہ کا خوف کھاؤ۔ کیونکہ یہ دشمنی و عناد کا سرچشمہ اور شیطان کی فسوں کاری کا مرکز ہے۔ جس سے اُس نے گذشتہ اُمتوں اور پچھلی قوموں کو ورغلایا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے ڈھکیلنے اور آگے سے کھینچنے پر بے چوں و چرا جہالت کی اندھیاریوں اور ضلالت کے گڑھوں میں تیزی سے جا پڑیں۔ ایسی صورت سے جس میں ایسے لوگوں کے تمام دل ملتے جلتے ہوئے ہیں اور صدیوں کا حال ایک ہی سا رہا ہے اور ایسا غرور جس کے چھپانے سے سینوں کی وسعتیں تنگ ہوتی ہیں۔

دیکھو! اپنے اُن سرداروں اور بڑوں کا اتباع کرنے سے ڈرو کہ جو اپنی جاہ و حشمت پر اکڑتے اور اپنے نسب کی بلندیوں پر غرہ کرتے ہوں اور بدنما چیزوں کو اللہ کے

سرڈال دیتے ہوں اور اُس کی قضاوقدر سے ٹکر لینے اور اُس کی نعمتوں پر غلبہ پانے کے لئے اُس کے احسانات سے یکسر انکار کردیتے ہوں۔ یہی لوگ تو عصبیت کی عمارت کی گہری بنیاد، فتنہ کے کاخ وایوان کے ستون اور جاہلیت کے نسبی تفاخر کی تلواریں ہیں، لہٰذا اللہ سے ڈرو، اور اُس کی دی ہوئی نعمتوں کے دشمن نہ ہو، اور نہ اُس کے فضل وکرم کے جو تم پر ہے حاسد ہو، اور جھوٹے مدعیانِ اسلام کی پیروی نہ کرو کہ جن کا گندلا پانی تم اپنے صاف پانی میں سمو کر پیتے ہو اور اپنی درستگی کے ساتھ ان کی خرابیوں کو خلط ملط کرلیتے ہو اور اپنے حق میں اُن کے باطل کے لئے بھی راہ پیدا کردیتے ہو وہ فسق وفجور کی بنیادیں ہیں اور نافرمانوں کے ساتھ چسپیدہ ہیں۔ جنہیں شیطان نے گمراہی کی باربردار سواری قرار دے رکھا ہے اور ایسا لشکر جس کو ساتھ لے کر لوگوں پر حملہ کرتا ہے اور ایسے ترجمان کہ جن کی زبان سے وہ گویا ہوتا ہے تا کہ تمہاری عقلیں چھین لے۔ تمہاری آنکھوں میں گھس جائے اور تمہارے کانوں میں پھونک دے۔ اس طرح اُس نے تمہیں اپنے تیروں کا ہدف اپنے قدموں کی جولانگاہ اور اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنالیا ہے تمہیں لازم ہے کہ تم سے قبل سرکش اُمتوں پر جو قہر وعذاب اور عتاب وعقاب نازل ہوا اُس سے عبرت لو اور اُن کے رخساروں کے بل لیٹنے اور پہلوؤں کے بل گرنے کے مقامات سے نصیحت حاصل کرو، اور جس طرح زمانہ کی مصیبتوں سے پناہ مانگتے ہو اُسی طرح مغرور وسرکش بنانے والی چیزوں سے اللہ کے دامن میں پناہ مانگو۔ اگر خداوند عالم اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو بھی کبر ورعونت کی اجازت دے سکتا ہوتا تو وہ اپنے مخصوص انبیاء اور اولیاء کو اس کی اجازت دیتا۔ لیکن اُس نے ان کو کبر وغرور سے بیزار ہی رکھا، اور ان کے لئے عجز ومسکنت ہی کو پسند فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے رخسارے زمین سے پیوستہ اور چہرے خاک آلودہ رکھے اور مومنین کے آگے تواضع وانکسار سے جھکتے رہے اور وہ دنیا میں جنہیں اللہ نے بھوک سے آزمایا تعب ومشقت میں مبتلا کیا خوف وخطر کے موقعوں سے ان کا امتحان لیا اور ابتلاء ومصیبت سے انہیں تہ وبالا کیا۔ لہٰذا خدا کی خوشنودی یا خوشنودی کا معیار اولاد ومال کو قرار نہ دو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ دولت اور اقتدار سے بھی کس کس طرح بندوں کا امتحان لیتا ہے چنانچہ اللہ سبحانہٗ کا ارشاد ہے کہ ''وہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو مال واولاد سے انہیں سہارا دیتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھلائیاں کرنے میں سرگرم ہیں۔ مگر (جو اصل واقعہ ہے اُسے) یہ لوگ سمجھتے نہیں۔'' اسی طرح واقعہ یہ ہے کہ اللہ اپنے اُن بندوں کا جو بجائے خود اپنی بڑائی کا گھمنڈ رکھتے ہیں امتحان لیتا ہے اپنے اُن دوستوں کے ذریعہ سے جو اُن کی نظروں میں عاجز وبے بس ہیں (چنانچہ اُس کی مثال یہ ہے کہ) موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو ساتھ لے کر اس حالت میں فرعون کے پاس آئے کہ اُن کے جسم پر اونی کرتے اور ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں اور اُس سے یہ قول وقرار کیا کہ اگر وہ اسلام قبول کرلے تو اُس کا ملک بھی باقی رہے گا، اور اس کی عزت بھی برقرار رہے گی تو اُس نے اپنے حاشیہ نشینوں سے کہا کہ تمہیں ان پر تعجب نہیں ہوتا کہ یہ دونوں مجھ سے یہ معاملہ ٹھہرا رہے ہیں کہ میری عزت بھی برقرار رہے گی اور میرا ملک بھی باقی رہے گا اور جس پھٹے حال اور ذلیل صورت میں یہ ہیں تم دیکھ ہی رہے ہو (اگر ان میں اتنا ہی دم خم تھا تو پھر) ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن کیوں نہیں پڑے ہوئے۔ یہ اس لئے کہ وہ سونے کو اور اس کی جمع آوری کو بڑی چیز سمجھتا تھا اور بالوں کے کپڑوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ جس وقت اُس نے نبیوں کو مبعوث کیا تو اُن کے لئے سونے کے خزانوں اور خالص طلاءی کانوں کے

منہ کھول دیتا اور باغوں کی کشت زاروں کو ان کے لئے مہیا کر دیتا اور فضا کے پرندوں اور زمین کے صحرائی جانوروں کو اُن کے ہمراہ کر دیتا تو کر سکتا تھا اور اگر ایسا کرتا تو پھر آزمائش ختم، جزا و سزا بیکار اور (آسمانی) خبریں اکارت ہو جاتیں اور آزمائش میں پڑنے والوں کا اجر اس طرح کے ماننے والوں کے لئے ضروری نہ رہتا اور نہ ایسے ایمان لانے والے نیک کرداروں کی جزا کے مستحق رہتے۔ اور نہ الفاظ اپنے معنی کا ساتھ دیتے لیکن اللہ سبحانہٗ اپنے رسولوں کو ارادوں میں قوی اور آنکھوں کو دکھائی دینے والے ظاہری حالات میں کمزوری و ناتواں قرار دیتا ہے اور انہیں ایسی قناعت سے سرفراز کرتا ہے جو (دیکھنے اور سننے والوں کے) دلوں اور آنکھوں کو بے نیازی سے بھر دیتی ہے اور ایسا افلاس اُن کے دامن سے وابستہ کر دیتا ہے کہ جس سے آنکھوں کو دیکھ کر اور کانوں کو سن کر اذیت ہوتی ہے۔ اگر انبیاء ایسی قوت و طاقت رکھتے کہ جسے دبانے کا قصد و ارادہ بھی نہ ہو سکتا ہوتا اور ایسا تسلط و اقتدار رکھتے کہ جس سے تعدی ممکن ہی نہ ہوتی اور ایسی سلطنت کے مالک ہوتے کہ جس کی طرف لوگوں کی گردنیں مڑتیں اور اس کے رخ پر سواریوں کے پالان کسے جاتے تو یہ چیز نصیحت پذیری کے لئے بڑی آسان اور اس سے انکار و سرتابی بہت بعید ہوتی ہے اور لوگ چھائے ہوئے خوف یا مائل کرنے والے اسباب رغبت کی بنا پر ایمان لے آتے تو اس صورت میں ان کی نیتیں مشترک اور نیک عمل بٹے ہوئے ہوتے لیکن اللہ سبحانہٗ نے تو یہ چاہا کہ اس کے پیغمبروں کا اتباع اُس کی کتابوں کی تصدیق اور اس کے سامنے فروتنی اس کے احکام کی فرمانبرداری اور اس کی اطاعت یہ سب چیزیں اسی کے لئے مخصوص ہوں اور ان میں کوئی دوسرا شائبہ تک نہ ہو اور جتنی آزمائش کڑی ہو گی اتنا ہی اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔ تم دیکھتے نہیں کہ اللہ سبحانہٗ نے آدمؑ سے لے کر اس جہاں کے آخر تک کے اگلے پچھلوں کو ایسے پتھروں سے آزمایا ہے کہ جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں۔ اُس نے ان پتھروں ہی کو اپنا محترم گھر قرار دیا کہ جسے لوگوں کے لئے (امن کے) قیام کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ پھر یہ کہ اس نے اسے زمین کے رقبوں میں سے ایک سنگلاخ رقبہ اور دنیا میں بلندی پر واقع ہونے والی آبادیوں میں سے ایک کم مٹی والے مقام اور گھاٹیوں میں سے ایک تنگ اطراف والی گھاٹی میں قرار دیا کھردرے پہاڑوں نرم ریتلے میدانوں، کم آب چشموں اور متفرق دیہاتوں کے درمیان کہ جہاں اونٹ، گھوڑا، گائے بکری نشو و نما نہیں پا سکتے پھر بھی اُس نے آدمؑ اور ان کی اولاد کو حکم دیا کہ اپنے رخ اُس کی طرف موڑیں، چنانچہ وہ ان کے سفروں سے فائدہ اٹھانے کا مرکز اور پالانوں کے اُترنے کی منزل بن گیا اور دور افتادہ بے آب و گیاہ بیابانوں دور و دراز گھاٹیوں کے نشیبی راہوں اور (زمین سے) کٹے ہوئے دریاؤں کے جزیروں سے نفوس انسانی اُدھر متوجہ ہوتے ہیں، یہاں تک کہ وہ پوری فرمانبرداری سے اپنے کندھوں کو ہلاتے ہوئے اس کے گرد لبیک اللّٰھم لبیک کی آوازیں بلند کرتے ہیں اور اپنے پیروں سے پویہ دوڑ لگاتے ہیں۔ اس حالت میں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور بدن خاک میں اَٹے ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنا لباس پشت پر ڈال دیا ہوتا ہے اور بالوں کو بڑھا کر اپنے کو بدصورت بنا لیا ہوتا ہے۔ یہ بڑی ابتلا۔ کڑی آزمائش کھلم کھلا امتحان اور پوری پوری جانچ ہے۔ اللہ نے اُسے اپنی رحمت کا ذریعہ اور جنت تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیا ہے اور اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ وہ اپنا محترم گھر اور بلند پایہ عبادت گاہیں ایسی جگہ پر بنائے کہ جس کے گرد باغ و چمن کی قطاریں اور بہتی ہوئی نہریں ہوں زمین نرم و ہموار ہو کہ (جس میں) درختوں کے جھنڈ اور (اُن

میں) جھکے ہوئے پھلوں کے خوشے ہوں جہاں عمارتوں کا جال بچھا ہوا اور آبادیوں کا سلسلہ ملا ہوا ہو۔ جہاں سرخی مائل گیہوں کے پودے، سرسبز مرغزار چمن در کنار سبزہ زار پانی میں شرابور میدان، لہلہاتے ہوئے کھیت اور آباد گزرگاہیں ہوں تو البتہ وہ جزا و ثواب کو اسی اندازہ سے کم کر دیتا کہ جس اندازہ سے ابتلا و آزمائش میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اگر وہ بنیاد کہ جس پر اس گھر کی تعمیر ہوئی ہے اور وہ پتھر کہ جس پر اس کی عمارت اٹھائی گئی ہے زمرد سبز و یاقوت سرخ کے ہوتے اور (اُن میں) نور و ضیاء (کی تابانی) ہوتی تو یہ چیز سینوں میں شک و شبہات کے ٹکراؤ کو کم کر دیتی اور دلوں سے شیطان کی دوڑ دھوپ (کا اثر) مٹا دیتی اور لوگوں سے شکوک کے خلجان دور کر دیتی۔
لیکن اللہ سبحانہٗ اپنے بندوں کو گوناگوں سختیوں سے آزماتا ہے اور اُن سے ایسی عبادت کا خواہاں ہے کہ جو طرح طرح کی مشقتوں سے بجالائی گئی ہو اور انہیں قسم قسم کی ناگواریوں سے جانچتا ہے تاکہ اُن کے نفوس میں عجز و فروتنی کو جگہ دے اور یہ کہ اس ابتلاؤ آزمائش (کی راہ) سے لئے فضل و امتنان کے کھلے ہوئے دروازوں تک (انہیں) پہنچائے اور اُسے اپنی معافی و بخشش کا آسان وسیلہ و ذریعہ قرار دے۔ دنیا میں سرکشی کی پاداش اور آخرت میں ظلم کی گرانباری کے عذاب اور غرور و نخوت کے بُرے انجام کے خیال سے اللہ کا خوف کھاؤ کیونکہ یہ (سرکشی ظلم اور غرور و تکبر) شیطان کا بہت بڑا جال اور بہت بڑا ہتھکنڈا ہے کہ جو لوگوں کے دلوں میں زہر قاتل کی طرح اُتر جاتا ہے نہ اُس کا اثر کبھی رائیگاں جاتا ہے نہ اُس کا وار کسی سے خطا کرتا ہے۔ نہ عالم سے اُس کے علم کے باوجود اور نہ پھٹے پرانے چیتھڑوں میں کسی فقیر بے نوا سے یہی وہ چیز ہے جس سے خداوند عالم ایمان سے سرفراز ہونے والے بندوں کو نماز، زکوٰۃ اور مقررہ دنوں میں روزوں کے جہاد کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اور اس طرح ان کے ہاتھ پیروں (کی طغیانیوں) کو سکون کی سطح پر لاتا ہے۔ ان کی آنکھوں کو عجز و شکستگی سے جھکا کر نفس کو رام اور دلوں کو متواضع بنا کر رعونت و خود پسندی کو اُن سے دور کرتا ہے (نماز میں) نازک چہروں کو عجز و نیازمندی کی بناء پر خاک آلودہ کیا جاتا ہے اور روزوں میں از روئے فرمانبرداری پیٹ پیٹھ سے مل جاتے ہیں اور زکوٰۃ میں زمین کی پیداوار وغیرہ کو فقراء اور مساکین تک پہنچایا جاتا ہے۔ دیکھو! کہ ان اعمال و عبادات میں غرور کے ابھرے ہوئے اثرات کو مٹانے اور تمکنت کے نمایاں ہونے والے آثار کو دبانے کے کیسے کیسے فوائد مضمر ہیں۔ میں نے نگاہ دوڑائی تو دنیا بھر میں ایک فرد بھی ایسا نہ پایا کہ وہ کسی چیز کی پاسداری کرتا ہو، مگر یہ کہ اُس کی نظروں میں اُس کی کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے کہ جو جاہلوں کے اشتباہ کا باعث بن جاتی ہے یا کوئی ایسی دلیل ہوتی ہے جو بیوقوفوں کی عقلوں سے چپک جاتی ہے۔ سوا تمہارے کہ تم ایک چیز کی جنبہ داری تو کرتے ہو، مگر اُس کی کوئی علت اور وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ ابلیس ہی کو لو کہ اُس نے آدم کے سامنے حمیت جاہلیت کا مظاہرہ کیا تو اپنی اصل (آگ) کی وجہ سے اور اُن پر چوٹ کی تو اپنی خلقت و پیدائش کی بناء پر، چنانچہ اُس نے آدم سے کہا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور تم مٹی سے (بنے) خوشحال قوموں کے مالدار لوگ اپنی نعمتوں پر اتراتے ہوئے بڑا بول بولے کہ "ہم مال و اولاد میں بڑھے ہوئے ہیں ہمیں کیونکر عذاب کیا جا سکتا ہے۔" اب اگر تمہیں فخر ہی کرنا ہے تو اس کی پاکیزگی اخلاق، بلند کرداری اور حسنِ سیرت پر فخر و ناز کرو کہ جس میں عرب گھرانوں کے باعظمت و بلند ہمت سردارانِ قوم اپنی خوش اطواریوں بلند پایہ دانائیوں اعلیٰ مرتبوں اور پسندیدہ کارناموں کی وجہ سے ایک دوسرے پر برتری ثابت کرتے تھے۔ تم بھی ان قابل ستائش خصلتوں کی طرفداری کرو۔ جیسے ہمسایوں کے حقوق کی

حفاظت کرنا عہد و پیمان کو نبھانا۔ نیکیوں کی اطاعت اور سرکشوں کی مخالفت کرنا حسن سلوک کا پابند اور ظلم و تعدی سے کنارہ کش رہنا۔ خون ریزی سے پناہ مانگنا، خلق خدا سے عدل و انصاف برتنا۔ غصہ کو پی جانا۔ زمین میں شر انگیزی سے دامن بچانا تمہیں اُن عذابوں سے ڈرنا چاہئے جو تم سے پہلی امتوں پر اُن کی بد اعمالیوں اور بد کرداریوں کی وجہ سے نازل ہوئے اور (اپنے) اچھے اور بُرے حالات میں ان کے احوال و واردات کو پیش نظر رکھو اور اس امر سے خائف و ترساں رہو کہ کہیں تم بھی انہی کے ایسے نہ ہو جاؤ۔ اگر تم نے ان کی دونوں (اچھی بُری) حالتوں پر غور کر لیا ہے تو پھر ہر اُس چیز کی پابندی کرو کہ جس کی وجہ سے عزت و برتری نے ہر حال میں اُن کا ساتھ دیا اور دشمن اُن سے دور دور رہے اور عیش و سکون کے دامن اُن پر پھیل گئے۔ اور نعمتیں سرنگوں ہو کر اُن کے ساتھ ہو لیں اور عزت و سرفرازی نے اپنے بندھن اُن سے جوڑ لئے (وہ کیا چیزیں تھیں؟) یہ کہ وہ افتراق سے بچے اور اتفاق و یکجہتی پر قائم رہے۔ اسی پر ایک دوسرے کو ابھارتے تھے اور اسی کی باہم سفارش کرتے تھے اور تم ہر اس امر سے بچ کر رہو کہ جس نے اُن کی ریڑھ کی ہڈی کو توڑ ڈالا اور قوت و توانائی کو ضعف سے بدل دیا۔ (اور وہ یہ تھا) کہ انہوں نے دلوں میں کینہ اور سینوں میں بغض رکھا اور ایک دوسرے کی مدد سے پیٹھ پھیرا لی اور باہمی تعاون سے ہاتھ اٹھا لیا اور تم کو لازم ہے کہ گزشتہ زمانہ کے اہل ایمان کے وقائع و حالات میں غور و فکر کرو، کہ (صبر آزما) ابتلاؤں اور (جانکاہ) مصیبتوں میں اُن کی کیا حالت تھی کیا وہ ساری کائنات سے زیادہ گرانبار تمام لوگوں سے زائد مبتلائے تعب و مشقت اور دنیا جہاں سے زیادہ تنگی و ضیق کے عالم میں تھے؟ کہ جنہیں دنیا کے فرعونوں نے اپنا غلام بنا رکھا تھا اور انہیں سخت سے سخت اذیتیں پہنچاتے اور تلخیوں کے گھونٹ پلاتے تھے اور اُن کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ تباہی و ہلاکت کی ذلتوں اور غلبہ و تسلط کی قہر سامانیوں میں گھرتے چلے جا رہے تھے۔ نہ انہیں بچاؤ کی کوئی تدبیر اور نہ روک تھام کا کوئی ذریعہ سوجھتا تھا۔ یہاں تک کہ جب اللہ سبحانہ نے یہ دیکھا کہ یہ میری محبت میں اذیتوں پر پوری کد و کاوش سے صبر کئے جا رہے ہیں اور میرے خیال سے مصیبتوں کو جھیل رہے ہیں تو اُن کے لئے مصیبت و ابتلاء کی تنگنائے سے وسعت کی راہیں نکالیں اور اُن کی ذلت کو عزت اور خوف و ہراس کو امن سے بدل دیا۔ چنانچہ وہ تخت فرمانروائی پر سلطان اور مسند ہدایت پر رہنما ہوئے اور انہیں امیدوں سے بڑھ چڑھ کر اللہ کی طرف سے عزت و سرفرازی حاصل ہوئی۔ غور کرو! کہ جب ان کی جمعیتیں یکجا، خیالات یکسو اور دل یکساں تھے اور ان کے ہاتھ ایک دوسرے کو سہارا دیتے اور تلواریں ایک دوسرے کی معین و مددگار تھیں اور اُن کی بصیرتیں تیز اور ارادے متحد تھے تو اُس وقت اُن کا عالم کیا تھا! کیا وہ اطراف زمین فرمانروا اور دنیا والوں کی گردنوں پر حکمران نہ تھے؟ اور تصویر کا یہ رخ بھی دیکھو! کہ جب ان میں پھوٹ پڑ گئی یکجہتی درہم برہم ہو گئی، ان کی باتوں اور دلوں میں اختلافات کے شاخسانے پھوٹ نکلے، اور وہ مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے اور الگ الگ جتھے بن کر ایک دوسرے سے لڑنے بھڑنے لگے، تو اُن کی نوبت یہ ہو گئی کہ اللہ نے اُن سے عزت و بزرگی کا پیراہن اُتار لیا اور نعمتوں کی آسائشیں اُن سے چھین لیں اور تمہارے درمیان اُن کے واقعات کی حکایتیں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے عبرت بن کر رہ گئیں۔ (اب ذرا) اسمٰعیلؑ کی اولاد اسحاقؑ کے فرزندوں اور یعقوبؑ کے بیٹوں کے حالات میں عبرت و نصیحت حاصل کرو۔ حالات کتنے ملتے ہوئے ہیں اور طور طریقے کتنے یکساں ہیں۔ ان کے منتشر و پراگندہ ہو جانے کی صورت میں جو واقعات رونما ہوئے، اُن میں فکر و

تامل کرو، کہ جب شاہان عجم اور سلاطین روم اُن پر حکمران تھے، وہ انہیں اطراف عالم کے سبزہ زاروں عراق کے دریاؤں اور دنیا کی شادابیوں سے خاردار جھاڑیوں، ہواؤں کے بے روک گزرگاہوں اور معیشت کی دشواریوں کی طرف دھکیل دیتے تھے اور آخر انہیں فقیر و نادار اور زخمی پیٹھ والے اونٹوں کا چرواہا اور بالوں کی جھونپڑیوں کا باشندہ بنا کر چھوڑتے تھے۔ ان کے گھر بار دنیا جہاں سے بڑھ کر خستہ و خراب اور اُن کے ٹھکانے خشک سالیوں سے تباہ حال تھے، نہ اُن کی کوئی آواز تھی جس کے پروبال کا سہارا لیں، نہ اُنس و محبت کی چھاؤں تھی جس کے بل بوتے پر بھروسا کریں۔ اُن کے حالات پراگندہ، ہاتھ الگ الگ تھے کثرت و جمعیت بٹی ہوئی، جانگداز مصیبتوں اور جہالت کی تہ بہ تہ تہوں میں پڑے ہوئے تھے یوں کہ لڑکیاں زندہ در گور تھیں گھر گھر مورتی پوجا ہوتی تھی۔ رشتے ناطے توڑے جا چکے تھے اور لوٹ کھسوٹ کی گرم بازاری تھی۔ دیکھو! کہ اللہ نے اُن پر کتنے احسانات کئے کہ اُن میں اپنا رسول A بھیجا کہ جس نے اپنی اطاعت کا انہیں پابند بنایا اور انہیں ایک مرکز وحدت پر جمع کر دیا اور کیونکر خوش حالی نے اپنے پروبال اُن پر پھیلا دیئے اور اُن کے لئے بخشش و فیضان کی نہریں بہا دیں اور شریعت نے انہیں اپنی برکت کے بے بہا فائدوں میں لپیٹ لیا۔ چنانچہ وہ اُس کی نعمتوں میں شرابور اور اس کی زندگی کی تر و تازگیوں میں خوشحال اور ایک مسلط فرمانروا (اسلام کے زیر سایہ اُن کی زندگی) کے تمام شعبے (نظم و ترتیب سے) قائم ہو گئے اور اُن کے حالات (کی درستگی) نے انہیں غلبہ و بزرگی کے پہلو میں جگہ دی اور ایک مضبوط سلطنت کی سربلند چوٹیوں میں (دین و دنیا کی) سعادتیں اُن پر جھک پڑیں۔ وہ تمام جہان پر حکمران اور زمین کی پہنائیوں میں تخت و تاج کے مالک بن گئے اور جن پابندیوں کی بناء پر دوسروں کے زیردست تھے اب یہ انہیں پابند بنا کر اُن پر مسلط ہو گئے اور جن کے زیر فرمان تھے اُن کے فرمانروا بن گئے۔ نہ اُن کا دم خم ہی نکالا جا سکتا ہے اور نہ ہی اُن کا کس بل توڑا جا سکتا ہے۔

دیکھو! تم نے اطاعت کے بندھنوں سے اپنے ہاتھوں کو چھڑا لیا اور زمانہ جاہلیت کے طور طریقوں سے اپنے گرد کھنچے ہوئے حصار میں رخنہ ڈال دیا۔ خداوند عالم نے اُس اُمت کے لوگوں پر اس نعمت بے بہا کے ذریعہ سے لطف و احسان فرمایا کہ جس کی قدر و قیمت کو مخلوقات میں سے کوئی نہیں پہچانتا کیونکہ وہ ہر (ٹھہرائی ہوئی) قیمت سے گراں تر اور ہر شرف و بلندی سے بالاتر ہے۔ اور وہ یہ کہ ان کے درمیان اُنس و یکجہتی کا رابطہ (اسلام) قائم کیا کہ جس کے سایہ میں وہ منزل کرتے ہیں اور جس کے کنار (عاطفت) میں پناہ لیتے ہیں۔ یہ جانے رہو کہ تم (جہالت و نادانی) کو خیرباد کہہ دینے کے بعد پھر صحرائی بدو اور باہمی دوستی کے بعد پھر مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہو۔ اسلام سے تمہارا واسطہ نام کو رہ گیا ہے اور ایمان سے چند ظاہری لکیروں کے علاوہ تمہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ تمہارا قول یہ ہے کہ آگ میں کود پڑیں گے مگر عار قبول نہ کریں گے گویا تم یہ چاہتے ہو کہ اسلام کی ہتک حرمت اور اس کا عہد توڑ کر اسے منہ کے بل اوندھا کر دو، وہ عہد کہ جسے اللہ نے زمین میں پناہ اور مخلوقات میں امن قرار دیا ہے (یاد رکھو! کہ) اگر تم نے اسلام کے علاوہ کہیں اور کا رخ کیا تو کفار تم سے جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ پھر نہ جبرئیل و میکائیل ہیں اور نہ انصار و مہاجر ہیں کہ تمہاری مدد کریں، سوا اس کے کہ تلواروں کو کھٹکھٹاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے۔ خدا کا سخت عذاب، جھنجھوڑنے والا عتاب ابتلاؤں کے دن اور تعزیر و ہلاکت کے حادثے تمہارے سامنے ہیں۔ اس کی گرفت سے انجان بن کر اور اُس کی پکڑ کو آسان سمجھ کر اور اُس کی سختی سے غافل ہو کر اُس

سے قہر و عذاب کو دور نہ سمجھو۔ خداوند عالم نے گذشتہ امتوں کو محض اس لئے اپنی رحمت سے دور رکھا کہ وہ اچھائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے سے منہ موڑ چکے تھے۔ چنانچہ اللہ نے بے وقوفوں پر ارتکاب گناہ کی وجہ سے اور دانش مندوں پر خطاؤں سے باز نہ آنے کے سبب سے لعنت کی ہے۔

دیکھو! تم نے اسلام کی پابندیاں توڑ دیں اور اُس کی حدیں بیکار کر دیں اور اس کے احکام سرے سے ختم کر دیئے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ نے مجھے باغیوں عہد شکنوں اور زمین میں فساد پھیلانے والوں سے جہاد کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے عہد شکنوں (اصحاب جمل) سے جنگ کی نافرمانوں (اہل صفین) سے جہاد کیا اور بے دینوں (خوارج نہروان) کو بھی پوری طرح ذلیل کر کے چھوڑا۔ مگر گڑھے (میں گر کر مرنے) والا شیطان میرے لئے اس کی مہم سر ہو گئی۔ ایک ایسی چنگھاڑ کے ساتھ کہ جس میں اُس کے دل کی دھڑکن اور سینے کی تھرتھری کی آواز میرے کانوں میں پہنچ رہی تھی۔ اب باغیوں میں سے کچھ دے سے باقی رہ گئے ہیں اگر اللہ نے پھر مجھے اُن پر دھاوا بولنے کی اجازت دی تو میں انہیں تہس نہس کر کے دولت و سلطنت کا رخ دوسری طرف موڑ دوں گا (پھر) وہی لوگ بچ سکیں گے جو مختلف شہروں کی دور دراز حدوں میں تتر بتر ہو چکے ہوں گے۔ میں نے تو بچپن ہی میں عرب کا سینہ پیوند زمین کر دیا تھا اور قبیلہ ربیعہ و مضر کے ابھرے ہوئے سینگوں کو توڑ دیا تھا۔ تم جانتے ہی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب کی عزیز داری اور مخصوص قدر و منزلت کی وجہ سے میرا مقام اُن کے نزدیک کیا تھا میں بچہ ہی تھا کہ رسول A نے مجھے گود میں لے لیا تھا۔ اپنے سینے سے چمٹائے رکھتے تھے۔ بستر میں اپنے پہلو میں جگہ دیتے تھے۔ اپنے جسم مبارک کو مجھ سے مس کرتے تھے اور اپنی خوشبو مجھے سنگھاتے تھے۔ پہلے آپ کسی چیز کو چباتے پھر اُس کے لقمے بنا کر میرے منہ میں دیتے تھے۔ انہوں نے نہ تو میری کسی بات میں جھوٹ کا شائبہ پایا نہ میرے کسی کام میں لغزش و کمزوری دیکھی۔ اللہ نے آپ A کی دودھ بڑھائی کے وقت ہی سے فرشتوں میں سے ایک عظیم المرتبت ملک (روح القدس) کو آپ A کے ساتھ لگا دیا تھا جو انہیں شب و روز بزرگ خصلتوں اور پاکیزہ سیرتوں کی راہ پر لے چلتا تھا، اور میں اُن کے پیچھے پیچھے یوں لگا رہتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے۔ آپ ہر روز میرے لئے اخلاق حسنہ کے پرچم بلند کرتے تھے اور مجھے ان کی پیروی کا حکم دیتے تھے اور ہر سال (کوہ) حرا میں کچھ عرصہ قیام فرماتے تھے اور وہاں میرے علاوہ کوئی انہیں نہیں دیکھتا تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور (ام المومنین) خدیجہؓ کے گھر کے علاوہ کسی گھر کی چار دیواری میں اسلام نہ تھا البتہ تیسرا اُن میں میں تھا۔ میں وحی و رسالت کا نور دیکھتا تھا اور نبوت کی خوشبو سونگھتا تھا۔ جب آپ پر (پہلے پہل) وحی نازل ہوئی تو میں نے شیطان کی ایک چیخ سنی، جس پر میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ آواز کیسی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے کہ جو اپنے پوجے جانے سے مایوس ہو گیا ہے (اے علیؑ) جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو اور جو میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو فرق اتنا ہے کہ تم نبی نہیں ہو بلکہ (میرے) وزیر و جانشین ہو اور یقیناً بھلائی کی راہ پر ہو۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا کہ قریش کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی اور انہوں نے آپ سے کہا کہ اے محمدؐ آپ نے ایک بہت بڑا دعویٰ کیا ہے۔ ایسا دعویٰ نہ تو آپ کے باپ دادا نے کیا نہ آپ کے خاندان والوں میں سے کسی اور نے کیا ہم آپ سے ایک امر کا مطالبہ کرتے ہیں اگر آپ نے اُسے پورا کر کے دکھلا دیا تو پھر ہم بھی یقین کر لیں گے کہ آپ نبی و رسول ہیں اور

اگر نہ کر سکے تو ہم جان لیں گے کہ (معاذ اللہ) آپ جادوگر اور جھوٹے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ تمہارا مطالبہ ہے کیا؟ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے لئے اس درخت کو پکاریں کہ یہ جڑ سمیت اُکھڑ آئے اور آپ کے سامنے آ کر ٹھہر جائے آپ A نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ اگر اُس نے تمہارے لئے ایسا کر دکھایا تو کیا تم ایمان لے آؤ گے اور حق کی گواہی دو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ اچھا جو تم چاہتے ہو تمہیں دکھائے دیتا ہوں اور میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم بھلائی کی طرف پلٹنے والے نہیں ہو۔ یقیناً تم میں کچھ لوگ تو وہ ہیں جنہیں چاہ (بدر) میں جھونک دیا جائے گا اور کچھ وہ ہیں جو (جنگ) احزاب میں جتھا بندی کریں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے درخت اگر تو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، تو اپنی جڑ سمیت اکھڑ آ یہاں تک کہ تو بحکم خدا میرے سامنے آ کر ٹھہر جائے (رسول A کا یہ فرمانا تھا کہ) اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو یقین کے ساتھ مبعوث کیا وہ درخت جڑ سمیت اکھڑ آیا اور اس طرح آیا کہ اُس سے سخت کھڑکھڑاہٹ اور پرندوں کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ کی سی آواز آتی تھی یہاں تک کہ وہ لچکتا جھومتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روبرو آ کر ٹھہر گیا اور بلند شاخیں اُن پر اور کچھ شاخیں میرے کندھے پر ڈال دیں اور میں آپ کی داہنی جانب کھڑا تھا، جب قریش نے یہ دیکھا تو نخوت و غرور سے کہنے لگے کہ اسے حکم دیں کہ آدھا آپ کے پاس آئے اور آدھا اپنی جگہ پر رہے۔ چنانچہ آپ نے اُسے یہی حکم دیا تو اُس کا آدھا حصہ آپ A کی طرف بڑھ آیا اس طرح کہ اُس کا آنا (پہلے آنے سے بھی) زیادہ عجیب صورت سے اور زیادہ تیز آواز کے ساتھ تھا اور اب کے وہ قریب تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لپٹ جائے اب انہوں نے کفر و سرکشی سے کہا کہ اچھا اب اس آدھے کو حکم دیجئے کہ یہ اپنے دوسرے حصے کے پاس پلٹ جائے جس طرح پہلے تھا۔ چنانچہ آپ نے حکم دیا اور وہ پلٹ گیا میں نے (یہ دیکھ کر) کہا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اے اللہ کے رسول میں آپ پر پہلے ایمان لانے والا ہوں اور سب سے پہلے اس کا اقرار کرنے والا ہوں کہ اس کے درخت نے بحکم خدا آپ A کی نبوت کی تصدیق اور آپ کے کلام کی عظمت و برتری دکھانے کے لئے جو کچھ کیا ہے وہ امر واقعی ہے۔ (کوئی آنکھ کا پھیر نہیں) یہ سن کر وہ ساری قوم کہنے لگی کہ یہ (پناہ بخدا) پرلے درجے کے جھوٹے اور جادوگر ہیں۔ ان کا سحر عجیب و غریب ہے اور ہیں بھی اس میں چابک دست اس امر پر آپ کی تصدیق ان جیسے ہی کر سکتے ہیں اور اس سے مجھے مراد لیا (جو چاہیں کہیں) میں تو اس جماعت میں سے ہوں کہ جن پر اللہ کے بارے میں کوئی ملامت اثر انداز نہیں ہوتی وہ جماعت ایسی ہے جن کے چہرے سچوں کی تصویر اور جن کا کلام نیکوں کے کلام کا آئینہ دار ہے، وہ شب زندہ دار، دن کے روشن مینار اور خدا کی رسی سے وابستہ ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے فرمانوں اور پیغمبر کی سنتوں کو زندگی بخشتے ہیں، نہ سر بلندی دکھاتے ہیں نہ خیانت کرتے ہیں نہ فساد پھیلاتے ہیں۔ اُن کے دل جنت میں اٹکے ہوئے اور جسم اعمال میں لگے ہوئے ہیں۔

خطبہ 191

بیان کیا گیا ہے کہ امیر المومنین (علیہ السلام) کے ایک صحابی نے کہ جنھیں ہمام کہا جاتا ہے اور جو بہت عبادت گزار شخص تھے حضرت سے عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ مجھ سے پرہیز گاروں کی حالت اس طرح بیان فرمائیں کہ ان کی تصویر میری نظروں میں پھرنے لگے۔ حضرت نے جواب دینے میں کچھ تامل کیا۔ پھر اتنا فرمایا کہ اے ہمام اللہ سے ڈرو اور اچھے عمل کرو، کیونکہ اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی و نیک کردار ہوں۔ ہمام نے آپ کے اس جواب پر اکتفا نہ کیا اور آپ کو (مزید بیان فرمانے کیلئے) قسم دی جس پر حضرت نے خدا کی حمد وثنا کی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا اور یہ فرمایا۔

اللہ سبحانہ نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو اُن کی اطاعت سے بے نیاز اور اُن کے گناہوں سے بے خطر ہو کر کارگاہِ ہستی میں انہیں جگہ دی، کیونکہ اُسے نہ کسی معصیت کار کی معصیت سے نقصان اور نہ کسی فرمانبردار کی اطاعت سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اُس نے زندگی کا سروسامان اُن میں بانٹ دیا ہے اور دنیا میں ہر ایک کو اُس کے مناسب حال محل ومقام پر رکھا ہے۔ چنانچہ فضیلت اُن کے لئے ہے جو پرہیز گار ہیں کیونکہ ان کی گفتگو جچی تلی ہوئی، پہناوا میانہ روی اور چال ڈھال عجز وفروتنی ہے۔ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے انہوں نے آنکھیں بند کرلیں اور فائدہ مند علم پر کان دھر لئے ہیں۔ ان کے نفس زحمت وتکلیف میں بھی ویسے ہی رہتے ہیں، جیسے آرام وآسائش میں اگر (زندگی کی مقررہ) مدت نہ ہوتی تو اللہ نے اُن کے لئے لکھ دی ہے تو ثواب کے شوق اور عتاب کے خوف سے اُن کی روحیں اُن کے جسموں میں چشم زدن کے لئے بھی نہ ٹھہرتیں۔ خالق کی عظمت اُن کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اسلئے کہ اس کے ماسوا ہر چیز ان کی نظروں میں ذلیل وخوار ہے، اُن کو جنت کا ایسا ہی یقین ہے جیسے کسی کو آنکھوں دیکھی چیز کا ہوتا ہے تو گویا وہ اسی وقت جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہیں اور دوزخ کا بھی ایسا ہی یقین ہے جیسے کہ وہ دیکھ رہے ہیں تو انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہاں کا عذاب اُن کے گردو پیش موجود ہے اُن کے دل غمزدہ ومحزون اور لوگ اُن کے شر ولیذ اسے محفوظ ومامون ہیں اُن کے بدن لاغر، ضروریات کم اور نفس نفسانی خواہشوں سے بری ہیں۔ انہوں نے چند مختصر سے دنوں کی (تکلیف پر) صبر کیا جس کے نتیجہ میں دائمی آسائشیں حاصل کی۔ یہ ایک فائدہ مند تجارت ہے جو اللہ نے اُن کے لئے مہیا کی، دنیا نے انہیں چاہا مگر انہوں نے دنیا کو نہ چاہا اُس نے انہیں قیدی بنایا تو انہوں نے اپنے نفسوں کا فدیہ دے کر اپنے کو چھڑا لیا۔ رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں۔ جس سے اپنے دلوں میں غم واندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا چارہ ڈھونڈتے ہیں جب کسی ایسی آیت پر اُن کی نگاہ پڑتی ہے۔ جس میں جنت کی ترغیب دلائی گئی ہو تو اس کی طمع میں اُدھر جھک پڑتے ہیں اور اُس کے اشتیاق میں اُن کے دل بےتابانہ کھنچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پر کیف) منظر اُن کی نظروں میں سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے کہ جس میں (دوزخ سے) ڈرایا گیا ہو تو اُس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ پکار اُن کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے، وہ (رکوع میں) اپنی کمریں جھکائے اور (سجدہ میں اپنی پیشانیاں ہتھیلیاں گھٹنے اور پیروں کے کنارے (انگوٹھے) زمین پر بچھائے ہوئے ہیں اور اللہ سے گلوخلاصی کے لئے التجائیں کرتے ہیں۔ دن ہوتا ہے تو وہ دانش مند عالم، نیکوکار اور پرہیز گار نظر آتے ہیں۔ خوف نے انہیں تیروں کی طرح لاغر کر چھوڑا ہے۔

دیکھنے والا انہیں دیکھ کر مریض سمجھتا ہے، حالانکہ انہیں کوئی مرض نہیں ہوتا اور جب ان کی باتوں کو سنتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ ان کی عقلوں میں فتور ہے (ایسا نہیں) بلکہ انہیں تو ایک دوسرا ہی خطرہ لاحق ہے۔ وہ اپنے اعمال کی کم مقدار سے مطمئن نہیں ہوتے، اور زیادہ کو زیادہ نہیں سمجھتے، وہ اپنے ہی نفسوں پر (کوتاہیوں) کا الزام رکھتے ہیں اور اپنے اعمال سے خوف زدہ رہتے ہیں۔ جب ان میں سے کسی ایک کو (صلاح و تقوٰی کی بناء پر) سراہا جاتا ہے تو وہ اپنے حق میں کہی ہوئی باتوں سے لرز اٹھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں دوسروں سے زیادہ اپنے نفس کو جانتا ہوں، اور میرا پروردگار مجھ سے بھی زیادہ میرے نفس کو جانتا ہے خدایا ان کی باتوں پر میری گرفت نہ کرنا اور میرے متعلق جو یہ حسن ظن رکھتے ہیں مجھے اس سے بہتر قرار دینا اور میرے اُن گناہوں کو بخش دینا جو ان کے علم میں نہیں۔

ان میں سے ایک کی علامت یہ ہے کہ تم اس کے دین میں استحکام، نرمی و خوش خلقی کے ساتھ دور اندیشی، ایمان میں یقین و استواری، بردباری کے ساتھ دانائی، خوش حالی میں میانہ روی، عبادت میں عجز و نیاز مندی، فقر و فاقہ میں آن بان، مصیبت میں صبر، طلب رزق میں حلال پر نظر، ہدایت میں کیف و سرور اور طمع سے نفرت و بے تعلقی دیکھو گے۔ وہ نیک اعمال بجالانے کے باوجود خائف رہتا ہے شام ہوتی ہے تو اس کی پیش نظر اللہ کا شکر اور صبح ہوتی ہے تو اس کا مقصد یاد خدا ہوتا ہے۔ رات خوف و خطر میں گزارتا ہے اور صبح کو خوش اٹھتا ہے۔ خطرہ اُس کا کہ رات غفلت میں نہ گزر جائے اور خوشی اس فضل و رحمت کی دولت پر جو اُسے نصیب ہوئی ہے۔ اگر اُس کا نفس کسی ناگوار صورت حال کے برداشت کرنے سے انکار کرتا ہے تو وہ اس کی من مانی خواہش کو پورا نہیں کرتا۔ جاودانی نعمتوں میں اس کے لئے آنکھوں کا سرور ہے اور دار فانی کی چیزوں سے بے تعلقی و بیزاری ہے۔ اُس نے علم میں حلم اور قول میں عمل کو سمو دیا ہے، تم دیکھو گے اس کی امیدوں کا دامن کوتاہ، لغزشیں کم، دل متواضع اور نفس قانع، غذا قلیل، رویہ بے زحمت دین محفوظ خواہشیں مردہ اور غصہ ناپید ہے۔ اُس سے بھلائی ہی کی توقع ہو سکتی ہے اور اُس سے گزند کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔ جس وقت ذکر خدا سے غافل ہونے والوں میں نظر آتا ہے جب بھی ذکر کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے چونکہ اس کا دل غافل نہیں ہوتا، اور جب ذکر کرنے والوں میں ہوتا ہے تو ظاہر ہی ہے کہ اسے غفلت شعاروں میں شمار نہیں کیا جاتا۔ جو اس پر ظلم کرتا ہے اُس سے درگزر کر جاتا ہے اور جو اُسے محروم کرتا ہے اُس کا دامن اپنی عطا سے بھر دیتا ہے جو اس سے بگاڑتا ہے یہ اس سے بناتا ہے۔ بیہودہ بکواس اُس کے قریب نہیں پھٹکتی اُس کی باتیں نرم، برائیاں ناپید اور اچھائیاں نمایاں ہیں۔ خوبیاں اُبھر کر سامنے آتی ہیں اور بدیاں پیچھے ہٹی ہوئی نظر آتی ہیں۔ یہ مصیبت کے جھٹکوں میں کوہ حلم و وقار سختیوں پر صابر اور خوش حالی میں شاکر رہتا ہے۔ جس کا دشمن بھی ہو اُس کے خلاف بے جا زیادتی نہیں کرتا اور جس کا دوست ہوتا ہے اس کی خاطر بھی کوئی گناہ نہیں کرتا۔ قبل اس کے کہ اس کی کسی بات کے خلاف گواہی کی ضرورت پڑے وہ خود ہی حق کا اعتراف کر لیتا ہے امانت کو ضائع و برباد نہیں کرتا جو اسے یاد دلایا گیا ہے

اسے فراموش نہیں کرتا۔ نہ دوسروں کو برے ناموں سے یاد کرتا ہے، نہ ہمسایوں کو گزند پہنچاتا ہے، نہ دوسروں کی مصیبتوں پر خوش ہوتا ہے، نہ باطل کی سرحد میں داخل ہوتا ہے اور نہ جادہ حق سے قدم باہر نکالتا ہے۔ اگر چپ سادھ لیتا ہے تو اس خاموشی سے اُس کا دل نہیں گھٹتا، اور اگر ہنستا ہے تو آواز بلند نہیں ہوتی۔ اگر اُس

پر زیادتی کی جائے تو سہ لیتا ہے تاکہ اللہ ہی اس کا انتقام لے۔ اس کا نفس اُس کے ہاتھوں مشقت میں مبتلا ہے اور دوسرے لوگ اس سے امن و راحت میں ہیں۔ اُس نے آخرت کی خاطر اپنے نفس کو زحمت میں اور خلق خدا کو اپنے نفس (کے شر) سے راحت میں رکھا ہے۔ جن سے دوری اختیار کرتا ہے تو یہ زہد و پاکیزگی کے لئے ہوتی ہے اور جن سے قریب ہوتا ہے تو یہ خوش خلقی و رحم دلی کی بناء پر ہے۔ نہ اس کی دوری غرور و کبر کی وجہ سے اور نہ اس کا میل جول کسی فریب اور مکر کی بناء پر ہوتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ان کلمات کو سنتے سنتے ہمام پر غشی طاری ہوئی اور اسی عالم میں اُس کی روح پرواز کر گئی۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا، کہ خدا کی قسم مجھے اس کے متعلق یہی خطرہ تھا۔ پھر فرمایا کہ موثر نصیحتیں نصیحت پذیر طبیعتوں پر یہی اثر کیا کرتی ہیں۔ اس وقت ایک کہنے والے نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ پھر کیا بات ہے کہ خود آپ پر ایسا اثر نہیں ہوتا؟ حضرت نے فرمایا کہ بلاشبہ موت کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے کہ وہ اُس سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا اور اس کا ایک سبب ہوتا ہے جو کبھی ٹل نہیں سکتا۔ ایسی (بے معنی) گفتگو سے جو شیطان نے تمہاری زبان پر جاری کی ہے باز آؤ اور ایسی بات پھر زبان پر نہ لانا۔

خطبہ 192

ہم اُس کی حمد و ستائش کرتے ہیں جس نے اطاعت کی توفیق بخشی اور معصیت سے روک کر رکھا۔ ہم اُس سے نعمتوں کے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی خواہش اور اُس سے (اسلام کی) رسی سے وابستہ رہنے کا سوال کرتے ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے عبد اور رسول ہیں۔ جو اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کی لئے ہر سختی میں پھاند پڑے اور جنہوں نے اس کے لئے غم و غصہ کے گھونٹ پیے۔ جن کے قریبیوں نے بھی مختلف رنگ بدلے اور دور والوں نے بھی ان کی دشمنی پر ایکا کر لیا اور عرب والے بھی اُن کے خلاف بگٹٹ چڑھ دوڑے اور دور دراز جگہوں اور دور اُفتادہ سرحدوں سے سواریوں کے پیٹ پر ایڑ لگاتے ہوئے آپ سے لڑنے کے لئے جمع ہو گئے اور عداوتوں کے (پشتارے) آپ کے صحن میں لا اُتارے۔

اے خدا کے بندو! میں اللہ سے ڈرتے رہنے کی تمہیں وصیت کرتا ہوں اور منافقوں سے بھی چوکنا کئے دیتا ہوں کیونکہ وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے بے راہ اور بے راہروی پر لگانے والے ہیں۔ وہ مختلف رنگ اور ہر بات میں جداگانہ پینترا بدلتے ہیں اور (تمہیں ہم خیال بنانے کے لئے) ہر قسم کے مکر و فریب کے اڑانوں کا سہارا دیتے ہیں اور ہر گھات کی جگہ میں تمہاری تاک لگائے بیٹھے ہیں۔ اُن کے دل (نفاق کے) روگ میں مبتلا اور چہرے (بظاہر کدورتوں سے) پاک و صاف ہیں وہ اندر ہی اندر چالیں چلتے ہیں اور (بہکانے کے لئے) اس طرح رینگتے ہوئے بڑھتے ہیں جس طرح مرض چپکے سے سرایت کرتا ہے ان کے طور طریقے دوا اور باتیں شفا اور کرتوت دردِ بے درماں ہیں (دوسروں کی) خوشحالی پر جلنے والے انہیں مصیبت میں پھنسانے کیلئے جدوجہد کرنے والے اور انہیں امیدوں سے بے آس بنانے والے ہیں۔ ہر راہ گذر پر اُن کا ایک کشتہ اور ہر دل میں گھر کرنے کا ان کے پاس وسیلہ ہے اور ہر غم کے لئے ان کی (آنکھوں میں مگرمچھ کے) آنسو ہیں ایک دوسرے کی

قرضہ کے طور پر مدح وستائش کرتے ہیں اور اس کا بدلہ دیئے جانے کی آس لگائے رکھتے ہیں۔ اگر مانگتے ہیں تو لپٹ ہی جاتے ہیں اور بُرا بھلا کہنے پر آتے ہیں تو پھر رسوا کر کے چھوڑتے ہیں۔ اگر کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو بے راہروی میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ انہوں نے ہر حق کے مقابلہ میں باطل اور ہر راست کے مقابلہ میں کج اور ہر زندہ کے لئے قاتل ہر در کے لئے کلید اور ہر رات کے لئے چراغ مہیا کر رکھا ہے، وہ بے آسی میں آس پیدا کر لیتے ہیں کہ جس سے اپنے بازار جمائیں اور اپنے مال کو رواج دیں۔ غلط بات کو صحیح بات کے انداز میں کہتے ہیں اور باطل کو حق کا رنگ دے کر پیش کرتے ہیں اور دوسروں کے لئے پیچیدگیاں ڈال دی ہیں۔ وہ شیطان کا گروہ اور آگ کا شعلہ ہیں (جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ) یہ شیطان کا گروہ ہے اور جانے رہو کہ شیطان کا گروہ ہی گھاٹا اٹھانے والا ہے۔

خطبہ 193

تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے اپنی فرمانروائی وجلال کبریائی کے آثار کو نمایاں کر کے اپنی قدرت کی عجیب وغریب نقش آرائیوں سے آنکھ کی پتلیوں کو محو حیرت کر دیا ہے اور انسانی واہموں کو اپنی صفتوں کی تہ تک پہنچنے سے روک دیا ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ایسا اقرار جو سراپا ایمان، یقین، اخلاص اور فرمانبرداری ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندہ و رسول ہیں۔ جنہیں اس وقت رسول بنا کر بھیجا کہ جب ہدایت کے نشان مٹ چکے تھے اور دین کی راہیں اجڑ چکی تھیں، آپ نے حق کو آشکارا کیا۔ خلق خدا کی نصیحت کی ہدایت کی۔ ہدایت کی جانب رہنمائی فرمائی اور افراط وتفریط کی سمتوں سے بچ کر درمیانی راہ پر چلنے کا حکم دیا۔ خدا اُن پر اور اُن کے اہل بیتؑ پر رحمت نازل کرے۔ اے خدا کے بندو! اس بات کو جانے رہو کہ اُس نے تم کو بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ یونہی کھلے بندوں چھوڑ دیا ہے جو نعمتیں اُس نے تمہیں دی ہیں، اُن کی مقدار سے آگاہ اور جو احسانات تم پر کئے ہیں اُس کا شمار جانتا ہے۔ اُس سے فتح وکامرانی اور حاجت روائی چاہو اُس کے سامنے دست طلب پھیلاؤ۔ اُس سے بخشش وعطا کی بھیک مانگو۔ تمہارے اور اُس کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے اور نہ تمہارے لئے اُس کا دروازہ بند ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر ساعت وہر آن اور ہر جن وانسان کے ساتھ موجود ہے نہ جود وعطا سے اس میں کوئی رخنہ پڑتا ہے نہ داد ودہش سے اُس کے ہاں کمی ہوتی ہے نہ مانگنے والے اُس کے خزانوں کو ختم کر سکتے ہیں نہ بخشش وفیضان اس کی نعمتوں کو انتہا تک پہنچا سکتا ہے نہ ایک طرف التفات دوسروں سے اُس کی توجہ کو موڑ سکتا ہے اور نہ ایک آواز میں محویت دوسری آواز سے اُسے بے خبر بناتی ہے۔ نہ اُسے (بیک وقت) ایک نعمت کا دینا دوسری نعمت کے چھین لینے سے مانع ہوتا ہے اور نہ غضب کے شرارے) رحمت (کے فیضان) سے اُسے روکتے ہیں اور نہ لطف وکرم اُسے تنبیہ وعقاب سے غافل کرتا ہے، اُس کی ذات کی پوشیدگی اور اُس کے آثار کی جلوہ پاشیوں پر نقاب نہیں ڈالتی اور نہ آثار کی جلوہ طرازیاں اس کی ذات سے پوشیدگی کو الگ کر سکتی ہیں۔ وہ قریب پھر بھی دور ہے اور بلند مگر نزدیک ہے، وہ ظاہر مگر اس کے ساتھ باطن وہ پوشیدہ مگر آشکارا ہے۔ وہ جزا دیتا ہے مگر اُسے جزا نہیں دی جا سکتی۔ اُس نے خلقت کائنات کو سوچ سوچ کر ایجاد نہیں کیا اور نہ تکان کی وجہ سے

اُن سے مدد لینے کا محتاج ہے۔ اے اللہ کے بندو! میں تمہیں خوفِ خدا کی نصیحت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ سعادت کی باگ ڈور اور (دین کا) مضبوط سہارا ہے اس کے بندھنوں سے وابستہ رہو اور اس کی حقیقتوں کو مضبوطی سے پکڑلو کہ یہ تمہیں آسائش کی جگہوں، آسودگی کے گھروں، حفاظت کے قلعوں اور عزت کی منزلوں میں پہنچائے گا۔ جس دن کہ آنکھیں (خوف کی وجہ سے) پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔ دس دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں بیکار کردی جائیں گی اور صور پھونکا جائے گا۔ تو ہر جان بدن سے نکل جائے گی زبانیں گونگی ہو جائیں گی اور بلند پہاڑ اور مضبوط چٹانیں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی، اور سخت پتھر (آپس میں ٹکرا ٹکرا کر) چمکتے ہوئے سراب کی طرح ہو جائیں گے اور جہاں آبادیاں (اور فلک بوس عمارتیں) تھیں وہ جگہیں ہموار میدان کی صورت میں ہو جائیں گی (اس موقعہ پر) نہ کوئی سفارش کرنے والا ہوگا جو سفارش کرے، نہ کوئی عزیز ہوگا جو (اس عذاب کی) روک تھام کرے۔ نہ عذر و معذرت پیش کی جا سکے گی کہ کچھ فائدہ بخشے۔

خطبہ 194

اللہ نے اپنے رسول A کو اُس وقت مبعوث کیا جبکہ (ہدایت) کی کوئی نشان باقی نہ رہا تھا نہ (دین کا) کوئی بلند مینار اور نہ (شریعت کی) کوئی واضح راہ موجود تھی۔ اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور اس دنیا سے متنبہ کئے دیتا ہوں کہ جو کوچ کی جگہ اور بے لطفی اور بدمزگی کا مقام ہے۔ اُس میں بسنے والا آخر اُس سے چل چلاؤ پر مجبور ہوگا اور ٹھہرنے والا اپنا رخ موڑ کر اُس سے الگ ہو جائے گا یہ اپنے رہنے والوں سمیت اس طرح ڈانواڈول ہو رہی ہے جس طرح وہ کشتی جسے تند ہوائیں ہچکولے دے رہی ہوں کچھ تو ان میں سے ہلاک و غرق ہو گئے ہیں اور جو بچ رہے ہیں وہ موجوں کی سطح پر تھپیڑے کھا رہے ہیں اور ہوائیں اپنے دامنوں سے انہیں دھکیل رہی ہیں اور ہولناکیوں میں بڑھائے لئے جا رہی ہیں جو غرق ہو چکا ہے، وہ ہاتھ نہیں لگے گا، اور جو بچ رہا ہے وہ مہلکوں میں پڑا رہیگا۔

اے اللہ کے بندو! اعمالِ نیک بجالاؤ، ابھی جبکہ زبانوں کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ بدن تندرست اور ہاتھ پیروں میں لچک ہے (کہ جو چاہو اُن سے کام لے سکتے ہو) آنے جانے کی جگہ وسیع اور میدان (عمل) کشادہ ہے۔ قبل اس کے کہ فرصت و مہلت نہ دے اور موت ٹوٹ پڑے اپنے لئے موت کو یہ سمجھو کہ وہ آچکی۔ اس کا انتظار نہ کرو کہ وہ آئے گی۔

خطبہ 195

پیغمبر کے وہ اصحاب جو (احکامِ شریعت) کے امین ٹھہرائے گئے تھے اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ میں نے کبھی ایک آن کے لئے بھی اللہ اور اُس کے رسول کے احکام سے سرتابی نہیں کی اور میں نے[2] اس جوانمردی کے بل بوتے پر کہ جس سے اللہ نے مجھے سرفراز کیا ہے پیغمبر کی دل و جان سے مدد ان

موقعوں پر کی کہ جن موقعوں سے بہادر (جی چرا کر) بھاگ کھڑے ہوتے تھے اور قدم (آگے بڑھنے کے بجائے) پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو اُن کا سر (اقدس) میرے سینے پر تھا اور جب میرے ہاتھوں میں اُن کی روح طیب نے مفارقت کی تو میں نے (تبرکاً) اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لئے۔ میں نے آپ کے غسل کا فریضہ انجام دیا۔ اس عالم میں کہ ملائکہ میرا ہاتھ بٹا رہے تھے۔ (آپ کی رحلت سے) گھر اور اس کے اطراف و جوانب نالہ و فریاد سے گونج رہے تھے۔ (فرشتوں کا تانتا بندھا ہوا تھا) ایک گروہ اترتا تھا اور ایک گروہ چڑھتا تھا۔ وہ حضرت پر نماز پڑھتے تھے اور ان کی دھیمی آوازیں برابر میرے کانوں میں آ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ ہم نے انہیں قبر میں چھپا دیا تو اب ان کی زندگی میں اور موت کے بعد مجھ سے زائد کون اُن کا حق دار ہو سکتا ہے؟ (جب میرا حق تمہیں معلوم ہو چکا) تو تم بصیرت کے جلو میں دشمن سے جہاد کرنے کے لئے صدق نیت سے بڑھو۔ اُس ذات کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، بلاشبہ میں جادۂ حق پر ہوں اور وہ (اہل شام) باطل کی ایسی گھائی پر ہیں کہ جہاں سے پھسلے کہ پھسلے۔ میں جو کہہ رہا ہوں وہ تم سن رہے ہو، میں اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے آمرزش کا طلب گار ہوں۔

خطبہ 196

وہ (خداوند عالم) بیابانوں میں چوپاؤں کے نالے (سنتا ہے) تنہائیوں میں بندوں کے گناہوں سے آگاہ ہے۔ اور اتھاہ دریاؤں میں مچھلیوں کی آمد و شد اور تند ہواؤں کے ٹکراؤ سے پانی کے تھپیڑوں کو جانتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے برگزیدہ اُس کی وحی کے ترجمان اور رحمت کے پیغامبر ہیں۔

میں تمہیں اُس اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کہ جس نے تمہیں پیدا کیا اور جس کی طرف تمہیں پلٹنا ہے وہی تمہاری کامرانیوں کا ذریعہ اور تمہاری آرزوؤں کی منزل منتہا ہے تمہاری راہ حق اسی کی طرف پہنچتی ہے اور وہی خوف و ہراس کے وقت تمہارے لئے پناہ گاہ ہے (دل میں اللہ کا خوف رکھو) کیونکہ یہ تمہارے دلوں کے روگ کا چارہ، فکر و شعور کی تاریکیوں کے لئے اُجالا جسموں کی بیماریوں کے لئے شفا، سینے کی تباہ کاریوں کے لئے اصلاح، نفس کی کثافتوں کے لئے پاکیزگی، آنکھوں کی تیرگی کے لئے جلا، دل کی دہشت کے لئے ڈھارس اور جہالت کی آندھیاریوں کے لئے روشنی ہے۔ صرف ظاہری طور پر اللہ کی اطاعت کا جامہ نہ اوڑھ لو (بلکہ) اُسے اپنا اندرونی پہناوا بناؤ، نہ صرف اندرونی پہناوا بلکہ ایسا کرو کہ وہ تمہارے باطن میں اتر جائے اور پسلیوں کے اندر (دل میں) رچ بس جائے اور اُسے اپنے معاملات پر حکمران اور (حشر میں) وارد ہونے کے وقت سرچشمہ منزل مقصود تک پہنچنے کا وسیلہ، خوف کے دن کے لئے سپر، نہاں خانہ قبر کے لئے چراغ، (تنہائی کی) طویل وحشتوں کے لئے ہمنوا و دمساز اور منزل کی اندوہناکیوں سے رہائی (کا ذریعہ) قرار دو، کیونکہ اطاعت خدا گھیرنے والے جھلکوں، پیش آئند خوف و دہشت کے مرحلوں اور

بھڑکتی ہوئی آگ کی لپٹوں کے لئے پناہ گاہ ہے جو تقویٰ کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے تو مصیبتیں اس کے قریب ہونے کے باوجود دور ہٹ جاتی ہیں۔ تمام اُمور تلخی و بدمزگی کے بعد شیریں و خوشگوار ہو جاتے ہیں (تباہی و ہلاکت کی) موجیں ہجوم کرنے کے بعد چھٹ جاتی ہیں اور دشواریاں سختیوں میں مبتلا کرنے کے بعد آسان ہو جاتی ہیں۔ قحط و نایابی کے بعد لطف و کرم کی جھڑی لگ جاتی ہے۔ رحمت برگشتہ ہونے کے بعد پھر جھک پڑتی ہے۔ زمین میں پایاب ہونے کے بعد پھر نعمتوں کے سرچشمے اُبل پڑتے ہیں۔ پھوار کی کمی کے بعد رحمت و برکت کی دھواں دھار بارشیں ہونے لگتی ہیں۔ اُس اللہ سے ڈرو کہ جس نے پند و موعظمت سے تمہیں فائدہ پہنچایا۔ اپنے پیغام کے ذریعے تمہیں وعظ و نصیحت کی، اپنی نعمتوں سے تم پر لطف و احسان کیا۔ اس کی بندگی و نیاز مندی کے لئے اپنے نفسوں کو رام کرو، اور اُس کی فرمانبرداری کا پورا پورا حق ادا کرو۔ پھر یہ کہ اسلام ہی وہ دین ہے جسے اللہ نے اپنے مہجوانے کے لئے پسند کیا اپنی نظروں کے سامنے اُس کی دیکھ بھال کی۔ اُس کی (تبلیغ کے لئے) بہترین خلق کا انتخاب فرمایا۔ اپنی محبت پر اُس کے ستون کھڑے کئے، اُس کی برتری کی وجہ سے تمام دینوں کو سرنگوں کیا اور اُس کی بلندی کے سامنے سب ملتوں کو پست کیا۔ اُس کی عزت و بزرگی کے ذریعہ دشمنوں کو ذلیل اور اس کی نصرت و تائید سے مخالفوں کو رسوا کیا۔ اُس کے ستون سے گمراہی کے کھمبوں کو گرا دیا۔ پیاسوں کو اُس کے تالابوں سے سیراب کیا اور پانی اُلیچنے والوں کے ذریعہ حوضوں کو بھر دیا۔ پھر یہ کہ اسے اس طرح مضبوط کیا کہ اس کے بندھنوں کے لئے شکست و ریخت نہیں، نہ اُس کے حلقہ (کی کڑیاں)، الگ الگ ہو سکتی ہیں، نہ اُس کی بنیاد گر سکتی ہے، نہ اُس کے ستون اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں نہ اُس کا درخت اکھڑ سکتا ہے نہ اُس کی مدت ختم ہو سکتی ہے، نہ اُس کے قوانین محو ہوتے ہیں، نہ اُس کی شاخیں کٹ سکتی ہیں، نہ اُس کی راہیں تنگ، نہ اُس کی آسانیاں دشوار ہیں، نہ اُس کے سفید دامن پر سیاہی کا دھبہ، نہ اُس کی استقامت میں پیچ و خم، نہ اُس کی لکڑی میں کجی نہ اُس کی کشادہ راہ میں کوئی دشواری ہے، نہ اُس کے چراغ گل ہوتے ہیں، نہ اُس کی خوشگواریوں میں تلخیوں کا گزر ہوتا ہے۔ اسلام ایسے ستونوں پر حاوی ہے جس کے پایۂ اللہ نے حق (کی سرزمین) میں قائم کئے ہیں اور اُن کی اساس و بنیاد کو استحکام بخشا ہے اور ایسے سرچشمے ہیں جن کے چشمے پانی سے بھرپور اور ایسے چراغ ہیں جن کی لوئیں ضیابار ہیں، ایسے مینار ہیں جن کی روشنی میں مسافر قدم بڑھاتے ہیں اور ایسے نشان ہیں کہ جن سے سیدھی راہوں کا قصد کیا جاتا ہے اور ایسے گھاٹ ہیں جن پر اُترنے والے اُن سے سیراب ہوتے ہیں۔ اللہ نے اسلام میں اپنی انتہائے رضامندی بلندترین ارکان اور اپنی اطاعت کی اونچی سطح کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ کے نزدیک اس کے ستون مضبوط، اس کی عمارت سربلند دلیلیں روشن اور ضیائیں نور پاش ہیں۔ اس کی سلطنت غالب اور مینار بلند ہیں اور اس کی بیخ کنی دشوار ہے۔ اُس کی عزت و وقار باقی رکھو۔ اُس کے (احکام کی) پیروی کرو، اس کے حقوق ادا کرو، اُس کے (ہر حکم کو) اُس کی جگہ پر قائم کرو۔ پھر یہ کہ اللہ سبحانہٗ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُس وقت حق کے ساتھ مبعوث کیا جبکہ فنا نے دنیا کے قریب ڈیرے ڈال دیئے اور آخرت سر پر منڈلانے لگی، اُس کی رونقوں کا اجالا اندھیرے سے بدلنے لگا۔ اور اپنے رہنے والوں کے لئے مصیبت بن کر کھڑی ہو گئی۔ اُس کا فرش درشت و ناہموار ہو گیا اور فنا کے ہاتھوں میں باگ ڈور دینے کے لئے آمادہ ہو گئی یہ اُس وقت کہ جب اُس کی مدت اختتام پذیر اور (فنا کی) علامتیں قریب آ گئیں، اُس کے بسنے والے تباہ اور اُس کے حلقہ کی کڑیاں الگ

ہونے لگیں۔ اُس کے بندھن پراگندہ اور نشانات بوسیدہ ہو گئے، اُس کے عیب کھلنے اور پھیلے ہوئے دامن سمٹنے لگے۔ اللہ نے اُن کو پیغام رسانی اور اُمت کی سرفرازی کا ذریعہ اہل عالم کے لئے بہار اور یار و انصار کی رفعت و عزت کا سبب قرار دیا۔ پھر آپ پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی جو (سراپا) نور ہے۔ جس کی قندیلیں گل نہیں ہوتیں، ایسا چراغ ہے جس کی لو خاموش نہیں ہوتی، ایسا دریا ہے جس کی تھاہ نہیں لگائی جا سکتی۔ ایسی شاہراہ ہے جس میں راہ پیمائی بے راہ نہیں کرتی۔ ایسی کرن ہے جس کی چھوٹ مدہم نہیں پڑتی۔ وہ ایسا (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والا ہے جس کی دلیل کمزور نہیں پڑتی۔ ایسا کھول کر بیان کرنے والا ہے جس کے ستون منہدم نہیں کیے جا سکتے وہ سراسر شفا ہے (کہ جس کے ہوتے ہوئے روحانی) بیماریوں کا کھٹکا نہیں وہ سرتاسر عزت و غلبہ ہے جس کے یار و مددگار شکست نہیں کھاتے، وہ (سراپا) حق ہے جس کے معین و معاون بے مدد چھوڑے نہیں جاتے۔ وہ ایمان کا معدن اور مرکز ہے اس سے علم کے چشمے پھوٹتے اور دریا بہتے ہیں۔ اس میں عدل کے چمن اور انصاف کے حوض ہیں۔ وہ اسلام کا سنگ بنیاد اور اس کی اساس ہے۔ حق کی وادی اور اُس کا ہموار میدان ہے۔ وہ ایسا دریا ہے کہ جسے پانی بھرنے والے ختم نہیں کر سکتے۔ وہ ایسا چشمہ ہے کہ پانی الچنے والے اُسے خشک نہیں کر سکتے۔ وہ ایسا گھاٹ ہے کہ اُس پر اترنے والوں سے اُس کا پانی گھٹ نہیں سکتا۔ وہ ایسی منزل ہے کہ جس کی راہ میں کوئی راہرو بھٹکتا نہیں۔ وہ ایسا نشان ہے کہ چلنے والے کی نظر سے اوجھل نہیں ہوتا۔ وہ ایسا ٹیلہ ہے کہ حق کا قصد کرنے والے اس سے آگے گزر نہیں سکتے۔ اللہ نے اسے عالموں کی تشنگی کے لئے سیرابی فقیہوں کے دلوں کے لئے بہار اور نیکوں کی راہ گزر کے لئے شاہراہ قرار دیا ہے، یہ ایسی دوا ہے کہ جس سے کوئی مرض نہیں رہتا۔ ایسا نور ہے جس میں تیرگی کا گزر نہیں۔ ایسی رسی ہے کہ جس کے حلقے مضبوط ہیں، ایسی چوٹی ہے کہ جس کی پناہ گاہ محفوظ ہے۔ جو اُس سے وابستہ ہو اس کے لئے سرمایہ عزت ہے جو اس کے حدود میں داخل ہو اس کے لئے پیغام صلح و امن ہے۔ جو اُس کی پیروی کرے اُس کے لئے ہدایت ہے جو اسے اپنی طرف نسبت دے اُس کے لئے حجت ہے اس کی رو سے بات کرے اُس کے لئے دلیل و برہان ہے جو اُس کی بنیاد پر بحث و مناظرہ کرے اُس کے لئے گواہ ہے۔ جو اسے حجت بنا کر پیش کرے اُس کے لئے فتح و کامرانی ہے، جو اس کا بار اٹھائے یہ اس کا بوجھ بٹانے والا ہے، جو اسے اپنا دستور العمل بنائے اس کے لئے مرکب (تیز گام) ہے۔ یہ حقیقت شناس کے لئے ایک واضح نشان ہے (جو ضلالت سے ٹکرانے کے لئے) سلاح بند ہو اُس کے لئے سپر ہے جو اُس کی ہدایت کو گرہ میں باندھ لے اُس کے لئے علم و دانش ہے بیان کرنے والے کے لئے بہترین کلام اور فیصلہ کرنے والے کے لئے قطعی حکم ہے۔

خطبہ 197

حضرت اپنے اصحاب کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے

نماز کی پابندی اور اُس کی نگہداشت کرو، اور اُسے زیادہ سے زیادہ بجالاؤ اور اُس کے ذریعہ سے اللہ کا تقرب چاہو، کیونکہ نماز مسلمانوں پر وقت کی پابندی

کے ساتھ واجب کی گئی ہے۔ کیا (قرآن میں) دوزخیوں کے جواب کو تم نے نہیں سنا کہ جب اُن سے پوچھا جائے گا کہ "کون سی چیز تمہیں دوزخ کی طرف کھینچ لائی ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے۔" بلاشبہ نماز گناہوں کو جھاڑ اس طرح الگ کر دیتی ہے جس طرح (درخت سے) پتے جھڑتے ہیں اور انہیں اس طرح الگ کرتی ہے جس طرح (چوپاؤں کی گردنوں سے) پھندے کھول کر انہیں رہا کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کو اُس گرم چشمہ سے تشبیہ دی ہے جو کسی شخص کے گھر کے دروازہ پر ہو اور وہ اُس میں دن رات پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا امید کی جا سکتی ہے کہ اُس کے (جسم پر) کوئی میل رہ جائے گا؟ نماز کا حق تو وہی مردانِ باخدا پہچانتے ہیں جنہیں متاعِ دنیا کی سج دھج اور مال و اولاد کا سرور دیدہ و دل اس سے غفلت میں نہیں ڈالتا۔ چنانچہ اللہ سبحانہٗ کا ارشاد ہے کہ "کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ انہیں جنت کی نوید دی جا چکی تھی (بکثرت) نماز پڑھنے سے اپنے کو زحمت و تعب میں ڈالتے تھے۔ چونکہ انہیں اللہ کا ارشاد تھا کہ "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو، اور خود بھی اس کی پابندی کرو۔ چنانچہ حضرت اپنے گھر والوں کو خصوصیت کے ساتھ نماز کی تاکید بھی فرماتے تھے اور خود بھی اس کی کثرت و بجا آوری میں زحمت و مشقت برداشت کرتے تھے پھر مسلمانوں کے لئے نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو بھی تقرب خدا کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے تو جو شخص اُسی برضا و رغبت ادا کرے گا اُس کے لئے یہ گناہوں کا کفارہ اور دوزخ سے آڑ اور بچاؤ ہے۔ (دیکھو! ادا کرنے کے بعد) کوئی شخص اُس کا خیال تک دل میں نہ لائے اور نہ اُس پر زیادہ ہائے وائے مچائے کیونکہ جو شخص دلی لگن کے بغیر زکوٰۃ دے کر اُس سے بہتر چیز کے لئے چشم براہ رہتا ہے وہ سنت سے بے خبر اَجر کے اعتبار سے نقصان اٹھانے والا، غلط کار اور دائمی پریشانی و ندامت میں گرفتار ہے پھر امانت کا ادا کرنا ہے جو اپنے کو امانت کا اہل نہ بنا سکے وہ ناکام و نامراد ہے۔ اس امانت کو مضبوط آسمانوں پھیلی ہوئی زمینوں اور لمبے چوڑے گڑے ہوئے پہاڑوں پر پیش کیا گیا۔ بھلا اُن سے تو بڑھ کر کوئی چیز لمبی، چوڑی، اونچی اور بڑی نہیں ہے تو اگر کوئی چیز لمبائی چوڑائی یا قوت اور غلبہ کے بل بوتے پر سرتابی کر سکتی ہوتی تو یہ سرتابی کر سکتے تھے لیکن یہ تو اُس کے عقاب و عتاب سے ڈر گئے تھے اور اُس چیز کو جان گئے جسے ان سے کمزور تر مخلوق انسان نہ جان سکا۔ بلاشبہ انسان بڑا نا انصاف اور بڑا جاہل ہے۔

یہ بندگانِ خدا رات (کے پردوں) اور دن (کے اجالوں) میں جو گناہ کرتے ہیں وہ اللہ سے ڈھکے چھپے ہوئے نہیں وہ تو ہر چھوٹی سی چھوٹی چیز سے آگاہ اور ہر شے پر اُس کا علم محیط ہے۔ تمہارے ہی اعضاء اُس کے سامنے گواہ بن کر پیش ہوں گے اور تمہارے ہی ہاتھ پاؤں اُس کے لاؤ لشکر ہیں اور تمہارے ہی قلب و ضمیر اُس کے جاسوس ہیں اور تمہاری تنہائیوں (کے عشرت کدے) اُس کی نظروں کے سامنے ہیں۔

خطبہ 198

خدا کی قسم! معاویہ مجھ سے زیادہ چالاک اور ہوشیار نہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ وہ غداریوں سے چوکتا نہیں اور بدکرداریوں سے باز نہیں آتا۔ اگر مجھے عیاری و

غداری سے نفرت نہ ہوتی تو میں سب لوگوں سے زائد ہوشیار وزیرک ہوتا۔ لیکن ہر غداری گناہ اور ہر گناہ حکم الٰہی کی نافرمانی ہے۔ چنانچہ قیامت کے دن ہر غدار کے ہاتھوں میں ایک جھنڈا ہوگا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔ خدا کی قسم! مجھے ہتھکنڈوں سے غفلت میں نہیں ڈالا جا سکتا اور نہ سختیوں سے دبایا جا سکتا ہے۔

خطبہ 199

اے لوگو! ہدایت کی راہ میں ہدایت پانے والوں کی کمی سے گھبرا نہ جاؤ کیونکہ لوگ تو اسی دنیا کے خوانِ نعمت پر ٹوٹے پڑتے ہیں جس سے شکم پُری کی مدت کم اور گرسنگی کا عرصہ دراز ہے۔

اے لوگو! (افعال واعمال چاہے مختلف ہوں مگر) رضامندی و ناراضگی کے جذبات تمام لوگوں کو ایک حکم میں لے آتے ہیں۔ آخر قومِ ثمود کی اونٹنی کو ایک ہی شخص نے پے کیا تھا لیکن اللہ نے عذاب سب پر کیا کیونکہ وہ سارے کے سارے اُس پر رضامند تھے۔ چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے "کہ انہوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور صبح کے وقت (جب عذاب کے آثار دیکھے تو اپنے کیے پر) نادم و پریشان ہوئے (عذاب کی آمد یوں تھی) کہ زمین کے دھنسنے (اور زلزلوں کے جھٹکوں سے) ایسی گھڑگھڑاہٹ ہونے لگی جیسے نرم زمین میں بیل کی تپی ہوئی پھالی کے چلانے سے آواز آتی ہے۔ اے لوگو! جو روشن وواضح راہ پر چلتا ہے وہ سرچشمہ ہدایت پر پہنچ جاتا ہے اور جو بے راہ روی کرتا ہے وہ صحرائے بے آب وگیاہ میں جا پڑتا ہے۔

خطبہ 200

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دفن کے موقع پر فرمایا

یا رسول اللہ A آپ A کو میری جانب سے اور آپ A کے پڑوس میں اُترنے والی اور آپ A سے جلد ملحق ہونے والی آپ A کی بیٹی کی طرف سے سلام ہو۔ یا رسول اللہ A آپ A کی برگزیدہ (بیٹی کی رحلت) سے میرا صبر و شکیب جاتا رہا۔ میری ہمت و توانائی نے ساتھ چھوڑ دیا۔ لیکن آپ کی مفارقت کے حادثۂ عظمیٰ اور آپ کی رحلت کے صدمہ جانکاہ پر صبر کر لینے کے بعد مجھے اس مصیبت پر بھی صبر و شکیبائی ہی سے کام لینا پڑے گا۔ جبکہ میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ A کو قبر کی لحد میں اُتارا اور اس عالم میں آپ A کی روح نے پرواز کی کہ آپ A کا سر میری گردن اور سینے کے درمیان تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اب یہ امانت پلٹا لی گئی۔ گروی رکھی ہوئی چیز چھڑا لی گئی۔ لیکن میرا غم بے پایاں اور میری راتیں بے خواب رہیں گی۔ یہاں تک کہ خداوند عالم میرے لئے بھی اُس گھر کو منتخب کرے جس میں آپ رونق افروز ہیں وہ وقت آ گیا کہ آپ A کی بیٹی آپ A کو بتائیں کہ کس طرح آپ A کی امت نے اُن پر ظلم ڈھانے کے لئے ایکا کر لیا۔ آپ A اُن سے

پورے طور پر پوچھیں اور تمام احوال وواردات دریافت کریں۔ یہ ساری مصیبتیں اُن پر بیت گئیں حالانکہ آپ A کو گزرے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا اور نہ آپ A کے تذکروں سے زبانیں بند ہوئی تھیں۔ آپ دونوں پر میرا سلام رخصتی ہو نہ ایسا سلام جو کسی ملول ودل تنگ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اب اگر میں (اس جگہ سے) پلٹ جاؤں تو اس لئے نہیں کہ آپ سے میرا دل بھر گیا ہے اور اگر ٹھہرا رہوں تو اس لئے نہیں کہ میں اس وعدے سے بدظن ہوں جو اللہ نے صبر کرنے والوں سے کیا ہے۔

خطبہ 201

اے لوگو! یہ دنیا گذرگاہ ہے اور آخرت جائے قرار۔ اس راہ گزر سے اپنی منزل کے لئے توشہ اٹھا لو۔ جس کے سامنے تمہارا کوئی بھید چھپا نہیں رہ سکتا۔ اُس کے سامنے اپنے پردے چاک نہ کرو۔ قبل اس کے کہ تمہارے جسم دنیا سے الگ کردیئے جائیں۔ اپنے دل اس سے ہٹا لو۔ اس دنیا میں تمہیں جانچا جا رہا ہے، لیکن تمہیں پیدا دوسری جگہ کے لئے کیا گیا ہے۔ جب کوئی انسان مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ چھوڑ گیا ہے؟ اور فرشتے کہتے ہیں کہ اُس نے آگے کے لئے کیا سروسامان کیا ہے۔ خدا تمہارا بھلا کرے کچھ آگے کے لئے بھی بھیجو کہ وہ تمہارے لئے ایک طرح سے (اللہ کے ذمہ) قرضہ ہوگا۔ سب کا سب پیچھے نہ چھوڑ جاؤ کہ وہ تمہارے لئے بوجھ ہوگا۔

خطبہ 202

اکثر اپنے اصحاب سے پکار کر فرمایا کرتے تھے۔

خدا تم پر رحم کرے کچھ سفر کا سازوسامان کر لو۔ کوچ کی صدائیں تمہارے گوش گزار ہو چکی ہیں، دنیا کے وقفہ قیام کو زیادہ تصور نہ کرو، اور جو تمہارے دسترس میں بہترین زاد ہے، اُسے لے کر (اللہ کی طرف پلٹو) کیونکہ تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے اور پُرہول وخوفناک مراحل ہیں کہ جہاں اُترے اور ٹھہرے بغیر تمہیں کوئی چارہ نہیں تمہیں جاننا چاہئے کہ موت کی ترچھی نظریں تم سے قریب پہنچ چکی ہیں اور گویا تم اُسکے پنجوں میں ہو جو تم میں گڑو دیئے گئے ہیں اور موت کے شدائد و مشکلات تم پر چھا گئے ہیں۔ دنیا سے سارے علائق قطع کر لو، اور زادِ تقویٰ سے اپنے کو تقویت پہنچاؤ۔

(سید رضی کہتے ہیں کہ اس خطبہ کا کچھ حصہ پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن اس روایت کے الفاظ پچھلی روایت سے کچھ مختلف ہیں)۔

خطبہ 203

حضرتؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد طلحہ اور زبیر نے آپؑ سے شکایت کی کہ اُن سے کیوں (اُمور حکومت میں مشورہ نہیں لیا جاتا اور کیوں اُن سے مدد

کی خواہش نہیں کی جاتی تو) حضرتؑ نے فرمایا ذرا سی بات پر تو تمہارے تیور بگڑ گئے ہیں اور بہت سی چیزوں کو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ کیا مجھے بتا سکتے ہو کہ کسی چیز میں تمہارا حق تھا اور میں نے اُسے دبا لیا ہو یا تمہارے حصہ میں کوئی چیز آئی ہو اور میں نے اُس سے دریغ کیا ہو یا کسی مسلمان نے میرے سامنے کوئی دعویٰ پیش کیا ہو اور میں اس کا فیصلہ کرنے سے عاجز یا اُس کے حکم سے جاہل رہا ہوں، یا صحیح طریق کار سے خطا کی ہو۔ خدا کی قسم! مجھے تو کبھی بھی اپنے لئے خلافت اور حکومت کی حاجت و تمنا نہیں رہی۔ تم ہی لوگوں نے مجھے اس کی طرف دعوت دی اور اس پر آمادہ کیا۔ چنانچہ جب وہ مجھ تک پہنچ گئی تو میں نے اللہ کی کتاب کو نظر میں رکھا اور جو لائحہ عمل اُس نے ہمارے سامنے پیش کیا اور جس طرح فیصلہ کرنے کا اُس نے حکم دیا میں اُسی کے مطابق چلا اور جو سنت پیغمبر قرار پا گئی اُس کی پیروی کی۔ اُس میں نہ تو تم سے بھی مجھے رائے لینے کی احتیاج ہوئی اور نہ تمہارے علاوہ کسی اور سے، لیکن تم نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ میں نے (بیت المال سے) برابر کی تقسیم جاری کی ہے تو یہ میری رائے کا حکم اور میری خواہش نفسانی کا فیصلہ نہیں، بلکہ یہ وہی طے شدہ چیز ہے جسے رسول اللہ A لے کر آئے وہ میرے بھی سامنے ہے اور تمہارے بھی پیش نظر ہے تو جس چیز کی اللہ نے حد بندی کر دی ہے اور اُس کا قطعی حکم دے دیا اُس میں تم سے رائے لینے کی مجھے احتیاج نہیں۔ خدا کی قسم تمہیں اور تمہارے علاوہ کسی کو بھی اس معاملہ میں شکایت کرنے کا حق نہیں۔ خدا ہمارے اور تمہارے دلوں کو حق پر ٹھہرائے اور ہمیں اور تمہیں صبر عطا کرے۔

(پھر آپؑ نے ارشاد فرمایا) خدا اس شخص پر رحم کرے جو حق کو دیکھے تو اُس کی مدد کرے، باطل کو دیکھے تو اُسے ٹھکرا دے، اور صاحب حق کا حق کے ساتھ معین ہو۔

خطبہ 204

آپؑ نے جنگ صفین کے موقع پر اپنے ساتھیوں میں سے چند آدمیوں کو سنا کہ وہ شامیوں پر سب و شتم کر رہے ہیں تو آپؑ نے فرمایا:۔ میں تمہارے لئے اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ تم گالیاں دینے لگو۔ اگر تم ان کے کرتوت کھولو اور اُن کے صحیح حالات پیش کرو تو یہ ایک ٹھکانے کی بات اور عذر تمام کرنے کا صحیح طریق کار ہوگا۔ تم گالم گلوچ کے بجائے یہ کہو کہ خدایا ہمارا بھی خون محفوظ رکھ اور ان کا بھی، اور ہمارے اور اُن کے درمیان اصلاح کی صورت پیدا کر اور انہیں گمراہی سے ہدایت کی طرف لا تا کہ حق سے بے خبر، حق کو پہچان لیں اور گمراہی و سرکشی کے شیدائی اس سے اپنا رخ موڑ لیں۔

خطبہ 205

صفین کے موقع پر جب آپ نے اپنے فرزند امام حسنؑ کو جنگ کی طرف تیزی سے لپکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔ میری طرف سے اس جوان کو روک لو کہیں (اس کی موت) مجھے خستہ و بے حال نہ کر دے، کیونکہ میں ان دونوں جوانوں (حسن اور حسین علیہما السلام) کو موت کے منہ میں دینے سے بخل کرتا ہوں کہ کہیں اُن کے

(مرنے سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل قطع نہ ہو جائے۔
سید رضی کہتے ہیں کہ حضرت کا ارشاد (املکوا عنی ھذا الغلام) میری طرف سے اس جوان کو روک لو بہت بلند اور فصیح جملہ ہے۔

خطبہ 206

جب تحکیم کے سلسلہ میں آپ کے اصحاب آپ پر پیچ و تاب کھانے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

اے لوگو! جب تک جنگ نے تمہیں بے حال نہیں کر دیا میرے حسب منشا میری بات تم سے بنی رہی۔ خدا کی قسم! اس نے تم میں سے کچھ کو تو اپنی گرفت میں لے لیا اور کچھ کو چھوڑ دیا۔ اور تمہارے دشمنوں کو تو اس نے بالکل ہی نڈھال کر دیا۔ اگر تم جمے رہتے تو پھر جیت تمہاری تھی۔ مگر اس کا کیا علاج کہ میں کل تک امر و نہی کا مالک تھا اور آج دوسروں کے امر و نہی پر مجھے چلنا پڑ رہا ہے۔ تم (دنیا کی) زندگانی چاہنے لگے اور یہ چیز میرے بس میں نہ رہی کہ جس چیز (جنگ) سے تم بیزار ہو چکے تھے اس پر تمہیں برقرار رکھتا۔

خطبہ 207

بصرہ میں اپنے ایک صحابی علاء ابن زیاد حارثی کے ہاں عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو اس کے گھر کی وسعت کو دیکھ کر فرمایا۔

تم دنیا میں اس گھر کی وسعت کو کیا کرو گے؟ ذرا خیال کیجئے آخرت میں تم گھر کی وسعت کے زیادہ محتاج ہو (کہ جہاں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے) ہاں! اگر اس کے ساتھ تم آخرت میں بھی وسیع گھر چاہتے ہو تو اس میں مہمانوں کی مہمان نوازی، قریبیوں سے اچھا برتاؤ اور موقع و محل کے مطابق حقوق کی ادائیگی کرو اگر ایسا کیا تو اس کے ذریعے آخرت کی کامرانیوں کو پالو گے۔ علاء ابن زیاد نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ مجھے اپنے بھائی عاصم ابن زیاد کی آپ سے شکایت کرنا ہے۔ حضرت نے پوچھا کیوں اسے کیا ہوا؟ علاء نے کہا کہ اس نے بالوں کی چادر اوڑھ لی ہے اور دنیا سے بالکل بے لگاؤ ہو گیا ہے تو حضرتؑ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ جب وہ آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ! اے اپنی جان کے دشمن شیطان خبیث نے بھٹکا دیا ہے تمہیں اپنی آل اولاد پر ترس نہیں آتا؟ اور کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ نے جن پاکیزہ چیزوں کو تمہارے لئے حلال کیا ہے اگر تم انہیں کھاؤ برتو گے تو اسے ناگوار گزرے گا۔ تم اللہ کی نظروں میں اس سے کہیں زیادہ گرے ہوئے ہو کہ وہ تمہارے لئے یہ چاہے اس نے کہا کہ یا امیر المومنینؑ آپ کا پہناوا بھی تو موٹا جھوٹا اور کھانا روکھا سوکھا ہوتا ہے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ تم پر حیف ہے میں تمہارے مانند نہیں ہوں، خدا نے آئمہ حق پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے کو مفلس و نادار لوگوں کی سطح پر رکھیں تا کہ مفلوک الحال اپنے فقر کی وجہ سے پیچ و تاب نہ کھائے۔

خطبہ 208

ایک شخص نے آپ سے من گھڑت اور متعارض حدیثوں کے متعلق دریافت کیا جو (عام طور سے) لوگوں کے ہاتھوں میں پائی جاتی ہیں تو آپؑ نے فرمایا کہ:

لوگوں کے ہاتھوں میں حق اور باطل، سچ اور جھوٹ ناسخ اور منسوخ، عام اور خاص، واضح اور مبہم، صحیح اور غلط سب ہی کچھ ہے۔ خود رسول اللہ A کے دور میں آپ پر بہتان لگائے گئے یہاں تک کہ آپ کو کھڑے ہو کر خطبہ میں کہنا پڑا کہ جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر بہتان باندھے گا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ تمہارے پاس چار طرح کے لوگ حدیث لانے والے ہیں کہ جن کا پانچواں نہیں۔ ایک تو وہ جس کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ وہ ایمان کی نمائش کرتا ہے اور مسلمانوں کی سی وضع قطع بنا لیتا ہے۔ نہ گناہ کرنے سے گھبراتا ہے اور نہ کسی افتاد میں پڑنے سے جھجکتا ہے۔ وہ جان بوجھ کر رسول اللہ A پر جھوٹ باندھتا ہے، اگر لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ یہ منافق اور جھوٹا ہے تو اس سے نہ کوئی حدیث قبول کرتے اور نہ اُس کی بات کی تصدیق کرتے۔ لیکن وہ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ A کا صحابی ہے۔ اُس نے آنحضرت کو دیکھا بھی ہے اور اُن سے حدیثیں بھی سنی ہیں اور آپؐ سے تحصیل علم بھی کی ہے۔ چنانچہ وہ (بے سوچے سمجھے) اُس کی بات کو قبول کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے تمہیں منافقوں کے متعلق خبر دے رکھی ہے اور ان کے رنگ ڈھنگ سے بھی تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔ پھر وہ رسولؐ کے بعد بھی باقی و برقرار رہے اور کذب و بہتان کے ذریعہ گمراہی کے پیشواؤں اور جہنم کا بلاوا دینے والوں کے یہاں اثر و رسوخ پیدا کیا۔ چنانچہ انہوں نے اُن کو (اچھے اچھے) عہدوں پر لگایا اور حاکم بنا کر لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا اور اُن کے ذریعے سے اچھی طرح دنیا کو حلق میں اُتارا اور لوگوں کا تو یہ قاعدہ ہے ہی کہ وہ بادشاہوں اور دنیا (والوں) کا ساتھ دیا کرتے ہیں۔ مگر سوا اُن (محدودے چند افراد کے) کہ جنہیں اللہ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

چار میں سے ایک تو یہ ہوا اور دوسرا شخص وہ ہے جس نے (تھوڑا بہت) رسول اللہ سے سنا لیکن جوں کا توں اُسے یاد نہ رکھ سکا اور اس میں اُسے سہو ہو گیا۔ یہ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا یہی کچھ اُس کے دسترس میں ہے اُسے ہی دوسروں سے بیان کرتا ہے اور اسی پر خود بھی عمل پیرا ہوتا ہے اور کہتا بھی یہی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ اگر مسلمانوں کو یہ خبر ہو جاتی کہ اُس کی یادداشت میں بھول چوک ہو گئی ہے تو وہ اُس کی بات کو نہ مانتے اور اگر خود بھی اسے اس کا علم ہو جاتا تو اسے چھوڑ دیتا۔ تیسرا شخص وہ ہے کہ جس نے رسول اللہ A کی زبان سے سنا کہ آپؐ نے ایک چیز کے بجالانے کا حکم دیا ہے پھر پیغمبر نے تو اس سے روک دیا لیکن یہ اسے معلوم نہ ہو سکا یا یوں کہ اُس نے پیغمبر کو ایک چیز سے منع کرتے ہوئے سنا پھر آپؐ نے اس کی اجازت دے دی لیکن اس کے علم میں یہ چیز نہ آ سکی اس نے (قول) منسوخ کو یاد رکھا اور (حدیث) ناسخ کو محفوظ نہ رکھ سکا۔ اگر اُسے خود معلوم ہو جاتا کہ یہ منسوخ ہے تو وہ اُسے چھوڑ دیتا اور مسلمانوں کو بھی اگر اس کے منسوخ

ہو جانے کی خبر ہوتی تو وہ بھی اسے نظر انداز کر دیتے۔

اور چوتھا شخص وہ ہے جو اللہ اور اُس کے رسول A پر جھوٹ نہیں باندھتا۔ وہ خوف خدا اور عظمت رسول کے پیش نظر کذب سے نفرت کرتا ہے۔ اس کی یاد داشت میں غلطی واقع نہیں ہوئی بلکہ جس طرح سنا اسی طرح اُسے یاد رکھا اور اُسی طرح اُسے بیان کیا۔ نہ اُس میں کچھ بڑھایا نہ اس میں سے کچھ گھٹایا۔ حدیث ناسخ کو یاد رکھا، تو اس پر عمل بھی کیا، حدیث منسوخ کو بھی اپنی نظر میں رکھا اور اس سے اجتناب برتا، وہ اس حدیث کو بھی جانتا تھا جس کا دائرہ محدود، اور اُسے بھی جو ہمہ گیر اور سب کو شامل ہے اور ہر حدیث کو اس کے محل و مقام پر رکھتا ہے اور یوں ہی واضح اور مبہم حدیثوں کو پہچانتا ہے۔

کبھی رسول اللہ A کا کلام دو رخ لئے ہوتا تھا کچھ کلام وہ جو کسی وقت یا افراد سے مخصوص ہوتا تھا۔

اور کچھ وہ جو تمام اوقات اور تمام افراد کو شامل ہوتا تھا اور ایسے افراد بھی سن لیا کرتے تھے کہ جو سمجھ ہی نہ سکتے تھے کہ اللہ نے اس سے کیا مراد لیا ہے اور پیغمبر A کا اس سے مقصد کیا ہے۔ تو یہ سننے والے اسے سن تو لیتے تھے، اور کچھ اس کا مفہوم بھی قرار دے لیتے تھے مگر اس کے حقیقی معنی اور مقصد اور وجہ سے واقف ہوتے تھے اور نہ اصحاب پیغمبر میں سب ایسے تھے کہ جنہیں آپ سے سوال کرنے کی ہمت ہو، بلکہ وہ تو یہ چاہا کرتے تھے کہ کوئی صحرائی بدو یا پردیسی آ جائے اور وہ کچھ پوچھے تو یہ بھی سن لیں مگر میرے سامنے سے کوئی چیز نہ گزرتی تھی۔ مگر یہ کہ میں اس کے متعلق پوچھتا تھا اور پھر اُسے یاد رکھتا تھا۔ یہ ہیں لوگوں کے احادیث و روایات میں اختلاف کے وجوہ و اسباب۔

خطبہ 209

اللہ سبحانہ کے زور فرمانروائی اور عجیب و غریب صنعت کی لطیف نقش آرائی ایک یہ ہے کہ اُس نے ایک ان تھاہ دریا کے پانی سے جس کی سطحیں تہ بتہ اور موجیں تھپیڑے مار رہی تھیں، ایک خشک و بے حرکت زمین کو پیدا کیا پھر یہ کہ اُس نے پانی (کے بخار) کی تہوں پر تہیں چڑھا دیں جو آپس میں ملی ہوئی تھیں اور انہیں الگ الگ کر کے سات آسمان بنائے جو اس کے حکم سے تھمے ہوئے اور اپنے مرکز پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور زمین کو اس طرح قائم کیا کہ اسے ایک نیلگوں گہرا اور (فرمانِ الٰہی کے حدود میں) گھرا ہوا دریا اٹھائے ہوئے ہے جو اس کے حکم کے آگے بے بس اور اُس کی ہیبت کے سامنے سرنگوں ہے اور اُس کے خوف سے اُس کی روانی تھمی ہوئی ہے اور ٹھوس چکنے پتھروں، ٹیلوں اور پہاڑوں کو پیدا کیا اور اُن کو اُن کی جگہوں پر نصب اور اُن کی قرارگاہوں میں قائم کیا۔ چنانچہ اُن کی چوٹیاں فضا کو چیرتی ہوئی نکل گئی ہیں اور بنیادیں پانی میں گڑی ہوئی ہیں۔ اس طرح اُس نے پہاڑوں کو پست اور ہموار زمین سے بلند کیا اور اُن کی بنیادوں کو اُن کے پھیلاؤ اور اُن کے ٹھہراؤ کی جگہوں میں زمین کے اندر اُتار دیا۔ ان کی چوٹیوں کو فلک بوس اور بلندیوں کو آسمان پیما بنا دیا اور انہیں زمین کے لئے ستون قرار دیا اور میخوں کی صورت

میں انہیں گاڑا، چنانچہ وہ ہچکولے کھانے کے بعد تھم گئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے رہنے والوں کو لے کر جھک پڑے یا اپنے بوجھ کی وجہ سے دھنس جائے یا اپنی جگہ چھوڑ دے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس نے پانی کی طغیانیوں کے بعد زمین کو تھام رکھا اور اس کے اطراف و جوانب کو تر بتر ہونے کے بعد خشک کیا اور اُسے اپنی مخلوقات کے لئے گہوارہ (استراحت) بنایا اور ایک ایسے گہرے دریا کی سطح پر اس کے لئے فرش بچھایا جو تھما ہوا ہے بہتا نہیں اور رکا ہوا ہے جنبش نہیں کرتا جسے تند ہوائیں اِدھر سے اُدھر ڈھکیلتی رہتی ہیں اور برسنے والے بادل اسے متھ کے پانی کھینچتے رہتے ہیں، بے شک ان چیزوں میں سروسامان عبرت ہے اُس شخص کے لئے جو اللہ سے ڈرے۔

خطبہ 210

خدایا تیرے بندوں میں سے جو بندہ ہماری ان باتوں کو سنے کہ جو عدل کے تقاضوں سے ہمنوا، اور ظلم وجور سے الگ ہیں جو دین و دنیا کی اصلاح کرنے والی اور شر انگیزی سے دور ہیں اور سننے کے بعد پھر بھی انہیں ماننے سے انکار کر دے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ تیری نصرت سے منہ موڑنے والا، اور تیرے دین کو ترقی دینے سے کوتاہی کرنے والا ہے۔ اے گواہوں میں سب سے بڑے گواہ! ہم تجھے اور اُن سب کو جنہیں تو نے آسمانوں اور زمینوں میں بسایا ہے اُس شخص کے خلاف گواہ کرتے ہیں پھر اس کے بعد تو ہی اس نصرت و امداد سے بے نیاز کرنیوالا اور اسکے گناہ کا اس سے مواخذہ کرنیوالا ہے۔

خطبہ 211

تمام حمد اُس اللہ کے لئے ہے جو مخلوقات کی مشابہت سے بلند تر توصیف کرنے والوں کے تعریفی کلمات سے بالاتر، اپنے عجیب و غریب نظم و نسق کی بدولت دیکھنے والوں کے سامنے آشکارا اور اپنے جلال عظمت کی وجہ سے وہم و گمان دوڑانے والوں کے فکر و اوہام سے پوشیدہ ہے وہ عالم ہے بغیر اس کے کہ کسی سے کچھ سیکھ یا علم میں اضافہ اور کہیں سے استفادہ کرے اور بغیر فکر و تامل کے ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنے والا ہے، نہ اُسے تاریکیاں ڈھانپتی ہیں، نہ وہ روشنیوں سے کسب ضیا کرتا ہے نہ رات اُسے گھیرتی ہے، نہ (دن کی) گردشوں کا اس پر گزر ہوتا ہے اور اس کا جاننا بوجھنا آنکھوں کے ذریعہ سے نہیں اور نہ اس کا علم دوسروں کے بتانے پر منحصر ہے۔

اسی خطبہ میں نبی A کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ نے انہیں روشنی کے ساتھ بھیجا اور انتخاب کی منزل میں سب سے آگے رکھا تو اُن کے ذریعہ سے تمام پراگندگیوں اور پریشانیوں کو دور کیا اور غلبہ پانے والوں پر تسلط جمالیا۔ مشکلوں کو سہل اور دشواریوں کو آسان بنایا۔ یہاں تک کہ دائیں بائیں (افراط و تفریط) کی سمتوں سے گمراہی کو دور ہٹایا۔

خطبہ 212

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ ایسا عادل ہے کہ جس نے عدل ہی کی راہ اختیار کی ہے اور ایسا حَکم ہے جو (حق و باطل کو) الگ الگ کرتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد A اس کے بندہ اور رسول اور بندوں کے سید و سردار ہیں۔ شروع سے انسانی نسل میں جہاں جہاں پر سے شاخیں الگ ہوئیں ہر منزل میں وہ شاخ جس میں اللہ نے آپ کو قرار دیا تھا دوسری شاخوں سے بہتر ہی تھی۔ آپ کے نسب میں کسی بدکار کا ساجھا اور کسی فاسق کی شرکت نہیں۔

دیکھو! اللہ نے بھلائی کے لئے اہلِ حق کے لئے ستون، اور اطاعت کے لئے سامان حفاظت مہیا کیا ہے ہر اطاعت کے موقع پر تمہارے لئے اللہ کی طرف سے نصرت و تائید دستگیری کے لئے موجود ہوتی ہے (جس کو) اس نے زبانوں سے ادا کیا ہے اور اس سے دلوں کو ڈھارس دی ہے۔ اس میں بے نیازی چاہنے والے کے لئے بے نیازی اور شفا چاہنے والے کے لئے شفا ہے۔

تمہیں جاننا چاہیے کہ اللہ کے وہ بندے جو علم الٰہی کے مانتدار ہیں وہ محفوظ چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کے چشموں کو (تشنگانِ علم و معارف کے لئے) بہاتے ہیں ایک دوسرے کی (اعانت کے لئے) باہم ملتے ملاتے ہیں اور خلوص و محبت سے میل ملاقات کرتے ہیں اور (علم و حکمت کے) سیراب کرنے والے ساغروں سے چھلک کر سیراب ہوتے ہیں اور سیراب ہو کر (سرچشمہ) علم سے پلٹتے ہیں۔ ان میں شک و شبہہ کا شائبہ نہیں ہوتا اور غیبت کا گزر نہیں ہوتا۔ اللہ نے ان کے پاکیزہ اخلاق کو ان کی طینت و فطرت میں سمو دیا ہے۔ انہی خوبیوں کی بناء پر وہ آپس میں محبت و انس رکھتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے ملاتے ہیں۔ وہ لوگوں میں اس طرح نمایاں ہیں جس طرح (بیجوں میں) صاف ستھرے بیج کہ (اچھے دانوں کو) لے لیا جاتا ہے اور (بُروں کو) پھینک دیا جاتا ہے۔ اس صفائی و پاکیزگی نے انہیں چھانٹ اور پرکھنے نے نکھار دیا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اُن اوصاف کی پذیرائی سے اپنے لئے شرف و عزت قبول کرے اور قیامت کے وارد ہونے سے پہلے اُس سے ہراساں رہے اور اُسے چاہیے کہ وہ (زندگی کے) مختصر دنوں اور اس گھر کے تھوڑے سے قیام میں کہ جو بس اتنا ہے اس کو آخرت کے گھر سے بدل لے، آنکھیں کھولے اور غفلت میں نہ پڑے اور اپنی جائے بازگشت اور منزلِ آخرت کے جانے پہچانے ہوئے مرحلوں (قبر) برزخ، حشر کے لئے نیک اعمال کر لے۔ مبارک ہو اُس پاک و پاکیزہ دل والے کو کہ جو ہدایت کرنے والے کی پیروی اور تباہی میں ڈالنے والے سے کنارا کرتا ہے اور دیدہ بصیرت میں جلا بخشنے والے کی روشنی اور ہدایت کرنے والے کے حکم کی فرمانبرداری سے سلامتی کی راہ پالیتا ہے اور ہدایت کے دروازوں کے بند اور وسائل و ذرائع کے قطع ہونے سے پہلے ہدایت کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلواتا ہے اور (پھر) گناہ کا دھبہ اپنے دامن سے چھڑاتا ہے۔ وہ سیدھے راستے پر کھڑا کر دیا گیا ہے اور واضح راہ اسے بتا دی گئی ہے۔

خطبہ 213

امیر المومنین علیہ السلام کے وہ دعائیہ کلمات جو اکثر آپ کی زبان پر جاری رہتے تھے۔

تمام حمد اُس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اس حالت میں رکھا کہ نہ مردہ ہوں، نہ بیمار، نہ میری رگوں پر برص کے جراثیم کا حملہ ہوا ہے نہ بُرے اعمال (کے نتائج) میں گرفتار ہوں نہ بے اولاد ہوں، نہ دین سے برگشتہ، نہ اپنے پروردگار کا منکر ہوں اور نہ ایمان سے متوحش، نہ میری عقل میں فتور آیا ہے اور نہ پچھلی امتوں کے سے عذاب میں مبتلا ہوں۔ میں اس کا بے اختیار بندہ اور اپنے نفس پر ستم راں ہوں (اے اللہ) تیری حجت مجھ پر تمام ہو چکی ہے، اور میرے لئے اب عذر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ خدایا! مجھ میں کسی چیز کے حاصل کرنے کی قوت نہیں سوا اس کے کہ جو تو مجھے عطا کر دے اور کسی چیز سے بچنے کی سکت نہیں سوائے اس کے کہ جس سے تو مجھے بچائے رکھے۔ اے اللہ میں تجھ سے پناہ کا خواستگار ہوں کہ تیری ثروت کے باوجود فقیر و تہی دست رہوں یا تیری رہنمائی کے ہوتے ہوئے بھٹک جاؤں یا تیری سلطنت میں رہتے ہوئے ستایا جاؤں یا ذلیل کیا جاؤں جبکہ تمام اختیارات تجھے حاصل ہیں۔ خدایا! میری ان نفیس چیزوں میں جنہیں تو چھین لے گا۔ میری روح کو اوّلیت کا درجہ عطا کر اور مجھے سونپی ہوئی ان امانتوں میں جنہیں تو پلٹا لے گا اسے پہلی امانت قرار دے۔

اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ کے طلب گار ہیں۔ اس بات سے کہ تیرے ارشاد سے منہ موڑیں یا ایسے فتنوں میں پڑ جائیں کہ تیرے دین سے پھر جائیں، یا تیری طرف سے آئی ہوئی ہدایت کو قبول کرنے کے بجائے نفسانی خواہشیں ہمیں بُرائی کی طرف لے جائیں۔

خطبہ 214

صفین کے موقع پر فرمایا

اللہ سبحانہ نے مجھے تمہارے اُمور کا اختیار دے کر میرا حق تم پر قائم کر دیا ہے اور جس طرح میرا تم پر حق ہے ویسا ہی تمہارا بھی مجھ پر حق ہے۔ یوں تو حق کے بارے میں باہمی اوصاف گنوانے میں بہت وسعت ہے لیکن آپس میں حق و انصاف کرنے کا دائرہ بہت تنگ ہے۔ دو آدمیوں میں اس کا حق اس پر اسی وقت ہے جب دوسرے کا بھی اس پر حق ہو، اور اس کا حق اس پر جب ہی ہوتا ہے جب اس کا حق اس پر بھی ہو اور اگر ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کا حق تو دوسروں پر ہو لیکن اس پر کسی کا حق نہ ہو تو یہ امر ذات باری کے لئے مخصوص ہے نہ اُس کی مخلوق کے لئے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر پورا تسلط و اقتدار رکھتا ہے اور اس نے تمام اُن چیزوں میں کہ جن پر اُس کے فرمان قضا جاری ہوئے ہیں عدل کرتے ہوئے (ہر صاحب حق کا حق دے دیا ہے) اُس نے بندوں پر اپنا یہ حق رکھا ہے کہ وہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور اس نے محض اپنے فضل و کرم اور اپنے احسان کو وسعت دینے کی بناء پر کہ جس کا وہ اہل ہے ان کا کئی گناہ اجر قرار دیا ہے پھر اس نے ان حقوق انسانی کو بھی کہ جنہیں ایک کے لئے دوسرے پر قرار دیا ہے اپنے ہی حقوق میں سے قرار دیا ہے۔ اور انہیں اس طرح ٹھہرایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں برابر اُتریں اور کچھ ان میں سے کچھ حقوق کا باعث ہوتے ہیں اور اس وقت تک واجب نہیں ہوتے جب تک اس کے مقابلہ میں حقوق ثابت نہ ہو جائیں اور سب سے بڑا حق کہ جسے اللہ

سبحانہ نے واجب کیا ہے حکمران کا رعیت پر اور رعیت کا حکمران پر ہے کہ جسے اللہ نے والی و رعیت میں سے ہر ایک کے لئے فریضہ بنا کر عائد کیا ہے اور اُسے اُن میں رابطہ محبت قائم کرنے اور ان کے دین کو سرفرازی بخشنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ رعیت اُسی وقت خوش حال رہ سکتی ہے جب حاکم کے طور طریقے درست ہوں اور حاکم بھی اُسی وقت صلاح و درستگی سے آراستہ ہو سکتا ہے جب رعیت اس کے احکام کی انجام دہی کے لئے آمادہ ہو۔ جب رعیت فرمان روا کے حقوق پورے اور فرمان روا رعیت کے حقوق سے عہدہ برآ ہو تو اُن میں حق باوقار، دین کی راہیں استوار اور عدل و انصاف کے نشانات برقرار ہو جائیں گے اور پیغمبر کی سنتیں اپنے ڈھرے پر چل نکلیں گی اور زمانہ سدھر جائے گا۔ بقائے سلطنت کے توقعات پیدا ہو جائیں گے اور دشمنوں کی حرص و طمع یاس و ناامیدی سے بدل جائے گی اور جب رعیت حاکم پر مسلط ہو جائے یا حاکم رعیت پر ظلم ڈھانے لگے تو اس موقعہ پر ہر بات میں اختلاف ہوگا۔ ظلم کے نشانات ابھر آئیں گے دین میں مفسدے بڑھ جائیں گے۔ شریعت کی راہیں متروک ہو جائیں گی۔ خواہشوں پر عمل درآمد ہوگا۔ شریعت کے احکام ٹھکرا دیئے جائیں گے۔ نفسانی بیماریاں بڑھ جائیں گی اور بڑے سے بڑے حق کو ٹھکرا دینے اور بڑے سے بڑے باطل پر عمل پیرا ہونے سے بھی کوئی نہ گھبرائے گا۔ ایسے موقعہ پر نیکوکار، ذلیل اور بدکردار، باعزت ہو جاتے ہیں اور بندوں پر اللہ کی عقوبتیں بڑھ جاتی ہیں۔ لہٰذا اس حق کی ادائیگی میں ایک دوسرے کو سمجھانا بجھانا اور ایک دوسرے سے بخوبی تعاون کرنا تمہارے لئے ضروری ہے اس لئے کہ کوئی شخص بھی اللہ کی اطاعت و بندگی میں اس حد تک نہیں پہنچ سکتا کہ جس کا وہ اہل ہے، چاہے وہ اس کی خوشنودیوں کو حاصل کرنے کے لئے کتنا ہی حریص ہو، اور اُس کی عملی کوششیں بھی بڑھی چڑھی ہوئی ہوں۔ پھر بھی اُس نے بندوں پر یہ حق واجب قرار دیا ہے کہ وہ مقدور بھر پند و نصیحت کریں اور اپنے درمیان حق کو قائم کرنے کے لئے ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں۔ کوئی شخص بھی اپنے کو اس سے بے نیاز نہیں قرار دے سکتا کہ اللہ نے جس ذمہ داری کا بوجھ اُس پر ڈالا ہے اُس میں اس کا ہاتھ بٹایا جائے، چاہے وہ حق میں کتنا ہی بلند منزلت کیوں نہ ہو اور دین میں اُسے فضیلت و برتری کیوں نہ حاصل ہو اور کوئی شخص اس سے بھی گیا گزرا نہیں کہ حق میں تعاون کرے یا اُس کی طرف دستِ تعاون بڑھایا جائے، چاہے لوگ اُسے ذلیل سمجھیں اور اپنی حقارت کی وجہ سے آنکھوں میں نہ جچے۔

اس موقعہ پر آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک طویل گفتگو کی جس میں حضرت کی بڑی مدح و ثنا کی اور آپ کی باتوں پر کان دھرنے اور ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا اقرار کیا تو آپ نے فرمایا جس شخص کے دل میں جلال الٰہی کی عظمت اور قلب میں منزلت خداوندی کی رفعت کا احساس ہو اُسے سزاوار ہے کہ اس جلالت و عظمت کے پیش نظر اللہ کے ماسوا ہر چیز کو حقیر جانے اور ایسے لوگوں میں وہ شخص اور بھی اس کا زیادہ اہل ہے کہ جسے اُس نے بڑی نعمتیں دی ہوں اور اچھے احسانات کئے ہوں اس لئے کہ جتنی اللہ کی نعمتیں کسی پر بڑی ہوں گی اتنا ہی اُس پر اللہ کا حق زیادہ ہوگا۔ نیک بندوں کے نزدیک فرمانرواؤں کی ذلیل ترین صورت حال یہ ہے کہ ان کے متعلق یہ گمان ہونے لگے کہ وہ فخر و سربلندی کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے حالات کبر و غرور پر محمول ہو سکیں۔ مجھے یہ تک ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں اس کا وہم و گمان بھی گزرے کہ میں بڑھ چڑھ کر سراہے جانے یا تعریف سننے کو پسند کرتا ہوں۔ بحمد اللہ کہ میں ایسا نہیں ہوں اور

اگر مجھے اس کی خواہش بھی ہوتی کہ ایسا کہا جائے تو بھی اللہ کے سامنے فروتنی کرتے ہوئے اُسے چھوڑ دیتا کہ ایسی عظمت و بزرگی کو اپنایا جائے کہ جس کا وہی اہل ہے۔ یوں تو لوگ اکثر اچھی کارکردگی کے بعد مدح وثنا کو خوشگوار سمجھا کرتے ہیں (لیکن) میری اس پر مدح وستائش نہ کرو کہ اللہ کی اطاعت اور تمہارے حقوق سے عہدہ برآ ہوا ہوں۔ کیونکہ ابھی ان حقوق کا ڈر ہے کہ جنہیں پورا کرنے سے میں ابھی فارغ نہیں ہوا۔ اور ان فرائض کا ابھی اندیشہ ہے کہ جن کا نفاذ ضروری ہے۔ مجھ سے ویسی باتیں نہ کیا کرو، جیسی جابر و سرکش فرمانرواؤں سے کی جاتی ہیں اور نہ مجھ سے اس طرح بچاؤ کرو جس طرح طیش کھانے والے حاکموں سے بچ بچاؤ کیا جاتا ہے۔ اور مجھ سے اس طرح کا میل جول نہ رکھو جس سے چاپلوسی اور خوشامد کا پہلو نکلتا ہو۔ میرے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ میرے سامنے کوئی حق بات کہی جائے گی تو مجھے گراں گزرے گی اور نہ یہ خیال کرو کہ میں یہ درخواست کروں گا کہ مجھے بڑھا چڑھا دو، کیونکہ جو اپنے سامنے حق کے کہے جانے اور عدل کے پیش کئے جانے کو بھی گراں سمجھتا ہو، اُسے حق و انصاف پر عمل کرنا کہیں زیادہ دشوار ہو گا تم اپنے کو حق کی بات کہنے اور عدل کا مشورہ دینے سے نہ روکو۔ کیونکہ میں تو اپنے کو اس سے بالاتر نہیں سمجھتا کہ خطا کروں اور نہ اپنے کسی کام کو لغزش سے محفوظ سمجھتا ہوں مگر یہ کہ خدا میرے نفس کو اس سے بچائے کہ جس پر وہ مجھ سے زیادہ اختیار رکھتا ہے ہم اور تم اسی رب کے بے اختیار بندے ہیں کہ جس کے علاوہ کوئی رب نہیں۔ وہ ہم پر اتنا اختیار رکھتا ہے کہ خود ہم اپنے نفسوں پر اتنا اختیار نہیں رکھتے۔ اُسی نے ہمیں پہلی حالت سے نکال کر جس میں ہم تھے بہبودی کی راہ پر لگایا اور اُسی نے ہماری گمراہی کو ہدایت سے بدلا اور بے بصیرتی کے بعد بصیرت عطا کی۔

خطبہ 215

خدایا! میں قریش سے انتقام لینے پر تجھ سے مدد کا خواستگار ہوں کیونکہ انہوں نے میری قرابت وعزیزداری کے بندھن توڑ دیئے اور میرے ظرف (عزت و حرمت) کو اوندھا کر دیا اور اس حق میں کہ جس کا میں سب سے زیادہ اہل ہوں جھگڑا کرنے کے لئے ایکا کر لیا اور یہ کہنے لگے کہ یہ بھی حق ہے آپ اسے لے لیں اور یہ بھی حق ہے کہ آپ کو اس سے روک دیا جائے یا تو غم و حزن کی حالت میں صبر کیجئے یا رنج و اندوہ سے مر جایئے۔ میں نے نگاہ دوڑائی تو مجھے اپنے اہل بیتؑ کے سوا نہ کوئی معاون نظر آیا اور نہ کوئی سینہ سپر اور معین دکھائی دیا تو میں نے انہیں موت کے منہ میں دینے سے بخل کیا۔ آنکھوں میں خس و خاشاک تھا مگر میں نے چشم پوشی کی حلق میں (غم و رنج کے) پھندے تھے مگر میں لعاب دہن نگلتا رہا اور غم و غصہ پی لینے کی وجہ سے ایسے حالات پر صبر کیا جو حنظل (اندرائن) سے زیادہ تلخ اور دل کے لئے چھریوں کے کچوکوں سے زیادہ المناک تھے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ حضرت کا یہ کلام ایک پہلے خطبہ کے ضمن میں گزر چکا ہے مگر میں نے پھر اس کا اعادہ کیا ہے چونکہ دونوں روایتوں کی لفظوں میں کچھ فرق ہے

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے کہ جس میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو آپؑ سے لڑنے کے لئے بصرہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے تھے وہ میرے عاملوں اور مسلمانوں کے اس بیت المال کے خزینہ داروں پر کہ جس کا اختیار میرے ہاتھوں میں تھا اور شہر (بصرہ) کے رہنے والوں پر کہ جو سب کے سب میرے فرمانبردار اور میری بیعت پر برقرار تھے چڑھ دوڑے چنانچہ انہوں نے ان میں پھوٹ ڈلوادی اور مجھ پر ان کی یک جہتی کو درہم و برہم کر دیا اور میرے پیروکاروں پر ٹوٹ پڑے اور ان میں سے ایک گروہ کو غداری سے قتل کر دیا (البتہ) ایک گروہ نے شمشیر بکف ہو کر دانتوں کو بھینچ لیا اور اُن سے تلواروں کے ساتھ ٹکرائے یہاں تک کہ وہ سچائی کا جامہ پہنے ہوئے اللہ کے حضور میں پہنچ گئے۔

خطبہ 216

جب آپ طلحہ و عبد الرحمٰن ابن عتاب ابن اسید کی طرف گزرے کہ جب وہ میدان جمل میں مقتول پڑے تھے تو فرمایا ابو محمد (طلحہ) اس جگہ گھر بار سے دور پڑا ہے خدا کی قسم! میں پسند نہیں کرتا تھا کہ قریش ستاروں کے نیچے (کھلے میدانوں میں) مقتول پڑے ہوں۔ میں نے عبد مناف کی اولاد سے (ان کے کئے کا) بدلہ لے لیا ہے۔ (لیکن) بنی جمح کے اکابر میرے ہاتھوں سے بچ نکلے ہیں۔ انہوں نے اس چیز کی طرف گردنیں اٹھائی تھیں جس کے وہ اہل نہ تھے چنانچہ اس تک پہنچنے سے پہلے ہی اُن کی گردنیں توڑ دی گئیں۔

خطبہ 217

مومن نے اپنی عقل کو زندہ رکھا اور اپنے نفس کو مار ڈالا۔ یہاں تک کہ اس کا ڈیل ڈول لاغر اور تن و توش ہلکا ہو گیا۔ اس کیلئے بھرپور درخشندگیوں والا نور ہدایت چمکا کہ جس نے اس کے سامنے راستہ نمایاں کر دیا اور اُسے سیدھی راہ پر لے چلا، اور مختلف دروازے اسے دھکیلتے ہوئے سلامتی کے دروازہ اور (دائمی) قرارگاہ تک لے گئے اور اس کے پاؤں بدن کے ٹھاؤ کیساتھ امن و راحت کے مقام پر جم گئے۔ چونکہ اس نے اپنے دل کو عمل میں لگائے رکھا تھا اور اپنے پروردگار کو راضی و خوشنود کیا تھا۔

خطبہ 218

امیر المومنینؑ نے آیت الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر (تمہیں قوم قبیلے کی کثرت پر اترانے نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبریں دیکھ ڈالیں) کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا۔

دیکھو تم ان بوسیدہ ہڈیوں پر فخر کرنے والوں کا مقصد کتنا دور، از عقل ہے، اور یہ قبروں پر آنے والے کتنے غافل و بے خبر ہیں اور یہ مہم کتنی سخت و دشوار ہے۔

انہوں نے مرنے والوں کو کیسی کیسی عبرت آموز چیزوں سے خالی سمجھ لیا اور دور دراز جگہ سے انہیں (سرمایہ افتخار بنانے کے لئے) لے لیا۔ کیا یہ اپنے باپ دادوں کی لاشوں پر فخر کرتے ہیں۔ یا ہلاک ہونے والوں کی تعداد سے اپنی کثرت میں اضافہ محسوس کرتے ہیں، وہ ان جسموں کو پلٹانا چاہتے ہیں، جو بے روح ہو چکے ہیں اور ان جنبشوں کو لوٹانا چاہتے ہیں جو تھم چکی ہیں۔ وہ سبب افتخار بننے سے زیادہ سامان عبرت بننے کے قابل ہیں۔ ان کی وجہ سے عجز و فروتنی کی جگہ پر اترنا عزت و سرفرازی کے مقام پر ٹھہرنے سے زیادہ مناسب ہے۔ انہوں نے چوندھیائی ہوئی آنکھوں سے انہیں دیکھا اور اُن سے (عبرت لینے کے بجائے) جہالت کے گہراؤ میں اتر پڑے۔ اگر وہ ان کی سرگزشت کو ٹوٹے ہوئے مکانوں اور خالی گھروں کے صحنوں سے پوچھیں تو وہ کہیں گے کہ وہ گمراہی کی حالت میں زمین کے اندر چلے گئے اور تم بھی بے خبر و جہالت کے عالم میں ان کے عقب میں بڑھے جا رہے ہو، تم اُن کی کھوپڑیوں کو روندتے ہوئے اور ان کے جسموں کی جگہ پر عمارتیں کھڑی کرنا چاہتے ہو، جس چیز کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے اس میں چر رہے ہو اور جسے وہ خالی چھوڑ کر چلے گئے ہیں اس میں آ بسے ہو، اور یہ دن بھی جو تمہارے اور اُن کے درمیان ہیں تم پر رو رہے ہیں اور نوحہ پڑھ رہے ہیں۔ تمہاری منزل منتہا پر پہلے سے پہنچ جانے والے اور تمہارے سرچشموں پر قبل سے وارد ہونے والے وہی لوگ ہیں جن کے لئے عزت کی منزلیں تھیں اور فخر و سربلندی کی فراوانی تھی کچھ تاجدار تھے کچھ دوسرے درجہ کے بلند منصب مگر اب تو وہ برزخ کی گہرائیوں میں راہ پیما ہیں کہ جہاں زمین ان پر مسلط کر دی گئی ہے جس نے ان کا گوشت کھا لیا اور لہو چوس لیا ہے۔ چنانچہ وہ قبر کے شگافوں میں نشوونما کھو کر جماد کی صورت میں پڑے ہیں اور یوں نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں کہ ڈھونڈے سے نہیں ملتے۔ نہ پرہول خطرات کا آنا انہیں خوفزدہ کرتا ہے نہ حالات کا انقلاب انہیں اندوہناک بناتا ہے۔ نہ زلزلوں کی پروا کرتے ہیں۔ نہ رعد کی کڑک پر کان دھرتے ہیں وہ ایسے غائب ہیں کہ جن کا انتظار نہیں کیا جاتا اور ایسے موجود ہیں کہ سامنے نہیں آتے وہ مل جل کر رہتے تھے جو اب بکھر گئے ہیں اور آپس میں میل محبت رکھتے تھے، جو اب جدا ہو گئے ہیں۔ ان کے واقعات سے بے خبری اور ان کے گھروں کی خاموشی امتداد زمانہ اور دوری منزل کی وجہ سے نہیں، بلکہ انہیں (موت کا) ایسا ساغر پلا دیا گیا ہے کہ جس نے ان کی گویائی چھین کر انہیں گونگا بنا دیا ہے اور ان کی حرکت و جنبش کو سکون و بے حسی سے بدل دیا ہے، گویا کہ وہ سرسری نظر میں یوں دکھائی دیتے ہیں جیسے نیند میں لیٹے ہوئے ہوں۔ وہ ایسے ہمسائے ہیں جو ایک دوسرے سے انس و محبت کا لگاؤ نہیں رکھتے اور ایسے دوست ہیں جو آپس میں ملتے ملاتے نہیں، ان کے جان پہچان کے رابطے بوسیدہ ہو چکے ہیں اور بھائی بندی کے سلسلے ٹوٹ گئے ہیں وہ ایک ساتھ ہوتے ہوئے پھر اکیلے ہیں اور دوست ہوتے ہوئے پھر علیحدہ اور جدا ہیں۔ یہ لوگ شب ہو تو اس کی صبح سے بے خبر، دن ہو تو اس کی شام سے ناآشنا ہیں۔ جس رات یا جس دن میں انہوں نے رخت سفر باندھا ہے وہ ساعت ان پر ہمیشہ اور یکساں رہنے والی ہے۔ انہوں نے منزل آخرت کی ہولناکیوں کو اس سے بھی کہیں زیادہ ہولناک پایا جتنا انہیں ڈر تھا اور وہاں کے آثار کو اس سے عظیم تر دیکھا جتنا کہ وہ اندازہ لگاتے تھے۔ (مومنوں اور کافروں کی) منزل انتہا کو جائے بازگشت دوزخ و جنت تک پھیلا دیا گیا ہے۔ وہ (کافروں کے لئے) ہر درجہ خوف سے بلندتر اور (مومنوں کے لیے) ہر درجہ امید سے بالاتر ہے، اگر وہ بول سکتے ہوتے جب بھی دیکھی ہوئی چیزوں کے بیان سے ان کی زبانیں گنگ

ہو جاتیں اگر چہ ان کے نشانات مٹ چکے ہیں اور اُن کی خبروں کا سلسلہ قطع ہو چکا ہے۔ لیکن چشم بصیرت انہیں دیکھتی اور گوش عقل وخرد ان کی سنتے ہیں، وہ بولے اگر نطق وکلام کے طریقہ پر نہیں بلکہ انہوں نے زبان حال سے کہا شگفتہ چہرے بگڑ گئے۔ نرم ونازک بدن مٹی میں مل گئے اور ہم نے بوسیدہ کفن پہن رکھا ہے اور قبر کی تنگی نے ہمیں عاجز کر دیا ہے۔ خوف ووحشت کا ایک دوسرے سے ورثہ پایا ہے۔ ہماری خاموش منزلیں ویران ہو گئیں۔ ہمارے جسم کی رعنائیاں مٹ گئیں۔ ہماری جانی پہچانی ہوئی صورتیں بدل گئیں۔ ان وحشت کدوں میں ہماری مدت رہائش دراز ہو گئی۔ نہ بے چینی سے چھٹکارا نصیب ہے نہ تنگی سے فراخی حاصل ہے۔ اب اس عالم میں کہ جب کیڑوں کی وجہ سے اُن کے کان سماعت کو کھو کر بہرے ہو چکے ہیں اور اُن کی آنکھیں خاک کا سرمہ لگا کر اندر کو دھنس چکی ہیں اور اُن کے منہ میں زبانیں طلاقت و روانی دکھانے کے بعد پارہ پارہ ہو چکی ہیں اور سینوں میں دل چوکنا رہنے کے بعد بے حرکت ہو چکے ہیں اور ان کے ایک ایک عضو کو نت نئی بوسیدگیوں نے تباہ کر کے بد ہیئت بنا دیا ہے اور اس حالت میں کہ وہ (ہر مصیبت سہنے کے لئے) بلا مزاحمت آمادہ ہیں۔ ان کی طرف آفتوں کا راستہ ہموار کر دیا ہے، نہ کوئی ہاتھ ہے جو ان کا بچاؤ کرے اور نہ (پسیجنے والے) دل ہیں جو بے چین ہو جائیں، اگر تم اپنی عقلوں میں اُن کا نقشہ جماؤ، یا یہ کہ تمہارے سامنے سے ان پر پڑا ہوا پردہ ہٹا دیا جائے تو البتہ تم ان کے دلوں کے اندوہ اور آنکھوں میں پڑے ہوئے خس وخاشاک کو دیکھو گے کہ ان پر شدت وسختی کی ایسی حالت ہے کہ وہ بدلتی نہیں اور ایسی مصیبت وجان کاہی ہے کہ ہٹنے کا نام نہیں لیتی، اور تمہیں معلوم ہو گا کہ زمین نے کتنے باوقار جسموں اور دلفریب رنگ روپ والوں کو کھا لیا جو رنج کی گھڑیوں میں بھی مسرت انگیز چیزوں سے دل بہلاتے تھے۔ اگر کوئی مصیبت ان پر آپڑتی تھی تو اپنے عیش کی تازگیوں پر للچائے رہنے، اور کھیل تفریح پر فریفتہ ہونے کی وجہ سے خوش وقتیوں کے سہارے ڈھونڈتے تھے۔ اسی دوران میں کہ وہ غافل و مدہوش کرنے والی زندگی کی چھاؤں میں دنیا کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہے تھے اور دنیا انہیں دیکھ دیکھ کر قہقہے لگا رہی تھی کہ اچانک زمانہ نے انہیں کانٹوں کی طرح روند دیا اور اُن کے سارے زور توڑ دیئے اور قریب ہی سے موت کی نظریں اُن پر پڑنے لگیں اور ایسا غم واندوہ اُن پر طاری ہوا کہ جس سے وہ آشنا نہ تھے اور ایسے اندرونی قلق میں مبتلا ہوئے کہ جس سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا اور اس حالت میں کہ وہ صحت سے بہت زیادہ مانوس تھے۔ ان میں مرض کی کمزوریاں پیدا ہو گئیں تو اب انہوں نے انہی چیزوں کی طرف رجوع کیا جن کا طبیبوں نے انہیں عادی بنا رکھا تھا کہ گرمی کے زور کو سرد دواؤں سے فرو کیا جائے اور سردی کو گرم دواؤں سے ہٹایا جائے۔ مگر سرد دواؤں نے گرمی کو بجھانے کے بجائے اور بھڑکا دیا اور گرم دواؤں نے ٹھنڈک کو ہٹانے کے بجائے اس کا جوش اور بڑھا دیا اور نہ ان طبیعتوں میں مخلوط ہونے والی چیزوں اُن کے مزاج نقطہ اعتدال پر آئے بلکہ ان چیزوں نے ہر عضو ماؤف کا آزار اور بڑھا دیا۔ یہاں تک کہ وہ چارہ گر سست پڑ گئے۔ تیماردار (مایوس ہو کر) غفلت برتنے لگے۔ گھر والے مرض کی حالت بیان کرنے سے عاجز آ گئے اور مزاج پرسی کرنے والوں کے جواب سے خاموشی اختیار کر لی اور اس سے چھپاتے ہوئے اس اندوہناک خبر کے بارے میں اختلاف رائے کرنے لگے۔ ایک کہنے والا یہ کہتا تھا کہ اس کی حالت جو ہے سو ظاہر ہے اور ایک صحت وتندرستی کے پلٹ آنے کی اُمید دلاتا تھا اور ایک اس کی (ہونے والی) موت پر انہیں صبر کی تلقین کرتا اور اس سے پہلے گزر جانے والوں کی مصیبتیں انہیں یاد دلاتا

تھا۔ اسی اثنا میں کہ وہ دنیا سے جانے اور دوستوں کو چھوڑنے کے لئے پر تول رہا تھا کہا گا گلوگیر پھندوں میں سے ایک ایسا پھندا اُسے لگا کہ اُس کے ہوش و حواس پاشان و پریشان ہو گئے اور زبان کی تری خشک ہو گئی اور کتنے ہی مبہم سوالات تھے کہ جن کے جواب وہ جانتا تھا مگر بیان کرنے سے عاجز ہو گیا اور کتنی ہی دل سوز صدائیں اس کے کان سے ٹکرائیں کہ جن کے سننے سے بہرہ ہو گیا وہ آواز یا کسی ایسے بزرگ کی ہوتی تھی جس کا یہ بڑا احترام کرتا تھا، یا کسی ایسے خورد سال کی ہوتی تھی جس پر یہ مہربان و شفیق تھا۔ موت کی سختیاں اتنی ہیں کہ مشکل ہے کہ دائرہ بیان میں آسکیں یا اہل دنیا کی عقلوں کے اندازہ پر پوری اُتر سکیں۔

خطبہ 219

آیہ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ "وہ لوگ ایسے ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت ذکرِ الٰہی سے غافل نہیں بناتی۔" کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

بے شک اللہ سبحانہ نے اپنی یاد کو دلوں کی صیقل قرار دیا ہے۔ جس کے باعث وہ (اوامر و نواہی سے بہرا ہونے کے بعد سننے لگے اور اندھے پن کے بعد دیکھنے لگے اور دشمنی و عناد کے بعد فرمانبردار ہو گئے یکے بعد دیگرے ہر عہد اور انبیاء سے خالی دور میں حضرت رب العزت کے کچھ مخصوص بندے ہمیشہ موجود رہے ہیں کہ جن کی فکروں میں سرگوشیوں کی صورت میں (حقائق و معارف کا) القاء کرتا ہے اور ان کی عقلوں سے الہامی آوازوں کے ساتھ کلام کرتا ہے چنانچہ انہوں نے اپنی آنکھوں کانوں اور دلوں میں بیداری کے نور سے (ہدایت و بصیرت کے) چراغ روشن کئے۔ وہ مخصوص یادر کھنے (کے قابل) دنوں کی یاد دلاتے ہیں اور اُس کی جلالت و بزرگی سے ڈراتے ہیں۔ وہ لق و دق صحراؤں میں دلیل راہ ہیں۔ جو میانہ روی اختیار کرتا ہے اس کے طور طریقے پر تحسین و آفرین کرتے ہیں اور اسے نجات کی خوشخبری سناتے ہیں اور جو (افراط و تفریط کی) دائیں بائیں سمتوں پر ہو تباہی و ہلاکت سے خوف دلاتے ہیں۔ انہیں خصوصیتوں کے ساتھ یہ ان اندھیاریوں کے چراغ اور اُن شبہوں کے لئے رہنما ہیں۔ کچھ اہل ذکر ہوتے ہیں جنہوں نے یاد الٰہی کو دنیا کے بدلے میں لے لیا۔ انہیں نہ تجارت اس سے غافل رکھتی ہے نہ خرید و فروخت اسی کے ساتھ زندگی کے دن بسر کرتے ہیں اور محرمات الٰہیہ سے متنبہ کرنے والی آوازوں کے ساتھ غفلت شعاروں کے کانوں میں پکارتے ہیں۔ عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔ برائیوں سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے باز رہتے ہیں گویا کہ انہوں نے دنیا میں ہوتے ہوئے آخرت تک منزل کو طے کر لیا اور جو کچھ دنیا کے عقب میں ہے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور گویا کہ وہ اہل برزخ کے ان چھپے ہوئے حالات پر جو ان کے طویل عرصہ قیام میں انہیں پیش آئے گا ہو چکے ہیں اور گویا کہ قیامت نے ان کے لئے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا اور انہوں نے اہل دنیا کے سامنے ان چیزوں پر سے پردہ الٹ دیا یہاں تک کہ گویا وہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں جسے دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے اور وہ سب کچھ سن رہے ہیں جسے دوسرے نہیں سن سکتے۔ اگر تم ان کی پاکیزہ جگہوں اور پسندیدہ محفلوں میں ان کی تصویر اپنے ذہن میں کھینچو جبکہ وہ اسے اعمالناموں کو کھولے ہوں اور اپنے نفسوں سے ہر چھوٹے بڑے کام کا محاسبہ کرنے پر آمادہ ہوں۔ ایسے کام کہ جن پر وہ مامور تھے اور انہوں

نے کوتاہی کی یا ایسے جن سے انہیں روکا گیا تھا، اور اُن سے تقصیر ہوئی اور ہمیشہ اپنی پشتوں کو اپنے گناہوں سے گرانبار محسوس کرتے رہے ہوں کہ جن کے اٹھانے سے وہ اپنے کو عاجز و درماندہ پاتے ہوں اس لئے روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئی ہوں اور بلک بلک کر روتے ہوئے ایک دوسرے کو جواب دے رہے ہوں اور ندامت و اعتراف گناہ کی منزل پر کھڑے ہوئے اللہ سے چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہوں تو اس صورت میں تمہیں ہدایت کے نشان اور اندھیروں کے چراغ نظر آئیں گے کہ جن کے گرد فرشتے حلقہ کئے ہوئے ہوں گے۔ تسلی و تسکین کا ان پر ورود ہو۔ آسمان کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے ہوں۔ عزت کی مسندیں اُن کے لئے مہیا ہوں۔ ایسی جگہ پر کہ جہاں اللہ کی نظر توجہ ان پر ہو وہ ان کی کوششوں سے خوش ہو، اور اُن کی منزلت پر آفرین کرتا ہو۔ وہ اسے پکارنے کی وجہ سے عفو و بخشش کی ہواؤں میں سانس لیتے ہوں، وہ اُس کے فضل و کرم کی احتیاج میں گروی ہوں اور اُس کی عظمت و رفعت کے سامنے ذلت و پستی میں جکڑے ہوئے ہوں۔ غم و اندوہ کی طویل مدت نے ان کے دلوں کو زخمی اور گریہ و بکا کی کثرت نے اُن کی آنکھوں کو مجروح کر دیا ہو، ہر اُس دروازہ پر ان کا ہاتھ دستک دینے والا ہے جو اس کی طرف متوجہ و راغب کرے وہ اُس سے مانگتے ہیں کہ جس کے جود و کرم کی پہنائیاں تنگ نہیں ہوتیں اور نہ خواہش لے کر بڑھنے والے نا اُمید پھرتے ہیں۔ تم اپنی بہبودی کیلئے اپنے ہی نفس کا محاسبہ کرو کیوں کہ دوسروں کا محاسبہ کرنیوالا تمہارے علاوہ دوسرا ہے۔

خطبہ 220

جناب امیرؑ نے آیت یا یہا الانسان ما غرّک بربک الکریم ''اے انسان تجھے کس چیز نے پروردگار کریم کے بارے میں دھوکا دیا۔'' کی تلاوت کے وقت ارشاد فرمایا:۔ یہ شخص جس سے یہ سوال ہو رہا ہے جواب میں کتنا عاجز اور یہ فریب خوردہ عذر پیش کرنے میں کتنا قاصر ہے۔ وہ اپنے نفس کو سختی سے جہالت میں ڈالے ہوئے ہے۔

اے انسان تجھے کس چیز نے گناہ پر دلیر کر دیا ہے اور کس چیز نے تجھے اپنے پروردگار کے بارے میں دھوکا دیا ہے اور کس چیز نے تجھے اپنی تباہی پر مطمئن بنا دیا ہے۔ کیا تیرے مرض کے لئے شفا اور تیرے خواب (غفلت) کے لئے بیداری نہیں ہے۔ کیا تجھے اپنے پر اتنا بھی رحم نہیں آتا جتنا دوسروں پر ترس کھاتا ہے۔ بسا اوقات تو جلتی دھوپ میں کسی کو دیکھتا ہے تو اس پر سایہ کر دیتا ہے یا کسی کو درد و کرب میں مبتلا پاتا ہے تو اس پر شفقت کی بناء پر تیرے آنسو نکل پڑتے ہیں مگر خود اپنے روگ پر کس نے تجھے صبر دلا دیا ہے اور کس نے تجھے اپنی مصیبتوں پر توانا کر دیا ہے اور خود اپنے اوپر رونے سے تسلی دے دی ہے۔ حالانکہ سب جانوں سے تجھے اپنی جان عزیز ہے اور کیوں کر عذاب الٰہی کے رات ہی کو ڈیرے ڈال دینے کا خطرہ تجھے بیدار نہیں رکھتا حالانکہ تو اپنے گناہوں کی بدولت اس کے قہر و تسلط کی راہ میں پڑا ہوا ہے۔ دل کی کوتاہیوں کے روگ کا چارہ عزم راسخ سے آنکھوں کے خواب غفلت کا مداوا بیداری سے کرو۔ اللہ کے مطیع و فرمانبردار بنو اور اس کی یاد سے جی لگاؤ، ذرا اس

حالت کا تصور کرو، وہ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے اور تم اُس سے منہ پھیرے ہوئے ہو اور وہ تمہیں اپنے دامن عفو میں لینے کے لئے بلا رہا ہے اور اپنے لطف و احسان سے ڈھانپنا چاہتا ہے اور تم ہو کہ اس سے روگرداں ہو کر دوسری طرف رخ کئے ہوئے ہو۔ بلند و برتر ہے وہ خدائے قوی و توانا کہ جو کتنا بڑا کریم ہے اور تو اتنا عاجز و ناتواں اور اتنا پست ہو کر گناہوں پر کتنا جری اور دلیر ہے حالانکہ اُسی کے دامن پناہ میں اقامت گزیں ہے اور اسی کے لطف و احسان کی پہنائیوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔ اُس نے اپنے لطف و کرم کو تجھ سے روکا نہیں اور نہ تیرا پردہ چاک کیا ہے۔ بلکہ اس کی کسی نعمت میں جو اُس نے تیرے لئے خلق کی یا کسی گناہ میں کہ جس پر اُس نے پردہ ڈالا یا کسی مصیبت و ابتلا میں کہ جس کا رخ تجھ سے موڑ دیا تو اُس کے لطف و کرم سے لحظہ بھر کے لئے محروم نہیں ہوا یہ اُس صورت میں ہے کہ جب تو اُس کی معصیت کرتا ہے تو پھر تیرا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اگر تو اُس کی اطاعت کرتا ہوتا۔ خدا کی قسم! اگر یہی رویہ دو ایسے شخصوں میں ہوتا جو قوت و قدرت میں برابر کے ہم پلہ ہوتے (اور ان میں سے ایک تو ہوتا جو بے رخی کرتا اور دوسرا تجھ پر احسان کرتا تو تو ہی سب سے پہلے اپنے نفس پر کج خلقی و بد کرداری کا حکم لگاتا، سچ کہتا ہوں کہ دنیا نے تجھ کو فریب نہیں دیا بلکہ خود (جان بوجھ) کر اُس کے فریب میں آیا ہے۔ اس نے تو تیرے سامنے نصیحتوں کو کھول کر رکھ دیا اور تجھے (ہر چیز سے) یکساں طور پر آگاہ کر دیا۔ اس نے جن بلاؤں کو تیرے جسم پر نازل ہونے اور جس کمزوری کے تیرے قوی پر طاری ہونے کا وعدہ کیا ہے اس میں راست گو اور ایفائے عہد کرنے والی ہے بجائے اس کے کہ تجھ سے جھوٹ کہا ہو یا فریب دیا ہو۔ کتنے ہی اس دنیا کے بارے میں سچے نصیحت کرنے والے ہیں جو تیرے نزدیک قابل اعتبار ہیں اور کتنے ہی اس کے حالات کو صحیح صحیح بیان کرنے والے ہیں جو جھٹلائے جاتے ہیں۔ اگر تو ٹوٹے ہوئے گھروں اور سنسان مکانوں سے دنیا کی معرفت حاصل کرے تو تو انہیں اچھی یاد دہانی اور موثر پند دہی کے لحاظ سے بڑا ایک مہربان کے پائے گا کہ جو تیرے (ہلاکتوں میں پڑنے سے) بخل سے کام لیتے ہیں یہ دنیا اس کے لئے اچھا گھر ہے جو اسے گھر سمجھنے پر خوش نہ ہو اور اسی کے لئے اچھی جگہ ہے جو اسے اپنا وطن بنا کر نہ رہے۔ اس دنیا کی وجہ سے سعادت کی منزل پر کل وہی لوگ پہنچیں گے جو آج اس سے گریزاں ہیں۔ جب زمین زلزلہ میں اور قیامت اپنی ہولناکیوں کے ساتھ آ جائے گی اور ہر عبادت گاہ سے اُس کے پجاری ہر معبود سے اُس کے پرستار اور ہر پیشوا سے اُس کے مقتدی ملحق ہو جائیں گے تو اس وقت فضا میں شگاف کرنے والی نظر اور زمین میں قدموں کی ہلکی سی چاپ کا بدلہ بھی اس کی عدالت گستری و انصاف پروری کے پیش نظر حق و انصاف سے پورا پورا دیا جائے گا۔ اُس دن کتنی ہی دلیلیں غلط و بے معنی ہو جائیں گی اور عذر و معذرت کے بندھن ٹوٹ جائیں گے تو اب اس چیز کو اختیار کرو جس سے تمہارا عذر قبول اور تمہاری حجت ثابت ہو سکے۔ جس دنیا سے تم نے ہمیشہ بہرہ یاب نہیں ہونا اُس سے وہ چیزیں لے لو جو تمہارے لئے ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں اپنے سفر کے لئے تیار رہو (دنیا کی ظلمتوں میں) نجات کی چمک پر نظر کرو اور جد و جہد کی سواریوں پر پالان کس لو۔

خطبہ 221

خدا کی قسم مجھے سعدان کے کانٹوں پر جاگتے ہوئے رات گزارنا اور طوق و زنجیر میں مقید ہو کر گھسیٹا جانا اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ میں نے کسی بندے پر ظلم کیا ہو۔ یا مال دنیا میں سے کوئی چیز غصب کی ہو، میں اس نفس کی خاطر کیونکر کسی پر ظلم کر سکتا ہوں جو جلدی فنا کی طرف پلٹنے والا ہے اور مدتوں تک مٹی کے نیچے پڑا رہنے والا ہے۔

بخدا میں نے (اپنے بھائی) عقیل کو سخت فقر و فاقہ کی حالت میں دیکھا، یہاں تک کہ وہ تمہارے (حصہ کے) گیہوں میں ایک صاع مجھ سے مانگتے تھے اور میں نے اُن کے بچوں کو بھی دیکھا جن کے بال بکھرے ہوئے اور فقر و بے نوائی سے رنگ تیرگی مائل ہو چکے تھے گویا اُن کے چہرے نیل چھڑک کر سیاہ کر دیئے گئے ہیں، وہ اصرار کرتے ہوئے میرے پاس آئے اور اس بات کو بار بار دھرایا میں نے ان کی باتوں کو کان دے کر سنا تو انہوں نے یہ خیال کیا کہ میں ان کے ہاتھ اپنا دین بیچ ڈالوں گا اور اپنی روش چھوڑ کر ان کی کھینچ تان پر اُن کے پیچھے ہو جاؤں گا مگر میں نے کیا یہ کہ ایک لوہے کے ٹکڑے کو تپایا اور پھر اُن کے جسم کے قریب لے گیا تا کہ عبرت حاصل کریں۔ چنانچہ وہ اس طرح چیخے جس طرح کوئی بیمار درد و کرب سے چیختا ہے اور قریب تھا کہ ان کا بدن اس داغ دینے سے جل جائے پھر میں نے اُن سے کہا کہ اے عقیل رونے والیاں تم پر روئیں کیا تم اس لوہے کے ٹکڑے سے چیخ اٹھے ہو جسے ایک انسان نے ہنسی مذاق میں (بغیر جلانے کی نیت کے) تپایا ہے اور تم مجھے اُس آگ کی طرف کھینچ رہے ہو کہ جسے خدائے قہار نے اپنے غضب سے بھڑکایا ہے۔ تم تو اذیت سے چیخو اور میں جہنم کے شعلوں سے نہ چلاؤں۔ اس سے عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص[1] رات کے وقت (شہد میں) گندھا ہوا حلوہ ایک سربند برتن میں لئے ہوئے ہمارے گھر پر آیا جس سے مجھے ایسی نفرت تھی کہ محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ سانپ کے تھوک یا اُس کی قے میں گوندھا گیا ہے۔ میں نے اُس سے کہا کہ کیا یہ کسی بات کا انعام ہے یا زکوٰۃ ہے یا صدقہ ہے کہ جو ہم اہل بیتؑ پر حرام ہے۔ تو اس نے کہا کہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے بلکہ یہ تحفہ ہے۔ تو میں نے کہا کہ پسر مردہ عورتیں تجھ پر روئیں کیا تو دین کی راہ سے مجھے فریب دینے کے لئے آیا ہے۔ کیا تو بہک گیا ہے؟ یا پاگل ہو گیا ہے یا یونہی ہذیان بک رہا ہے۔ خدا کی قسم! اگر ہفت اقلیم ان چیزوں سمیت جو آسمان کے نیچے ہیں مجھے دے دیئے جائیں صرف اللہ کی اتنی معصیت کروں کہ میں چیونٹی سے جو کا ایک چھلکا چھین لوں تو کبھی بھی ایسا نہ کروں گا۔ یہ دنیا تو میرے نزدیک اُس پتی سے بھی زیادہ بے قدر ہے جو ٹڈی کے منہ میں ہو کہ جسے وہ چبا رہی ہو۔ علیؑ کو فنا ہونے والی نعمتوں اور مٹ جانے والی لذتوں سے کیا واسطہ۔ ہم عقل کے خواب غفلت میں پڑ جانے اور لغزشوں کی برائیوں سے خدا کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور اُسی سے مدد کے خواستگار ہیں۔

خطبہ 222

خدایا! میری آبرو کی غناء و تونگری کے ساتھ محفوظ رکھ اور فقر و تنگ دستی سے میری منزلت کو نظروں سے نہ گرا کہ تجھ سے رزق مانگنے والوں سے رزق مانگنے لگوں اور تیرے بندوں کی نگاہ لطف و کرم کو اپنی طرف موڑنے کی تمنا کروں اور جو مجھے دے اُس کی مدح و ثنا کرنے لگوں اور جو نہ دے اُس کی برائی کرنے میں مبتلا ہو جاؤں اور ان سب چیزوں کے پس پردہ تو ہی عطا کرنے اور روک لینے کا اختیار رکھتا ہے۔" بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

خطبہ 223

(یہ دنیا) ایک ایسا گھر ہے جو بلاؤں میں گھرا ہوا اور فریب کاریوں میں شہرت یافتہ ہے اس کے حالات کبھی یکساں نہیں رہتے اور نہ اس میں فروکش ہونے والے صحیح و سالم رہ سکتے ہیں۔ اس کے حالات مختلف اور اطوار ادلتے بدلتے والے ہیں۔ خوش گذرانی کی صورت اس میں قابل مذمت اور امن و سلامتی کا اس میں پتہ نہیں۔ اس کے رہنے والے تیر اندازی کے ایسے نشانے ہیں کہ جن پر دنیا اپنے تیر چلاتی رہتی ہے اور موت کے ذریعہ انہیں فنا کرتی رہتی ہے۔

اے خدا کے بندو! اس بات کو جانے رہو کہ تمہیں اور اس دنیا کی اُن چیزوں کو کہ جن میں تم ہو انہی لوگوں کی راہ پر گزرنا ہے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ جو تم سے زیادہ لمبی عمروں والے، تم سے زیادہ آباد گھروں والے اور تم سے زیادہ پائدار نشانیوں والے تھے ان کی آوازیں خاموش ہو گئیں، بندھی ہوائیں اُکھڑ گئیں، بدن گل سڑ گئے، گھر سنسان ہو گئے، اور نام و نشان تک مٹ گئے۔ انہوں نے مضبوط محلوں اور بچھی ہوئی مسندوں کو پتھروں اور چنی ہوئی سلوں اور پیوند زمین ہونے والی (اور) لحد والی قبروں سے بدل لیا کہ جن کے صحنوں کی بنیاد تباہی و ویرانی پر ہے۔ اور مٹی ہی سے ان کی عمارتیں مضبوط کی گئی ہیں۔ ان قبروں کی جگہیں آپس میں نزدیک ہیں اور ان میں بسنے والے دور افتادہ مسافر ہیں ایسے مقام میں کہ جہاں وہ بوکھلائے ہوئے ہیں اور ایسی جگہ میں کہ جہاں (دنیا کے کاموں سے) فارغ ہو کر آخرت کی فکروں میں مشغول ہیں۔ وہ اپنے وطن سے اُنس نہیں رکھتے اور نزدیک کی ہمسائیگی اور گھروں کے قریب کے باوجود ہمسایوں کی طرح آپس میں میل ملاپ نہیں رکھتے اور کیونکر آپس میں ملنا جلنا ہو سکتا ہے جبکہ بوسیدگی و تباہی نے اپنے سینہ سے انہیں پیس ڈالا ہے اور پتھروں اور مٹی نے انہیں کھا لیا ہے۔ تم بھی یہی سمجھو کہ (گویا) وہیں پہنچ گئے جہاں وہ پہنچ چکے ہیں اور اسی خواب گاہ (قبر) نے تمہیں بھی جکڑ لیا ہے اور اسی امانت گاہ (لحد) نے تمہیں بھی چمٹا لیا ہے۔ اس وقت تمہاری حالت کیا ہو گی کہ جب تمہارے سارے مرحلے انتہا کو پہنچ جائیں گے اور قبروں سے نکل کھڑے ہو گے۔ وہاں ہر شخص اپنے اعمال کے (نفع و نقصان) کی جانچ کرے گا اور وہ اپنے سچے مالک خدا کی طرف پلٹائے جائیں گے اور جو کچھ افترا پردازیاں کرتے تھے ان کے کام نہ آئیں گی۔

خطبہ 224

اے اللہ! تو اپنے دوستوں کے ساتھ تمام اُنس رکھنے والوں سے زیادہ مانوس ہے اور تجھ پر بھروسہ رکھنے والے ہیں ان کی حاجت روائی کے لئے ہمہ وقت

پیش پیش ہے تو ان کی باطنی کیفیتوں کو دیکھتا اور ان کے چھپے ہوئے بھیدوں کو جانتا ہے اور ان کی بصیرتوں کی رسائی سے باخبر ہے۔ان کے راز تیرے سامنے آشکارا اور اُن کے دل تیرے آگے فریادی ہیں۔اگر تنہائی سے ان کا جی گھبراتا ہے تو تیرا ذکر ان کا دل بہلاتا ہے۔اگر مصیبتیں اُن پر پڑتی ہیں تو وہ تیرے دامن میں پناہ کے لئے ملتجی ہوتے ہیں۔یہ جانتے ہوئے کہ سب چیزوں کی باگ ڈور تیرے ہاتھ میں ہے اور اُن کے نفاذ پذیر ہونے کی جگہیں تیرے ہی فیصلوں سے وابستہ ہیں۔خدایا!اگر میں سوال کرنے سے عاجز رہوں یا اپنے مقصود پر نظر نہ ڈال سکوں تو تو میری مصلحتوں کی طرف رہنمائی فرما اور میرے دل کو اصلاح و بہبود کی صحیح منزل پر پہنچا۔یہ چیز تیری رہنمائیوں اور حاجت روائیوں کو دیکھتے ہوئے کوئی نرالی نہیں۔
خدایا!میرا معاملہ اپنے عفو بخشش سے طے کرنہ اپنے عدل و انصاف کے معیار سے۔

خطبہ 225

فلاں شخص کی کارکردگیوں کی جزا اللہ دے۔

انہوں نے ٹیڑھے پن کو سیدھا کیا مرض کا چارہ کیا۔فتنہ و فساد کو پیچھے چھوڑ گئے۔سنت کو قائم کیا صاف ستھرے دامن اور کم عیبوں کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے (دنیا کی) بھلائیوں کو پا لیا اور اُس کی شر انگیزیوں سے آگے بڑھ گئے۔اللہ کی اطاعت بھی کی اور اس کا پورا پورا خوف بھی کھایا۔خود چلے گئے اور لوگوں کو ایسے متفرق راستوں میں چھوڑ گئے جن میں گم کردہ راہ راستہ نہیں پا سکتا اور ہدایت یافتہ یقین تک نہیں پہنچ سکتا۔

خطبہ 226

آپؑ کی بیعت کے بیان میں ایسا ہی ایک خطبہ اس سے قبل اس سے کچھ مختلف لفظوں میں گزر چکا ہے۔

تم نے (بیعت کے لئے) میرا ہاتھ اپنی طرف پھیلانا چاہا تو میں نے اُسے روکا اور تم نے کھینچا تو میں نے اُسے سمیٹ لیا مگر تم نے مجھ پر اس طرح ہجوم کیا جس طرح پیاسے اونٹ پینے کے دن تالابوں پر ٹوٹتے ہیں۔یہاں تک کہ جوتی (کے تسمے) ٹوٹ گئے اور عبا کاندھے سے گر گئی۔کمزور و ناتواں کچلے گئے اور میری بیعت پر لوگوں کی مسرت یہاں تک پہنچ گئی کہ چھوٹے چھوٹے بچے خوشیاں منانے لگے اور بوڑھے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے بیعت کیلئے بڑھے۔بیمار بھی اٹھتے بیٹھتے ہوئے پہنچ گئے اور نوجوان لڑکیاں پردوں سے نکل کر دوڑ پڑیں۔

خطبہ 227

بے شک اللہ کا خوف ہدایت کی کلید اور آخرت کا ذخیرہ ہے (خواہشوں کی) ہر غلامی سے آزادی اور ہر تباہی سے رہائی کا باعث ہے۔ اس کے ذریعہ طلب گار منزل مقصود تک پہنچتا اور (سختیوں سے) بھاگنے والا نجات پا تا ہے اور مطلوبہ چیزوں تک پہنچ جاتا ہے۔ (اچھے) اعمال بجا لے آؤ، ابھی جبکہ اعمال بلند ہو رہے ہیں توبہ فائدہ دے سکتی ہے۔ پکار سنی جا رہی ہے۔ حالات پرسکون اور (کراماً کاتبین کے) قلم رواں ہیں۔ ضعف و پیری کی طرف پلٹانے والی عمر زنجیر پا بن جانے والے مرض اور جھپٹ لینے والی موت سے پہلے اعمال کی طرف جلدی کرو کیونکہ موت تمہاری لذتوں کو تباہ کرنے والی خواہشات کو مکدر بنانے والی اور تمہاری منزلوں کو دور کر دینے والی ہے۔ یہ ناپسندیدہ ملاقاتی اور شکست نہ کھانے والا حریف ہے اور ایسی خونخوار ہے کہ اس سے (خون بہا کا) مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے پھندے تمہیں جکڑے ہوئے ہیں اور اس کی تباہ کاریاں تمہیں گھیرے ہوئے ہیں اور اس کے (تیروں کے) پھل تمہیں سیدھا نشانہ بنائے ہوئے ہیں اور تم پر اس کا غلبہ و تسلط عظیم اور تم پر اس کا ظلم و تعدی برابر جاری ہے اور اس کے وار کے خالی جانے کا امکان کم ہے۔ قریب ہے کہ سحاب مرگ کی تیرگیاں مرض الموت کے لوکے، جان لیوا سختیوں کے اندھیرے، سانس اکھڑنے کی مدہوشیاں، جان کنی کی تکلیفیں، اس کے ہر طرف سے چھا جانے کی تاریکی اور کام و دہن کے لئے اس کی بد مزگی تمہیں گھیر لے گویا کہ وہ تم پر اچانک آ پڑی ہے کہ جس نے تمہارے ساتھ چپکے چپکے باتیں کرنے والے کو خاموش کر دیا اور تمہاری جماعت کو متفرق و پراگندہ کر دیا اور تمہارے نشانات کو مٹا دیا اور تمہارے گھروں کو سنسان کر دیا۔ اور تمہارے وارثوں کو تیار کر دیا کہ وہ تمہارے ترکہ کو مخصوص عزیزوں میں جنہوں نے تمہیں کچھ بھی فائدہ نہ دیا اور ان غمزدہ قریبیوں میں کہ جو (موت کو) روک نہ سکے اور ان خوش ہونے والے (رشتہ داروں) میں جو ذرا بے چین نہیں ہوتے تقسیم کر لیں لہٰذا تمہیں لازم ہے کہ تم سعی و کوشش کرو، اور (سفر آخرت کے لئے) تیار ہو جاؤ اور سر و سامان مہیا کرو اور زاد مہیا کر لینے والی منزل سے زاد فراہم کر لو۔ دنیا تمہیں فریب نہ دے۔ جس طرح تم سے پہلے گزر جانے والی امتوں اور گذشتہ لوگوں کو فریب دیا کہ جنہوں نے اس دنیا کا دودھ دوہا اور اس کی غفلت سے فائدہ اٹھا لے گئے اور اس کے گنے چنے (دنوں کو) فنا اور تازگیوں کو پژمردہ کر دیا، ان کے گھروں نے قبروں کی صورت اختیار کر لی ہے، ان کا مال ترکہ بن گیا جو ان کی قبروں پر آتا ہے، اسے پہچانتے نہیں جو انہیں روتا ہے اس کی پروا نہیں کرتے اور جو پکارے اُسے جواب نہیں دیتے۔ اس دنیا سے ڈرو کہ یہ غدار دھوکہ باز اور فریب کار ہے دینے والی (اور پھر) لے لینے والی ہے۔ لباس پہنانے والی (اور پھر) اتروا لینے والی ہے۔ اس کی آسائشیں ہمیشہ نہیں رہتیں نہ اس کی سختیاں ختم ہوتی ہیں اور نہ اس کی مصیبتیں تھمتی ہیں۔

اس خطبہ کا یہ حصہ زاہدوں کے اوصاف میں ہے وہ ایسے لوگ تھے جو اہل دنیا میں تھے مگر (حقیقتاً) دنیا والے نہ تھے۔ وہ دنیا میں اس طرح رہے کہ گویا دنیا سے نہ ہوں۔ اُن کا عمل ان چیزوں پر ہے جنہیں خوب جانے پہچانے ہوئے ہیں اور جس چیز سے خائف ہیں اُس سے بچنے کے لئے جلدی کرتے ہیں۔ اُن کے جسم گویا اہل آخرت کے مجمع میں گردش کر رہے ہیں وہ اہل دنیا کو دیکھتے ہیں کہ وہ ان کی جسمانی موت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور وہ ان اشخاص کے حال کو زیادہ اندوہناک سمجھتے ہیں، جو زندہ ہیں مگر اُن کے دل مردہ ہیں۔

خطبہ 228

امیر المومنینؑ نے بصرہ کی طرف جاتے ہوئے مقام ذی قار میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا، اس کا واقدی نے کتاب الجمل میں ذکر کیا ہے۔
رسول اکرم A کو جو حکم تھا اُسے آپ A نے کھول کر بیان کر دیا اور اللہ کے پیغامات پہنچا دیئے۔ اللہ نے آپ A کے ذریعہ بکھرے ہوئے افراد کی شیرازہ بندی کی سینوں میں بھری ہوئی سخت عداوتوں اور دلوں میں بھڑک اٹھنے والے کینوں کے بعد خویش واقارب کو آپس میں شیر و شکر کر دیا۔

خطبہ 229

عبداللہ ابن زمعہ جو آپ کی جماعت میں محسوب ہوتا تھا آپؑ کے زمانہ خلافت میں کچھ مال طلب کرنے کے لئے حضرتؑ کے پاس آیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا۔
یہ مال نہ میرا ہے نہ تمہارا بلکہ مسلمانوں کا حق مشترک ہے اور اُن کی تلواروں کا جمع کیا ہوا سرمایہ ہے۔ اگر تم ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے ہوتے تو تمہارا حصہ بھی اُن کے برابر ہوتا، ورنہ ان کے ہاتھوں کی کمائی دوسروں کے منہ کا نوالہ بننے کے لئے نہیں ہے۔

خطبہ230

معلوم ہونا چاہئے کہ زبان انسان (کے بدن کا) ایک ٹکڑا ہے جب انسان (کا ذہن) رک جائے تو پھر کلام اُن کا ساتھ نہیں دیا کرتا اور جب اُس کے (معلومات میں) وسعت ہو تو پھر کلام زبان کو رکنے کی مہلت نہیں دیا کرتا، اور ہم (اہل بیت) اقلیم سخن کے فرمانروا ہیں۔ وہ ہمارے رگ و پے میں سمایا ہوا ہے اور اُس کی شاخیں ہم پر جھکی ہوئی ہیں۔
خدا تم پر رحم کرے اس بات کو جان لو کہ تم ایسے دور میں ہو جس میں حق گو کم، زبانیں صدق بیانی سے کند اور حق والے ذلیل و خوار ہیں۔ یہ لوگ گناہ و نافرمانی پر جمے ہوئے ہیں اور ظاہر داری و نفاق کی بناء پر ایک دوسرے سے صلح و صفائی رکھتے ہیں ان کے جوان بدخو، ان کے بوڑھے گنہگار، ان کے عالم منافق اور اُن کے واعظ چاپلوس ہیں، نہ چھوٹے بڑوں کی تعظیم کرتے ہیں اور نہ مالدار فقیر و بے نوا کی دستگیری کرتے ہیں۔

خطبہ 231

ذعلب یمانی نے ابن قتیبہ سے اور اُس نے عبداللہ ابن یزید سے انہوں نے مالک ابن وحیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر تھے کہ لوگوں کے اختلاف (صورت و سیرت) کا ذکر چھڑا تو آپؑ نے فرمایا۔

ان کے مبداء طینت نے ان میں تفریق پیدا کردی ہے اور یہ اس طرح کہ وہ شورہ زار و شیریں زمین اور سخت و نرم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں لہٰذا وہ زمین کے قرب کے اعتبار سے متفق ہوتے اور اختلاف کے تناسب سے مختلف ہوتے ہیں۔ (اس پر بھی ایسا ہوتا ہے کہ) پورا خوش شکل انسان عقل میں ناقص اور بلند قامت آدمی پست ہمت ہو جاتا ہے اور نیکوکار، بدصورت اور کوتاہ قامت دور اندیش ہوتا ہے اور طبعاً نیک سرشت کسی بُری عادت کو پیچھے لگا لیتا ہے، اور پریشان دل والا پراگندہ عقل اور چلتی ہوئی زبان والا ہوش مند دل رکھتا ہے۔

خطبہ 232

رسول اللہ A کو غسل و کفن دیتے وقت فرمایا۔ یا رسول اللہ A! میرے ماں باپ آپ A پر قربان ہوں۔ آپ A کے رحلت فرمانے سے نبوت، خدائی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ قطع ہو گیا جو کسی اور (نبی) کے انتقال سے قطع نہیں ہوا تھا (آپ A نے) اس مصیبت میں اپنے اہل بیتؑ کو مخصوص کیا۔ یہاں تک کہ آپ A نے دوسروں کے غموں سے تسلی دے دی اور (اس غم کو) عام بھی کر دیا کہ سب لوگ آپ A کے (سوگ میں) برابر کے شریک ہیں۔ اگر آپ A نے صبر کا حکم اور نالہ و فریاد سے روکا نہ ہوتا تو ہم آپ A کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کر دیتے اور یہ درد منت پذیر درماں نہ ہوتا اور یہ غم و حزن ساتھ نہ چھوڑتا۔ (پھر بھی یہ) گریہ و بکا اور اندوہ و حزن آپ کی مصیبت کے مقابلہ میں کم ہوتا۔ لیکن موت ایسی چیز ہے کہ جس کا پلٹانا اختیار میں نہیں ہے اور نہ اس کا دور کرنا بس میں ہے۔ میرے ماں باپ آپ A پر نثار ہوں ہمیں بھی اپنے پروردگار کے پاس یاد کیجئے گا اور ہمارا خیال رکھئے گا۔

خطبہ 233

اس میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد اپنی کیفیت اور پھر اُن تک پہنچنے تک کی حالت کا تذکرہ کیا ہے۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ پر روانہ ہوا، اور آپ کے ذکر کے خطوط پر قدم رکھتا ہوا مقام عرج تک پہنچ گیا۔

سید رضی کہتے ہیں کہ یہ ٹکڑا ایک طویل کلام کا جز ہے اور (فاطاذکرہ) ایسا کلام ہے جس میں انتہائی درجہ کا اختصار اور فصاحت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ابتدائے سفر سے لے کر یہاں تک کہ میں اس مقام عرج تک پہنچا برابر آپ A کی اطلاعات مجھے پہنچ رہی تھیں۔ آپؑ نے اس مطلب کو اس عجیب و غریب کنایہ میں ادا کیا ہے۔

خطبہ 234

اعمال بجالاؤ، ابھی جب کہ تم زندگی کی فراخی و وسعت میں ہو اعمال نامے کھلے ہوئے اور توبہ کا دامن پھیلا ہوا ہے۔ اللہ سے رخ پھیر لینے والے کو پکارا جارہا ہے اور گنہگاروں کو امید دلائی جارہی ہے قبل اس کے کہ عمل کی روشنی گل ہو جائے اور مہلت ہاتھ سے جاتی رہے اور مدت ختم ہو جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور ملائکہ آسمان پر چڑھ جائیں چاہیئے کہ انسان خود اپنے واسطے اور زندہ سے مردہ کے لئے اور فانی سے باقی کی خاطر اور جانے والی زندگی سے حیات جاودانی کے لئے نفع و بہبود حاصل کرے وہ انسان جسے ایک مدت تک عمر دی گئی ہے اور عمل کی انجام دہی کیلئے مہلت بھی ملی ہے۔ اُسے اللہ سے ڈرنا چاہیئے مردوہ ہے جو اپنے نفس کو لگام دے کہ اُس کی باگیں چڑھا کر اپنے قابو میں رکھے اور لگام کے ذریعہ اُسے اللہ کی نافرمانیوں سے روکے اور اُسکی باگیں تھام کر اللہ کی اطاعت کیطرف اُسے کھینچ لے جائے۔

خطبہ 235

دونوں ثالثوں (ابوموسیٰ و عمرو ابن عاص) کے بارے میں اور اہل شام کی مذمت میں فرمایا۔

وہ تند خو اوباش اور کمینے ہیں کہ جو ہر طرف سے اکٹھا کر لئے گئے ہیں اور مخلوط النسب لوگوں میں سے چن لئے گئے ہیں۔ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو جہالت کی بناء پر اس قابل ہیں کہ انہیں (ابھی اسلام کے متعلق) کچھ بتایا جائے اور شائستگی سکھائی جائے (اچھائی اور برائی کی تعلیم) دی جائے اور (عمل کی) مشق کرائی جائے اور ان پر کسی نگران کو چھوڑا جائے اور اُن کے ہاتھ پکڑ کر چلایا جائے، نہ تو وہ مہاجر ہیں نہ انصار اور نہ ان لوگوں میں سے ہیں جو مدینہ میں فروکش تھے۔

دیکھو! اہل شام نے تو اپنے لئے ایسے شخص کو منتخب کیا ہے جو ان کے پسندیدہ مقصد کے بہت قریب ہے اور تم نے ایسے شخص کو چنا ہے جو تمہارے ناپسندیدہ مقصد سے انتہائی نزدیک ہے۔ تم کو عبداللہ ابن قیس (ابوموسیٰ) کا کل والا وقت یاد ہوگا (کہ وہ کہتا پھرتا تھا) کہ "یہ جنگ ایک فتنہ ہے لہٰذا اپنی کمانوں کے چلوں کو توڑ دو، اور تلواروں کو نیاموں میں رکھ لو۔" اگر وہ اپنے اس قول میں سچا تھا تو (ہمارے ساتھ) چل کھڑا ہونے میں خطا کار ہے کہ جب اس پر کوئی جبر بھی نہیں اور اگر جھوٹا تھا تو اس پر (تمہیں) بے اعتمادی ہونا چاہیئے لہٰذا عمرو ابن عاص کے دھکیلنے کے لئے عبداللہ ابن عباس کو منتخب کرو۔ ان دنوں کی مہلت غنیمت جانو اور اسلامی (شہروں کی) سرحدوں کو گھیر لو کیا تم اپنے شہروں کو نہیں دیکھتے کہ ان پر حملے ہو رہے ہیں اور تمہاری قوت و طاقت کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔

خطبہ 236

اس میں آل محمدؐ کا ذکر فرمایا۔

وہ علم کے لئے باعث حیات اور جہالت کے لئے سبب مرگ ہیں۔ ان کا حلم ان کے علم کا اور ان کا ظاہر اور ان کے باطن کا اور ان کی خاموشی ان کے کلام

کی حکمتوں کا پتہ دیتی ہے۔ وہ نہ حق کی خلاف ورزی کرتے ہیں نہ اس میں اختلاف پیدا کرتے ہیں۔ وہ اسلام کے ستون اور بچاؤ کا ٹھکانہ ہیں ان کی وجہ سے حق اپنے اصلی مقام پر پلٹ آیا اور باطل اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی۔ انہوں نے دین کو سمجھ کر اور اس پر عمل کر کے اسے پہچانا ہے۔ نہ صرف نقل و سماعت سے اسے جانا ہے۔ یوں تو علم کے راوی بہت ہیں مگر اس پر عمل پیرا ہو کر اس کی نگہداشت کرنے والے کم ہیں۔

خطبہ 237

جن دنوں میں عثمان ابن عفان محاصرہ میں تھے تو عبداللہ ابن عباس ان کی ایک تحریر لے کر امیر المومنینؑ کے پاس آئے جس میں آپؑ سے خواہش کی تھی کہ آپ اپنی جاگیر ینبع کی طرف چلے جائیں تاکہ خلافت کے لئے جو حضرت کا نام پکارا جا رہا ہے اس میں کچھ کمی آ جائے اور وہ ایسی درخواست پہلے بھی کر چکے تھے جس پر حضرت نے ابن عباس سے فرمایا:۔

اے ابن عباس! عثمان تو بس یہ چاہتے ہیں کہ وہ مجھے اپنا شتر آب کش بنا لیں کہ جو ڈول کے ساتھ کبھی آگے بڑھتا ہے اور کبھی پیچھے ہٹتا ہے۔ انہوں نے پہلے بھی یہی پیغام بھیجا تھا کہ میں (مدینہ سے) باہر نکل جاؤں اور اس کے بعد یہ کہلوا بھیجا کہ میں پلٹ آؤں۔ اب پھر وہ پیغام بھیجتے ہیں کہ میں یہاں سے چلا جاؤں (جہاں تک مناسب تھا) میں نے ان کو بچایا، اب تو مجھے ڈر ہے کہ میں (ان کو مدد دینے سے) کہیں گنہگار نہ ہو جاؤں۔

خطبہ 238

خداوند عالم تم سے ادائے شکر کا طلب گار ہے اور تمہیں اپنے اقتدار کا مالک بنایا ہے اور تمہیں اس (زندگی کے) محدود میدان میں مہلت دے رکھی ہے تاکہ سبقت کا انعام حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ کمریں مضبوطی سے کس لو اور دامن گردان لو۔ بلند ہمتی اور دعوتوں کی خواہش ایک ساتھ نہیں چل سکتی۔ رات کی گہری نیندوں کی مہموں میں بڑی کمزوری پیدا کرنے والی ہے اور (اس کی) اندھیاریاں ہمت و جرأت کی یادوں کو بہت مٹا دینے والی ہیں۔

وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ مَصَابِیْحِ الدُّجٰی وَالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا

مکتوب 1

جو مدینہ سے بصرہ کی جانب روانہ ہوتے ہوئے اہل کوفہ کے نام تحریر فرمایا۔

خدا کے بندے علی امیر المومنینؑ کی طرف سے اہل کوفہ کے نام جو مددگاروں میں سربرآوردہ، اور قوم عرب میں بلند نام ہیں۔ میں عثمان کے معاملہ سے تمہیں

اس طرح آگاہ کئے دیتا ہوں، کہ سننے اور دیکھنے میں کوئی فرق نہ رہے۔ لوگوں نے اُن پر اعتراضات کئے تو مہاجرین میں سے ایک میں ایسا تھا جو زیادہ سے زیادہ کوشش کرتا تھا کہ ان کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ ہو، اور شکوہ شکایت بہت کم کرتا تھا۔ البتہ ان کے بارے میں طلحہ و زبیر کی ہلکی سے ہلکی رفتار بھی تند تیز تھی اور ورزم سے نرم آواز بھی سختی و درشتی لئے ہوئے تھی، اور ان پر عائشہ کو بھی بے تحاشہ غصہ تھا۔ چنانچہ ایک گروہ آمادہ ہو گیا اور اُس نے انہیں قتل کر دیا اور لوگوں نے میری بیعت کر لی۔
اس طرح کہ نہ ان پر کوئی زبردستی تھی، اور نہ انہیں مجبور کیا گیا تھا۔ بلکہ انہوں نے رغبت و اختیار سے ایسا کیا۔ اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دار الہجرت (مدینہ) اپنے رہنے والوں سے خالی ہو گیا ہے اور اس کے باشندوں کے قدم وہاں سے اکھڑ چکے ہیں اور وہ دیگ کی طرح ابل رہا ہے اور فتنہ کی چکی چلنے لگی ہے لہذا اپنے امیر کی طرف تیزی سے بڑھو اور اپنے دشمنوں سے جہاد کرنے کے لئے جلدی سے نکل کھڑے ہو۔

مکتوب 2

جو فتح بصرہ کے بعد اہل کوفہ کی طرف تحریر فرمایا۔
خدا تم شہر والوں کو تمہارے نبی کے اہل بیت کی طرف سے بہتر سے بہتر وہ جزا دے، جو اطاعت شعاروں اور اپنی نعمت پر شکر گزاروں کو وہ دیتا ہے تم نے ہماری آواز سنی، اور اطاعت کے لئے آمادہ ہو گئے، اور تمہیں پکارا گیا تو تم لبیک کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔

دستاویز 3

جو آپ نے شریح ابن حارث قاضی کوفہ کے لئے تحریر فرمائی۔
روایت ہے کہ امیر المومنینؑ کے قاضی شریح ابن حارث نے آپ کے دور خلافت میں ایک مکان اسی ۸۰ دینار کو خرید کیا۔ حضرتؑ کو اس کی خبر ہوئی تو انہیں بلوا بھیجا اور فرمایا، مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے ایک مکان اسی ۸۰ دینار کو خرید کیا ہے اور دستاویز بھی تحریر کی ہے اور اس پر گواہوں کی گواہی بھی ڈلوائی ہے؟ شریح نے کہا کہ جی ہاں یا امیر المومنینؑ ایسا ہوا تو ہے۔ (راوی کہتا ہے)
اس پر حضرتؑ نے انہیں غصہ کی نظر سے دیکھا اور فرمایا، دیکھو! بہت جلدی وہ (ملک الموت) تمہارے پاس آ جائے گا جو نہ تمہاری دستاویز دیکھے گا، اور نہ تم سے گواہوں کو پوچھے گا، اور وہ تمہارا بوریا بستر بندھوا کر یہاں سے نکال باہر کرے گا، اور قبر میں اکیلا چھوڑ دے گا اے شریح دیکھو! ایسا تو نہیں کہ تم نے اس گھر کو دوسرے کے مال سے خریدا ہو، یا حرام کی کمائی سے قیمت ادا کی ہو۔ اگر ایسا ہوا تو سمجھ لو کہ تم نے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی۔ دیکھو اس کی خریداری کے وقت تم میرے پاس آئے ہوتے تو میں اُس وقت تمہارے لئے ایک ایسی دستاویز لکھ دیتا، کہ تم ایک درہم بلکہ اس سے کم کو بھی اس گھر کے خریدنے کو تیار نہ ہوتے۔

وہ دستاویز یہ ہے:۔

یہ وہ ہے جو ایک ذلیل بندے نے ایک ایسے بندے سے کہ جو سفر آخرت کے لئے پا در رکاب ہے خرید کیا ہے۔ ایک ایسا گھر کہ جو دنیائے پرفریب میں مرنے والوں کے محلے اور ہلاک ہونے والوں کے خطہ میں واقع ہے جس کے حدود اربعہ یہ ہیں پہلی حد آفتوں کے اسباب سے متصل ہے، دوسری حد مصیبتوں کے اسباب سے ملی ہوئی ہے اور تیسری حد ہلاک کرنے والی نفسانی خواہشوں تک پہنچتی ہے اور چوتھی حد گمراہ کرنے والے شیطان سے تعلق رکھتی ہے اور اسی حد میں اس کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس فریب خوردہ امید و آرزو نے اس شخص سے کہ جسے موت دھکیل رہی ہے اس گھر کو خریدا ہے اس قیمت پر کہ اُس نے قناعت کی عزت سے ہاتھ اٹھایا اور طلب و خواہش کی ذلت میں جا پڑا۔ اب اگر اس سودے میں خریدار کو کوئی نقصان پہنچے تو بادشاہوں کے جسم کو تہ و بالا کرنے والے گردن کشوں کی جان لینے والے اور کسریٰ، قیصر اور تبع وحمیر ایسے فرمانرواؤں کی سلطنتیں الٹ دینے والے، اور مال سمیٹ سمیٹ کر اُسے بڑھانے او نچے اونچے محل بنانے سنوارنے انہیں فرش سے سجانے اور اولاد کے خیال سے ذخیرے فراہم کرنے اور جاگیریں بنانے والوں سے سب کچھ چھین لینے والے کے ذمہ ہے کہ وہ ان سب کو لے جا کر حساب و کتاب کے موقف اور عذاب و ثواب کے محل میں کھڑا کرے۔ اس وقت کہ جب حق و باطل کا دوٹوک فیصلہ ہوگا اور باطل والے وہاں خسارے میں رہیں گے۔

گواہ شد بر ایں عقل: جب خواہشوں کے بندھن سے الگ اور دنیا کی وابستگیوں سے آزاد ہو۔

مکتوب 4

ایک سالار لشکر کے نام:

اگر وہ اطاعت کی چھاؤں میں پلٹ آئیں تو یہ تو ہم چاہتے ہی ہیں، اور اگر ان کی تانیں بس بغاوت اور نافرمانی ہی پر ٹوٹیں، تو تم فرمانبرداروں کو لے کر نافرمانوں کی طرف اٹھ کھڑے ہو، اور جو تمہارا ہمنوا ہو کر تمہارے ساتھ ہے اُس کے ہوتے ہوئے منہ موڑنے والوں کی پروا نہ کرو۔ کیونکہ جو بددلی سے ساتھ ہو اُس کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے، اور اس کا بیٹھے رہنا اُس کے اٹھ کھڑے ہونے سے زیادہ مفید ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔

مکتوب 5

اشعث ابن قیس والی آذربائیجان کے نام:

یہ عہدہ تمہارے لئے کوئی آزوقہ نہیں ہے بلکہ وہ تمہاری گردن میں ایک امانت کا پھندا ہے اور تم اپنے حکمران بالا کی طرف سے حفاظت پر مامور ہو۔ تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ رعیت کے معاملہ میں جو چاہو کر گزرو۔ خبردار! کسی مضبوط دلیل کے بغیر کسی بڑے کام میں ہاتھ نہ ڈالا کرو۔ تمہارے ہاتھوں میں خدائے بزرگ و برتر

کے اموال میں سے ایک مال ہے اور تم اس وقت تک اسکے خزانچی ہو جب تک میرے حوالے نہ کردو، بہر حال میں غالباً تمہارے لئے بُرا حکمران نہیں ہوں۔ والسلام۔

مکتوب 6

معاویہ ابن ابی سفیان کے نام:

جن لوگوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی، انہوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت کی جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی بناء پر جو حاضر ہے اُسے پھر نظر ثانی کا حق نہیں، اور جو بروقت موجود نہ ہو، اُسے رد کرنے کا اختیار نہیں اور شوریٰ کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے، وہ اگر کسی پر ایکا کرلیں اور اُسے خلیفہ سمجھ لیں تو اُسی میں اللہ کی رضا و خوشنودی سمجھی جائیگی۔ اب جو کوئی اس کی شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہے الگ ہو جائے تو اُسے وہ سب اُسی طرف واپس لائیں گے، جدھر سے وہ منحرف ہوا ہے اور اگر انکار کرے تو اُس سے لڑیں کیونکہ وہ مومنوں کے طریقے سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہولیا ہے اور جدھر وہ پھر گیا ہے اللہ بھی اُسے اُدھر ہی پھیر دے گا۔

اے معاویہ! میری جان کی قسم اگر تم اپنی نفسانی خواہشوں سے دور ہو کر عقل سے دیکھو، تو سب لوگوں سے زیادہ مجھے عثمان کے خون سے بری پاؤ گے۔ مگر یہ کہ تم بہتان باندھ کر کھلی ہوئی چیزوں پر پردہ ڈالنے لگو۔ والسلام۔

مکتوب 7

معاویہ ابن ابی سفیان کے نام:

تمہارا بے جوڑ نصیحتوں کا پلندہ اور بنایا سنوارا ہوا خط میرے پاس آیا جسے گمراہی کی بناء پر تم نے لکھا اور اپنی بے عقلی کی وجہ سے بھیجا۔ یہ ایک ایسے شخص کا خط ہے کہ جسے نہ روشنی نصیب ہے کہ اسے سیدھی راہ دکھائے، اور نہ کوئی رہبر ہے کہ اسے صحیح راستے پر ڈالے۔ جسے نفسانی خواہش نے پکارا تو وہ لبیک کہہ کر اٹھا اور گمراہی نے اسکی رہبری کی تو وہ اسکے پیچھے ہولیا اور یاوہ گوئی کرتے ہوئے اول فول بکنے لگا، اور بے راہ ہوتے ہوئے بھٹک گیا۔

اس مکتوب کا ایک حصہ یہ ہے: کیونکہ یہ بیعت ایک ہی دفعہ ہوتی ہے نہ پھر اس میں نظر ثانی کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ پھر سے چناؤ ہو سکتا ہے۔ اس سے منحرف ہونے والا نظام اسلامی پر معترض قرار پاتا ہے اور غور و تامل سے کام لینے والا منافق سمجھا جاتا ہے۔

مکتوب 8

جب جریر ابن عبد اللہ بجلی کو معاویہ کی طرف روانہ کیا اور انہیں پلٹنے میں تاخیر ہوئی تو انہیں تحریر فرمایا:

میرا خط ملتے ہی معاویہ کو دوٹوک فیصلے پر آمادہ کرو، اور اُسے کسی آخری اور قطعی رائے کا پابند بناؤ اور دو باتوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے پر مجبور کرو، کہ گھر سے بے گھر کر دینے والی جنگ یا رسوا کرنے والی صلح۔ اگر وہ جنگ کو اختیار کرے تو تمام تعلقات اور گفت و شنید ختم کر دو، اور اگر صلح چاہے تو اس سے بیعت لے لو۔ والسلام۔

مکتوب 9

معاویہ کے نام:

ہماری قوم (قریش) نے ہمارے نبی کو قتل کرنے اور ہماری جڑ اکھاڑ پھینکنے کا ارادہ کیا اور ہمارے لئے غم و اندوہ کے سروسامان کئے، اور بُرے سے بُرے برتاؤ ہمارے ساتھ روا رکھے۔ ہمیں آرام و راحت سے روک دیا اور مستقل طور پر خوف و دہشت سے دوچار کر دیا اور ایک سنگلاخ و ناہموار پہاڑ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا اور ہمارے لئے جنگ کی آگ بھڑکا دی۔ مگر اللہ نے ہماری ہمت باندھی کہ ہم پیغمبر کے دین کی حفاظت کریں اور اُن کے دامن حرمت پر آنچ نہ آنے دیں۔ ہمارے مومن ان سختیوں کی وجہ سے ثواب کے امیدوار تھے، اور کافر قرابت کی بناء پر حمایت ضروری سمجھتے تھے اور قریش میں سے جو لوگ ایمان لائے تھے وہ ہم پر آنے والی مصیبتوں سے کوسوں دور تھے۔ اس عہد و پیمان کی وجہ سے جو ان کی حفاظت کو اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ لہٰذا وہ قتل سے محفوظ تھے اور رسالت مآب کا یہ طریقہ تھا کہ جب جنگ کے شعلے بھڑکتے تھے اور لوگوں کے قدم پیچھے ہٹنے لگتے تھے تو پیغمبر اپنے اہل بیت کو آگے بڑھا دیتے تھے اور یوں انہیں سینہ سپر بنا کر اصحاب کو نیزہ و شمشیر کی مار سے بچا لے جاتے تھے۔ چنانچہ عبیدہ ابن حارث بدر میں، حمزہ اُحد میں اور جعفر جنگ موتہ میں شہید ہو گئے ایک اور شخص نے بھی کہ اگر میں چاہوں تو اس کا نام لے سکتا ہوں انہیں لوگوں کی طرح شہید ہونا چاہا لیکن اُن کی عمریں جلد پوری ہو گئیں اور اس کی موت پیچھے جا پڑی۔ اس زمانہ (کج رفتار) پر حیرت ہوتی ہے کہ میرے ساتھ ایسوں کا نام لیا جاتا ہے جنہوں نے میدان سعی میں میری سی تیزگامی کبھی نہیں دکھائی اور نہ اُن کے لئے میرے ایسے دیرینہ اسلامی خدمات ہیں۔ ایسے خدمات کہ جن کی مانند کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ مگر یہ کہ کوئی مدعی ایسی چیز کا دعوے کر بیٹھے کہ جسے میں نہیں جانتا ہوں اور میں نہیں سمجھتا کہ اللہ اُسے جانتا ہو گا (یعنی کچھ ہو تو وہ جانے) بہر حال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

اے معاویہ! تمہارا یہ مطالبہ جو ہے کہ میں عثمان کے قاتلوں کو تمہارے حوالے کر دوں تو میں نے اس کے ہر پہلو پر غور و فکر کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ انہیں

تمہارے یا تمہارے علاوہ کسی اور کے حوالے کرنا میرے اختیار سے باہر ہے، اور میری جان کی قسم! اگر تم اپنی گمراہی اور انتشار پسندی سے باز نہ آئے تو بہت جلدی انہیں پہچان لو گے کہ وہ خود تمہیں ڈھونڈتے ہوئے آئیں گے اور تمہیں جنگلوں، دریاؤں، پہاڑوں اور میدانوں میں اُن کے ڈھونڈنے کی زحمت نہ دیں گے۔ مگر یہ ایک ایسا مطلوب ہوگا جس کا حصول تمہارے لئے ناگواری کا باعث ہوگا اور وہ آنے والے ایسے ہوں گے جن کی ملاقات تمہیں خوش نہ کرے گی۔ سلام اُس پر جو سلام کے لائق ہو۔

مکتوب 10

معاویہ کی طرف

تم اس وقت کیا کرو گے جب دنیا کے یہ لباس جن میں لپٹے ہوئے ہو تم سے اُتر جائیں گے۔ یہ دنیا جو اپنی سج دھج کی جھلک دکھاتی اور اپنے حظ و کیف سے ورغلاتی ہے جس نے تمہیں پکارا تو تم نے لبیک کہی۔ اُس نے تمہیں کھینچا تو تم اُس کے پیچھے ہو لئے اور اُس نے تمہیں حکم دیا تو تم نے اُس کی پیروی کی۔ وہ وقت دور نہیں کہ بتانے والا تمہیں ان چیزوں سے آگاہ کرے کہ جن سے کوئی سپر تمہیں بچا نہ سکے گی۔ لہٰذا اس دعوے سے باز آ جاؤ حساب و کتاب کا سرو سامان کرو، اور آنے والی موت کے لئے تیار ہو جاؤ، اور گمراہیوں کی باتوں پر کان نہ دھرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر میں تمہاری غفلتوں پر (جھنجھوڑ کر) تمہیں متنبہ کروں گا۔ تم عیش و عشرت میں پڑے ہو۔ شیطان نے تم میں اپنی گرفت مضبوط کر لی ہے وہ تمہارے بارے میں اپنی آرزوئیں پوری کر چکا ہے اور تمہارے اندر روح کی طرح سرایت کر گیا ہے اور خون کی طرح (رگ و پے میں) دوڑ رہا ہے۔

اے معاویہ! بھلا تم لوگ (اُمیّہ کی اولاد) کب رعیت پر حکمرانی کی صلاحیت رکھتے تھے اور کب اُمّت کے اُمور کے والی و سرپرست تھے؟ بغیر کسی پیش قدمی اور بغیر کسی بلند عزت و منزلت کے ہم دیرینہ بدبختیوں کے گھر کر لینے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ میں اس چیز پر تمہیں متنبہ کئے دیتا ہوں کہ تم ہمیشہ آرزوؤں کے فریب پر فریب کھاتے ہو، اور تمہارا ظاہر باطن سے جدا رہتا ہے۔

تم نے مجھے جنگ کے لئے للکارا ہے تو ایسا کرو کہ لوگوں کو ایک طرف کر دو اور خود (میرے مقابلے میں) باہر نکل آؤ۔ دونوں فریق کو کشت و خون سے معاف کر دو تاکہ پتہ چل جائے کہ کس کے دل پر زنگ کی تہیں چڑھی ہوئی اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ میں (کوئی اور نہیں) وہی ابوالحسن ہوں کہ جس نے تمہارے نانا، تمہارے ماموں اور تمہارے بھائی کے پرخچے اڑا کر بدر کے دن مارا تھا۔ وہی تلوار اب بھی میرے پاس ہے اور اُسی دل گردے کے ساتھ اب بھی دشمن سے مقابلہ کرتا ہوں۔ نہ میں نے کوئی دین بدلا ہے، نہ کوئی نیا نبی کھڑا کیا ہے اور میں بلاشبہ اُسی شاہراہ پر ہوں جسے تم نے اپنے اختیار سے چھوڑ رکھا تھا اور پھر بہ مجبوری اس میں داخل ہوئے اور تم ایسا

ظاہر کرتے ہو کہ تم خون عثمان کا بدلہ لینے کو اٹھے ہو حالانکہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ان کا خون کس کے سر ہے۔ اگر واقعی بدلہ ہی لینا منظور ہے تو انہی سے لو۔
اب اتو وہ (آنے والا) منظر میری آنکھوں میں پھر رہا ہے کہ جب جنگ تمہیں دانتوں سے کاٹ رہی ہوگی اور تم اس طرح جلبلاتے ہو گے جس طرح بھاری بوجھ سے اونٹ بلبلاتے ہیں اور تمہاری جماعت تلواروں کی تابڑ توڑ مار، سر پر منڈلانے والی قضا اور کشتوں کے پشتے لگ جانے سے گھبرا کر مجھے کتاب خدا کی طرف دعوت دے رہی ہوگی۔ حالانکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کافر اور حق کے منکر ہیں یا بیعت کے بعد اسے توڑ دینے والے ہیں۔

ہدایت 11

دشمن کی طرف بھیجے ہوئے ایک لشکر کو یہ ہدایتیں فرمائیں۔

جب اتم دشمن کی طرف بڑھو یا دشمن تمہاری طرف بڑھے، تو تمہارا پڑاؤ ٹیلوں کے آگے یا پہاڑ کے دامن میں، یا نہروں کے موڑ میں ہونا چاہیے تاکہ یہ چیز تمہارے لئے پشت پناہی اور روک کا کام دے، اور جنگ بس ایک طرف یا (زائد سے زائد دو طرف سے ہو) اور پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں کی بلند سطحوں پر دیدبانوں کو بٹھا دو تا کہ دشمن کسی کھٹکے کی جگہ سے یا اطمینان والی جگہ سے (اچانک) نہ آپڑے اور اس کو جانے رہو کہ فوج کا ہر اول دستہ فوج کا خبر رساں ہوتا ہے اور ہر اوّل دستے کو اطلاعات ان مخبروں سے حاصل ہوتی ہیں (لوگ آگے بڑھ کر سراغ لگاتے ہیں) دیکھو تتر بتر ہونے سے بچے رہو، اترو تو ایک ساتھ اترو، اور کوچ کرو تو ایک ساتھ کرو، اور جب رات تم پر چھا جائے تو نیزوں کو (اپنے گرد) گاڑ کر ایک دائرہ سا بنا لو، اور صرف اونگھ لینے اور ایک آدھ جھپکی لے لینے کے سوا نیند کا مزہ نہ چکھو۔

ہدایت 12

جب معقل ابن قیس ریاحی کو تین ہزار کے ہر اول دستہ کے ساتھ شام روانہ کیا تو یہ ہدایت فرمائی۔

اس اللہ سے ڈرتے رہنا جس کے روبرو پیش ہونا لازمی ہے، اور جس کے علاوہ تمہارے لئے کوئی اور آخری منزل نہیں جو تم سے جنگ کرے۔ اس کے سوا کسی سے جنگ نہ کرنا اور صبح و شام کے ٹھنڈے وقت سفر کرنا اور دوپہر کے وقت لوگوں کو ستانے اور آرام کرنے کا موقعہ دینا، آہستہ چلنا اور شروع رات میں سفر نہ کرنا، کیونکہ اللہ تعالٰی نے رات سکون کیلئے بنائی ہے اور اسے قیام کرنے کیلئے رکھا ہے، نہ سفر و راہ پیمائی کے لئے۔ اس میں اپنے بدن اور اپنی سواری کو آرام پہنچاؤ، اور جب جان لو کہ سپیدہ سحر پھیلنے اور پو پھوٹنے لگی ہے تو اللہ کی برکت پر چل کھڑے ہونا۔ جب دشمن کا سامنا ہو تو اپنے ساتھیوں کے درمیان ٹھہرو اور دیکھو! دشمن کے اتنے قریب نہ پہنچ جاؤ کہ جیسے کوئی جنگ چھیڑنا ہی چاہتا ہے اور نہ اتنے دور ہٹ کر رہو جیسے کوئی لڑائی سے خوفزدہ ہو، اس وقت تک کہ جب تک میرا حکم تم تک پہنچے اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ اُن کی عداوت تمہیں اس پر آمادہ کر دے کہ تم حق کی دعوت دینے اور اُن پر حجت تمام کرنے سے پہلے ان سے جنگ کرنے لگو۔

مکتوب 13

فوج کے دو سرداروں کے نام:

میں نے مالک ابن حارث اشتر کو تم پر اور تمہارے ماتحت لشکر پر امیر مقرر کیا ہے۔ لہٰذا ان کے فرمان کی پیروی کرو اور انہیں اپنے لئے زرہ اور ڈھال سمجھو، کیونکہ وہ اُن لوگوں میں سے ہیں جن سے کمزوری ولغزش کا اور جہاں جلدی کرنا تقاضائے ہوشمندی ہو وہاں سستی کا، اور جہاں ڈھیل کرنا مناسب ہو وہاں جلد بازی کا اندیشہ نہیں۔

ہدایت 14

صفین میں دشمن کا سامنا کرنے سے پہلے اپنے لشکر کو ہدایت فرمائی۔

جب تک وہ پہل نہ کریں، تم اُن سے جنگ نہ کرنا، کیونکہ تم بحمد للہ دلیل و حجت رکھتے ہو، اور تمہارا انہیں چھوڑ دینا کہ "وہی پہل کریں" یہ اُن پر دوسری حجت ہوگی۔ خبردار! جب دشمن (منہ کی کھا کر) میدان چھوڑ بھاگے، تو کسی پیٹھ پھرانے والے کو قتل نہ کرنا۔ کسی بے دست وپا پر ہاتھ نہ اٹھانا۔ کسی زخمی کی جان نہ لینا اور عورتوں کو اذیت پہنچا کر نہ ستانا چاہئے۔ وہ تمہاری عزت وآبرو پر گالیوں کے ساتھ حملہ کریں اور تمہارے افسروں کو گالیاں دیں، کیونکہ ان کی قوتیں ان کی جانیں اور اُن کی عقلیں کمزور وضعیف ہوتی ہیں۔ ہم (پیغمبر کے زمانہ میں بھی) مامور تھے کہ ان سے کوئی تعرض نہ کریں۔ حالانکہ وہ مشرک ہوتی تھیں۔ اگر جاہلیت میں بھی کوئی دشمن کسی عورت کو پتھر یا لاٹھی سے گزند پہنچاتا تھا تو اُس کو اور اسکے بعد کی پشتوں کو مطعون کیا جاتا تھا۔

ہدایت 15

جب لڑنے کے لئے دشمن کے سامنے آتے تھے تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے تھے۔

بارالٰہا! دل تیری طرف کھنچ رہے ہیں، گردنیں تیری طرف اٹھ رہی ہیں۔ آنکھیں تجھ پر لگی ہوئی ہیں، قدم حرکت میں آ چکے ہیں اور بدن لاغر پڑ چکے ہیں۔

بارالٰہا! چھپی ہوئی عداوتیں اُبھر آئی ہیں اور کینہ وعناد کی دیگیں جوش کھانے لگی ہیں۔

خداوندا ہم تجھ سے اپنے نبی A کے نظروں سے اوجھل ہو جانے، اپنے دشمنوں کے بڑھ جانے اور اپنی خواہشوں میں تفرقہ پڑ جانے کا شکوہ کرتے ہیں۔ پروردگار تو ہی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچائی کیساتھ فیصلہ کر اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالا ہے۔

ھدایت 16

جنگ کے موقع پر اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے۔

وہ پسپائی کہ جس کے بعد پلٹنا ہو، اور وہ اپنی جگہ سے ہٹنا جس کے بعد حملہ مقصود ہو، تمہیں گراں نہ گزرے، تلواروں کا حق ادا کرو، اور پہلوؤں کے بل گرنے والے (دشمنوں) کے لئے میدان تیار رکھو۔ سخت نیزہ لگانے اور تلواروں کا بھرپور ہاتھ چلانے کے لئے اپنے کو آمادہ کرو۔ آوازوں کو دبا لو کہ اس سے بودا پن قریب نہیں بھٹکتا۔

اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو چیرا اور جاندار چیزوں کو پیدا کیا، وہ لوگ اسلام نہیں لائے تھے بلکہ اطاعت کر لی تھی، اور دلوں میں کفر کو چھپائے رکھا تھا۔ اب جبکہ یار و مددگار مل گئے تو اُسے ظاہر کر دیا۔

مکتوب 17

معاویہ کے خط کے جواب میں!

تمہارا یہ مطالبہ کہ میں شام کا علاقہ تمہارے حوالے کر دوں، تو میں آج وہ چیز تمہیں دینے سے رہا کہ جس سے کل انکار کر چکا ہوں اور تمہارا یہ کہنا کہ جنگ نے عرب کو کھا ڈالا ہے اور آخری سانسوں کے علاوہ اس میں کچھ نہیں رہا تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جسے حق نے کھایا ہے وہ جنت کو سدھارا ہے اور جسے باطل نے لقمہ بنایا ہے وہ دوزخ میں جا پڑا ہے۔ رہا یہ دعویٰ کہ ہم فن جنگ اور کثرت تعداد میں برابر برابر کے ہیں تو یاد رکھو کہ تم شک میں اتنے سرگرم عمل نہیں ہو سکتے جتنا میں یقین پر قائم رہ سکتا ہوں۔ اور اہل شام دنیا پر اتنے مرمٹے ہوئے نہیں جتنا اہل عراق آخرت پر جان دینے والے ہیں اور تمہارا یہ کہنا کہ ہم عبد مناف کی اولاد ہیں تو ہم بھی ایسے ہی ہیں۔ مگر امیہ ہاشم کے اور حرب عبد المطلب کے اور ابو سفیان ابو طالب کے برابر نہیں ہیں۔ (فتح مکہ کے بعد) چھوڑ دیا جانے والا مہاجر کا ہم مرتبہ نہیں۔ اور الگ سے نتھی کیا ہوا روشن و پاکیزہ نسب والے کے مانند نہیں اور غلط کار حق کے پرستار کا ہم پلہ نہیں۔ اور منافق مومن کا ہم درجہ نہیں ہے۔ کتنی بُری نسل وہ نسل ہے جو جہنم میں گر چکنے والے اسلاف کی ہی پیروی کر رہی ہے۔

پھر اس کے بعد ہمیں نبوت کا بھی شرف حاصل ہے کہ جس کے ذریعے ہم نے طاقتور کو کمزور، اور پست کو بلند و بالا کر دیا اور جب اللہ نے عرب کو اپنے دین میں جوق در جوق داخل کیا اور امت اپنی خوشی سے یا ناخوشی سے اسلام لے آئی تو تم وہ لوگ تھے کہ جو لالچ یا ڈر سے اسلام لائے، اس وقت کہ جب سبقت کرنے والے سبقت حاصل کر چکے تھے اور مہاجرین اولین فضل و شرف کو لے چکے تھے۔ (سنو) شیطان کا اپنے میں ساجھا نہ رکھو اور نہ اُسے اپنے اوپر چھا جانے دو۔

مکتوب 18

والیٔ بصرہ عبداللہ ابن عباس کے نام۔

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بصرہ وہ جگہ ہے جہاں شیطان اُترتا ہے اور فتنے سر اٹھاتے ہیں۔ یہاں کے باشندوں کو حسن سلوک سے خوش رکھو، اور اُن کے دلوں سے خوف کی گرہیں کھول دو۔ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم بنی تمیم سے درشتی کے ساتھ پیش آتے ہو، اور اُن پر سختی روا رکھتے ہو۔ بنی تمیم تو وہ ہیں کہ جب بھی ان کا کوئی ستارہ ڈوبتا ہے تو اُس کی جگہ دوسرا اُبھر آتا ہے اور جاہلیت اور اسلام میں کوئی اُن سے جنگ جوئی میں بڑھ نہ سکا۔ اور پھر انہیں ہم سے قرابت کا لگاؤ اور عزیز داری کا تعلق بھی ہے کہ اگر ہم اس کا خیال رکھیں گے تو اجر پائیں گے اور اس کا لحاظ نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ دیکھو ابن عباس! خدا تم پر رحم کرے۔ (رعیت کے بارے میں) تمہارے ہاتھ اور زبان سے جو اچھائی اور برائی ہونے والی ہو، اُس میں جلد بازی نہ کیا کرو۔ کیونکہ ہم دونوں اس (ذمہ داری) میں برابر کے شریک ہیں۔ تمہیں اس حسنِ ظن کے مطابق ثابت ہونا چاہئے جو مجھے تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے بارے میں میری رائے غلط ثابت نہ ہونا چاہئے۔ والسلام۔

مکتوب 19

ایک عامل کے نام!

تمہارے شہر کے زمینداروں نے تمہاری سختی، سنگدلی، تحقیر آمیز برتاؤ، اور تشدد کے رویہ کی شکایت کی ہے۔ میں نے غور کیا تو وہ شرک کی وجہ سے اس قابل تو نظر نہیں آتے کہ انہیں نزدیک کر لیا جائے، اور معاہدہ کی بناء پر انہیں دور پھینکا اور دھتکارا بھی نہیں جا سکتا۔ لہٰذا اُن کے لئے نرمی کا ایسا شعار اختیار کرو جس میں کہیں کہیں سختی کی بھی جھلک ہو، اور کبھی سختی کر لو اور کبھی نرمی برتو، اور قرب و بعد اور نزدیکی و دوری کو سمو کر بین بین راستہ اختیار کرو۔ انشاءاللہ۔

مکتوب20

زیاد ابن ابیہ کے نام:

جب کہ عبداللہ ابن عباس بصرہ، نواحی اہواز اور فارس و کرمان پر حکمران تھے اور یہ بصرہ میں ان کا قائم مقام تھا۔

میں اللہ کی سچی قسم کھاتا ہوں کہ اگر مجھے یہ پتہ چل گیا کہ تم نے مسلمانوں کے مال میں خیانت کرتے ہوئے کسی چھوٹی یا بڑی چیز میں ہیر پھیر کیا ہے تو یاد رکھو کہ میں ایسی مار ماروں گا کہ جو تمہیں تہی دست، بوجھل پیٹھ والا اور بے آبرو کر کے چھوڑے گی۔ والسلام!

مکتوب 21

زیاد ابن ابیہ کے نام:

میانہ روی اختیار کرتے ہوئے فضول خرچی سے باز آؤ، آج کے دن کل کو بھول نہ جاؤ۔ صرف ضرورت بھر کے لئے مال روک کر باقی محتاجی کے دن کیلئے آگے بڑھاؤ۔

کیا تم یہ آس لگائے بیٹھے ہو کہ اللہ تمہیں عجز و انکساری کرنے والوں کا اجر دے گا؟ حالانکہ تم اس کے نزدیک متکبروں میں سے ہو؟ اور یہ طمع رکھتے ہو کہ وہ خیرات کرنے والوں کا ثواب تمہارے لئے قرار دے گا؟ حالانکہ تم عشرت سامانیوں میں لوٹ رہے ہو، اور بیکسوں اور بیواؤں کو محروم کر رکھا ہے۔ انسان اپنے ہی کئے کی جزا پاتا ہے اور جو آگے بھیج چکا ہے وہی آگے بڑھ کر پائے گا۔ والسلام۔

مکتوب 22

عبد اللہ ابن عباس کے نام:

عبد اللہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ جتنا فائدہ میں نے اس کلام سے حاصل کیا ہے، اتنا پیغمبر A کے کلام کے بعد کسی کلام سے حاصل نہیں کیا۔

انسان کو کبھی ایسی چیز کا پالینا خوش کرتا ہے جو اُس کے ہاتھوں میں جانے والی ہوتی ہی نہیں اور کبھی ایسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا اُسے غمگین کر دیتا ہے جو اُسے حاصل ہونے والی ہوتی ہی نہیں۔ یہ خوشی اور غم بیکار ہیں۔ تمہاری خوشی صرف آخرت کی حاصل کی ہوئی چیزوں پر ہونا چاہئے اور اس میں سے کوئی چیز جاتی رہے اُس پر رنج ہونا چاہئے اور جو چیز دنیا سے پالو اس پر زیادہ خوش نہ ہو اور جو چیز اس سے جاتی رہے اُس پر بیقرار ہو کر افسوس کرنے نہ لگو بلکہ تمہیں موت کے پیش آنے والے حالات کی طرف اپنی توجہ موڑنا چاہئے۔

وصیت 23

جب ابن ملجم نے آپ کے سر اقدس پر ضرب لگائی تو انتقال سے کچھ پہلے آپ نے بطور وصیت ارشاد فرمایا

تم لوگوں سے میری وصیت ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا، اور محمد A کی سنت کو ضائع و برباد نہ کرنا، ان دونوں ستونوں کو قائم کیے رہنا۔ اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھنا۔ بس پھر برائیوں نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا۔ میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لئے (سراپا) عبرت ہوں اور کل کو تمہارا ساتھ چھوڑ دوں گا۔ اگر

میں زندہ رہا تو مجھے اپنے خون کا اختیار ہوگا اور اگر مر جاؤں تو موت میری وعدہ گاہ ہے۔ اگر معاف کر دوں تو یہ میرے لئے رضائے الٰہی کا باعث ہے اور وہ تمہارے لئے بھی نیکی ہوگی۔ "کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے" خدا کی قسم یہ موت کا ناگہانی حادثہ ایسا نہیں ہے کہ میں اُسے ناپسند جانتا ہوں۔ میری مثال بس اس شخص کی سی ہے جو رات بھر پانی کی تلاش میں چلے اور صبح ہوتے چشمہ پر پہنچ جائے اور اس ڈھونڈنے والے کی مانند ہوں جو مقصد کو پالے اور جو اللہ کے یہاں ہے وہی نیکوکاروں کے لئے بہتر ہے۔

"سید رضی کہتے ہیں کہ اس کلام کا کچھ حصہ خطبات میں گزر چکا ہے۔ مگر یہاں کچھ اضافہ تھا۔ جس کی وجہ سے دوبارہ درج کرنا ضروری ہوا۔"

وصیت 24

حضرت کی وصیت اس امر کے متعلق کہ آپ کے اموال میں کیا عمل درآمد ہوگا۔ اُسے صفین سے پلٹنے کے بعد تحریر فرمایا۔

یہ وہ ہے جو خدا کے بندے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے اموال (اوقاف) کے بارے میں حکم دیا ہے محض اللہ کی رضا جوئی کیلئے تاکہ وہ اُس کی وجہ سے مجھے جنت میں داخل کرے اور امن و آسائش عطا فرمائے۔

اس وصیت کا ایک حصہ یہ ہے حسنؑ ابن علیؑ اس کے متولی ہوں گے جو اس مال سے مناسب طریقہ پر روزی لیں گے اور اُمور خیر میں صرف کریں گے۔ اگر حسنؑ کو کچھ ہو جائے اور حسینؑ زندہ ہوں تو وہ اُن کے بعد اس کو سنبھال لیں گے۔ اور انہی کی راہ پر چلائیں گے۔ علیؑ کے اوقاف میں جتنا حصہ فرزندانِ علیؑ کا ہے اتنا ہی اولادِ فاطمہ کا ہے۔ بے شک میں نے صرف اللہ کی رضا مندی، رسول کے تقرب، اُن کی عزت و حرمت کے اعزاز اور اُن کی قرابت کے احترام کے پیشِ نظر اس کی تولیت فاطمہؑ کے دونوں فرزندوں سے مخصوص کی ہے اور جو اس جائیداد کا متولی ہو اُس پر یہ پابندی عائد ہوگی کہ وہ مال کو اس کی اصلی حالت پر رہنے دے اور اُس کے پھلوں کو ان مصارف میں۔ جن کے متعلق ہدایت کی گئی ہے تصرف میں لائے اور یہ کہ وہ اُن دیہاتوں کے نخلستانوں کی نئی پود کو فروخت نہ کرے یہاں تک کہ ان دیہاتوں کی زمین کا ان نئے درختوں کے جم جانے سے عالم ہی دوسرا ہو جائے اور وہ کنیزیں جو میرے تصرف میں ہیں اُن میں سے جس کی گود میں بچہ ہے یا پیٹ میں ہے تو وہ بچے کے حق میں روک لی جائے گی اور اُس کے حصہ میں شمار ہوگی۔ پھر اگر بچہ مر بھی جائے اور وہ زندہ ہو تو بھی وہ آزاد ہوگی۔ اس سے غلامی چھوٹ گئی ہے اور آزادی اُسے حاصل ہو چکی ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ اس وصیت میں حضرت کا ارشاد ان لا یبیع من نخلها و دیہ میں ودیہ کے معنی کھجور کے چھوٹے درخت کے ہیں اور اس کی جمع ودی آتی ہے اور آپ کا یہ ارشاد حتی تشکل ارضها غراسا (زمین درختوں کے جم جانے سے مشتبہ ہو جائے) اس سے مراد یہ ہے کہ جب زمین میں کھجوروں کے

چیز کثرت سے آگے آتے ہیں تو دیکھنے والے نے جس صورت میں اُسے پہلے دیکھا تھا، اب دوسری صورت میں دیکھنے کی وجہ سے اُسے اشتباہ ہو جائے گا، اور اُسے دوسری زمین خیال کرے گا۔

وصیت 25

جن کارندوں کو زکوٰۃ و صدقات کے وصول کرنے پر مقرر کرتے تھے، اُن کے لئے یہ ہدایت نامہ تحریر فرماتے تھے اور ہم نے اُس کے چند ٹکڑے یہاں پر اس لئے درج کئے ہیں کہ معلوم ہو جائے کہ آپ ہمیشہ حق کے ستون کھڑے کرتے تھے اور ہر چھوٹے بڑے اور پوشیدہ و ظاہر اُمور میں عدل کے نمونے قائم فرماتے تھے۔

اللہ وحدہٗ لاشریک کا خوف دل میں لیے ہوئے چل کھڑے ہو، اور دیکھو کسی مسلمان کو خوفزدہ نہ کرنا اور اس (کے املاک) پر اس طرح سے نہ گزرنا کہ اُسے ناگوار گزرے اور جتنا اس کے مال میں اللہ کا حق نکلتا ہو اُس سے زائد نہ لینا۔ جب کسی قبیلے کی طرف جانا تو لوگوں کے گھروں میں گھسنے کے بجائے پہلے ان کے کنوؤں پر جا کر اُترنا۔ پھر سکون و وقار کے ساتھ اُن کی طرف بڑھنا۔ یہاں تک کہ جب ان میں جا کر کھڑے ہو جاؤ تو اُن پر سلام کرنا اور آداب و تسلیم میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا۔ اس کے بعد اُن سے کہنا کہ اے اللہ کے بندو! مجھے اللہ کے ولی اور اُس کے خلیفہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اگر تمہارے مال میں اللہ کا کوئی حق نکلتا ہے تو اُسے وصول کروں۔ لہٰذا تمہارے مال میں اللہ کا کوئی واجب الادا حق ہے کہ جسے اللہ کے ولی تک پہنچاؤ؟ اگر کوئی کہنے والا کہے کہ نہیں تو پھر اس سے دھرا کر نہ پوچھنا اور اگر کوئی ہاں کہنے والا ہاں کہے تو اُسے ڈرائے دھمکائے یا اس پر سختی و تشدد کئے بغیر اس کے ساتھ ہو لینا اور جو سونا یا چاندی (درہم و دینار) وہ دے، لے لینا اور اگر اس کے پاس گائے، بکری یا اونٹ ہوں تو اُن کے غول میں اُس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونا کیونکہ ان میں زیادہ حصہ تو اُسی کا ہے۔ اور جب (اجازت کے بعد) ان تک جانا تو یہ انداز اختیار نہ کرنا کہ جیسے تمہیں اس پر پورا قابو ہے اور تمہیں اس پر تشدد کرنے کا حق حاصل ہے۔ دیکھو نہ کسی جانور کو بھڑکانا، نہ ڈرانا اور نہ اس کے بارے میں اپنے غلط رویہ سے مالک کو رنجیدہ کرنا۔ جتنا مال ہو اُس کے دو حصے کر دینا اور مالک کو یہ اختیار دینا (کہ وہ جو حصہ چاہے پسند کر لے اور جب وہ کوئی سا حصہ منتخب کر لے تو اس کے انتخاب سے تعرض نہ کرنا۔ پھر بقیہ حصے کے دو حصے کر دینا اور مالک کو اختیار دینا (کہ وہ جو حصہ چاہے لے لے) اور جب وہ ایک حصہ منتخب کر لے تو اس کے انتخاب پر معترض نہ ہونا، یونہی ایسا ہی کرتے رہنا۔ یہاں تک کہ بس اتنا رہ جائے جتنے سے اس مال میں جو اللہ کا حق ہے وہ پورا ہو جائے تو اُسے بس تم اپنے قبضہ میں کر لینا اور اس پر بھی اگر وہ پہلے انتخاب کو مسترد کر کے دوبارہ انتخاب کرنا چاہے تو اُسے اس کا موقع دو اور دونوں حصوں کو ملا کر پھر نئے سرے سے مال سے اللہ کا حق لے لو۔ ہاں دیکھو! کوئی بوڑھا بالکل پھونس اونٹ اور جس کی کمر شکستہ یا پیر ٹوٹا ہوا ہو، یا بیماری کا مارا ہوا یا عیب دار ہو، نہ لینا۔ اور انہیں کسی ایسے شخص کی امانت میں سونپنا جس کی دینداری پر تم کو اعتماد ہو کہ جو مسلمانوں کے مال کی نگہداشت کرتا ہوا اُن کے امیر تک پہنچا دے تا کہ وہ اس مال کو مسلمانوں میں بانٹ دے۔ کسی ایسے ہی شخص کے سپرد

کریا جو خیر خواہ خدا ترس، امانتدار اور نگران ہو کہ نہ تو ان پر سختی کرے، اور نہ دوڑا دوڑا کر انہیں لاغر و خستہ کرے، نہ انہیں تھکا مارے اور نہ تعب و مشقت میں ڈالے۔ پھر جو کچھ تمہارے پاس جمع ہو اُسے جلد سے جلد ہماری طرف بھیجتے رہنا تا کہ ہم جہاں جہاں اللہ کا حکم ہے اُسے کام میں لائیں۔ جب تمہارا امین اس مال کو اپنی تحویل میں لے لے تو اُسے فہمائش کرنا کہ وہ اونٹنی اور اُس کے دودھ پیتے بچے کو الگ الگ نہ رکھے اور نہ اُس کا سارے کا سارا دودھ دوہ لیا کرے کہ بچے کے لئے ضرر رسانی کا باعث بن جائے اور اُس پر سواری کرکے اُسے ہلکان نہ کر ڈالے۔ اس میں اور اس کے ساتھ کی دوسری اونٹنیوں میں (سواری کرنے اور دوہنے میں) انصاف و مساوات سے کام لے۔ تھکے ماندے اونٹ کو ستانے کا موقع دے، اور جس کے کھر گھس گئے ہوں یا پیر لنگ کرنے لگے ہوں اُسے آہستگی اور نرمی سے لے چلے اور اُن کی گزرگاہوں میں جو تالاب پڑیں وہاں انہیں پانی پینے کے لئے اُتارے اور زمین کی ہریالی سے اُن کا رخ موڑ کر (بے آب و گیاہ) راستوں پر نہ لے چلے اور وقتاً فوقتاً انہیں راحت پہنچاتا رہے اور جہاں تھوڑا بہت پانی یا گھاس سبزہ ہو انہیں کچھ دیر کے لئے مہلت دے تا کہ جب وہ ہمارے پاس پہنچیں تو وہ بحکم خدا موٹے تازے ہوں اور اُن کی ہڈیوں کا گودا بڑھ چکا ہو، وہ تھکے ماندے اور خستہ حال نہ ہوں تا کہ ہم اللہ کی کتاب اور رسول اللہ A کی سنت کے مطابق انہیں تقسیم کریں۔ بے شک یہ تمہارے لئے بڑے ثواب کا باعث اور منزل ہدایت تک پہنچنے کا ذریعہ ہوگا۔ انشاءاللہ۔

مکتوب 26

ایک کارندے کے نام کہ جسے زکوٰۃ اکٹھا کرنے کے لئے بھیجا گیا، یہ عہد نامہ تحریر فرمایا۔

میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنے پوشیدہ ارادوں اور مخفی کاموں میں اللہ سے ڈرتے رہیں جہاں نہ اللہ کے علاوہ کوئی گواہ ہوگا اور نہ اُس کے ماسوا کوئی نگران ہے اور انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ ظاہر میں اللہ کا کوئی ایسا فرمان بجا نہ لائیں کہ اُن کے چھپے ہوئے اعمال اس سے مختلف ہوں۔ اور جس شخص کا باطن و ظاہر اور کردار و گفتار مختلف نہ ہو، اُس نے امانتداری کا فرض انجام دیا اور اللہ کی عبادت میں خلوص سے کام لیا۔ اور میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ لوگوں کو آزردہ نہ کریں اور نہ انہیں پریشان کریں، اور نہ اُن سے اپنے عہدے کی برتری کی وجہ سے بے رخی برتیں کیونکہ وہ دینی بھائی اور زکوٰۃ و صدقات کے برآمد کرنے میں معین و مددگار ہیں۔ یہ معلوم ہے کہ اس زکوٰۃ میں تمہارا بھی معین حصہ اور جانا پہچانا ہوا حق ہے اور اس میں بیچارے مسکین اور فاقہ کش لوگ بھی تمہارے شریک ہیں، اور ہم تمہارا حق پورا پورا ادا کرتے ہیں تو تم بھی اُن کا حق پورا پورا ادا کرو۔ نہیں تو یاد رکھو کہ روز قیامت تمہارے ہی دشمن سب سے زیادہ ہوں گے، اور وائے بدبختی اُس شخص کی جس کے خلاف اللہ کے حضور فریق بن کر کھڑے ہونے والے فقیر، نادار، سائل، دھتکارے ہوئے لوگ قرضدار اور (بے خرچ) مسافر ہوں۔ یاد رکھو! کہ جو شخص امانت کو بے وقعت سمجھتے ہوئے اُسے ٹھکرا دے اور خیانت کی چراگاہوں میں چرتا پھرے اور اپنے کو اور اپنے دین کو اس کی آلودگی سے نہ بچائے تو اُس نے دنیا میں بھی اپنے کو ذلتوں اور خواریوں

میں ڈالا، اور آخرت میں بھی رسوا و ذلیل ہوگا۔ سب سے بڑی خیانت امت کی خیانت ہے، اور سب سے بڑی فریب کاری پیشوائے دین کو دغا دینا ہے۔ والسلام۔

عهد نامه 27

محمد ابن ابی بکرؓ کے نام جبکہ انہیں مصر کی حکومت سپرد کی۔

لوگوں سے تواضع کے ساتھ ملنا، اُن سے نرمی کا برتاؤ کرنا، کشادہ روئی سے پیش آنا اور سب کو ایک نظر سے دیکھنا تاکہ بڑے لوگ تم سے اپنی ناحق طرف داری کی امید نہ رکھیں اور چھوٹے لوگ تمہارے عدل و انصاف سے ان (بڑوں) کے مقابلہ میں ناامید نہ ہو جائیں۔ کیونکہ اے اللہ کے بندو! اللہ تمہارے چھوٹے، بڑے، کھلے، ڈھکے اعمال کی تم سے بازپرس کرے گا، اور اسکے بعد اگر وہ عذاب کرے تو یہ تمہارے خود ظلم کا نتیجہ ہے، اور اگر وہ معاف کر دے تو وہ اس کے کرم کا تقاضا ہے۔

خدا کے بندو! تمہیں جاننا چاہئے کہ پرہیزگاروں نے جانے والی دنیا اور آنے والی آخرت دونوں کے فائدے اٹھائے۔ وہ دنیا والوں کے ساتھ اُن کی دنیا میں شریک رہے، مگر دنیا دار اُن کی آخرت میں حصہ نہ لے سکے۔ وہ دنیا میں بہترین طریقہ پر رہے اور اچھے سے اچھا کھایا اور اس طرح وہ ان تمام چیزوں سے بہرہ یاب ہوئے جو عیش پسند لوگوں کو حاصل تھیں اور وہ سب کچھ حاصل کیا کہ جو سرکش و متکبر لوگوں کو حاصل تھا۔ پھر وہ منزل مقصود پر پہنچانے والے زاد کا سروسامان اور نفع کا سودا کر کے دنیا سے روانہ ہوئے۔ انہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے ترک دنیا کی لذت چکھی۔ اور یہ یقین رکھا کہ وہ کل اللہ کے پڑوس میں ہوں گے جہاں نہ اُن کی کوئی آواز ٹھکرائی جائے گی، نہ اُن کے حظ و نصیب میں کمی ہوگی۔ تو اللہ کے بندو! موت اور اُس کی آمد سے ڈرو، اور اُس کے لئے سروسامان فراہم کرو۔ وہ آئے گی اور ایک بڑے حادثے اور سانحے کے ساتھ آئے گی۔ جس میں یا تو بھلائی ہی بھلائی ہوگی کہ برائی کا اُس میں کبھی گزر نہ ہوگا۔ یا ایسی برائی ہوگی کہ جس میں کبھی بھلائی کا شائبہ نہ آئے گا۔ کون ہے؟ جو جنت کے کام کرنے والے سے زیادہ جنت کے قریب ہو۔ اور کون ہے جو دوزخ کے کام کرنے والے سے زیادہ دوزخ کے نزدیک ہو؟ تم وہ شکار ہو جس کا موت پیچھا کئے ہوئے ہے۔ اگر تم ٹھہرے رہو گے جب بھی تمہیں گرفت میں لے لے گی، اور اگر اس سے بھاگو گے جب بھی وہ تمہیں پالے گی وہ تو تمہارے سایہ سے بھی زیادہ تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔ موت تمہاری پیشانی کے بالوں سے جکڑ کر باندھ دی گئی ہے، اور دنیا تمہارے عقب سے تہہ کی جا رہی ہے لہٰذا جہنم کی اس آگ سے ڈرو جس کا گہراؤ دور تک چلا گیا ہے جس کی تپش بے پناہ ہے اور جس کا عذاب ہمیشہ نیا اور تازہ رہتا ہے۔ وہ ایسا گھر ہے جس میں رحم و کرم کا سوال ہی نہیں، نہ اُس میں کوئی فریاد سنی جاتی ہے اور نہ کرب و اذیت سے چھٹکارا ملتا ہے اگر یہ کر سکو کہ تم اللہ کا زیادہ سے زیادہ خوف بھی رکھو اور اُس سے اچھی امید بھی وابستہ رکھو، تو ان دونوں باتوں کو اپنے اندر جمع کر لو۔ کیونکہ

بندے کو اپنے پروردگار سے اتنی ہی امید بھی ہوتی ہے جتنا کہ اُس کا ڈر ہوتا ہے اور جو سب سے زیادہ اللہ سے امید رکھتا ہے وہی سب سے زیادہ اُس سے خائف ہوتا ہے۔

اے محمد ابن ابی بکر! اس بات کو جان لو کہ میں تمہیں مصر والوں پر کہ جو میری سب سے بڑی سپاہ ہیں، حکمران بنایا ہے۔ اب تم سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ تم اپنے نفس کی خلاف ورزی کرنا، اور اپنے دین کے لئے سینہ سپر رہنا۔ اگرچہ تمہیں زمانہ میں ایک گھڑی کا موقع حاصل ہو اور مخلوقات میں سے کسی کو خوش کرنے کیلئے اللہ کو ناراض نہ کرنا کیونکہ اوروں کا عوض تو اللہ میں مل سکتا، مگر اللہ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔ نماز کو اُس کے مقررہ وقت پر ادا کرنا اور فرصت ہونے کی وجہ سے قبل از وقت نہ پڑھ لینا، اور نہ مشغولیت کی وجہ سے اُسے پیچھے ڈال دینا۔ یاد رکھو کہ تمہارا ہر عمل نماز کے تابع ہے۔

اس عہدنامہ کا ایک حصہ یہ ہے ہدایت کا امام اور ہلاکت کا پیشوا، پیغمبر کا دوست اور پیغمبر کا دشمن برابر نہیں ہو سکتے۔ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں نہ مومن سے کھٹکا ہے اور نہ مشرک سے کیونکہ مومن کی اللہ اس کے ایمان کی وجہ سے (گمراہ کرنے سے) حفاظت کرے گا اور مشرک کو اُس کے شرک کی وجہ سے ذلیل و خوار کرے گا۔ (کہ کوئی اس کی بات پر کان نہ دھرے گا) بلکہ مجھے تمہارے لئے ہر اُس شخص سے اندیشہ ہے کہ جو دل سے منافق اور زبان سے عالم ہے۔ کہتا ہوں کہ جسے تم اچھا سمجھتے ہو اور کرتا وہ ہے جسے تم بُرا جانتے ہو۔

مکتوب 28

معاویہ کے نام:

یہ مکتوب امیر المومنینؑ کے بہترین مکتوب میں سے ہے۔

تمہارا خط پہنچا، تم نے اس میں یہ ذکر کیا ہے، کہ اللہ نے محمد A کو اپنے دین کے لئے منتخب فرمایا، اور تائید و نصرت کرنے والے ساتھیوں کے ذریعہ اُن کو قوت و توانائی بخشی۔ زمانہ نے تمہارے عجائبات پر اب تک پردہ ہی ڈالے رکھا تھا جو یوں ظاہر ہو رہے ہیں کہ تم ہمیں ہی خبر دے رہے ہو، ان احسانات کی جو خود ہمیں پر ہوئے ہیں اور اس نعمت کی جو ہمارے رسولؐ کے ذریعہ سے ہمیں پر ہوئی ہے۔ اس طرح تم ویسے ٹھہرے جیسے ہجر کی طرف کھجوریں لاد کر لے جانے والا یا اپنے استاد کو تیر اندازی کے مقابلے کی دعوت دینے والا۔ تم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اسلام میں سب سے افضل فلاں اور فلاں (ابوبکر و عمر) ہیں۔ یہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر صحیح ہو تو تمہارا اس سے کوئی واسطہ نہیں، اور غلط ہو تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا اور بھلا کہاں تم اور کہاں یہ بحث کون افضل ہے اور کون غیر افضل، اور کون حاکم ہے اور کون رعایا! بھلا آزاد کردہ لوگوں اور اُن کے بیٹوں کو یہ حق کہاں سے ہو سکتا ہے کہ وہ مہاجرین اولین کے درمیان امتیاز کرنے، اُن کے درجے ٹھہرانے اور اُن

کے طبقے پہنچوانے بیٹھیں۔ کتنا نامناسب ہے کہ جوئے کے تیروں میں نقلی تیر آواز دینے لگے اور کسی معاملہ میں وہ فیصلہ کرنے بیٹھے جس کے خود خلاف۔ بہر حال اس میں فیصلہ ہونا ہے۔ اے شخص تو اپنے پیروں کے لنگ کو دیکھتے ہوئے اپنی حد پر ٹھہرتا کیوں نہیں، اور اپنی کوتہ دستی کو سمجھتا کیوں نہیں پیچھے ہٹ کر رکتا وہیں جہاں قضا وقدر کا فیصلہ تجھے پیچھے ہٹا چکا ہے۔ آخر تجھے کسی مغلوب کی شکست سے اور کسی فاتح کی کامرانی سے سروکار ہی کیا ہے! تمہیں محسوس ہونا چاہئے کہ تم حیرت و سرگشتگی میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہو، اور راہ راست سے منحرف ہو۔ آخر تم نہیں دیکھتے اور یہ میں جو کہتا ہوں، تمہیں کوئی اطلاع دینا نہیں ہے، بلکہ اللہ کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا ہے کہ مہاجرین وانصار کا ایک گروہ خدا کی راہ میں شہید ہوا، اور سب کے لئے فضیلت کا ایک درجہ ہے۔ مگر جب ہم میں سے شہید نے جام شہادت پیا تو اُسے سید الشہداء کہا گیا اور پیغمبر نے صرف اُسے یہ خصوصیت بخشی کہ اُس کی نماز جنازہ میں ستر تکبیریں کہیں، اور کیا نہیں دیکھتے کہ بہت لوگوں کے ہاتھ خدا کی راہ میں کاٹے گئے اور ہر ایک کے لئے ایک حد تک فضیلت ہے مگر جب ہمارے آدمی کے لئے یہی ہوا جو اوروں کے ساتھ ہو چکا تھا تو اسے الطیار فی الجنہ (جنت میں پرواز کرنے والا) اور ذوالجناحین (دو پروں والا) کہا گیا اور اگر خداوند عالم نے خودستائی سے روکا نہ ہوتا تو بیان کرنے والا اپنے بھی وہ فضائل بیان کرتا کہ مومنوں کے دل جن کا اعتراف کرتے ہیں، اور سننے والوں کے کان انہیں اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتے۔ ایسوں کا ذکر کیوں کرو جن کا تیر نشانوں سے خطا کرنے والا ہے۔ ہم وہ ہیں جو براہ راست اللہ سے نعمتیں لے کر پروان چڑھے ہیں اور دوسرے ہمارے احسان پروردہ ہیں۔ ہم نے اپنی نسلاً بعد نسل چلی آنے والی عزت اور تمہارے خاندان پر قدیمی برتری کے باوجود کوئی خیال نہ کیا، اور تم سے میل جول رکھا، اور برابر والوں کی طرح رشتے دیئے لئے۔ حالانکہ تم اس منزلت پر نہ تھے اور ہو کیسے سکتے ہو جبکہ ہم میں نبی اور تم میں جھٹلانے والا ہم میں اسد اللہ اور تم میں اسد الاحلاف ہم میں دو سردار جوانانِ اہل جنت اور تم میں جہنمی لڑکے، ہم میں سردار زنانِ عالمیان، اور تم میں حمالۃ الحطب اور ایسی ہی بہت باتیں جو ہماری بلندی اور تمہاری پستی کی آئینہ دار ہیں۔

چنانچہ ہمارا ظہور اسلام کے بعد کا دور بھی وہ ہے جس کی شہرت ہے اور جاہلیت کے دور کا بھی ہمارا امتیاز ناقابل انکار ہے اور اس کے بعد جو رہ جائے، وہ اللہ کی کتاب جامع الفاظ میں ہمارے لئے بتا دیتی ہے، ارشاد الٰہی ہے "قرابت دار آپس میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔" دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا ہے "ابراہیمؑ کے زیادہ حقدار وہ لوگ تھے جو اُن کے پیروکار تھے اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ ایمان والوں کا سرپرست ہے۔" تو ہمیں قرابت کی وجہ سے بھی دوسروں پر فوقیت حاصل ہے اور اطاعت کی وجہ سے بھی ہمارا حق فائق ہے اور سقیفہ کے دن جب مہاجرین نے رسول کی قرابت کو استدلال میں پیش کیا تو انصار کے مقابلہ میں کامیاب ہوئے تو ان کی کامیابی اگر قرابت کی وجہ سے تھی تو پھر یہ خلافت ہمارا حق ہے نہ کہ ان کا اور اگر استحقاق کا کچھ اور معیار ہے تو انصار کا دعویٰ اپنے مقام پر برقرار رہتا ہے اور تم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ میں نے سب خلفاء پر حسد کیا اور اُن کے خلاف شورشیں کھڑی کیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو اس سے میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کہ تم سے معذرت کروں۔ (بقول شاعر)

"یہ ایسی خطا ہے جس سے تم پر کوئی حرف نہیں آتا۔" اور تم نے لکھا ہے کہ مجھے بیعت کے لئے یوں کھینچ کر لایا جاتا تھا جس طرح نکیل پڑے ہوئے اونٹ کو کھینچا جاتا ہے تو خالق کی ہستی کی قسم! تم اُترے تو بُرائی کرنے پر تھے، کہ تعریف کرنے لگے۔ چاہا تو یہ تھا کہ مجھے رسوا کرو کہ خود ہی رسوا ہو گئے۔ بھلا مسلمان آدمی کے لئے اس میں کون سی عیب کی بات ہے کہ وہ مظلوم ہو جبکہ وہ نہ اپنے دین میں شک کرتا ہو، نہ اُس کا یقین ڈانواڈول ہو۔ اور میری اس دلیل کا تعلق اگرچہ دوسروں سے ہے مگر جتنا بیان یہاں مناسب تھا تم سے کر دیا۔ پھر تم نے میرے اور عثمان کے معاملہ کا ذکر کیا ہے تو ہاں اس میں تمہیں حق پہنچتا ہے کہ تمہیں جواب دیا جائے کیونکہ تمہاری ان سے قرابت ہوتی ہے۔ اچھا تو پھر (سچ سچ) بتاؤ کہ ہم دونوں میں اُن کے ساتھ زیادہ دشمنی کرنے والا، اور اُن کے قتل کا سروسامان کرنے والا کون تھا وہ کہ جس نے اپنی امداد کی پیش کش کی، اور انہوں نے اُسے بٹھا دیا اور روک دیا، یا وہ کہ جس سے انہوں نے مدد چاہی اور وہ ٹال گیا، اور اُن کے مقدر کی موت نے انہیں آگھیرا، ہرگز نہیں! خدا کی قسم! (وہ پہلا زیادہ دشمن ہرگز قرار نہیں پا سکتا) اللہ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو جنگ سے دوسروں کو روکنے والے ہیں اور اپنے بھائی بندوں سے کہنے والے ہیں کہ آؤ ہماری طرف آؤ، اور خود بھی جنگ کے موقع پر برائے نام ٹھہرتے ہیں۔" بے شک میں اس چیز کے لئے معذرت کرنے کو تیار نہیں ہوں کہ میں اُن کی بعض بدعتوں کو ناپسند کرتا تھا۔ اگر میری خطا یہی ہے کہ میں انہیں صحیح راہ دکھاتا تھا اور ہدایت کرتا تھا، تو اکثر ناکردہ گناہ ملامتوں کا نشانہ بن جایا کرتے ہیں اور کبھی نصیحت کرنے والے کو بدگمانی کا مرکز بن جانا پڑتا ہے۔ میں نے تو جہاں تک بن پڑا یہی چاہا کہ اصلاح حال ہو جائے اور مجھے توفیق حاصل ہوتا ہے تو صرف اللہ سے۔ اسی پر میرا بھروسا ہے اور اُسی سے لو لگاتا ہوں۔

تم نے مجھے لکھا ہے کہ "میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے تمہارے پاس بس تلوار ہے۔" یہ کہہ کر تو تم روتوں کو بھی ہنسانے لگے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم نے اولاد عبد المطلب کو کب دشمن سے پیٹھ پھیراتے ہوئے پایا، اور کب تلواروں سے خوفزدہ ہوتے دیکھا۔ (اگر یہی ارادہ ہے تو پھر بقول شاعر) تھوڑی دیر دم لو کہ حمل میدان جنگ میں پہنچ لے۔ "عنقریب جسے تم طلب کر رہے ہو وہ خود تمہاری تلاش میں نکل کھڑا ہوگا اور جسے دور سمجھ رہے ہو وہ قریب پہنچے گا۔ میں تمہاری طرف مہاجرین و انصار اور اچھے طریقے سے اُن کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین کا لشکر جرار لے کر عنقریب اڑتا ہوا آ رہا ہوں۔ ایسا لشکر کہ جس میں بے پناہ ہجوم اور پھیلا ہوا گردوغبار ہوگا۔ وہ موت کے کفن پہنے ہوئے ہوں گے۔ ہر ملاقات سے زیادہ انہیں لقائے پروردگار محبوب ہوگی۔ اُن کے ساتھ شہدائے بدر کی اولاد اور ہاشمی تلواریں ہوں گی کہ جن کی تیز دھار کی کاٹ تم اپنے ماموں، بھائی، نانا، اور کنبہ والوں میں دیکھ چکے ہو۔
"وہ ظالموں سے اب بھی دور نہیں ہیں۔"

مکتوب 29

اہلِ بصرہ کی طرف:

تمہاری تفرقہ پردازی وشورش انگیزی کی جو حالت تھی، اُس کو تم خود سمجھ سکتے ہو، لیکن میں نے تمہارے مجرموں سے درگزر کیا، پیٹھ پھرانے والوں سے تلوار روک لی اور بڑھ کر آنے والوں کے لئے میں نے ہاتھ پھیلا دیئے۔ اب اگر پھر تباہ کن اقدامات اور کج فہمیوں سے پیدا ہونے والے سفیہانہ خیالات نے تمہیں عہد شکنی اور میری مخالفت کی راہ پر ڈالا، تو سن لو کہ میں نے اپنے گھوڑوں کو قریب کر لیا ہے اور اونٹوں پر پالان کس لیا ہے اور تم نے مجھے حرکت کرنے پر مجبور کیا تو تم میں اس طرح معرکہ آرائی کروں گا کہ اس کے سامنے جنگ جمل کی حقیقت بس یہ رہ جائے گی جیسے کوئی زبان سے کوئی چیز چاٹ لے۔ پھر بھی جو تم میں فرمانبردار ہیں ان کے فضل و شرف اور خیر خواہی کرنیوالے کے حق کو پہچانتا ہوں اور میرے یہاں یہ نہیں ہو سکتا کہ مجرموں کے ساتھ بے گناہ اور عہد شکنوں کے ساتھ وفادار بھی لپیٹ میں آ جائیں۔

مکتوب 30

معاویہ کے نام:

جو دنیا کا ساز و سامان تمہارے پاس ہے اُس کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اور اُس کے حق کو پیش نظر رکھو، اُن حقوق کو پہچانو جن سے لاعلمی میں تمہارا کوئی عذر سنا نہ جائے گا۔ کیونکہ اطاعت کے لئے واضح نشان، روشن راہیں، سیدھی شاہراہیں اور ایک منزل مقصود موجود ہے۔ عقلمند لوگ ان کی طرف بڑھتے ہیں اور سفلے اور کمینے ان سے کترا جاتے ہیں جو ان سے منہ پھیر لیتا ہے، وہ حق سے بے راہ ہو جاتا ہے اور گمراہیوں میں بھٹکنے لگتا ہے۔ اللہ اُس سے اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے اور اُس پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے لہٰذا اپنا بچاؤ کرو۔ اللہ نے تمہیں راستہ دکھا دیا ہے اور وہ منزل بتا دی ہے کہ جہاں تمہارے معاملات کو پہنچنا ہے۔ تم زیاں کاری کی منزل اور کفر کے مقام کی طرف بگٹٹ دوڑے جا رہے ہو۔ تمہارے نفس نے تمہیں برائیوں میں دھکیل دیا ہے اور گمراہیوں میں جھونک دیا ہے اور مہلکوں میں لا اُتارا ہے اور راستوں کو تمہارے لئے دشوار گزار بنا دیا ہے۔

وصیت نامہ 31

صفین سے پلٹتے ہوئے جب مقام حاضرین میں منزل کی تو امام حسن علیہ السلام کے لئے یہ وصیت نامہ تحریر فرمایا۔

یہ وصیت ہے اُس باپ کی جو فنا ہونے والا، اور زمانہ (کی چیرہ دستیوں) کا اقرار کرنے والا ہے۔ جس کی عمر پیٹھ پھرائے ہوئے ہے اور جو زمانہ کی سختیوں سے لاچار ہے اور دنیا کی برائیوں کو محسوس کر چکا ہے، اور مرنے والوں کے گھر میں مقیم اور کل کو یہاں سے رخت سفر باندھ لینے والا ہے۔ اس بیٹے کے نام جو نہ ملنے والی بات کا آرزو مند، جادہ عدم کا راہ سپار، بیماریوں کا ہدف، زمانہ کے ہاتھ گروی، مصیبتوں کا نشانہ، دنیا کا پابند، اور اُس کی فریب کاریوں کا تاجر، موت کا قرضدار، اجل کا

قیدی، غموں کا حلیف، حزن وملال کا ساتھی، آفتوں میں مبتلا، نفس سے عاجز اور مرنے والوں کا جانشین ہے۔

بعدہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے دنیا کی روگردانی زمانہ کی منہ زوری اور آخرت کی پیش قدمی سے جو حقیقت پہچانی ہے وہ اس امر کے لئے کافی ہے کہ مجھے دوسرے تذکروں اور اپنی فکر کے علاوہ دوسری کوئی فکر نہ ہو مگر اسی وقت جبکہ دوسروں کے فکر واندیشہ کو چھوڑ کر میں اپنی ہی دھن میں کھویا ہوا تھا اور میری عقل وبصیرت نے مجھے خواہشوں سے منحرف وروگرداں کر دیا اور میرا معاملہ کھل کر سامنے آ گیا، اور مجھے واقعی حقیقت اور بے لاگ صداقت تک پہنچا دیا۔

میں نے دیکھا کہ تم میرا ہی ایک ٹکڑا ہو، بلکہ جو میں ہوں، وہی تم ہو، یہاں تک کہ اگر تم پر کوئی آفت آئے تو گویا مجھ پر آئی ہے اور تمہیں موت آئے تو گویا مجھے آئی ہے۔ اس سے مجھے تمہارا اتنا ہی خیال ہوا، جتنا اپنا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا میں نے یہ وصیت نامہ تمہاری رہنمائی میں اسے معین سمجھتے ہوئے تحریر کیا ہے۔ خواہ اس کے بعد میں زندہ رہوں یا دنیا سے اٹھ جاؤں۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اس کے احکام کی پابندی کرنا اور اُس کے ذکر سے قلب کو آباد رکھنا، اور اُسی کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہنا۔ تمہارے اور اللہ کے درمیان جو رشتہ ہے اس سے زیادہ مضبوط رشتہ ہو بھی کیا سکتا ہے؟ بشرطیکہ مضبوطی سے اُسے تھامے رہو۔ وعظ و پند سے دل کو زندہ رکھنا، اور زہد سے اُس کی خواہشوں کو مردہ۔ یقین سے اُسے سہارا دینا اور حکومت سے اُسے پرنور بنانا۔ موت کی یاد سے اُسے قابو میں کرنا۔ فنا کے اقرار پر اُسے ٹھہرانا۔ دنیا کے حادثے اُس کے سامنے لانا۔ گردش روزگار سے اُسے ڈرانا گزرے ہوؤں کے واقعات اس کے سامنے رکھنا۔ تمہارے پہلے والے لوگوں پر جو بیتی ہے اُسے یاد دلانا۔ اُن کے گھروں اور کھنڈروں میں چلنا پھرنا، اور دیکھنا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا، کہاں سے کوچ کیا، کہاں اُترے، اور کہاں ٹھہرے ہیں۔ دیکھو گے تو تمہیں صاف نظر آئے گا کہ وہ دوستوں سے منہ موڑ کر چل دیئے ہیں، اور پردیس کے گھر میں جا کر اُترے ہیں، اور وہ وقت دور نہیں کہ تمہارا شمار بھی اُن میں ہونے لگے۔ لہٰذا اپنی اصل منزل کا انتظار کرو اور اپنی آخرت کا دنیا سے سودا نہ کرو جو چیز جانتے نہیں ہو، اُس کے متعلق بات نہ کرو، اور جس چیز کا تم سے تعلق نہیں ہے اُس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ۔ جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اُس راہ میں قدم نہ اٹھاؤ کیونکہ بھٹکنے کی سرگردانیاں دیکھ کر قدم روک لینا، خطرات مول لینے سے بہتر ہے نیکی کی تلقین کرو تا کہ خود بھی اہل خیر میں محسوب ہو۔ ہاتھ اور زبان کے ذریعہ برائی کو روکتے رہو۔ جہاں تک ہو سکے بُروں سے الگ رہو۔ خدا کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرو، اور اس کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اثر نہ لو۔ حق جہاں ہو سختیوں میں پھاند کر اُس تک پہنچ جاؤ۔ دین میں سوجھ بوجھ پیدا کرو۔ سختیوں کو جھیل لے جانے کے خوگر بنو۔ حق کی راہ میں صبر وشکیبائی بہترین سیرت ہے۔ ہر معاملہ میں اپنے کو اللہ کے حوالے کر دو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تم اپنے کو ایک مضبوط پناہ گاہ اور قوی محافظ کے سپرد کر دو گے۔ صرف اپنے پروردگار سے سوال کرو کیونکہ دینا اور نہ دینا بس اُسی کے اختیار میں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اپنے اللہ سے بھلائی کے طالب رہو۔ میری وصیت کو سمجھو اور اس سے روگردانی نہ کرو۔ اچھی بات وہی ہے جو فائدہ دے اور اُس علم میں کوئی بھلائی نہیں جو فائدہ رساں نہ ہو۔ اور جس علم کا سیکھنا سزاوار نہ ہو اُس سے کوئی فائدہ بھی نہیں اٹھایا جا سکتا۔

اے فرزند! جب میں نے دیکھا کہ کافی عمر تک پہنچ چکا ہوں اور دن بدن ضعف بڑھتا جا رہا ہے تو میں نے وصیت کرنے میں جلدی کی اور اُس میں کچھ اہم مضامین درج کئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت میری طرف سبقت کر جائے اور دل کی بات دل ہی میں رہ جائے یا بدن کی طرح عقل ورائے بھی کمزور پڑ جائے یا وصیت سے پہلے ہی تم پر کچھ خواہشات کا تسلط ہو جائے، یا دنیا کے جھمیلے تمہیں گھیر لیں کہ تم بھڑک اٹھنے والے منہ زور اونٹ کی طرح ہو جاؤ۔ کیونکہ کم سن کا دل اس خالی زمین کے مانند ہوتا ہے جس میں جو بیج ڈالا جاتا ہے اُسے قبول کر لیتی ہے۔ لہذا قبل اس کے کہ تمہارا دل سخت ہو جائے اور تمہارا ذہن دوسری باتوں میں لگ جائے میں نے تعلیم دینے کے لئے قدم اٹھایا تاکہ تم عقل سلیم کے ذریعہ ان چیزوں کے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ کہ جن کی آزمائش اور تجربہ کی زحمت سے تجربہ کاروں نے تمہیں بچا لیا ہے اس طرح تم تلاش کی زحمت سے مستغنی اور تجربہ کی کلفتوں سے آسودہ ہو جاؤ گے اور تجربہ وعلم کی وہ باتیں (بے تعب ومشقت) تم تک پہنچ رہی ہیں کہ جن پر ہم مطلع ہوئے اور پھر وہ چیزیں بھی اجاگر ہو کر تمہارے سامنے آ رہی ہیں کہ جن میں سے کچھ ممکن ہے۔ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئی ہوں۔ اے فرزند! اگرچہ میں نے اتنی عمر نہیں پائی جتنی اگلے لوگوں کی ہوا کرتی تھیں پھر بھی میں نے اُن کی کارگزاریوں کو دیکھا، اُن کے حالات وواقعات میں غور کیا اور اُن کے چھوڑے ہوئے نشانات میں سیر وسیاحت کی یہاں تک کہ گویا میں بھی انہی میں کا ایک ہو چکا ہوں۔ بلکہ اُن سب کے حالات ومعلومات جو مجھ تک پہنچ گئے ہیں اُن کی وجہ سے ایسا ہے کہ گویا میں نے اُن کے اول سے لے کر آخر تک کے ساتھ زندگی گزاری ہے۔ چنانچہ میں نے صاف کو گندے اور نفع کو نقصان سے الگ کر کے پہچان لیا ہے اور اب سب کا نچوڑ تمہارے لئے مخصوص کر رہا ہوں اور میں نے خوبیوں کو چن چن کر تمہارے لئے سمیٹ دیا ہے اور بے معنی چیزوں کو تم سے جدا رکھا ہے اور چونکہ مجھے تمہاری ہر بات کا اتنا ہی خیال ہے جتنا ایک شفیق باپ کو ہونا چاہئے اور تمہاری اخلاقی تربیت بھی پیش نظر ہے۔ لہذا مناسب سمجھا ہے کہ یہ تعلیم وتربیت اس حالت میں ہو کہ تم نوعمر اور بساط دہر پر تازہ وارد ہو، اور تمہاری نیت کھری اور نفس پاکیزہ ہے اور میں نے چاہا تھا کہ پہلے کتاب خدا احکام شرع اور حلال وحرام کی تعلیم دوں اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں کا رخ نہ کروں۔ لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں وہ چیزیں جن میں لوگوں کے عقائد ومذہبی خیالات میں اختلاف ہے تم پر اُسی طرح مشتبہ نہ ہو جائیں جیسے اُن پر مشتبہ ہو گئی ہیں۔ باوجودیکہ ان غلط عقائد کا تذکرہ تم سے مجھے ناپسند تھا مگر اس پہلو کو مضبوط کر دینا تمہارے لئے مجھے بہتر معلوم ہوا۔ اس سے کہ تمہیں ایسی صورت حال کے سپرد کر دوں جس میں مجھے تمہارے لئے ہلاکت وتباہی کا خطرہ ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں ہدایت کی توفیق دے گا اور صحیح راستے کی راہنمائی کرے گا۔ ان وجوہ سے تمہیں یہ وصیت نامہ لکھتا ہوں۔

بیٹا یاد رکھو کہ میری اس وصیت سے جن چیزوں کی تمہیں پابندی کرنا ہے ان میں سب سے زیادہ میری نظر میں جس چیز کی اہمیت ہے وہ اللہ کا تقویٰ ہے اور یہ کہ جو فرائض اللہ کی طرف سے تم پر عائد ہیں ان پر اکتفا کرو، اور جس راہ پر تمہارے آباؤ اجداد اور تمہارے گھرانے کے افراد چلتے رہے ہیں اسی پر چلتے رہو کیونکہ جس طرح تم اپنے لئے نظر وفکر کر سکتے ہو انہوں نے اس نظر وفکر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ مگر انتہائی غور وفکر نے بھی ان کو اسی نتیجہ پر پہنچایا، کہ جو انہیں اپنے فرائض معلوم

ہوں۔ اُن پر اکتفا کریں اور غیر متعلق چیزوں سے قدم روک لیں لیکن اگر تمہارا نفس اس کے لئے تیار نہ ہو کہ بغیر ذاتی تحقیق سے علم حاصل کئے ہوئے جس طرح انہوں نے حاصل کیا تھا، ان باتوں کو قبول کرے تو بہر حال یہ لازم ہے کہ تمہارے طلب کا انداز سیکھنے اور سمجھنے کا ہو، نہ شبہات میں پھاند پڑنے اور بحث و نزاع میں الجھنے کا اور اس فکر و نظر کو شروع کرنے سے پہلے اللہ سے مدد کے خواستگار ہو، اور اُس سے توفیق و تائید کی دعا کرو، اور ہر اُس وہم کے شائبہ سے اپنا دامن بچاؤ کہ جو تمہیں شبہ میں ڈال دے یا گمراہی میں چھوڑ دے، اور جب یہ یقین ہو جائے کہ اب تمہارا دل صاف ہو گیا ہے اور اس میں اثر لینے کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے اور ذہن پورے طور پر یکسوئی کے ساتھ تیار ہے اور تمہارا ذوق و شوق ایک نقطہ پر جم گیا ہے تو پھر ان مسائل پر غور کرو جو میں نے تمہارے سامنے بیان کئے ہیں، لیکن تمہارے حسب منشا دل کی یکسوئی اور نظر و فکر کی آسودگی حاصل نہیں ہوئی ہے تو سمجھ لو کہ تم ابھی اس وادی میں شبکور اونٹنی کی طرح ہاتھ پیر مار رہے ہو اور جو دین (کی حقیقت) کا طلب گار ہو وہ تاریکی میں ہاتھ پاؤں نہیں مارتا اور نہ غلط بحث کرتا ہے اس حالت میں قدم نہ رکھنا اس وادی میں بہتر ہے۔

اب اے فرزند! میری وصیت کو سمجھو اور یہ یقین رکھو کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے اُسی کے ہاتھ میں زندگی بھی ہے اور جو پیدا کرنے والا ہے وہی مارنے والا بھی ہے اور جو نیست و نابود کرنے والا ہے وہی دوبارہ پلٹانے والا بھی ہے اور جو بیمار ڈالنے والا ہے وہی صحت عطا کرنے والا بھی ہے اور بہر حال دنیا کا نظام وہی رہے گا جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہے نعمتوں کا دینا ابتلا و آزمائش میں ڈالنا اور آخرت میں جزا دینا یا وہ کہ جو اس کی مشیت میں گزر چکا ہے اور ہم اُسے نہیں جانتے تو جو چیز اس میں تمہاری سمجھ نہ آئے، تو اُسے لاعلمی پر محمول کرو کیونکہ جب تم پہلے پہل پیدا ہوئے تھے تو کچھ نہ جانتے تھے بعد میں تمہیں سکھایا گیا اور ابھی کتنی ہی ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے تم بے خبر ہو کہ ان میں پہلے تمہارا ذہن پریشان ہوتا ہے اور نظر بھٹکتی ہے اور پھر انہیں جان لیتے ہو لہذا اُسی کا دامن تھامو جس نے تمہیں پیدا کیا، اور رزق دیا، اور ٹھیک ٹھاک بنایا۔ اُسی کی بس پرستش کرو، اُسی کی طلب ہو، اُسی کا ڈر رہو۔ اے فرزند تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ کسی ایک نے بھی اللہ سبحانہٗ کی تعلیمات کو ایسا پیش نہیں کیا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے۔ لہذا ان کو بطیب خاطر اپنا پیشوا، اور نجات کا رہبر مانو۔ میں نے تمہیں نصیحت کرنے میں کوئی کمی نہیں کی، اور تم کوشش کے باوجود اپنے سود و بہبود پر اُس حد تک نظر نہیں کر سکتے جس تک میں تمہارے لئے سوچ سکتا ہوں۔ اے فرزند! یقین کرو کہ اگر تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اُس کے بھی رسول آتے، اور اُس کی سلطنت و فرمانروائی کے بھی آثار دکھائی دیتے اور اُس کے افعال و صفات بھی کچھ معلوم ہوتے مگر وہ ایک اکیلا خدا ہے جیسا کہ اُس نے خود بیان کیا ہے۔ اس کے ملک میں کوئی اُس سے ٹکر نہیں لے سکتا۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ بغیر کسی نقطۂ آغاز کے تمام چیزوں سے پہلے ہے، اور بغیر کسی انتہائی حد کے سب چیزوں کے بعد ہے۔ وہ اس سے بلند و بالا ہے کہ اُس کی ربوبیت کا اثبات قلب یا نگاہ کے گھیرے میں آ جانے سے وابستہ ہو۔ جب تم یہ جان چکے، تو پھر عمل کرو۔ ویسا جو تم ایسی مخلوق کو اپنی پست منزلت کم مقدرت اور بڑھی ہوئی عاجزی اور اس کی اطاعت کی جستجو اور اُس کی سزا کے خوف اور اُس کی ناراضگی کے اندیشہ کے ساتھ پروردگار کی طرف بہت بڑی احتیاج کے ہوتے ہوئے کرنا چاہئے۔ اُس نے تمہیں انہی چیزوں کا حکم دیا ہے جو اچھی ہیں اور انہی چیزوں

سے منع کیا ہے جو بُری ہیں۔

اے فرزند! میں نے تمہیں دنیا اور اُس کی حالت کی بے ثباتی و ناپائیداری سے خبردار کر دیا ہے اور آخرت اور آخرت والوں کے لئے جو سرو سامانِ عشرت مہیا ہے اس سے بھی آگاہ کر دیا ہے اور ان دونوں کی مثالیں بھی تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ اُن سے عبرت حاصل کرو اور اُن کے تقاضے پر عمل کرو۔ جن لوگوں نے دنیا کو خوب سمجھ لیا ہے اُن کی مثال اُن مسافروں کی سی ہے جن کا قحط زدہ منزل سے دل اچاٹ ہوا، اور انہوں نے ایک سرسبز و شاداب مقام اور ایک تر و تازہ و پُر بہار جگہ کا رخ کیا تو انہوں نے راستے کی دشواریوں کو جھیلا، دوستوں کی جدائی برداشت کی، سفر کی صعوبتیں گوارا کیں، اور کھانے کی بدمزگیوں پر صبر کیا تاکہ اپنی منزل کی پہنائی اور دائمی قرار گاہ تک پہنچ جائیں۔ اس مقصد کی دھن میں انہیں ان سب چیزوں سے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اور جتنا بھی خرچ ہو جائے اس میں نقصان معلوم نہیں ہوتا۔ انہیں اب سب سے زیادہ وہی چیز مرغوب ہے جو انہیں منزل کے قریب اور مقصد سے نزدیک کر دے اور اُس کے برخلاف اُن لوگوں کی مثال جنہوں نے دنیا سے فریب کھایا اُن لوگوں کی سی ہے کہ جو ایک شاداب سبزہ زار میں ہوں اور وہاں سے دل برداشتہ ہو جائیں اور اس جگہ کا رخ کر لیں جو خشک سالیوں سے تباہ ہو۔ اُنکے نزدیک سخت ترین حادثہ یہ ہوگا کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ کر اُدھر جائیں کہ جہاں انہیں اچانک پہنچنا ہے اور بہر صورت وہاں جانا ہے۔

اے فرزند! اپنے اور دوسروں کے درمیان ہر معاملہ میں اپنی ذات کو میزان قرار دو، جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو، اور جو اپنے لئے نہیں چاہتے اُسے دوسروں کے لئے بھی نہ چاہو۔ جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تم پر زیادتی نہ ہو یونہی دوسروں پر بھی زیادتی نہ کرو اور جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ حسنِ سلوک ہو، یونہی دوسروں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ دوسروں کی جس چیز کو بُرا سمجھتے ہو اُسے اپنے میں بھی ہو تو بُرا سمجھو، اور لوگوں کے ساتھ جو تمہارا رویہ ہو اُسی رویہ کو اپنے لئے بھی درست سمجھو۔ جو بات نہیں جانتے اُس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ۔ اگرچہ تمہارے معلومات کم ہوں دوسروں کے لئے وہ بات نہ کہو جو اپنے لئے سننا گوارا نہیں کرتے۔ یاد رکھو! کہ خود پسندی صحیح طریقہ کار کے خلاف اور عقل کی تباہی کا سبب ہے۔ روزی کمانے میں دوڑ دھوپ کرو اور دوسروں کے خزانچی نہ بنو۔ اور اگر سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق تمہارے شاملِ حال ہو جائے تو انتہائی درجہ تک بس اپنے پروردگار کے سامنے تذلل اختیار کرو۔ دیکھو تمہارے سامنے ایک دشوار گزار اور دور دراز راستہ ہے جس کے لئے بہترین زاد کی تلاش اور بقدرِ توشہ کی فراہمی اس کے علاوہ سبکباری ضروری ہے۔ لہٰذا اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پیٹھ پر بوجھ نہ لادو۔ کہ اس کا بار تمہارے لئے وبالِ جان بن جائے گا اور جب ایسے فاقہ کش لوگ مل جائیں کہ جو تمہارا توشہ اٹھا کر میدانِ حشر میں پہنچا دیں اور کل کو جب کہ تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی تمہارے حوالے کر دیں تو اُسے غنیمت جانو اور جتنا ہو سکے اس کی پشت پر رکھ دو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پھر تم ایسے شخص کو ڈھونڈو اور نہ پاؤ اور جو تمہاری دولت مندی کی حالت میں تم سے قرض مانگ رہا ہے اُس وعدہ پر کہ تمہاری تنگدستی کے وقت ادا کر دے گا تو اُسے غنیمت جانو۔

یاد رکھو! تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے۔ جس میں ہلکا پھلکا آدمی گراں بار آدمی سے کہیں اچھی حالت میں ہوگا اور سست رفتار تیز قدم دوڑنے والے

کی بہ نسبت بُری حالت میں ہوگا اور اس راہ میں لامحالہ تمہاری منزل جنت ہوگی یا دوزخ لہٰذا اترنے سے پہلے جگہ منتخب کرلو، اور پڑاؤ ڈالنے سے پہلے اس جگہ کو ٹھیک ٹھاک کرلو۔ کیونکہ موت کے بعد خوشنودی حاصل کرنے کا موقع نہ ہوگا اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کی کوئی صورت ہوگی۔ یقین رکھو کہ جس کے قبضہ میں قدرت میں آسمان و زمین کے خزانے ہیں اُس نے تمہیں سوال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور قبول کرنے کا ذمہ لیا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم مانگو تا کہ وہ دے رحم کی درخواست کرو تا کہ وہ رحم کرے۔ اُس نے اپنے اور تمہارے درمیان دربان کھڑے نہیں کئے جو تمہیں روکتے ہوں نہ تمہیں اس پر مجبور کیا ہے کہ تم کسی کو اس کے یہاں سفارش کے لئے لاؤ تب ہی کام ہو اور تم نے گناہ کیے ہوں تو اس نے تمہارے لئے توبہ کی گنجائش ختم نہیں کی ہے، نہ سزا دینے میں جلدی کی ہے، اور نہ توبہ و انابت کے بعد وہ کبھی طعنہ دیتا ہے (کہ تم نے پہلے یہ کیا تھا، وہ کیا تھا) نہ ایسے موقعوں پر اُس نے تمہیں رسوا کیا کہ جہاں تمہیں رسوائی ہونا چاہئے تھا اور نہ اُس نے توبہ کے قبول کرنے میں (کڑی شرطیں لگاکر) تمہارے ساتھ سخت گیری کی ہے۔ نہ گناہ کے بارے میں تم سے سختی کے ساتھ جرح کرتا ہے اور نہ اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہے۔ بلکہ اُس نے گناہ سے کنارہ کشی کو بھی ایک نیکی قرار دیا ہے اور برائی ایک ہو تو اسے ایک (برائی) اور نیکی ایک ہو تو اُسے دس (نیکیوں) کے برابر ٹھہرایا ہے۔ اُس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے جب بھی اُسے پکارو وہ تمہاری سنتا ہے اور جب بھی راز و نیاز کرتے ہوئے اُس سے کچھ کہو وہ جان لیتا ہے۔ تم اُسی سے مرادیں مانگتے ہو، اور اُسی کے سامنے دل کے بھید کھولتے ہو۔ اُسی سے اپنے دکھ درد کا رونا روتے ہو اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے ہو اور اپنے کاموں میں مدد مانگتے ہو اور اُس کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے ہو جن کے دینے پر اور کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ جیسے عمروں میں درازی، جسمانی صحت و توانائی اور رزق میں وسعت اور اس پر اُس نے تمہارے ہاتھ میں اپنے خزانوں کے کھولنے والی کنجیاں دے دی ہیں اس طرح کہ تمہیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کا طریقہ بتایا۔ اس طرح جب تم چاہو دعا کے ذریعہ اُس کی نعمت کے دروازوں کو کھلوا لو، اُس کی رحمت کے جھالوں کو برسالو۔ ہاں بعض اوقات قبولیت میں دیر ہو، تو اُس سے نا امید نہ ہو۔ اس لئے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہوتا ہے اور اکثر قبولیت میں اس لئے دیر کی جاتی ہے کہ سائل کے اجر میں اضافہ ہو، اور امیدوار کو عطیے اور زیادہ ملیں اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ تم ایک چیز مانگتے ہو اور وہ حاصل نہیں ہوتی مگر دنیا یا آخرت میں اس سے بہتر چیزیں تمہیں مل جاتی ہیں یا تمہارے کسی بہتر مفاد کے پیش نظر تمہیں اس سے محروم کردیا جاتا ہے اس لئے کہ تم کبھی ایسی چیزیں بھی طلب کرلیتے ہو کہ اگر تمہیں دے دی جائیں تو تمہارا دین تباہ ہو جائے۔ لہٰذا تمہیں بس وہ چیز طلب کرنا چاہئے جس کا جمال پائیدار ہو اور جس کا وبال تمہارے سر نہ پڑنے والا ہو۔ رہا دنیا کا مال تو نہ یہ تمہارے لئے رہے گا، اور نہ تم اُس کے لئے رہو گے۔

یاد رکھو! تم آخرت کے لئے پیدا ہوئے ہو، نہ کہ دنیا کے لئے، فنا کے لئے خلق ہوئے ہو، نہ بقا کے لئے موت کے لئے بنے ہو نہ حیات کے لئے تم ایک ایسی منزل میں ہو جس کا کوئی ٹھیک نہیں اور ایک ایسے گھر میں ہو جو آخرت کا ساز و سامان مہیا کرنے کے لئے ہے اور صرف منزل آخرت کی گزرگاہ ہے۔ تم وہ ہو جس کا موت پیچھا کئے ہوئے ہے جس سے بھاگنے والا چھٹکارا نہیں پاتا۔ کتنا ہی کوئی چاہے، اُس کے ہاتھ سے نہیں نکل سکتا۔ اور وہ بہرحال اُسے پالیتی ہے۔ لہٰذا ڈرو اس سے

کہ موت تمہیں ایسے گناہوں کے عالم میں آ جائے جن سے توبہ کے خیالات تم دل میں لاتے تھے۔ مگر وہ تمہارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے۔ ایسا ہو تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے نفس کا ہلاک کر ڈالا۔ اے فرزند! موت کو اور اُس منزل کو جس پر تمہیں اچانک وارد ہونا ہے اور جہاں موت کے بعد پہنچنا ہے ہر وقت یاد رکھنا تاکہ جب وہ آئے تو تم اپنا حفاظتی سر و سامان مکمل اور اُس کے لئے اپنی قوت مضبوط کر چکے ہو، اور وہ اچانک تم پر نہ ٹوٹ پڑے کہ تمہیں بے دست و پا کر دے۔ خبردار! دنیاداروں کی دنیا پرستی اور اُن کی حرص و طمع جو تمہیں دکھائی دیتی ہے وہ تمہیں فریب نہ دے۔ اس لئے کہ اللہ نے اس کا وصف خوب بیان کر دیا ہے، اور دنیا نے خود بھی اپنی حقیقت واضح کر دی ہے اور اپنی برائیوں کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اس (دنیا) کے گرویدہ بھونکنے والے کتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے پر غراتے ہیں۔ طاقتور کمزور کو نگلے لیتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچل رہا ہے۔ ان میں کچھ چوپائے بندھے ہوئے اور کچھ چھٹے ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اپنی عقلیں کھو دی ہیں اور انجانے راستے پر سوار ہو لیے ہیں یہ دشوار گزار وادیوں میں آفتوں کی چراگاہ میں چھٹے ہیں۔ نہ اُن کا کوئی گلہ بان ہے جو اُن کی رکھوالی کرے، نہ کوئی چرواہا ہے جو انہیں چرائے۔ دنیا نے اُن کو گمراہی کے راستے پر لگایا ہے اور ہدایت کے مینار سے اُن کی آنکھیں بند کر دی ہیں۔ یہ اُس کی گمراہیوں میں سرگرداں اور اُس کی نعمتوں میں غلطاں ہیں، اور اُسے ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ دنیا ان سے کھیل رہی ہے، اور یہ دنیا سے کھیل رہے ہیں۔ اور اس کے آگے کی منزل کو بھولے ہوئے ہیں۔ ٹھہرو! اندھیرا چھٹنے دو۔ گویا (میدان حشر میں) سواریاں اُتری پڑی ہیں۔ تیز قدم چلنے والوں کے لئے وہ وقت دور نہیں کہ اپنے قافلے سے مل جائیں اور معلوم ہونا چاہئے کہ جو شخص لیل و نہار کے مرکب پر سوار ہے وہ اگرچہ ٹھہرا ہوا ہے مگر حقیقت میں چل رہا ہے۔ اور اگرچہ ایک جگہ پر قیام کئے ہوئے ہے مگر مسافت طے کئے جا رہا ہے اور یہ یقین کیساتھ جانے رہو کہ تم اپنی آرزوؤں کو پورا کبھی نہیں کر سکتے، اور جتنی زندگی لے کر آئے ہو اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور تم بھی اپنے پہلے والوں کی راہ پر ہو، لہٰذا طلب میں نرم رفتاری اور کسب معاش میں میانہ روی سے کام لو۔ کیونکہ اکثر طلب کا نتیجہ مال کا گنوانا ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ رزق کی تلاش میں لگا رہنے والا کامیاب ہی ہو، اور کدوکاوش میں اعتدال سے کام لینے والا محروم ہی رہے۔ ہر ذلت سے اپنے نفس کو بلندتر سمجھو، اگرچہ وہ تمہاری من مانی چیزوں تک تمہیں پہنچا دے۔ کیونکہ اپنے نفس کی عزت جو کھو دو گے، اُس کا بدل کوئی حاصل نہ کر سکو گے۔ دوسروں کے غلام نہ بن جاؤ جبکہ اللہ نے تمہیں آزاد بنایا ہے۔ اُس بھلائی میں کوئی بہتری نہیں جو برائی کے ذریعہ حاصل ہو اور اُس آرام و آسائش میں کوئی بہتری نہیں۔ جس کے لئے (ذلت کی) دشواریاں جھیلنا پڑیں۔

خبردار! تمہیں طمع و حرص کی تیز رو سواریاں ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لا اُتاریں۔ اگر ہو سکے تو یہ کرو کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی ولی نعمت کو واسطہ نہ بننے دو کیونکہ تم اپنا حصہ اور اپنی قسمت کا پا کر رہو گے۔ وہ تھوڑا جو اللہ سے بے منت خلق ملے اس بہت سے کہیں بہتر ہے جو مخلوق کے ہاتھوں سے ملے۔ اگرچہ حقیقتاً جو ملتا ہے اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے بے محل خاموشی کا تدارک بے موقعہ گفتگو سے آسان ہے۔ برتن میں جو ہے اُس کی حفاظت یونہی ہوگی کہ منہ بند رکھو اور جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اُس کو محفوظ رکھنا دوسروں کے آگے دست طلب بڑھانے سے مجھے زیادہ پسند ہے یا اس کی تلخی سہہ لینا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔ پاک

دلانی کے ساتھ محنت مزدوری کر لینا فسق و فجور میں گھری ہوئی دولت مندی سے بہتر ہے انسان خود ہی اپنے راز کو خوب چھپا سکتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسی چیز کے لئے کوشاں ہوتے ہیں جو اُن کے لئے ضرر رساں ثابت ہوتی ہے جو زیادہ بولتا ہے وہ بے معنی باتیں کرنے لگتا ہے۔ سوچ بچار سے قدم اٹھانے والا (صحیح راستہ) دیکھ لیتا ہے نیکوں سے میل جول رکھو گے تو تم بھی نیک ہو جاؤ گے، بروں سے بچے رہو گے تو اُن (کے اثرات) سے محفوظ رہو گے۔ بدترین کھانا وہ ہے جو حرام ہو۔ اور بدترین ظلم وہ ہے جو کسی کمزور و ناتواں پر کیا جائے۔ جہاں نرمی سے کام لینا مناسب ہو وہاں سخت گیری ہی نرمی ہے۔ کبھی کبھی دوا بیماری، اور بیماری دوا بن جایا کرتی ہے۔ کبھی بدخواہ بھلائی کی راہ سوجھا دیا کرتا ہے، اور دوست فریب دے جاتا ہے۔ خبردار! امیدوں کے سہارے پر نہ بیٹھنا، کیونکہ امیدیں احمقوں کا سرمایہ ہوتی ہیں۔ تجربوں کو محفوظ رکھنا عقلمندی ہے۔ بہترین تجربہ وہ ہے جو پند و نصیحت دے۔ فرصت کا موقع غنیمت جانو۔ قبل اس کے کہ وہ رنج و اندوہ کا سبب بن جائے ہر طلب و سعی کرنے والا مقصد کو پا نہیں لیا کرتا، اور ہر جانے والا پلٹ کر نہیں آیا کرتا۔ توشہ کا کھو دینا اور عاقبت بگاڑ لینا بربادی و تباہ کاری ہے۔ ہر چیز کا ایک نتیجہ و ثمر ہوا کرتا ہے جو تمہارے مقدر میں ہے وہ تم تک پہنچ کر رہے گا۔ تاجر اپنے کو خطروں میں ڈالا ہی کرتا ہے۔ کبھی تھوڑا مال مال فراواں سے زیادہ بابرکت ثابت ہوتا ہے پست طینت مددگار میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ بدگمان دوست میں جب تک زمانہ کی سواری تمہارے قابو میں ہے اس سے نباہ کرتے رہو۔ زیادہ کی امید میں اپنے کو خطروں میں نہ ڈالو۔ خبردار! کہیں دشمنی و عناد کی سواریاں تم سے منہ زوری نہ کرنے لگیں۔ اپنے کو اپنے بھائی کے لئے اس پر آمادہ کرو کہ جب وہ دوستی توڑے تو تم اُسے جوڑو، وہ منہ پھیرے تو تم آگے بڑھو اور لطف و مہربانی سے پیش آؤ۔ وہ تمہارے لئے کنجوسی کرے تم اُس پر خرچ کرو وہ دوری اختیار کرے تو تم اُس کے نزدیک ہونے کی کوشش کرو، وہ سختی کرتا رہے اور تم نرمی کرو۔ وہ خطا کا مرتکب ہو اور تم اس کے لئے عذر تلاش کرو۔ یہاں تک کہ گویا تم اس کے غلام اور وہ تمہارا آقائے نعمت ہے۔

مگر خبردار یہ برتاؤ بے محل نہ ہو اور نا اہل سے یہ رویہ نہ اختیار کرو۔ اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ ورنہ اس دوست کے دشمن قرار پاؤ گے۔ دوست کو کھری کھری نصیحت کی باتیں سناؤ خواہ اُسے اچھی لگیں یا بُری۔ غصہ کے کڑوے گھونٹ پی جاؤ۔ کیونکہ میں نے نتیجہ کے لحاظ سے اس سے زیادہ خوش مزہ و شیریں گھونٹ نہیں پائے، جو شخص تم سے سختی کے ساتھ پیش آئے اُس سے نرمی کا برتاؤ کرو۔ کیونکہ اس رویہ سے وہ خود ہی نرم پڑ جائے گا۔ دشمن پر لطف و کرم کے ذریعہ سے راہ چارہ تدبیر مسدود کرو کیونکہ دو قسم کی کامیابیوں میں یہ زیادہ مزے کی کامیابی ہے اپنے کسی دوست سے تعلقات قطع کرنا چاہو تو اپنے دل میں اتنی جگہ رہنے دو کہ اگر اس کا رویہ بدلے تو اس کے لئے گنجائش ہو۔ جو تم سے حسن ظن رکھے اُس کے حسن ظن کو سچا ثابت کرو۔ باہمی روابط کی بناء پر اپنے کسی بھائی کی حق تلفی نہ کرو۔ کیونکہ پھر وہ بھائی کہاں رہا جس کا حق تم تلف کرو۔ یہ نہ چاہئے کہ تمہارے گھر والے تمہارے ہاتھوں دنیا جہان میں سب سے زیادہ بدبخت ہو جائیں۔ جو تم سے تعلقات قائم رکھنا پسند ہی نہ کرتا ہو، اُس کے خواہ مخواہ پیچھے نہ پڑو تمہارا دوست قطع تعلق کرے تو تم رشتہ محبت جوڑنے میں اس پر بازی لے جاؤ اور وہ برائی سے پیش آئے تو تم حسن سلوک میں اس سے بڑھ جاؤ۔ ظالم کا ظلم تم پر گراں نہ گزرے کیونکہ وہ اپنے نقصان اور تمہارے فائدے کے لئے

سرگرم عمل ہے اور جو تمہاری خوشی کا باعث ہو اس کا صلہ یہ نہیں کہ اس سے برائی کرو۔ اے فرزند! یقین رکھو کہ رزق دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جس کی تم جستجو
کرتے ہو اور ایک وہ جو تمہاری جستجو میں لگا ہوا ہے، اگر تم اس کی طرف نہ جاؤ گے تو بھی وہ تم تک آ کر رہے گا۔ ضرورت پڑنے پر گڑگڑانا اور مطلب نکل جانے
پر کج خلقی سے پیش آنا کتنی بری عادت ہے۔ دنیا سے بس اتنا ہی اپنا سمجھو جس سے اپنی عقبیٰ کی منزل سنوار سکو۔ اگر تم ہر اُس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے جاتی
رہے، واویلا مچاتے ہو تو پھر ہر اُس چیز پر رنج و افسوس کرو کہ جو تمہیں نہیں ملی۔ موجودہ حالات سے بعد کے آنے والے حالات کا قیاس کرو۔ اُن لوگوں کی
طرح نہ ہو جاؤ کہ جن پر نصیحت اُس وقت تک کارگر نہیں ہوتی جب تک انہیں پوری طرح تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ کیونکہ عقلمند باتوں سے مان جاتے ہیں،
اور حیوان لاتوں کے بغیر نہیں مانا کرتے۔ ٹوٹ پڑنے والے غم و اندوہ کو صبر کی پختگی اور حسنِ یقین سے دور کرو، جو درمیانی راستہ چھوڑ دیتا ہے وہ بے راہ ہو جاتا
ہے۔ دوست بمنزلہ عزیز کے ہوتا ہے۔ سچا دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی دوستی کو نباہے۔ ہوا و ہوس سے زحمت میں پڑنا لازمی ہے۔ بہت سے قریبی بیگانوں
سے بھی زیادہ بے تعلق ہوتے ہیں اور بہت سے بیگانے قریبیوں سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں پردیسی وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو، جو حق سے تجاوز
کر جاتا ہے اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے جو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھتا اس کی منزل برقرار رہتی ہے۔ تمہارے ہاتھوں میں سب سے زیادہ مضبوط وسیلہ وہ
ہے جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے۔ جو تمہاری پروا نہیں کرتا وہ تمہارا دشمن ہے۔ جب حرص و طمع تباہی کا سبب ہو تو مایوسی ہی میں کامرانی ہے۔ ہر عیب ظاہر
نہیں ہوا کرتا۔ فرصت کا موقع بار بار نہیں ملا کرتا۔ کبھی آنکھوں والا صحیح راہ کھو دیتا ہے اور اندھا صحیح راستہ پا لیتا ہے۔ برائی کو پس پشت ڈالتے رہو کیونکہ جب
چاہو گے اُس کی طرف بڑھ سکتے ہو۔ جاہل سے ناطہ توڑنا، عقلمند سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے۔ جو دنیا پر اعتماد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے دنیا اُسے دغا دے جاتی
ہے، اور جو اُسے عظمت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے وہ اُسے پست و ذلیل کرتی ہے۔ ہر تیر انداز کا نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھا کرتا۔ جب حکومت بدلتی ہے تو زمانہ بدل
جاتا ہے۔ راستے سے پہلے شریک سفر اور گھر سے پہلے ہمسایہ کے متعلق پوچھ گچھ کر لو۔ خبردار اپنی گفتگو میں ہنسانے والی باتیں نہ لاؤ۔ اگرچہ وہ نقل قول کی حیثیت
سے ہوں۔ عورتوں سے ہرگز مشورہ نہ لو کیونکہ ان کی رائے کمزور اور ارادہ سست ہوتا ہے۔ انہیں پردہ میں بٹھا کر ان کی آنکھوں کو تاک جھانک سے روکو۔ کیونکہ
پردہ کی سختی اُن کی عزت و آبرو کو برقرار رکھنے والی ہے۔ ان کا گھروں سے نکلنا اس سے زیادہ خطرناک نہیں ہوتا جتنا کسی ناقابل اعتماد کو گھر میں آنے دینا، اور
اگر بن پڑے تو ایسا کرو کہ تمہارے علاوہ کسی اور کو وہ پہچانتی ہی نہ ہوں۔ عورت کو اُس کے ذاتی اُمور کے علاوہ دوسرے اختیارات نہ سونپو کیونکہ عورت ایک
پھول ہے وہ کارفرما اور حکمران نہیں ہے۔ اس کا پاس و لحاظ اُس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور یہ حوصلہ پیدا نہ ہونے دو کہ وہ دوسروں کی سفارش کرنے لگے۔
بے محل شبہ بدگمانی کا اظہار نہ کرو کہ اس سے نیک چلن اور پاکباز عورت بھی بے راہی اور بدکرداری کی راہ دیکھ لیتی ہے۔ اپنے خدمت گزاروں میں ہر شخص کے
لئے ایک کام معین کر دو، جس کی جواب دہی اس سے کر سکو۔ اس طریق کار سے وہ تمہارے کاموں کو ایک دوسرے پر نہیں ٹالیں گے۔ اپنے قوم قبیلے کا احترام
کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے ایسے پر و بال ہیں کہ جن سے تم پرواز کرتے ہو، اور ایسی بنیادیں ہیں جن کا تم سہارا لیتے ہو، اور تمہارے وہ دست و بازو ہیں جن سے حملہ

کرتے ہو۔ میں تمہارے دین اور تمہاری دنیا کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں اور اس سے حال و مستقبل اور دنیا و آخرت میں تمہارے لئے بھلائی کے فیصلہ کا خواستگار ہوں۔ والسلام۔

مکتوب 32

معاویہ کے نام

تم نے لوگوں کی ایک بڑی جماعت کو تباہ کر دیا ہے۔ اپنی گمراہی سے انہیں فریب دیا ہے اور انہیں اپنے سمندر کی موجوں میں ڈال دیا ہے۔ ان پر تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں اور شبہات کی لہریں انہیں تھپیڑے دے رہی ہیں۔ جس کے بعد وہ سیدھی راہ سے بے راہ ہو گئے، الٹے پیروں پھر گئے پیٹھ پھیر کر چلتے بنے، اور اپنے حسب و نسب پر بھروسہ کر بیٹھے، کچھ اہل بصیرت کے جو پلٹ آئے اور تمہیں جان لینے کے بعد تم سے علیحدہ ہو گئے اور تمہاری نصرت و امداد سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف تیزی سے چل پڑے جبکہ تم نے انہیں دشواریوں میں مبتلا کر دیا تھا اور اعتدال کی راہ سے ہٹا دیا تھا۔ اے معاویہ! اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو، اور اپنی مہار شیطان کے ہاتھ سے چھین لو کیونکہ دنیا تم سے بہر حال قطع ہو جائیگی اور آخرت تمہارے قریب پہنچ چکی ہے۔ والسلام۔

مکتوب 33

والی مکہ قثم ابن عباس کے نام

مغربی علاقہ کے میرے جاسوس نے مجھے تحریر کیا ہے کہ کچھ شام کے لوگوں کو (مکہ) حج کیلئے روانہ کیا گیا ہے جو دل کے اندھے اور کانوں کے بہرے اور آنکھوں کی روشنی سے محروم ہیں جو حق کو باطل کی راہ سے ڈھونڈتے ہیں، اور اللہ کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت کرتے ہیں، اور دین کے بہانے دنیا (کے تھنوں) سے دودھ دوہتے ہیں، اور نیکوں اور پرہیز گاروں کے اجر آخرت کو ہاتھوں سے دے کر دنیا کا سودا کر لیتے ہیں۔ دیکھو بھلائی اُسی کے حصہ میں آتی ہے جو اُس پر عمل کرتا ہے اور بُرا بدلہ اُسی کو ملتا ہے جو بُرے کام کرتا ہے۔ لہٰذا تم اپنے فرائض منصبی کو اس شخص کی طرح ادا کرو جو با فہم، پختہ کار، خیر خواہ اور دانش مند ہو اور اپنے حاکم کا فرماں بردار اور اپنے امام کا مطیع رہے اور خبردار! کوئی ایسا کام نہ کرنا کہ تمہیں معذرت کرنے کی ضرورت پیش آئے اور نعمتوں کی فراوانی کے وقت کبھی اتراؤ نہیں اور سختیوں کے موقعہ پر بودا پن نہ دکھاؤ۔ والسلام۔

مکتوب 34

محمد ابن ابی بکر کے نام:
اس موقع پر جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ مصر کی حکومت سے اپنی معزولی اور مالک اشتر کے تقرر کی وجہ سے رنجیدہ ہیں اور پھر مصر پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں انتقال فرما گئے تو آپ نے محمد ابن ابی بکر کو تحریر فرمایا۔

مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہاری جگہ پر اشتر کو بھیجنے سے تمہیں ملال ہوا ہے تو واقعہ یہ ہے کہ میں نے یہ تبدیلی اس لئے نہیں کی تھی کہ تمہیں کام میں کمزور اور ڈھیلا پایا ہو اور یہ چاہا ہو کہ تم اپنی کوشش کو تیز کر دو اور اگر تمہیں اُس منصب حکومت سے جو تمہارے ہاتھ میں تھا میں نے ہٹایا تھا تو تمہیں کسی ایسی جگہ کی حکومت سپرد کرتا جس میں تمہیں زحمت کم ہو، اور وہ تمہیں پسند بھی زیادہ آئے۔ بلاشبہ جس شخص کو میں نے مصر کا والی بنایا تھا وہ ہمارا خیر خواہ اور دشمنوں کے لئے سخت گیر تھا۔ خدا اس پر رحمت کرے اس نے زندگی کے دن پورے کر لئے اور موت سے ہم کنار ہو گیا۔ اس حالت میں کہ ہم اس سے رضامند ہیں۔ خدا کی رضامندیاں بھی اُسے نصیب ہوں اور اُسے بیش از بیش ثواب عطا کرے۔ اب تم دشمن کے مقابلہ کے لئے باہر نکل کھڑے ہو اور اپنی بصیرت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور جو تم سے لڑے اُس سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور اپنے پروردگار کی راہ کی طرف دعوت دو، اور زیادہ سے زیادہ اللہ سے مدد مانگو کہ وہ تمہاری مہمات میں کفایت کرے گا اور مصیبتوں میں تمہاری مدد کرے گا۔ ان شاء اللہ۔

مکتوب 35

مصر میں محمد ابن ابی بکر کے شہید ہو جانے کے بعد عبد اللہ ابن عباس کے نام۔

مصر کو دشمنوں نے فتح کر لیا ہے، اور محمد ابن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ شہید ہو گئے۔ ہم اللہ ہی سے اجر چاہتے ہیں۔ اس فرزند کے مارے جانے پر کہ جو ہمارا خیر خواہ سرگرم کارکن تیغ براں اور دفاع کا ستون تھا، اور میں نے لوگوں کو اُن کی مدد کو جانے کی دعوت دی تھی۔ اس حادثہ سے پہلے ان کی فریاد کو پہنچنے کا حکم دیا تھا اور لوگوں کو علانیہ اور پوشیدہ بار بار پکارا تھا۔ مگر ہوا یہ کہ کچھ آئے بھی تو بادل ناخواستہ، اور کچھ حیلے حوالے کرنے لگے اور کچھ نے جھوٹ بہانے کر کے عدم تعاون کیا۔ میں تو اب اللہ سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے ان کے ہاتھوں سے جلد چھٹکارا دے۔ خدا کی قسم اگر دشمن کا سامنا کرتے وقت مجھے شہادت کی تمنا نہ ہوتی اور اپنے کو موت پر آمادہ نہ کر چکا ہوتا تو میں ان کے ساتھ ایک دن بھی رہنا پسند نہ کرتا اور انہیں ساتھ لے کر کبھی دشمن کی جنگ کو نہ نکلتا۔

مکتوب 36

جو امیر المومنینؑ نے اپنے بھائی عقیل ابن ابی طالب کے خط کے جواب میں لکھا ہے جس میں کسی دشمن کی طرف بھیجی ہوئی ایک فوج کا ذکر کیا ہے۔

میں نے اُس کی طرف مسلمانوں کی ایک بھاری فوج روانہ کی تھی جب اس کو پتہ چلا تو وہ دامن گردان کر بھاگ کھڑا ہوا اور پشیمان ہو کر پیچھے ہٹنے پر مجبور

ہوگیا۔ سورج ڈوبنے کے قریب تھا کہ ہماری فوج نے اُسے ایک راستہ میں جا لیا اور نہ ہونے کے برابر کچھ جھڑپیں ہوئی ہوں گی، اور گھڑی بھر ٹھہرا ہوگا کہ بھاگ کر جان بچا لے گیا جبکہ اُسے گلے سے پکڑا جا چکا تھا اور آخری سانسوں کے سوا اُس میں کچھ باقی نہ رہ گیا تھا اس طرح بڑی مشکل سے وہ بچ نکلا۔

تم قریش کے گمراہی میں دوڑ لگانے، سرکشی میں جولانیاں کرنے اور ضلالت میں منہ زوری دکھانے کی باتیں چھوڑ دو۔ انہوں نے مجھ سے جنگ کرنے میں اُسی طرح ایکا کیا ہے جس طرح وہ مجھ سے پہلے رسول اللہ A سے لڑنے کیلئے ایکا کئے ہوئے تھے۔ خدا کرے ان کی کرنی ان کے سامنے آئے۔ انہوں نے میرے رشتے کا کوئی لحاظ نہ کیا اور میرے ماں جائے کی حکومت مجھ سے چھین لی اور جو تم نے جنگ کے بارے میں میری رائے دریافت کی ہے تو میری آخر دم تک یہی رائے رہے گی کہ جن لوگوں نے جنگ کو جائز قرار دے لیا ہے اُن سے جنگ کرنا چاہئے اپنے گرد لوگوں کا جمگھٹا دیکھ کر میری ہمت نہیں بڑھتی اور نہ اُن کے چھٹ جانے سے مجھے گھبراہٹ ہوتی ہے دیکھو اپنے بھائی کے متعلق چاہے کتنا ہی لوگ اُس کا ساتھ چھوڑ دیں یہ خیال بھی نہ کرنا کہ وہ بے ہمت و ہراساں ہو جائے گا۔ یا کمزوری دکھاتے ہوئے ذلت کے آگے جھکے گا یا مہار کھینچنے والے ہاتھ میں آسانی اپنی مہار دے دے گا۔ یا سوار ہونے والے کیلئے اپنی پشت کو مرکب بننے دے گا۔ بلکہ وہ تو ایسا ہے جیسے قبیلہ بنی سلیم والے نے کہا ہے۔ ''اگر تم مجھ سے پوچھتی ہو کہ کیسے ہو تو سنو! کہ میں زمانہ کی سختیاں جھیل لے جانے میں بڑا مضبوط ہوں مجھے یہ گوارا نہیں کہ مجھ میں حزن و غم کے آثار دکھائی دیں کہ دشمن خوش ہونے لگیں، اور دوستوں کو رنج پہنچے۔

مکتوب 37

معاویہ ابن ابی سفیان کے نام:

اللہ اکبر! تم نفسانی خواہشوں اور زحمت وتعب میں ڈالنے والی حیرت و سرگشتگی سے کس بُری طرح چمٹے ہوئے ہو اور ساتھ ہی حقائق کو برباد کر دیا ہے اور اُن دلائل کو ٹھکرا دیا ہے جو اللہ کو مطلوب اور بندوں پر حجت ہیں۔ تمہارا عثمان اور اُن کے قاتلوں کے بارے میں جھگڑا بڑھانا کیا معنی رکھتا ہے جبکہ تم نے عثمان کی اُس وقت مدد کی جب وہ مدد خود تمہاری ذات کے لئے تھی اور اُس وقت انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا کہ جب تمہاری مدد اُن کے حق میں مفید ہو سکتی تھی۔ والسلام۔

مکتوب 38

اہل مصر کے نام جبکہ مالک اشتر کو وہاں کا حاکم بنایا۔

خدا کے بندے علی امیر المومنینؑ کی طرف سے ان لوگوں کے نام جو اللہ کے لئے غضب ناک ہوئے اس وقت زمین میں اللہ کی نافرمانی اور اس کے حق کی بربادی ہو رہی تھی اور ظلم نے اپنے شامیانے ہر اچھے بُرے مقامی اور پردیسی پر تان رکھے تھے۔ نہ نیکی کا چلن تھا اور نہ بُرائی سے بچا جاتا تھا۔

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تمہاری طرف بھیجا ہے جو خطرے کے دنوں میں سوتا نہیں اور خوف کی گھڑیوں میں دشمن سے ہراساں نہیں ہوتا اور فاجروں کے لئے جلانے والی آگ سے بھی زیادہ سخت ہے۔ وہ مالک ابن حارث مذحجی ہیں ان کی بات کو سنو اور اُن کے ہر اس حکم کو جو حق کے مطابق ہو مانو کیونکہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں کہ جس کی نہ دھار کند ہوتی ہے اور نہ اُس کا وار خالی جاتا ہے۔ اگر وہ تمہیں دشمنوں کی طرف بڑھنے کے لئے کہیں تو بڑھو، اور ٹھہرنے کے لئے کہیں تو ٹھہرے رہو، کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ آگے بڑھیں گے نہ پیچھے ہٹیں گے۔ نہ کسی کو پیچھے ہٹاتے اور نہ آگے بڑھاتے ہیں۔ میں نے ان کے بارے میں تمہیں خود اپنے اوپر ترجیح دی ہے اس خیال سے کہ تمہارے خیر خواہ اور دشمنوں کے لئے سخت گیر ثابت ہوں گے۔

مکتوب 39

عمرو ابن عاص کے نام!

تم نے اپنے دین کو ایک ایسے شخص کی دنیا کے پیچھے لگا دیا ہے جس کی گمراہی ڈھکی چھپی ہوئی نہیں ہے۔ جس کا پردہ چاک ہے جو اپنے پاس بٹھا کر شریف انسان کو بھی داغدار اور سنجیدہ اور بردبار شخص کو بیوقوف بنا تا ہے۔ تم اُس کے پیچھے لگ گئے اور اُس کے بچے کھچے ٹکڑوں کے خواہشمند ہو گئے، جس طرح کتا شیر کے پیچھے ہو لیتا ہے، اُس کے پنجوں کو امید بھری نظروں سے دیکھتا ہوا اور اس انتظار میں کہ اس کے شکار کے بچے کھچے حصہ میں سے کچھ آگے پڑ جائے۔ اس طرح تم نے اپنی دنیا و آخرت دونوں کو گنوایا۔ حالانکہ اگر حق کے پابند رہتے تو بھی تم اپنی مراد کو پا لیتے۔ اب اگر اللہ نے مجھے تم پر اور فرزند ابو سفیان پر غلبہ دیا تو میں تم دونوں کو تمہارے کرتوتوں کا مزا چکھا دوں گا، اور اگر تم میری گرفت میں نہ آئے اور میرے بعد زندہ رہے تو جو تمہیں اس کے بعد درپیش ہو گا وہ تمہارے لئے بہت بُرا ہو گا۔ والسلام

مکتوب 40

ایک عامل کے نام:

مجھے تمہارے متعلق ایک ایسے امر کی اطلاع ملی ہے کہ اگر تم اُس کے مرتکب ہوئے ہو تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کیا، اپنے امام کی نافرمانی کی، اور اپنی امانتداری کو بھی ذلیل و رسوا کیا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے (بیت المال کی) زمین کو صفاچٹ میدان کر دیا ہے اور جو کچھ تمہارے پاؤں تلے تھا، اُس پر قبضہ جما لیا ہے اور جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں تھا اُسے نوش جان کر لیا ہے تم تو ذرا اپنا حساب مجھے بھیج دو، اور یقین رکھو کہ انسانوں کی حساب فہمی سے اللہ کا حساب کہیں زیادہ سخت ہو گا۔ والسلام۔

مکتوب 41

ایک عامل کے نام:

میں نے تمہیں اپنی امانت میں شریک کیا تھا، اور تمہیں اپنا بالکل مخصوص آدمی قرار دیا تھا اور تم سے زیادہ ہمدردی، مددگاری اور امانتداری کے لحاظ سے میرے قوم قبیلہ میں میرے بھروسے کا کوئی آدمی نہ تھا۔ لیکن جب تم نے دیکھا کہ زمانہ تمہارے چچازاد بھائی کے خلاف حملہ آور ہے اور دشمن بپھرا ہوا ہے۔ امانتیں لٹ رہی ہیں اور امت بے رہ اور منتشر و پراگندہ ہو چکی ہے تو تم نے بھی اپنے ابن عم سے رخ موڑ لیا اور ساتھ چھوڑ دینے والوں کے ساتھ تم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا، اور خیانت کرنے والوں میں داخل ہو کر تم بھی خائن ہو گئے۔ اس طرح نہ تم نے اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ ہمدردی ہی کا خیال کیا، نہ امانت داری کے فرض کا احساس کیا۔ گویا اپنے جہاد سے تمہارا مدعا خدا کی رضامندی نہ تھا اور گویا تم اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی روشن دلیل نہ رکھتے تھے اور اُس امت کے ساتھ اُس کی دنیا بٹورنے کے لئے چال چل رہے تھے اور اس کا مال چھین لینے کے لئے غفلت کا موقع تاک رہے تھے چنانچہ اُمت کے مال میں بھرپور خیانت کرنے کا موقع تمہیں ملا تو جھٹ سے دھاوا بول دیا اور جلدی سے کود پڑے اور جتنا بن پڑا اس مال پر جو بیواؤں اور یتیموں کے لئے محفوظ رکھا گیا تھا یوں جھپٹ پڑے جس طرح پھرتیلا بھیڑیا زخمی اور لاچار بکری کو اچک لیتا ہے اور تم نے بڑے خوش خوش اُسے حجاز روانہ کردیا اور اُسے لے جانے میں گناہ کا احساس تمہارے لئے سدِّ راہ نہ ہوا۔ خدا تمہارے دشمنوں کا بُرا کرے، گویا یہ تمہارے ماں باپ کا ترکہ تھا جسے لے کر تم نے اپنے گھر والوں کی طرف روانہ کردیا۔ اللہ اکبر کیا تمہارا قیامت پر ایمان نہیں؟ کیا حساب کتاب کی چھان بین کا ذرا بھی ڈر نہیں؟ اے وہ شخص جسے ہم ہوش مندوں میں شمار کرتے تھے، کیونکر وہ کھانا اور پینا تمہیں خوش گوار معلوم ہوتا ہے اور حرام پی رہے ہو۔ تم ان یتیموں مسکینوں، مومنوں اور مجاہدوں کے مال سے جسے اللہ نے ان کا حق قرار دیا تھا اور ان کے ذریعہ سے ان شہروں کی حفاظت کی تھی، کنیزیں خریدتے ہو، اور عورتوں سے بیاہ رچاتے ہو، اب اللہ سے ڈرو اور اُن لوگوں کا مال انہیں واپس کردو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا اور پھر اللہ نے مجھے تم پر قابو دے دیا تو میں تمہارے بارے میں اللہ کے سامنے اپنے کو سرخرو کروں گا اور اپنی اس تلوار سے تمہیں ضرب لگاؤں گا جس کا وار میں نے جس کسی پر بھی لگایا، وہ سیدھا دوزخ میں گیا۔ خدا کی قسم حسنؑ و حسینؑ بھی وہ کرتے جو تم نے کیا ہے تو میں اُن سے بھی کوئی رعایت نہ کرتا اور نہ وہ مجھ سے اپنی کوئی خواہش منوا سکتے یہاں تک کہ میں اُن سے حق کو پلٹا لیتا، اور اُن کے ظلم سے پیدا ہونے والے غلط نتائج کو مٹا دیتا۔ میں رب العالمین کی قسم کھاتا ہوں کہ میرے لئے یہ کوئی دل خوش کن بات نہ تھی کہ وہ مال جو تم نے ہتھیا لیا میرے لئے حلال ہوتا اور میں اُسے بعد والوں کے لئے بطور ترکہ چھوڑ جاتا، ذرا سنبھلو اور سمجھو کہ تم عمر کی آخری حد تک پہنچ چکے ہو، اور مٹی کے نیچے سونپ دیئے گئے ہو، اور تمہارے تمام اعمال تمہارے سامنے پیش ہیں، اس مقام پر کہ جہاں ظالم واحسرتا کی صدا بلند کرتا ہوگا، اور عمر کو برباد کرنے والے دنیا کی طرف پلٹنے کی آرزو کر رہے ہوں گے۔ حالانکہ اب گریز کا کوئی موقع نہ ہوگا۔

مکتوب 42

حاکم بحرین عمر ابن ابی سلمہ مخزومی کے نام جب انہیں معزول کر کے نعمان ابن عجلان زرقی کو ان کی جگہ پر مقرر فرمایا۔

میں نے نعمان ابن عجلان زرقی کو بحرین کی حکومت دی ہے، اور تمہیں اس سے بے دخل کر دیا ہے۔ مگر یہ اس لئے نہیں کہ تمہیں نا اہل سمجھا گیا ہو، اور تم پر کوئی الزام عائد ہوتا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم نے تو حکومت کو بڑے اچھے اسلوب سے چلایا، اور امانت کو پورا پورا ادا کیا۔ لہٰذا تم میرے پاس چلے آؤ۔ نہ تم سے کوئی بدگمانی ہے، نہ ملامت کی جا سکتی ہے اور نہ تمہیں خطا کار سمجھا جا رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے شام کے ستم گاروں کی طرف قدم بڑھانے کا ارادہ کیا ہے اور چاہا ہے کہ تم میرے ساتھ رہو۔ کیونکہ تم اُن لوگوں میں سے ہو جن سے دشمن سے لڑنے اور دین کا ستون گاڑنے میں مدد لے سکتا ہوں۔ انشاء اللہ۔

مکتوب 43

مصقلہ ابن ہبیرہ شیبانی کے نام جو آپ کی طرف سے اردشیر خرہ کا حاکم تھا۔

مجھے تمہارے متعلق ایک ایسے امر کی خبر ملی ہے جو اگر تم نے کیا ہے تو اپنے خدا کو ناراض کیا، اور اپنے امام کو بھی غضبناک کیا۔ وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے مال غنیمت کو کہ جسے ان کے نیزوں (کی انیوں) اور گھوڑوں (کی ٹاپوں) نے جمع کیا تھا، اور جس پر ان کے خون بہائے گئے تھے تم اپنی قوم کے اُن بدوؤں میں بانٹ رہے ہو جو تمہارے ہوا خواہ ہیں۔ اُس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور جاندار چیزوں کو پیدا کیا ہے اگر یہ صحیح ثابت ہوا تو تم میری نظروں میں ذلیل ہو جاؤ گے اور تمہارا پلہ ہلکا ہو جائے گا۔ اپنے پروردگار کے حق کو سبک نہ سمجھو، اور دین کو بگاڑ کر دنیا کو نہ سنوارو ورنہ عمل کے اعتبار سے خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گے۔

دیکھو! وہ مسلمان جو میرے اور تمہارے پاس ہیں، اس مال کی تقسیم میں برابر کے حصہ دار ہیں اسی اصول پر وہ اس مال کو میرے پاس لینے کے لئے آتے ہیں اور لے کر چلے جاتے ہیں۔

مکتوب 44

زیاد ابن ابیہ کے نام:

جب حضرت کو یہ معلوم ہوا کہ معاویہ نے زیاد کو خط لکھ کر اپنے خاندان میں منسلک کر لینے سے اُسے چکمہ دینا چاہا ہے تو آپ نے زیاد کو تحریر کیا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ معاویہ نے تمہاری طرف خط لکھ کر تمہاری عقل کو پھسلانا اور تمہاری دھار کو کند کرنا چاہا ہے تم اُس سے ہوشیار رہو کیونکہ وہ شیطان ہے جو مومن

سے آگے پیچھے اور دائیں بائیں جانب سے آتا ہے تا کہ اُسے غافل پا کر اُس پر ٹوٹ پڑے اور اُس کی عقل پر چھاپہ مارے۔ واقعہ یہ ہے کہ عمر (ابن خطاب) کے زمانہ میں ابو سفیان کے منہ سے بے سوچے سمجھے ایک بات نکل گئی تھی جو شیطانی وسوسوں سے ایک وسوسہ تھی، جس سے نہ نسب ثابت ہوتا ہے اور نہ وارث ہونے کا حق پہنچتا ہے تو جو شخص اس بات کا سہارا کر بیٹھے وہ ایسا ہے جیسے بزم مے نوشی میں بن بلائے آنے والا کہ اُسے دھکے دے کر نکال باہر کیا جاتا ہے یا زین فرس میں لٹکے ہوئے اس پیالے کے مانند کہ جو اُدھر سے اِدھر تھرکتا رہتا ہے۔

(سید رضی کہتے ہیں کہ زیاد نے جب یہ خط پڑھا تو کہنے لگا کہ رب کعبہ کی قسم انہوں نے اس بات کی گواہی دے دی۔ چنانچہ یہ چیز اُس کے دل میں رہی یہاں تک کہ معاویہ نے اُس کے اپنے بھائی ہونے کا ادعا کر دیا) امیر المومنینؑ نے جو لفظ "الواغل" فرمائی ہے تو یہ اس شخص کو کہتے ہیں جو مے خواروں کی مجلس میں بن بلائے پہنچ جائے تا کہ اس کے ساتھ پی سکے، حالانکہ وہ ان میں سے نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ایسا شخص ہمیشہ دھتکارا اور روکا جاتا ہے اور النوط المذبذب لکڑی کے پیالہ یا جام یا اُس سے ملتے جلتے ظرف کو کہا جاتا ہے کہ جو مسافر کے سامان سے بندھا رہتا ہے اور جب سوار سواری کو چلاتا اور تیز ہنکاتا ہے تو وہ ادھر ادھر سے اُدھر جنبش کھاتا رہتا ہے۔

مکتوب 45

جب حضرتؑ کو یہ خبر پہنچی کہ والی بصرہ عثمان ابن حنیف کو وہاں کے لوگوں نے کھانے کی دعوت دی ہے اور وہ اُس میں شریک ہوئے ہیں تو انہیں تحریر فرمایا۔

اے ابن حنیف مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ بصرہ کے جوانوں میں سے ایک شخص نے تمہیں کھانے پر بلایا اور تم لپک کر پہنچ گئے کہ رنگا رنگ کے عمدہ عمدہ کھانے تمہارے لئے چن چن کر لائے جا رہے تھے اور بڑے بڑے پیالے تمہاری طرف بڑھائے جا رہے تھے۔ مجھے امید نہ تھی کہ تم اُن لوگوں کی دعوت قبول کر لو گے کہ جن کے یہاں سے فقیر و نادار دھتکارے گئے ہوں، اور دولت مند مدعو ہوں۔ جو لقمے چباتے ہو، انہیں دیکھ لیا کرو، اور جسکے متعلق شبہ بھی ہو اُسے چھوڑ دیا کرو اور جسکے پاک و پاکیزہ طریق سے حاصل ہونے کا یقین ہو اس میں سے کھاؤ۔

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہر مقتدی کا ایک پیشوا ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے، اور جس کے نورِ علم سے کسب ضیا کرتا ہے۔ دیکھو تمہارے امام کی حالت تو یہ ہے کہ اُس نے دنیا کے ساز و سامان میں سے دو پھٹی پرانی چادروں اور کھانے میں سے دو روٹیوں پر قناعت کر لی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ تمہارے بس کی یہ بات نہیں۔ لیکن اتنا تو کرو کہ پرہیز گاری سعی و کوشش پاکدامانی اور سلامت روی میں میرا ساتھ دو۔ خدا کی قسم میں نے تمہاری دنیا سے سونا سمیٹ کر نہیں رکھا اور نہ اس کی مال و متاع میں سے انبار جمع کر رکھے ہیں، اور نہ ان پرانے کپڑوں کے بدلہ میں (جو پہنے ہوئے ہوں) اور کوئی پرانا کپڑا میں نے مہیا کیا ہے۔ بے شک اس آسمان

کے سایہ تلے لے دے کر ایک فدک ہمارے ہاتھوں میں تھا اس پر بھی کچھ لوگوں کے منہ سے رال ٹپکی، اور دوسرے فریق نے اس کے جانے کی پرواہ نہ کی اور بہترین فیصلہ کرنے والا اللہ ہے بھلا میں فدک یا فدک کے علاوہ کسی اور چیز کو لے کر کروں گا کیا جبکہ نفس کی منزل کل قبر قرار پانے والی ہے کہ جس کی اندھاریوں میں اُس کے نشانات مٹ جائیں گے اور اُس کی خبریں ناپید ہو جائیں گی۔ وہ تو ایک ایسا گڑھا ہے کہ اگر اُس کا پھیلاؤ بڑھا بھی دیا جائے اور گورکن کے ہاتھ اُسے کشادہ بھی رکھیں، جب بھی پتھر اور کنکر اُس کو تنگ کر دیں گے، اور مسلسل مٹی کے ڈالے جانے سے اُس کی دراڑیں بند ہو جائیں گی۔ میری توجہ تو صرف اس طرف ہے کہ میں تقوٰی الٰہی کے ذریعہ اپنے نفس کو بے قابو نہ ہونے دوں تا کہ اُس دن کہ جب خوف حد سے بڑھ جائے گا وہ مطمئن رہے اور پھسلنے کی جگہوں پر مضبوطی سے جما رہے۔ اگر میں چاہتا تو صاف ستھرے شہد، عمدہ گیہوں اور ریشم کے بنے ہوئے کپڑوں کے لئے ذرائع مہیا کر سکتا تھا لیکن ایسا کہاں ہو سکتا ہے کہ خواہشیں مجھے مغلوب بنا لیں، اور حرص مجھے اچھے اچھے کھانوں کے چن لینے کی دعوت دے جبکہ حجاز و یمامہ میں شاید ایسے لوگ ہوں کہ جنھیں ایک روٹی کے ملنے کی بھی آس نہ ہو، اور انہیں پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہ ہوا ہو۔ کیا میں شکم سیر ہو کر پڑا رہا کروں؟ درآنحالیکہ میرے گرد و پیش بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپتے ہوں یا میں ویسا ہو جاؤں جیسے کہنے والے نے کہا ہے، کہ تمہاری بیماری یہ کیا کم ہے کہ تم پیٹ بھر کر لمبی تان لو اور تمہارے گرد کچھ ایسے جگر ہوں جو سوکھے چمڑے کو ترس رہے ہوں، کیا میں اسی میں مگن رہوں کہ مجھے امیر المومنین کہا جاتا ہے مگر میں زمانہ کی سختیوں میں مومنوں کا شریک و ہمدم اور زندگی کی بدمزگیوں میں اُن کے لئے نمونہ نہ بنوں۔ میں اس لئے تو پیدا نہیں ہوا ہوں کہ اچھے اچھے کھانوں کی فکر میں لگا رہوں اُس بندھے ہوئے چوپایہ کی طرح جسے صرف اپنے چارے ہی کی فکر لگی رہتی ہے یا اُس کھلے ہوئے جانور کی طرح جس کا کام منہ مارنا ہوتا ہے، وہ گھاس سے پیٹ بھر لیتا ہے اور جو اُس سے مقصد پیش نظر ہوتا ہے اُس سے غافل رہتا ہے کیا میں بے قید و بند چھوڑ دیا گیا ہوں؟ یا بیکار کھلے بندوں رہا کر دیا گیا ہوں کہ گمراہی کی رسیوں کو کھینچتا رہوں اور بھٹکنے کی جگہوں میں منہ اٹھائے پھرتا رہوں۔

میں سمجھتا ہوں تم میں سے کوئی کہے گا کہ جب ابن ابی طالبؑ کی خوراک یہ ہے تو ضعف و ناتوانی نے اُسے حریفوں سے بھڑنے اور دلیروں سے ٹکرانے سے بٹھا دیا ہو گا۔ مگر یاد رکھو کہ جنگل کے درخت کی لکڑی مضبوط ہوتی ہے اور تر و تازہ پیڑوں کی چھال کمزور اور پتلی ہوتی ہے اور صحرائی جھاڑ کا ایندھن زیادہ بھڑکتا ہے اور دیر میں بجھتا ہے۔ مجھے رسولؐ سے وہی نسبت ہے جو ایک ہی جڑ سے پھوٹنے والی دو شاخوں کو ایک دوسرے سے اور کلائی کو بازو سے ہوتی ہے۔ خدا کی قسم اگر تمام عرب ایکا کر کے مجھ سے بھڑنا چاہیں تو میدان چھوڑ کر پیٹھ نہ دکھاؤں گا اور موقع پاتے ہی اُن کی گردنیں دبوچ لینے کے لئے لپک کر آگے بڑھوں گا اور کوشش کروں گا کہ اس الٹی کھوپڑی والے بے ہنگم ڈھانچے (معاویہ) سے زمین کو پاک کر دوں تا کہ کھلیان کے دانوں سے کنکر نکل جائے۔

اے دنیا میرا پیچھا چھوڑ دے۔ تیری باگ ڈور تیرے کاندھے پر ہے میں تیرے پنجوں سے نکل چکا ہوں تیرے پھندوں سے باہر ہو چکا ہوں، اور تیرے پھسلنے کی جگہوں میں بڑھنے سے قدم روک رکھے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں تو نے کھیل تفریح کی باتوں سے چکمے دیئے کدھر ہیں وہ جماعتیں جنہیں تو نے اپنی

آرائشوں سے ورغلائے رکھا؟ وہ قبروں میں جکڑے ہوئے اور خاک لحد میں دبکے پڑے ہیں، اگر تو دکھائی دینے والا مجسمہ اور سامنے آنے والا ڈھانچہ ہوتی تو بخدا میں تجھ پر اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں جاری کرتا کہ تو نے بندوں کو امیدیں دلا دلا کر بہکایا، قوموں کی قوموں کو (ہلاکت کے) گڑھوں میں لا پھینکا اور تاجداروں کو تباہیوں کے حوالے کر دیا اور سختیوں کے گھاٹ پر لا اُتارا جن پر اس کے بعد نہ سیراب ہونے کے لئے اُترا جائے گا اور نہ سیراب ہو کر پلٹا جائے گا۔ پناہ بخدا جو تیری پھسلن پر قدم رکھے گا وہ ضرور پھسلے گا جو تیری موجوں پر سوار ہوگا، وہ ضرور ڈوبے گا، جو تیرے پھندوں سے بچ کر رہے گا وہ توفیق سے ہمکنار ہوگا۔ تجھ سے دامن چھڑا لینے والا پروا نہیں کرتا۔ اگرچہ دنیا کی وسعتیں اُس کے لئے تنگ ہو جائیں اُس کے نزدیک تو دنیا ایک دن کے برابر ہے کہ جو ختم ہوا چاہتا ہے۔ مجھ سے دور ہو، میں تیرے قابو میں آنے والا نہیں کہ تو مجھے ذلتوں میں جھونک دے اور نہ میں تیرے سامنے اپنی باگ ڈھیلی چھوڑنے والا ہوں کہ تو مجھے ہنکا لے جائے، میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں ایسی قسم جس میں اللہ کی مشیت کے علاوہ کسی چیز کا استثنا نہیں کرتا کہ میں اپنے نفس کو ایسا سدھاؤں گا کہ وہ کھانے میں ایک روٹی کے ملنے پر خوش ہو جائے اور اس کے ساتھ صرف نمک پر قناعت کر لے اور اپنی آنکھوں کا سوتا اس طرح خالی کردوں گا جس طرح وہ چشمہ آب جس کا پانی تہ نشین ہو چکا ہے کیا جس طرح بکریاں پیٹ بھر لینے کے بعد سینہ کے بل بیٹھ جاتی ہیں اور سیر ہو کر اپنے باڑے میں گھس جاتی ہیں، اُسی طرح علیؑ بھی اپنے پاس کا کھانا کھا لے اور بس سو جائے اُس کی آنکھیں بے نور ہو جائیں۔ اگر وہ زندگی کے طویل سال گزارنے کے بعد کھلے ہوئے چوپاؤں اور چرنے والے جانوروں کی پیروی کرنے لگے۔

خوشا نصیب اُس شخص کے کہ جس نے اللہ کے فرائض کو پورا کیا۔ سختی اور مصیبت میں صبر کئے پڑا رہا، راتوں کو اپنی آنکھوں کو بیدار رکھا اور جب نیند کا غلبہ ہوا تو ہاتھ کو تکیہ بنا کر اُن لوگوں کے ساتھ فرش خاک پر پڑا رہا کہ جن کی آنکھیں خوف حشر سے بیدار پہلو بچھونوں سے الگ اور ہونٹ یاد خدا میں زمزمہ سنج رہتے ہیں، اور کثرت استغفار سے جن کے گناہ چھٹ گئے ہیں۔ یہی اللہ کا گروہ ہے اور بے شک اللہ کا گروہ ہی کامران ہونے والا ہے۔ اے ابن حنیف! اللہ سے ڈرو اور اپنی ہی روٹیوں پر قناعت کرو تا کہ جہنم کی آگ سے چھٹکارا پا سکو۔

مکتوب 46

ایک عامل کے نام:

تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے دین کے قیام میں مدد لیتا ہوں اور گنہگاروں کی نخوت توڑتا ہوں، اور خطرناک سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوں۔ پیش آنے والی مہمات میں اللہ سے مدد مانگو۔ (رعیت کے بارے میں) سختی کے ساتھ کچھ نرمی کی آمیزش کئے رہو۔ جہاں تک نرمی مناسب ہو نرمی برتو، اور جب سختی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو سختی کرو۔

رعیت سے خوش خلقی اور کشادہ روئی سے پیش آؤ۔ اُن سے اپنا رویہ نرم رکھو اور کنکھیوں اور نظر بھر کر دیکھنے اور اشارہ اور سلام کرنے میں برابری کرو تا کہ بڑے لوگ تم سے بے راہ روی کی توقع نہ رکھیں، اور کمزور تمہارے انصاف سے مایوس نہ ہوں۔ والسلام

وصیت 47

جب آپ کو ابن ملجم لعنۃ اللہ ضربت لگا چکا تو آپ نے حسن اور حسین علیہما السلام سے فرمایا۔

میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، دنیا کے خواہشمند نہ ہونا، اگر چہ وہ تمہارے پیچھے لگے اور دنیا کی کسی ایسی چیز پر نہ کڑھنا جو تم سے روک لی جائے، جو کہنا حق کے لئے کہنا، اور جو کرنا ثواب کے لئے کرنا۔ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بنے رہنا۔

میں تم کو، اپنی تمام اولاد کو، اپنے کنبہ کو اور جن جن تک میرا یہ نوشتہ پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا، کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہ A کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز روزہ سے افضل ہے۔ (دیکھو) یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ان کا کام و دہن کے لئے فاقہ کی نوبت نہ آئے اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ و برباد نہ ہو جائیں۔ اپنے ہمسایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ ان کے بارے میں تمہارے پیغمبر A نے برابر ہدایت کی ہے اور آپ اس حد تک ان کے لئے سفارش فرماتے رہے کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ آپ انہیں بھی ورثہ دلائیں گے۔ قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ دوسرے اس پر عمل کرنے میں تم پر سبقت لے جائیں۔ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرنا اُسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا کیونکہ اگر یہ خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر (عذاب سے) مہلت نہ پاؤ گے۔ جان، مال اور زبان سے راہ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کو نہ بھولنا اور تم کو لازم ہے کہ آپس میں میل ملاپ رکھنا اور ایک دوسرے کی طرف سے پیٹھ پھیرنے اور تعلقات توڑنے سے پرہیز کرنا نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے سے کبھی ہاتھ نہ اٹھانا ورنہ بد کردار تم پر مسلط ہو جائیں گے۔ پھر دعا مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔

(پھر ارشاد فرمایا) اے عبد المطلب کے بیٹو! ایسا نہ ہونے پائے کہ تم "امیر المومنین قتل ہو گئے، امیر المومنین قتل ہو گئے" کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شروع کر دو۔ دیکھو میرے بدلے میں صرف میرا قاتل ہی قتل کیا جائے اور دیکھو جب میں اس ضرب سے مر جاؤں تو اس ایک ضرب کے بدلے میں ایک ہی ضرب لگانا۔ اور اس شخص کے ہاتھ پیر نہ کاٹنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ A کو فرماتے سنا ہے کہ خبردار کسی کے بھی ہاتھ پیر نہ کاٹو، اگر چہ وہ کاٹنے والا کتا ہی ہو۔

مکتوب 48

معاویہ ابن ابی سفیان کے نام:

یاد رکھو! سرکشی اور دروغ گوئی انسان کو دین و دنیا میں رسوا کر دیتی ہے اور نکتہ چینی کرنے والے کے سامنے اس کی خامیاں کھول دیتی ہے تم جانتے ہو کہ جس چیز کا ہاتھ سے جانا ہی طے ہے، اُسے تم پا نہیں سکتے۔ بہت سے لوگوں نے بغیر کسی حق کے کسی مقصد کو چاہا اور منشاء الٰہی کے خلاف تاویلیں کرنے لگے، تو اللہ نے انہیں جھٹلا دیا۔ لہٰذا تم بھی اُس دن سے ڈرو جس میں وہی شخص خوش ہوگا جس نے اپنے اعمال کے نتیجہ کو بہتر بنا لیا ہو اور وہ شخص نادم و شرمسار ہوگا جس نے اپنی باگ ڈور شیطان کو تھما دی اور اُس کے ہاتھ سے اُسے نہ چھیننا چاہا اور تم نے ہمیں قرآن کے فیصلہ کی طرف دعوت دی۔ حالانکہ تم قرآن کے اہل نہیں تھے تو ہم نے تمہاری آواز پر لبیک نہیں کہی، بلکہ قرآن کے حکم پر لبیک کہی۔ والسلام۔

مکتوب 49

معاویہ کے نام:

دنیا آخرت سے روگرداں کر دینے والی ہے اور جب دنیادار اس سے کچھ تھوڑا بہت پا لیتا ہے تو وہ اُس کے لئے اپنی حرص و شیفتگی کے دروازے کھول دیتی ہے اور یہ نہیں ہوتا کہ اب جتنی دولت مل گئی اس پر اکتفا کرے اور جو ہاتھ نہیں آیا اُس سے بے نیاز رہے۔ حالانکہ نتیجہ میں جو کچھ جمع کیا ہے اُس سے جدائی اور جو کچھ بندوبست کیا ہے اُس کی شکست لازمی ہے اور اگر تم گذشتہ حالات سے عبرت حاصل کرو تو باقی عمر کی حفاظت کر سکو گے۔ (والسلام)

مکتوب 50

سرداران لشکر کے نام:

خدا کے بندے علی امیر المومنین کا خط چھاؤنیوں کے سالاروں کی طرف۔

حاکم پر فرض ہے کہ جس برتری کو اُس نے پایا ہے اور جس فارغ البالی کی منزل پر پہنچا ہے وہ اس کے رویہ میں جو رعایا کے ساتھ ہے تبدیلی پیدا نہ کرے۔ بلکہ اللہ نے جو نعمت اُس کے نصیب میں کی ہے وہ اُسے بندگان خدا سے نزدیکی اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی میں اضافہ ہی کا باعث ہو ہاں! مجھ پر تمہارا یہ بھی حق ہے کہ جنگ کی حالت کے علاوہ کوئی راز تم سے پردہ میں نہ رکھوں اور حکم شرعی کے سوا دوسرے اُمور میں تمہاری رائے و مشورہ سے پہلوتہی نہ کروں اور تمہارے کسی حق کو پورا کرنے میں کوتاہی نہ کروں اور اُسے انجام تک پہنچائے بغیر دم نہ لوں اور یہ کہ حق میں تم میرے نزدیک سب برابر سمجھے جاؤ۔ جب میں یہ کرتا ہوں تو تم پر اللہ کے احسان کا شکر لازم ہے اور میری اطاعت بھی اور یہ کہ کسی پکار پر قدم پیچھے نہ ہٹاؤ۔ اور نیک کاموں میں کوتاہی نہ کرو، اور حق تک پہنچنے کیلئے سختیوں کا مقابلہ کرو۔ اور اگر تم اس رویہ پر برقرار نہ رہو تو پھر تم میں سے

بدلہ ہو جانیوالوں سے زیادہ کوئی میری نظر میں ذلیل نہ ہوگا پھر اُسے سزا بھی سخت دوں گا اور وہ اس بارے میں مجھ سے کوئی رعایت نہ پائے گا۔ تم اپنے (ماتحت) سرداروں سے بھی عہدو پیمان لو، اور اپنی طرف سے بھی ایسے حقوق کی پیش کش کرو کہ جس سے اللہ تمہارے معاملات کو سلجھا دے۔ والسلام۔

مکتوب 51

خراج کے تحصیلداروں کے نام
خدا کے بندے علی امیر المومنینؑ کا خط خراج وصول کرنے والوں کی طرف۔

جو شخص اپنے انجام کار سے خائف نہیں ہوتا وہ اپنے نفس کے بچاؤ کیلئے کوئی سر وسامان فراہم نہیں کر سکتا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جو فرائض تم پر عائد کئے گئے ہیں وہ کم ہیں اور اُن کا ثواب زیادہ ہے۔ خدا نے ظلم وسرکشی سے جو روکا ہے اُس پر سزا کا خوف نہ بھی ہوتا جب بھی اُس سے بچنے کا ثواب ایسا ہے کہ اس کی طلب سے بے نیاز ہونے میں کوئی عذر نہیں کیا جا سکتا۔ لوگوں سے عدل وانصاف کا رویہ اختیار کرو، اور اُن کی خواہشوں پر صبر وتحمل سے کام لو اس لئے کہ تم رعیت کے خزینہ دار، امت کے نمائندے اور اقتدار اعلیٰ کے فرستادہ ہو۔ کسی سے اس کی ضروریات کو قطع نہ کرو، اور اُس کے مقصد میں روڑے نہ اٹکاؤ اور لوگوں سے خراج وصول کرنے کے لئے اُن کے جاڑے یا گرمی کے کپڑوں اور مویشیوں کو جن سے وہ کام لیتے ہوں، اور اُن کے غلاموں کو فروخت نہ کرو، اور کسی کو پیسہ کی خاطر کوڑے نہ لگاؤ اور کسی مسلمان یا ذمی کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ مگر یہ کہ اُس کے پاس گھوڑا یا ہتھیار ہو کہ جو اہل اسلام کے خلاف استعمال ہونے والا ہو اس لئے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ کسی مسلمان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اُس کو دشمنان اسلام کے ہاتھوں میں رہنے دے کہ جو مسلمانوں پر غلبہ کا سبب بن جائے اور اپنوں کی خیر خواہی، فوج سے نیک برتاؤ، رعیت کی امداد اور دین خدا کو مضبوط کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو۔ اللہ کی راہ میں جو تمہارا فرض ہے اُسے سر انجام دو۔ کیونکہ اللہ سبحانہٗ نے اپنے احسانات کے بدلہ میں ہم سے اور تم سے یہ چاہا ہے کہ ہم مقدور بھر اُس کا شکر اور طاقت بھر اُس کی نصرت کریں اور ہماری قوت وطاقت بھی تو خدا ہی کی طرف سے ہے۔

مکتوب 52

نماز کے بارے میں مختلف شہروں کے حکمرانوں کے نام:

ظہر کی نماز پڑھاؤ اُس وقت تک کہ سورج اتنا جھک جائے کہ بکریوں کے باڑے کی دیوار کا سایہ اس کے برابر ہو جائے اور عصر کی نماز اُس وقت تک پڑھا دینا چاہئے کہ سورج ابھی روشن اور زندہ ہو اور دن ابھی اتنا باقی ہو کہ چھ میل کی مسافت طے کی جا سکے اور مغرب کی نماز اُس وقت پڑھاؤ کہ جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور حاجی عرفات سے واپس جاتے ہیں اور عشاء کی نماز مغرب کی سرخی غائب ہونے سے رات کے ایک تہائی حصہ تک پڑھا دو، اور صبح کی نماز